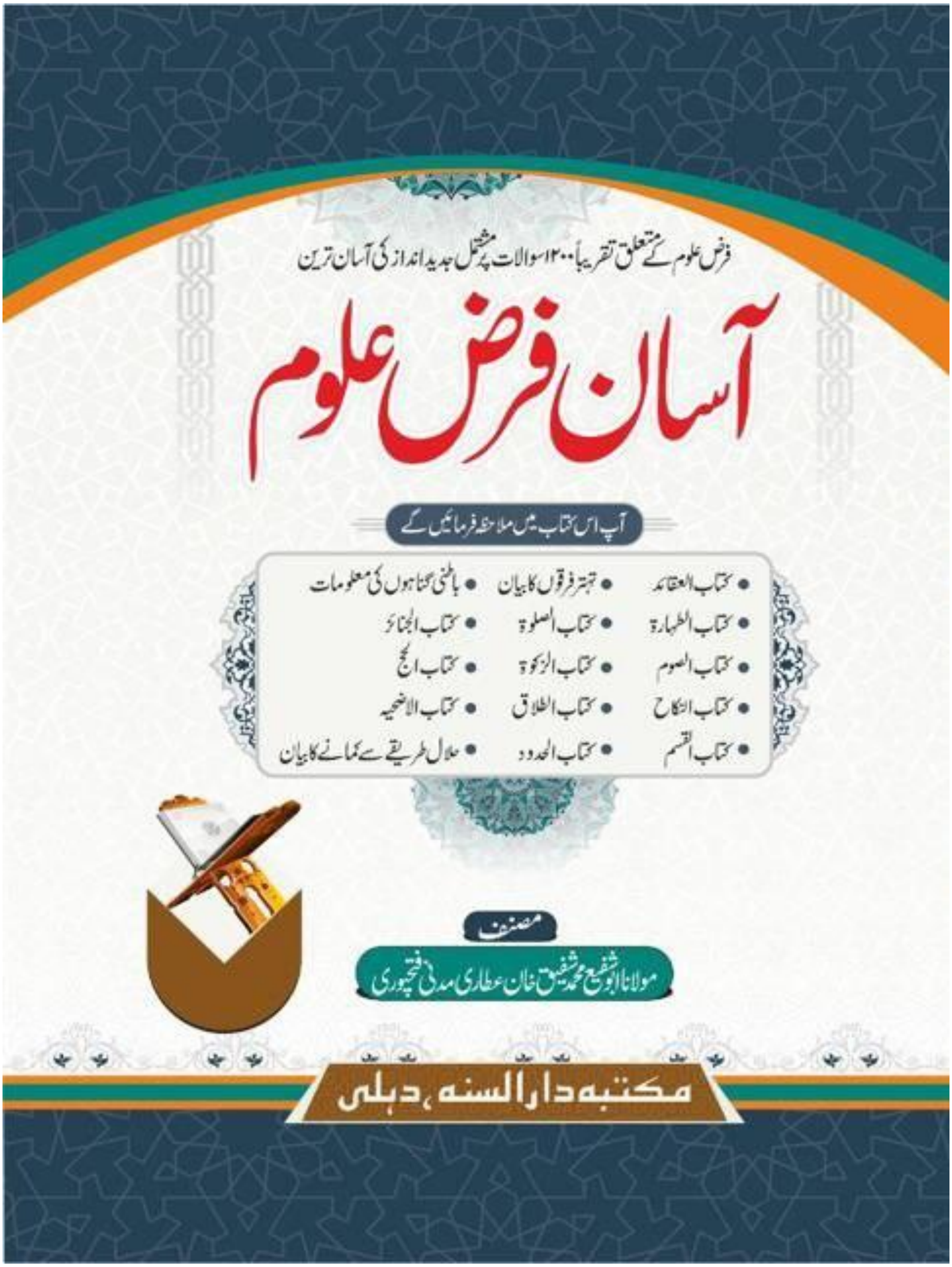

فرض علوم کے متعلق تقریباً ۱۲۰۰ سوالات پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین
آسان فرض علوم
آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے
• کتاب العقائد
• تہتر فرقوں کا بیان
• باطنی گناہوں کی معلومات
• کتاب الطہارۃ
• کتاب الصلوۃ
• کتاب الجنائز
• کتاب الصوم
• کتاب الزکوۃ
• کتاب الحج
• کتاب النکاح
• کتاب الطلاق
• کتاب الاضحیہ
• کتاب القسم
• کتاب الحدود
• حلال طریقے سے کمانے کا بیان
مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دار السنہ، دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم کے متعلق تقریباً 1200 سوالات پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین

کتاب بنام

# آسَان

# فَرْضِ عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...کتاب العقائد ☆...تہتر فرقوں کا بیان ☆...باطنی گناہوں کی معلومات

☆...کتاب الطہارۃ ☆...کتاب الصلوۃ ☆...کتاب الجنائز

☆...کتاب الصوم ☆...کتاب الزکوۃ ☆...کتاب الحج

☆...کتاب النکاح ☆...کتاب الطلاق ☆...کتاب الاضحیہ

☆...کتاب القسم ☆...کتاب الحدود ☆...حلال طریقے سے کمانے کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ


| | | |
|---|---|---|
| کتاب کانام | : | آسان فرض علوم |
| مصنف | : | مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری |
| کمپوزنگ | : | مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری |
| تصحیح | : | حافظ مجیب مرتضی عطاری مرادآبادی |
| صفحات | : | 696 |
| تعداد | : | 1100 |
| سن طباعت | : | OCT 2023 |
| ناشر | : | مکتبہ دار السنہ اردو مارکیٹ مٹیا محل جامع مسجد دہلی(110006) |

رابطہ نمبر:918808693818+


## مکتبہ دار السنہ کی مطبوعات حاصل کرنے کا مقام

| ش | مقام کانام | رابطہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | AGRA, UP | +918808693818 |

# ”آسان فرض علوم“ کی کچھ اہم خصوصیات

فرض علوم کے موضوع پر کئی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، سب ہی اپنے اعتبار سے بہتر ہیں، ہر کتاب کا انداز اپنی مثال آپ ہے، اب یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ جب فرض علوم کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں تو پھر ایک اور کتاب بنام **”آسان فرض علوم“** لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

پس اسی سوال کا جواب دینے کے لئے **”آسان فرض علوم“** کی **کچھ خصوصیات** درج کی جاتی ہیں جن کو پڑھ کر یہ محسوس ہو گا کہ واقعی اس زمانے میں **”آسان فرض علوم“** کی ضرورت ہے۔

**(۱)۔۔۔** **”آسان فرض علوم“** کا اسلوب بہت ہی آسان کیا گیا ہے تاکہ ہر طبقے سے تعلق رکھنے والا مسلمان اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔

**(۲)۔۔۔** موجودہ زمانے کے اعتبار سے ایک مسلمان کو جن جن عقائد و مسائل اور معمولاتِ اہلسنت کی اکثر و بیشتر ضرورت پڑتی رہتی ہے صرف انہیں عقائد و مسائل اور معمولاتِ اہلسنت کو بیان کیا گیا ہے۔

**(۳)۔۔۔** عقائد و مسائل، باطنی گناہ اور معمولاتِ اہلسنت کے ساتھ ساتھ ان کی حکمتیں اور عقلی دلائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

**(۴)۔۔۔** ہر عنوان کو نئے صفحے سے شروع کر کے اس کی ہیڈنگ قائم کی گئی ہے۔

**(۵)۔۔۔** ہر عنوان کے شروع میں درودِ پاک کی فضیلت لکھی گئی ہے۔

**(۶)۔۔۔** عقائدِ اہلسنت کو بہترین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

**(۷)۔۔۔** اسلام کے دیگر باطل فرقوں کا مختصر تعارف اور ان کے عقائد بیان کئے گئے ہیں۔

**(۸)۔۔۔** تمام مفتی بہ مسائل بہارِ شریعت اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں سے اخذ کر کے حوالے کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

**(۹)۔۔۔** متعدد چیزوں کو سیریل وائز نمبر ڈال کر ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔

**(۱۰)۔۔۔** جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین انداز میں کمپوز کیا گیا ہے۔

(۱۱)۔۔۔ مجلسِ اجارہ کے مسائلِ نماز ٹیسٹ کے نصاب کے تمام سوالات شامل کر کے انہیں ہائی لائٹ کیا گیا ہے۔

**نوٹ**: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس میل ایڈی پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

## فہرست


**عقائد کا نصاب** ............ ۲۹

**کِتَابُ الْعَقَائِد** ............ ۳۱

**بنیادی باتیں** ............ ۳۲

**سوال:** عقیدہ کسے کہتے ہیں؟ ............ ۳۲

**سوال:** ایک مسلمان کا کیسا عقیدہ ہونا چاہئے؟ ............ ۳۲

**سوال:** دین کے بعض عقائد سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟ ............ ۳۳

**سوال:** عقائد میں کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟ ............ ۳۳

**سوال:** عقائدِ اہلِ سنّت سے کیا مراد ہے؟ ............ ۳٤

**اللہ کی ذات وصفات کے متعلق عقائد** ............ ۳۵

**سوال:** اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟ ............ ۳۵

**سوال:** اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟ ............ ۳۵

**سوال:** اگر اللہ تعالیٰ موجود ہے تو دکھتا کیوں نہیں؟ ............ ۳٦

**سوال:** اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر کیا دلیل ہے؟ ............ ۳۷

**سوال:** اللہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا؟ ............ ۳۸

**سوال:** عبادت کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے اس پر کیا دلیل ہے؟ ............ ۳۸

**سوال:** اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج کیوں نہیں ہے؟ ............ ۳۹

**سوال:** اللہ تعالیٰ کا اولاد سے پاک ہونے کی کیا حکمت ہے؟ ............ ٤۱

**سوال:** اللہ تعالیٰ کا جسم سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟ ............ ٤۳

**سوال**: اللہ تعالیٰ کا صورت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟ ........ ۴۴
**سوال**: اللہ تعالیٰ کا مکان وجہت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟ ........ ۴۴
**سوال**: جب اللہ مکان سے پاک ہے تو "اللہ ہر جگہ ہے" کہنا کیسا ہے؟ ........ ۴۵
**سوال**: کیا محال چیز پر اللہ تعالیٰ قادر ہے؟ ........ ۴۶
**سوال**: اللہ تعالیٰ کو "اللہ" کیوں کہتے ہیں؟ ........ ۴۷
**سوال**: اللہ تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟ ........ ۴۸
**سوال**: اللہ تعالیٰ کی صفات اللہ کا عین ہیں یا غیر؟ ........ ۵۱
**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہو سکتا ہے؟ ........ ۵۲
**سوال**: اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کیسا ہے؟ ........ ۵۳
**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بارے میں سوچتا ہے؟ ........ ۵۴
**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ ........ ۵۴
**سوال**: اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے سے کیا خرابیاں لازم آتی ہیں؟ ........ ۵۶
**انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کے متعلق عقائد** ........ ۵۸
**سوال**: کیا انبیائے کرام کے متعلق عقائد سیکھنا ضروری ہے؟ ........ ۵۸
**سوال**: وحی کیا ہوتی ہے؟ ........ ۵۸
**سوال**: انبیائے کرام کو بھیجنے کی کیا حکمت ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ انبیاء کے بغیر لوگوں کو ہدایت نہیں دے سکتا؟ ........ ۵۹
**سوال**: تب تو رب تعالیٰ مجبور ہوا کہ اپنے بندوں کو بغیر انبیاء کے احکام نہ پہنچا سکا؟ ........ ۵۹
**سوال**: جنات اور عورت نبی کیوں نہیں ہوتے؟ ........ ۵۹

**سوال:** کیاانبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے سہو ممکن ہے ؟ اور تقیہ کا کیا معنی ہے ؟ ............ ٦٢

**سوال:** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی لغزشوں کا تذکرہ کرنا کیسا ہے ؟ ............ ٦٣

**سوال:** ایک مسلمان کو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہئے ؟ ............ ٦٣

**سیدالمرسلین** صلی اللہ علیہ و الہ و سلم **کے متعلق عقائد** ............ ٦٥

**سوال:** اللہ تعالی کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل کون ہے ؟ ............ ٦٥

**سوال:** کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مثل ہو سکتا ہے ؟ ............ ٦٦

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے ؟ ............ ٦٦

**سوال:** کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے ؟ ............ ٦٧

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص کتنے اور کون کون سے ہیں ؟ ............ ٦٨

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کتنے نام ہیں ؟ ............ ٧١

**قیامت کا بیان** ............ ٧٢

**سوال:** قیامت کسے کہتے ہیں ؟ ............ ٧٢

**سوال:** علاماتِ صغریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں ؟ ............ ٧٢

**سوال:** قیامت کی علاماتِ کبریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں ؟ ............ ٧٣

**سوال:** یاجوج وماجوج کون ہیں ؟ ............ ٧٦

**سوال:** حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کب تک دنیا میں قیام فرمائیں گے ؟ ............ ٧٨

**سوال:** حشر صرف روح کا ہو گا یا روح و جسم دونوں کا ؟ ............ ٨١

**جنّت ودوزخ کا بیان** ............ ٨٢

**سوال:** جنت کا معنی کیا ہے ؟ اور یہ کیا چیز ہے ؟ ............ ٨٢

**سوال:** نار کا کیا معنی ہے؟ اور دوزخ کیا ہے؟ ........ ۸۲
**سوال:** کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں؟ ........ ۸۳
**سوال:** کیا جنت و جہنم فنا ہو جائیں گی؟ ........ ۸٤
**سوال:** جنّت کے کچھ اوصاف بیان فرمائیں۔ ........ ۸٤
**سوال:** دوزخ کے کچھ اوصاف بیان فرمائیں۔ ........ ۸۵
**سوال:** دخولِ جنّت و دوزخ کے بعد کیا ہو گا؟ ........ ۸٦
**تقدیر کا بیان** ........ ۸۷
**سوال:** تقدیر کیا ہے؟ اور جو تقدیر کا انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ........ ۸۷
**سوال:** قضاء، قدر اور مشیت کا معنی کیا ہے؟ ........ ۸۷
**سوال:** کیا ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے؟ اور کیا اللہ کے لکھ دینے سے بندہ مجبور ہو گیا؟ ........ ۸۷
**سوال:** تقدیر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ........ ۸۷
**سوال:** کیا اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا؟ ........ ۸۸
**سوال:** کیا لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے؟ ........ ۸۸
**سوال:** اللہ تعالی نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟ ........ ۸۸
**سوال:** تقدیر کے مسائل پر زیادہ غور و فکر کرنے کا کیا حکم ہے؟ ........ ۸۹
**ایمان و کفر کا بیان** ........ ۹۰
**سوال:** ایمان و کفر کا لغوی و اصطلاحی معنی کیا ہے؟ ........ ۹۰
**سوال:** ضروریاتِ دین سے کیا مراد ہے؟ ........ ۹۰
**سوال:** کیا تمام مؤمنین ایمان میں برابر ہیں؟ ........ ۹۰

**سوال:** کیااللہ تَعَالٰی نے مخلوقات کو کفر و ایمان کے وصف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے؟ ........ ۹۱
**سوال:** دنیا میں آکر جو کفر کرتا ہے وہ کس وجہ سے کرتا ہے؟ ........ ۹۱
**سوال:** کیااللہ تَعَالٰی نے کفر و ایمان اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے؟ ........ ۹۱
**سوال:** مرتکبِ کبیرہ کے متعلق مؤمن و کافر ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ........ ۹۲
**سوال:** اللہ کا بندے کو گمراہ کرنے سے مراد کیا ہے؟ ........ ۹۲
**سوال:** مُرتد ہونے کی کیا شرائط ہیں؟ ........ ۹۴
**سوال:** کیا کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں؟ ........ ۹۵
**سوال:** کیا بعض اعمال بھی کفریہ ہوتے ہیں؟ ........ ۹۵
**سوال:** کیا عورتوں کا اپنی مانگ میں سندور لگانا کفر ہے؟ ........ ۹۶
**سوال:** عبادت کے قبول ہونے کے لئے ایمان کی شرط کیوں لگائی گئ؟ ........ ۹۶
**کفریہ کلمات کا بیان** ........ ۹۸
**سوال:** حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کا علم سیکھنے کا کیا حکم ہے؟ ........ ۹۸
**سوال:** کفریہ کلمات کو پہچاننے کے کیا قواعد ہیں؟ ........ ۹۸
**سوال:** اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تصغیر کرنا کیسا ہے؟ ........ ۱۰۲
**سوال:** اللہ کو GOD کہنا کیسا ہے؟ ........ ۱۰۲
**سوال:** اللہ کو رام اور بھگوان کہنا کیسا ہے؟ ........ ۱۰۲
**سوال:** ہولی دیوالی پوجنے کا کیا حکم ہے؟ نیز کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ ........ ۱۰۲
**سوال:** تجدیدِ ایمان کا کیا طریقہ ہے؟ ........ ۱۰۳
**سوال:** تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے گا؟ ........ ۱۰۴

**صحابۂ کرام** رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم **کا بیان** ........................................................................ ۱۰۵

**سوال:** صحابی کسے کہتے ہیں؟ ............................................................................................ ۱۰۵

**سوال:** صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے بارے میں ایک مسلمان کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیئے؟ ........................... ۱۰۵

**سوال:** صحابۂ کرام کی لغزشوں پر ان کی پکڑ کرنا کیسا ہے؟ .......................................................... ۱۰۶

**سوال:** حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنّت کا کیا عقیدہ ہے؟ ........................................ ۱۰۷

**سوال:** کیا حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی ہیں؟ .................................................... ۱۰۸

**سوال:** حضرتِ علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں اہلسنّت کا کیا نظریہ ہے؟...... ۱۰۸

**سوال:** خطا کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ................................................................ ۱۰۸

**سوال:** "امیر معاویہ کا ذکر اچھے الفاظ کے ساتھ کرنا آجکل کے مولویوں کی ایجاد ہے پہلے ایسے نہیں ہوتا تھا" ایسا کہنا کیسا ہے؟ . ۱۰۹

**خلفائے راشدین کا بیان** ................................................................................ ۱۱۰

**سوال:** امامت کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ............................................................... ۱۱۰

**سوال:** خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے؟ اور خلافتِ راشدہ کتنے عرصہ رہی؟ .................................... ۱۱۰

**سوال:** ایک امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟ ...................................................... ۱۱۱

**سوال:** افضلیت سے کیا مراد ہے؟ .......................................................................... ۱۱۱

**سوال:** صحابہ میں شیخین اور ختنین کن صحابہ کو کہتے ہیں؟ ...................................................... ۱۱۲

**اہلِ بیتِ اطہار** رضی اللہ عنہم **کا بیان** ..................................................................... ۱۱۳

**سوال:** اہلِ بیت سے مراد کون حضرات ہیں؟ ................................................................... ۱۱۳

**سوال:** اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟ ................................................ ۱۱۳

**سوال**: امہات المؤمنین کی تعداد کتنی ہے؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟ ........ ۱۱۴
**سوال**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے شہزادے ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟ ........ ۱۱۵
**سوال**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کتنی صاحبزادیاں ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟ ........ ۱۱۵
**ولایت کا بیان** ........ ۱۱۷
**سوال**: ولایت کیا ہے؟ ........ ۱۱۷
**سوال**: کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟ ........ ۱۱۷
**سوال**: کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟ ........ ۱۱۸
**سوال**: کیا مجذوب کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟ ........ ۱۱۸
**سوال**: کیا اللہ تعالی نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے؟ ........ ۱۱۹
**سوال**: دنیا کا نظام کتنے اولیائے کرام چلاتے ہیں؟ ........ ۱۱۹
**سوال**: کیا اولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟ ........ ۱۲۰
**سوال**: اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامات صادر ہو سکتی ہیں؟ ........ ۱۲۰
**سوال**: ”اولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے، اور اولیائے کرام سے مدد مانگنا ان کو خدا ماننا ہے“ ایسا کہنا کیسا ہے؟ ........ ۱۲۱
**سوال**: کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں؟ ........ ۱۲۱
**سوال**: پیر کس کو بنانا چاہئے؟ ........ ۱۲۲
**مختلف عقائد کا بیان** ........ ۱۲۳
**سوال**: اللہ تعالی نے کون کون سی کتابیں نازل فرمائیں؟ ........ ۱۲۳
**سوال**: قرآن عظیم کا باقی کتابوں سے افضل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ........ ۱۲۳
**سوال**: کیا قرآن کی تمام آیات فضیلت میں برابر ہیں؟ ........ ۱۲۳

**سوال:** معجزہ کسے کہتے ہیں؟ ........ ۱۲۴
**سوال:** ارہاص کسے کہتے ہیں؟ ........ ۱۲۴
**سوال:** کرامت کسے کہتے ہیں؟ ........ ۱۲۴
**سوال:** فرشتے کیا ہیں؟ ........ ۱۲۵
**سوال:** جنات کیا ہیں؟ اور ان کے وجود کا انکار کرنا کیسا؟ ........ ۱۲۶
**سوال:** موت کسے کہتے ہیں؟ ........ ۱۲۶
**سوال:** قبر میں اعادۂ روح سے کیا مراد ہے؟ ........ ۱۲۶
**سوال:** روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، ایسا ماننا کیسا ہے؟ ........ ۱۲۶
**سوال:** عالَمِ برزخ کسے کہتے ہیں؟ ........ ۱۲۷
**سوال:** کیا قیامت کے دن ہونے والے حساب وکتاب پر ایمان لانا ضروری ہے؟ ........ ۱۲۷
**سوال:** اعمال نامہ کیسے دیا جائے گا؟ ........ ۱۲۷
**سوال:** شفاعت کسے کہتے ہیں؟ ........ ۱۲۸
**سوال:** حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت کتنی طرح کی ہوگی؟ ........ ۱۲۹
**سوال:** کیا حوضِ کوثر کا وجود ہے؟ اور اس کے اوصاف کیا ہیں؟ ........ ۱۳۰
**سوال:** مقامِ محمود کیا ہے؟ اور کس کو عطا ہوگا؟ ........ ۱۳۰
**سوال:** لِوَاءُ الْحَمْد کیا ہے؟ اور یہ کسے ملے گا؟ ........ ۱۳۰
**سوال:** صراط کیا ہے؟ ........ ۱۳۰
**انبیاء و اولیاء کے علمِ غیب پر دلائل** ........ ۱۳۲

**سوال:** کیااللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبیﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے ؟اس بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیاعقیدہ ہے ؟ ... ۱۳۳

**سوال:** علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قرآنی دلائل کیاہیں ؟ ........................................ ۱۳۴

**سوال:** علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر احادیث سے دلائل کیاہیں ؟ ........................................ ۱۳۶

**سوال:** کُلّی علمِ غیب کا مطلب کیاہے ؟ ........................................ ۱۳۹

**سوال:** علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عقلی دلائل کیاہیں ؟ ........................................ ۱۳۹

**سوال:** کیااللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیب کی خبریں بتائی ہیں ؟ .......... ۱۴۰

**سوال:** اللہ تعالیٰ نے علومِ غیبیہ لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟ ........................................ ۱۴۱

**سوال:** علومِ خمسہ کسے کہتے ہیں ؟اور کیااللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم عطا فرمایاہے ؟ ............ ۱۴۲

**حیات الانبیاء پر دلائل** ........................................ ۱۴۴

**سوال:** حیات الانبیاء کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیاعقیدہ ہے ؟ ........................................ ۱۴۴

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”انبیاء مر کر مٹی میں مل گئے“ ایسا کہنا کیساہے ؟ ........................................ ۱۴۴

**سوال:** انبیائے کرام کی حیات کا انکار کس زمانے سے ہوا؟اور کس نے کیا؟ ........................................ ۱۴۴

**سوال:** حیات الانبیاء پر قرآنی دلائل کیاہیں ؟ ........................................ ۱۴۵

**سوال:** حیات الانبیاء پر احادیث سے دلائل کیاہیں ؟ ........................................ ۱۴۷

**سوال:** گستاخِ رسول کے ساتھ کیسابرتاؤ کرناچاہئے ؟ ........................................ ۱۴۹

**محبوبانِ خدا کے وسیلے پر دلائل** ........................................ ۱۵۱

**سوال:** اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء واولیاء کاوسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیاعقیدہ ہے ؟ ............... ۱۵۱

**سوال:** بعض لوگوں کا کہناہے کہ ”انبیاء واولیاء کو وسیلہ بنانا شرک ہے“ اس کا کیاجواب ہو گا؟ ........................................ ۱۵۱

**سوال:** کیاوسیلہ اختیار کرناضروری ہے ؟ ........................................ ۱۵۲

**سوال:** کیااللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بناسکتے ہیں؟..............................١٥٢
**سوال:** کیااللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کاوسیلہ پیش کیاہے؟ ................ ١٥٣
**سوال:** کیابزرگانِ دین میں سے بھی کسی نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کاوسیلہ پیش کیاہے؟ ........................... ١٥٣
**سوال:** کیااللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؟.........................١٥٥
**ہمارے نبی** صلی اللہ علیہ و الہ و سلم **کے آخری نبی ہونے پر دلائل** ..............................١٥٦
**سوال:** کیااللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بناکر بھیجاہے؟..............................١٥٦
**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے آخری نبی کیسے ہیں جبکہ قربِ قیامت حضرتِ عیسی علیہ السلام تشریف لائیں گے؟.١٥٦
**سوال:** کیاعقیدۂ ختمِ نبوت قرآن سے ثابت ہے؟..................................................١٥٦
**سوال:** کیاعقیدۂ ختمِ نبوت حدیث سے ثابت ہے؟ ................................................ ١٥٧
**مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور و بشر ہونے پر دلائل** ........................ ١٥٨
**سوال:** اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیاعقیدہ ہے؟ ١٥٨
**سوال:** کیاسرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کانور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے؟........................... ١٥٨
**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”نور سے مراد اسلام ہے نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم“ اس کا کیاجواب ہے؟ ............ ١٥٨
**سوال:** کیاسرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کاذکر خود بھی فرمایاہے؟ ......................١٥٩
**سوال:** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسابشر کہنا کیساہے؟.......................... ١٦٠
**سوال:** کیاایک شخصیت نور و بشر ہوسکتی ہے؟ اور کیانور لباسِ بشریت میں آسکتاہے؟......................... ١٦٠
**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟ ..........................١٦٢
**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بشریت کااعلان کروانے کی کیاحکمت ہے؟......................... ١٦٣
**انبیاء و اولیاء کو ندا کرنے پر دلائل** ..............................١٦٥

**سوال:** انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟............١٦٥

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء و اولیاء کو ندا کرنا شرک ہے کیونکہ اس کی ممانعت آئی ہے" اس کا کیا جواب ہے؟.......١٦٥

**سوال:** انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق کیا دلیل ہے؟..............................١٦٦

**سوال:** "یَا رَسُوْلَ الله" کہنے کے جواز پر کیا دلائل ہیں؟..............................................١٦٦

**سوال:** کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو "یَا مُحَمَّدُ" کہہ کر پکار سکتے ہیں؟ ................................ ١٦٨

**مصطفی** صلی اللہ علیہ والہ وسلم **کے حاضر و ناظر ہونے پر دلائل**.............................................١٦٩

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟...١٦٩

**سوال:** حاضر و ناظر ہونے کا کیا معنی ہے؟.........................................................١٦٩

**سوال:** بعض لوگوں کہتے ہیں کہ "حاضر و ناظر کا یہ مطلب کہ حضور ﷺ ہر ہر جگہ موجود ہیں، اور ایسا کہنا شرک ہے" .......١٦٩

**سوال:** اللہ کے آخری نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے کیا موقف ہیں؟ ........ ١٧٥

**میلادِ مصطفی** صلی اللہ علیہ والہ وسلم **پر دلائل** ........................................... ١٧٨

**سوال:** کیا میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآنِ مجید میں ہے؟ ........................................... ١٧٨

**سوال:** کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کے حوالے سے بھی ولادت کی خوشی منانے کا ثبوت ملتا ہے؟ ......١٨١

**سوال:** کیا میلاد منانے کا ثبوت صحابۂ کرام سے ملتا ہے؟.............................................١٨٢

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ: "میلاد منانا آج کی ایجاد ہے" کیا ایسا کہنا درست ہے؟...............................١٨٢

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کیوں کہتے ہیں؟ ...................... ١٨٥

**محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل**.......................................... ١٨٨

**سوال:** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟ ........................ ١٨٨

**سوال:** کیا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟ ........ ۱۹۴
**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں: "سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ میں ہے: اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔" ........ ۱۹۶
**اختیاراتِ مصطفی** صلی اللہ علیہ والہ وسلم **پر دلائل** ........ ۱۹۹
**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کے بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ ........ ۱۹۹
**سوال:** اختیارات کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ ........ ۲۰۰
**سوال:** اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تشریعی اختیار عطا فرمایا ہے؟ ........ ۲۰۰
**سوال:** اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکوینی اختیار عطا فرمایا ہے؟ ........ ۲۰۷
**اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل** ........ ۲۱۲
**سوال:** اذان واقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟ ........ ۲۱۲
**سوال:** اذان سے پہلے درود پڑھنے کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟ ........ ۲۱۵
**بدعت کا بیان** ........ ۲۱۶
**سوال:** بدعت کسے کہتے ہیں؟ ........ ۲۱۶
**سوال:** بدعت کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ........ ۲۱۶
**سوال:** حدیث میں آیا "کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اچھی بدعت کہاں سے ہو گی؟ اس کا کیا جواب ہے؟ ........ ۲۱۷
**سوال:** کچھ ایسے معاملات کی مثالیں بیان فرمادیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھیں اور مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیں ........ ۲۲۰
**سوال:** بدعت کے اچھے ہونے پر کیا دلائل ہیں؟ ........ ۲۲۱
**تقلید کا بیان** ........ ۲۲۳
**سوال:** تقلید کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟ ........ ۲۲۳
**سوال:** تقلید کے ضروری ہونے پر دلائلِ عقلیہ کیا ہیں؟ ........ ۲۲۳

**سوال:** تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟ ........ ۲۲٤

**سوال:** فِقہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟ ........ ۲۲۵

**سوال:** مذہب کسے کہتے ہیں؟ ........ ۲۲۵

**سوال:** اگر تقلید ضروری ہے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں ہوئی؟ ........ ۲۲۶

**سوال:** چاروں ائمّہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید اب کیوں نہیں ہو سکتی؟ ........ ۲۲۸

**قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان** ........ ۲۳۰

**سوال:** نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد مرد ہاتھ کہاں باندھیں گے؟ ........ ۲۳۰

**سوال:** نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی کیا دلیل ہے؟ ........ ۲۳۰

**سوال:** بعض لوگ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟ ........ ۲۳۱

**امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان** ........ ۲۳۲

**سوال:** کیا امام کے پیچھے مقتدی کا قراءت کرنا جائز ہے؟ ........ ۲۳۲

**سوال:** امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی کیا دلیل ہے؟ ........ ۲۳۲

**آمین آہستہ کہنے کا بیان** ........ ۲۳٤

**سوال:** دورانِ نماز امام کے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہنے پر مقتدیوں کو آمین آہستہ کہنا چاہئے یا بلند آواز سے؟ ........ ۲۳٤

**سوال:** آمین کو آہستہ کہنے پر کیا دلائل ہیں؟ ........ ۲۳٤

**رفع یدین کا بیان** ........ ۲۳۶

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا (یعنی ہاتھ اٹھانا) کیسا ہے؟ ........ ۲۳۶

**سوال:** بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرتے (یعنی ہاتھ اٹھاتے) ہیں ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ ۲۳۶

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے (یعنی ہاتھ نہ اٹھانے) پر کیا دلائل ہیں؟ ........ ۲۳۶

**تہتر فرقوں کا بیان** ............................................................ ۲۳۹

**سوال:** امتِ محمدیہ میں کتنے فرقے ہیں؟ ............................................................ ۲۳۹

**سوال:** خارجی سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۰

**سوال:** روافض سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۰

**سوال:** معتزلہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۱

**سوال:** مرجیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۲

**سوال:** مشبہہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۲

**سوال:** جہمیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۲

**سوال:** ضراریہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۳

**سوال:** نجاریہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۴

**سوال:** کلابیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۴

**ہندوستان کے بعض فرقوں کا بیان** ............................................................ ۲۴۶

**سوال:** ہندوستان میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟ ............................................................ ۲۴۶

**سوال:** قادیانی سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۶

**سوال:** نیچری سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۷

**سوال:** اہلِ قرآن یا چکڑالوی سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۴۹

**سوال:** وہابی سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ ............................................................ ۲۵۰

**سوال:** غیر مقلد سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے کیا عقائد ہیں؟ ............................................................ ۲۵۱

**باطنی گناہوں کی معلومات** ............................................................ ۲۵۳

باطنی گناہوں کی تباہ کاریاں ........ ۲۵۳
۷۴ باطِنی مُہلِکَات کی تعریفات ........ ۲۵۵
**مسائل کا نصاب** ........ ۲٦۲
**کِتَابُ الطَّہَارَۃ** ........ ۲٦٤
نَجَاسَتوں کا بیان ........ ۲٦۵
ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا بیان ........ ۲۷۲
حیض ونفاس کا بیان ........ ۲۸۰
وضو کا بیان ........ ۲۸۳
موزوں پر مسح کا بیان ........ ۲۹۲
غسل کا بیان ........ ۲۹۴
پانی کا بیان ........ ۳۰۰
تیمم کا بیان ........ ۳۰۴
**کِتَابُ الصَّلوٰۃ** ........ ۳۰۹
ماموراتِ ومنہیات کا بیان ........ ۳۱۰
اذان واقامت کا بیان ........ ۳۱۳
نماز کی شرائط کا بیان ........ ۳۲۱
طہارت کا بیان ........ ۳۲۲
ستر عورت کا بیان ........ ۳۲۴
استقبالِ قبلہ کا بیان ........ ۳۲۹

وقت کا بیان ........ ۳۳۳

نیّت کا بیان ........ ۳۳۹

نماز کے فرائض کا بیان ........ ۳۴۳

تکبیرِ تحریمہ کا بیان ........ ۳۴۴

قیام کا بیان ........ ۳۴۶

قراءت کا بیان ........ ۳۴۹

قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان ........ ۳۵۵

رکوع و سجود کا بیان ........ ۳۵۷

قعدۂ اخیرہ کا بیان ........ ۳۵۹

خروجِ بصنعہ کا بیان ........ ۳۶۰

نماز پڑھنے کا طریقہ ........ ۳۶۱

نماز کے واجبات کا بیان ........ ۳۶۴

سجدۂ سہو کا بیان ........ ۳۶۷

نماز کی سنّتوں کا بیان ........ ۳۷۳

نماز کے مفسدات کا بیان ........ ۳۷۹

نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کا بیان ........ ۳۸۴

نماز کو توڑنے کا بیان ........ ۳۸۹

امامت کا بیان ........ ۳۹۱

دعا مانگنے کے آداب کا بیان ............ ۳۹۸
معذورِ شرعی کا بیان ............ ۴۰۳
جماعت کا بیان ............ ۴۰۶
فرضوں کی جماعت پانے کا بیان ............ ۴۱۱
اقتداء کا بیان ............ ۴۱۳
بنا کرنے کا بیان ............ ۴۲۲
نماز و امامت کے کچھ ضروری مسائل کا بیان ............ ۴۲۴
احکامِ لقمہ کا بیان ............ ۴۳۲
سورۂ فاتحہ میں لقمہ کے مسائل کا بیان ............ ۴۳۹
قراءت میں لقمہ کے مسائل کا بیان ............ ۴۴۲
رکوع میں لقمہ کے مسائل کا بیان ............ ۴۴۵
قعدۂ اولی میں لقمہ کے مسائل کا بیان ............ ۴۴۶
قعدۂ اخیرہ میں لقمہ کے مسائل کا بیان ............ ۴۴۹
تراویح میں لقمہ کے مسائل کا بیان ............ ۴۵۰
احکامِ مسجد کا بیان ............ ۴۵۴
نمازِ وتر کا بیان ............ ۴۶۳
نمازِ جمعہ کا بیان ............ ۴۶۶
نمازِ عیدین کا بیان ............ ۴۷۳

سنن ونوافل کا بیان ............ ۴۷۷

قضا نمازوں کا بیان ............ ۴۸۴

مریض کی نماز کا بیان ............ ۴۸۹

سجدۂ تلاوت کا بیان ............ ۴۹۱

مسافر کی نماز کا بیان ............ ۴۹۶

**کِتَابُ الْجَنَائِز** ............ ۵۰۱

میّت کا بیان ............ ۵۰۲

غسلِ میّت کا بیان ............ ۵۰۵

کفنِ میّت کا بیان ............ ۵۰۸

جنازہ لے کر چلنے کا بیان ............ ۵۱۲

نمازِ جنازہ کا بیان ............ ۵۱۵

دفنِ میّت کا بیان ............ ۵۲۳

زیارتِ قبور کا بیان ............ ۵۲۹

**کِتَابُ الصَّوْم** ............ ۵۳۲

روزے کا بیان ............ ۵۳۳

روزہ نہ رکھنے کے اعذار کا بیان ............ ۵۳۸

چاند دیکھنے کا بیان ............ ۵۴۲

روزے کو توڑنے والی چیزوں کا بیان ............ ۵۴۵

**کِتَابُ الزَّکٰوۃ** ............ ۵۵۱

زکوۃ کا بیان ........................................ ۵۵۲

مصارفِ زکوۃ کا بیان ........................................ ۵۵۶

صدقہ ٔفطر کا بیان ........................................ ۵۶۲

**كِتَابُ الْحَج** ........................................ ۵٦٧

حج کا بیان ........................................ ۵۶۸

حج کی قسموں کا بیان ........................................ ۵۷۸

حج کرنے کا طریقہ ........................................ ۵۸۱

عمرہ کا بیان ........................................ ۵۸۶

زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ........................................ ۵۹۵

**كِتَابُ النِّكَاح** ........................................ ٦٠١

نکاح کا بیان ........................................ ۶۰۲

مہر کا بیان ........................................ ۶۰۶

نکاح پڑھانے کا طریقہ ........................................ ۶۱۱

محرمات کا بیان ........................................ ۶۱۴

مصاہرت کا بیان ........................................ ۶۱۷

رضاعت کا بیان ........................................ ۶۱۹

حقوقِ زوجین کا بیان ........................................ ۶۲۱

نفقہ کا بیان ........................................ ۶۲۹

شادی کی رسموں کا بیان ........................................ ۶۳۲

**كِتَابُ الطَّلَاق** .................... ٦٣٦
طلاق کا بیان .................... ۶۳۷
ظہار کا بیان .................... ۶۴۶
خلع کا بیان .................... ۶۴۹
عدّت کا بیان .................... ۶۵۰
سوگ کا بیان .................... ۶۵۴
**كِتَابُ الْاُضْحِيَّة** .................... ٦٥٦
قربانی کا بیان .................... ۶۵۷
**كِتَابُ الْقَسَم** .................... ٦٦٤
قسم کا بیان .................... ۶۶۵
**كِتَابُ الْحُدُوْد** .................... ٦٧٢
حدود کا بیان .................... ۶۷۳
حلال طریقے سے کمانے کا بیان .................... ۶۸۵

# مصنف کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸۶ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کرکے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئ چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریا کوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **"شَفِیْقُ الْمِصْبَاح"** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

## مصنف کی اصلاحی کتب

1☆...ما فعل اللہ بک (حصہ اول) 2☆...ما فعل اللہ بک (حصہ دوم) 3☆...ما فعل اللہ بک (حصہ سوم) 4☆...میری سنت میری امت 5☆...کیا حال ہے ؟ 6☆... عقائد کی حکمتیں 7☆... پانچ نمازوں کی حکمتیں 8☆... قرآنی سورتوں کے مضامین 9☆...سب سے پہلے سب سے آخر 10☆...موت کے وقت 11☆...امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات 12☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی (حصہ اول) 13☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی (حصہ دوم) 14☆...خطبات مصطفائی و خطبات شفیقی (حصہ سوم) 15☆...تدریس کے 26 طریقے 16☆...رفیق التدریس 17☆...آسان خطباتِ محرم 18☆...تاریخ ساز شخصیات 19☆...فیضانِ قرآن کورس 20☆...فیضانِ شریعت کورس 21☆...تنظیمی نصاب (برائے امامت کورس) 22☆...قصور کس کا؟

## مصنف کی درسی کتب

1☆... شفیق المصباح شرح مراح الارواح 2☆... شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ 3☆... شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول) 4☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ دوم) 5☆... اَلشَّفِیْق شرح تیسیر مصطلح الحدیث 6☆...شارق الفلاح شرح نور الایضاح 7☆...القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر 8☆... عرفان الاثار شرح معانی الاثار 9☆... صرف کے دلچسپ سوالات 10☆... آسان فرض علوم 11☆... نصاب مسائلِ نماز

# عرضِ مصنف

الحمد للہ عزوجل **"آسان فرض علوم"** نامی کتاب تصنیف کرنے کا آغاز 9ربیع الغوث 1444ھ بمطابق 5 نومبر 2022ء بروز ہفتہ صبح 5:35 AM پر نمازِ فجر سے پہلے کیا گیا۔

اور

الحمد للہ عزوجل بروز جمعہ بعد نمازِ جمعہ 3:26 PM پر 27 جمادی الاخری 1444ھ بمطابق 20 جنوری 2023ء کو بمقام فیضانِ مدینہ، جامعۃ المدینہ، **"فیضانِ صدیقِ اکبر"** آگرہ میں 77 دن کے بعد کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔

یہ کتاب بالخصوص عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے شعبہ **"امامت کورس"** کے نصاب میں شامل کرنے کے لئے تصنیف کی گئی ہے لیکن اس شعبہ کے علاوہ دیگر مسلمانانِ اہلسنت کے لئے یکساں فائدے مند ثابت ہوگی کیونکہ اس میں عام مسلمان کا لحاظ کرتے ہوئے آسان انداز میں عقائد و مسائل کو بیان کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے نفع بخش بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

اپنی اس تصنیف کو مشفق و معاون الحاج **محمد رحمت نواز انصاری نقشبندی** حیدرآبادی حال مقیم شکاگو امریکہ اور ان کی نیک سیرت زوجہ **"اسماء نکہت قادریہ"** کو پیش کرتا ہوں، اللہ الکریم کی بارگاہِ عظیم میں دعا گو ہوں کہ موصوف و موصوفہ کی تمام تر کوششوں کو قبول فرما کر بہترین جزاء عطا فرمائے اور دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے، زمینی و آسمانی بلاؤں سے ان کی حفاظت فرمائے، درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے اور ان کی بے حساب مغفرت فرمائے۔

**آمین بجاہ النبی الامین ﷺ**

**العارض: ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

یکم رجب المرجب ۱۴۴۴ھ بروز منگل بمطابق ۲۴ جنوری ۲۰۲۳ء

# عقائد کا نصاب

| پہلے ماہ کا نصاب | | | دوسرے ماہ کا نصاب | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ش | موضوعات | صفحات | ش | موضوعات | صفحات |
| 1 | بنیادی عقائد | 03 | 1 | اہلبیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا بیان | 03 |
| 2 | اللہ کی ذات وصفات کے متعلق عقائد | 22 | 2 | ولایت کا بیان | 06 |
| 3 | انبیائے کرام کے متعلق عقائد | 07 | 3 | مختلف عقائد کا بیان | 09 |
| 4 | سید المرسلین ﷺ کے متعلق عقائد | 07 | 4 | انبیاء واولیاء کے علمِ غیب پر دلائل | 12 |
| 5 | قیامت کا بیان | 10 | 5 | حیات الانبیاء پر دلائل | 07 |
| 6 | جنت ودوزخ کا بیان | 05 | 6 | محبوبانِ خدا کے وسیلے کا پر دلائل | 05 |
| 7 | تقدیر کا بیان | 03 | 7 | نبی کے آخری نبی ہونے پر دلائل | 02 |
| 8 | ایمان وکفر کا بیان | 08 | 8 | مصطفے ﷺ کے نور وبشر ہونے پر دلائل | 07 |
| 9 | کفریہ کلمات کا بیان | 07 | 9 | انبیاء واولیاء کو ندا کرنے پر دلائل | 04 |
| 10 | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان | 05 | 10 | مصطفے ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر دلائل | 09 |
| 11 | خلفائے راشدین کا بیان | 03 | 11 | میلادِ مصطفے ﷺ پر دلائل | 10 |
| | **کل صفحات** | **80** | | **کل صفحات** | **74** |

**نوٹ:** پہلے ماہ کے تعلیمی ایام 25 ہیں اور نصاب 80 صفحات ہے، لہٰذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 80 صفحات 20دن میں پڑھا کر باقی 5 دن دہرائی کروائیں۔

**نوٹ:** دوسرے ماہ میں تعلیمی ایام 22 ہیں اور نصاب 74 صفحات ہے، لہٰذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 19 دن میں 74 صفحات پڑھا کر باقی 3 دن دہرائی کروائیں۔

# عقائد کا نصاب

| تیسرے ماہ کا نصاب | | | چوتھے ماہ کا نصاب | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ش | موضوعات | صفحات | ش | موضوعات | صفحات |
| 1 | محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل | 11 | 1 | حج کا بیان | 09 |
| 2 | اختیارِ مصطفے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر دلائل | 13 | 2 | حج کی قسموں کا بیان | 03 |
| 3 | اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل | 04 | 3 | حج کرنے کا طریقہ | 05 |
| 4 | بدعت کا بیان | 07 | 4 | عمرہ کا بیان | 09 |
| 5 | تقلید کا بیان | 07 | 5 | نکاح کا بیان | 04 |
| 6 | قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان | 02 | 6 | مہر کا بیان | 05 |
| 7 | امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان | 02 | 7 | نکاح پڑھانے کا بیان | 03 |
| 8 | آمین آہستہ کہنے کا بیان | 02 | 8 | طلاق کا بیان | 09 |
| 9 | رفع یدین کا بیان | 03 | 9 | قسم کا بیان | 07 |
| 10 | تہتر فرقوں کا بیان | 07 | 10 | حدود کا بیان | 12 |
| 11 | ہندوستان کے بعض فرقوں کا بیان | 06 | 11 | حلال طریقے سے کمانے کا بیان | 12 |
| 12 | باطنی گناہوں کی معلومات | 09 | | | |
| | **کل صفحات** | **73** | | **کل صفحات** | **78** |

**نوٹ:** تیسرے ماہ کے تعلیمی ایام 29 ہیں اور نصاب 73 صفحات ہے، لہذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 73 صفحات 19 دن میں پڑھا کر باقی 10 دن دہرائی کروائیں۔

**نوٹ:** چوتھے ماہ میں تعلیمی ایام 19 ہیں اور نصاب 78 صفحات ہے، لہذا روزانہ کتاب کے 5 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 16 دن میں 78 صفحات پڑھا کر باقی 3 دن دہرائی کروائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسَان فَرْض عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الْعَقَائِد

☆...بنیادی باتیں
☆...اللہ کی ذات وصفات کے متعلق عقائد
☆...انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق عقائد
☆...سید المرسلین ﷺ کے متعلق عقائد
☆...قیامت کا بیان
☆...جنت ودوزخ کا بیان
☆...تقدیر کا بیان
☆...ایمان وکفر کا بیان
☆...کفریہ کلمات کا بیان
☆...صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان
☆...خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا بیان
☆...اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا بیان
☆...ولایت کا بیان
☆...مختلف عقائد کا بیان
☆...انبیاء واولیاء کے علمِ غیب پر دلائل کا بیان
☆...حیات الانبیاء پر دلائل کا بیان
☆...محبوبانِ خدا کے وسیلے پر دلائل کا بیان
☆...ہمارے نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے پر دلائل کا بیان
☆...مصطفی ﷺ کے نور وبشر ہونے پر دلائل کا بیان
☆...انبیاء واولیاء کو ندا کرنے پر دلائل کا بیان
☆...مصطفی ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر دلائل کا بیان
☆...میلادِ مصطفی ﷺ پر دلائل کا بیان
☆...محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل کا بیان
☆...اختیاراتِ مصطفی ﷺ پر دلائل کا بیان
☆...اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل کا بیان
☆...تقلید کا بیان
☆...قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان
☆...امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان
☆...آمین آہستہ کہنے کا بیان
☆...رفع یدین کا بیان
☆...تہتر فرقوں کا بیان
☆...ہندوستان کے بعض فرقوں کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# بنیادی باتیں

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔(مُسلِم ص۲۱۶ حدیث ۴۰۸)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!** **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** عقیدہ کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** عقیدہ ان دینی امور کا نام ہے جن پر دل بغیر کسی شک وشبہ اور تردد کے پختہ ہو جائے۔ کیونکہ دین کے کسی معاملے میں شک وشبہ اور تردد کفر ہے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۳۵)

**سوال:** عقائد کا علم سیکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** ایک مسلمان کے لئے "عقائد" کا علم سیکھنا اور درست کرنا انتہائی اہم امر ہے۔ اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحمٰن کے فرمان کا خُلاصہ ہے کہ سب میں اَوّلین و اَہم ترین فرض یہ ہے کہ بُنیادی عقائد کا علم حاصِل کرے جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے کافِر یا گُمراہ ہو جاتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ۲۳/ ۶۲۳)

یاد رہے! اعتقاد عمل پر مقدّم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے، یاد رکھئے! قیامت کے دن دل سے اعتقادات کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔

**سوال:** ایک مسلمان کا کیسا عقیدہ ہونا چاہئے؟

**جواب:** عقیدہ "عَقْدٌ" سے بنا ہے اور "عَقْدٌ" کا معنی ہے جم جانا، گرہ یعنی گانٹھ لگانا، پس لفظِ عقیدہ ہی ہمیں بتا رہا ہے کہ ایک مسلمان کا عقیدہ ایسا ہونا چاہئے کہ ان پر اس کا دل جم جائے، اور گانٹھ کی طرح مضبوط ہو، جس کی مثال حضرتِ بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں، کہ کفار نے ظلم و ستم کی کیسی آندھیاں چلائیں اور تشدد کے کیسے پہاڑ توڑے مگر اس کے باوجود "اَلْاَحَد اَلْاَحَد" کا نعرۂ دل نواز بلند کرتے رہے، اور ان آزمائشوں کو ہنس کر سہتے رہے، کسی نے کہا: بلال! "اتنے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جانے کے بعد بھی اللہ کو نہیں چھوڑ رہے" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

”جب تم بازار میں مٹی کے برتن خریدتے ہو تو کیا اس کو ٹھوک بجا کر دیکھتے نہیں؟ کہ کہیں سے ٹوٹا تو نہیں، بس میرا رب بھی بلال کو آزمارہاہے کہ بلال میری محبت میں کچا تو نہیں؟ میں کہتا ہوں مولیٰ خرید لے بلال کو، بلال تیری محبت میں کچا نہیں بلکہ پکا ہے، یہ آزمائشیں اور تکلیفیں کیا ہیں اگر میرے جسم کی بوٹیاں بھی کر دی جائیں تب بھی میں تیرا نام لینا نہیں ترک کروں گا“۔ اللہ اکبر!

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

**سوال:** دین کے بعض عقائد سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟

**جواب:** یقیناً دین کے بعض عقائد عام عقلوں میں نہیں آتے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور تقدیر کے متعلق عقائد، لیکن ہمیں صرف ماننے کو کہا گیا ہے نہ کہ ان میں غور و فکر کرنے کا، کیونکہ ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ توماوشما(یعنی ہم اور تم) کس گنتی میں ہیں۔ بس اتنا سمجھ لو کہ ”بندے ہو بندگی کرو، حکم سب کو دیا جاتا ہے حکمتیں سب کو نہیں بتائی جاتیں“ اور نہ سمجھ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عقیدہ کہتے ہی اس مسئلہ کو ہیں جو نا قابلِ حل ہو، ایسی چیز جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو، لہذا ہمارے سمجھ میں نہ آنا کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔

**سوال:** عقائد میں کتنے اور کون کون سے امام ہیں؟

**جواب:** عقائد میں دو امام ہیں: (۱)۔۔۔ شیخ ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ۔ (۲)۔۔۔ شیخ ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ۔

حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنے والوں کو "اَشْعَرِیَّہ" کہتے ہیں، اور حضرت ابو منصور ماتریدی کے ماننے والوں کو "مَاتُرِیْدِیَّہ" کہا جاتا ہے۔ احناف، عقائدِ فرعیہ میں انہیں کے مقلد ہیں۔ صدر الشریعہ، بدرالطریقہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ "دونوں جماعتیں (اشعریہ،

ماتریدیہ)اہل سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے، ان کا اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہل حق ہیں کوئی کسی کی تضلیل و تفسیق نہیں کر سکتا۔

(بہار شریعت جہیز ایڈیشن، حصہ اول، ج ۱، ص ۴۶ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

**سوال:** عقائدِ اہلِ سنّت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** عقائدِ اہلِ سنّت سے مراد ضَروریاتِ دین ہیں، اور ضروریاتِ دین اسلام کے وہ اَحکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ تعالی کی وَحدانیّت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبیائے کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نُبوّت، نَماز، روزے، حج، جنَّت، دوزخ، قیامت میں اُٹھایا جانا، حساب و کتاب لینا وغیرھا۔ مَثَلًا یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُورِ رحمۃٌ لِّلْعٰلمین صلی اللہ علیہ و الہ و سلم "خاتَمُ النَّبِیِّین "ہیں حُضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲ مُلَخَّصاً)

**سوال:** عقائدِ اہلِ سنّت (یعنی ضروریاتِ دین) کے منکر کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** کسی ایک ضَرورتِ دینی کا منکر کافِر ہے اگرچِہ باقی تمام ضَروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔ جیسے کوئی شخص اگر تمام ضَروریاتِ دین کو تسلیم کرتا ہو مگر نَماز کی فرضیّت یا ختمِ نبوّت کا منکِر ہو وہ کافِر ہے۔ کہ نَماز کو فرض ماننا اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخِری نبی ماننا دونوں باتیں ضَروریاتِ دین میں سے ہیں۔ (ماخوذاز بہارِ شریعت حصّہ ۱ ص ۹۲)

**سوال:** ضَروریاتِ مذہبِ اہلِسنّت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** ضَروریاتِ مذہبِ اہلسنّت سے مراد یہ ہے کہ ان کا مذہبِ اہلسنّت سے ہونا سب عوام و خواصِ اہلسنّت کو معلوم ہو۔ جیسے عذابِ قبر، اعمال کا وزن وغیرہ۔ (نزھۃُ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الایمان، ۱/۲۳۹)

**سوال:** ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت کے منکر کا حکم کیا ہے؟

**جواب:** ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت کا منکر بد مذہب و گمراہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ۲۹/۴۱۴)

# اللہ کی ذات وصفات کے متعلق عقائد

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہو گا جس نے دُنیا میں مجھ پر زیادہ دُرُودِ پاک پڑھے ہوں گے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۷ حدیث ۴۸۴ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!           صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** اللہ تعالی کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے ؟

**جواب:** اللہ تعالی کے بارے میں ایک مسلمان کا مندرجہ ذیل عقیدہ ہونا چاہئے:

**عقیدہ : (۱)۔۔۔اللہ موجود ہے اور ایک ہے۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں۔**(قُلْ ہُوَ اللہُ اَحَدٌ) پ۳۰، الإخلاص:۱۔(وَاِلٰـہُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ہُوَ) پ۲، البقرۃ: ۱۶۳) (لَا شَرِیْکَ لَہٗ) پ۸، الأنعام: ۱۶۳.بہارِ شریعت ج۱،ص۲)

**سوال:** اللہ تعالی کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے ؟

**جواب:** ربِ کائنات نے عالم کے ذرے ذرے میں اپنے موجود ہونے کے دلائل قائم فرما دیئے۔ تمام چیزیں کتابوں سے پڑھی جاتی ہیں مگر توحید وہ مضمون ہے جس کے لئے کسی خاص کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ عالم کا ہر ذرہ اس مضمون کی خود ایک پُر دلیل کتاب ہے جیسے پتھر، ڈھیلے، نباتات، درخت، حیوان، آسمان، زمین، ستارے، خشکی، سمندر، آگ، ہوا وغیرہ کہ ان سے پہلے خود ہمارے نُفوس، اجسام، اوصاف، احوال، دلوں کا بدلنا اور ہماری حرکات و سکنات کی تمام حالتیں وجودِ باری تعالٰی پر گواہ ہیں۔ مگر اس کائنات میں ایک فرقہ ایسا ہے جو اللہ تعالی کے وجود کا انکار کرتا ہے جسے **"دہریہ"** کہتے ہیں۔

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک دہریہ (یعنی اللہ کی ہستی کے منکر) کے ساتھ مناظرہ ہوا اور موضوعِ مناظرہ یہی مسئلہ تھا کہ عالَم کا کوئی خالق ہے یا نہیں ؟ چنانچہ میدانِ مناظرہ میں لوگ جمع ہو گئے مگر امامِ اعظم رضی اللہ عنہ وقتِ مقررہ سے بہت دیر کے بعد تشریف لائے، دہریہ نے پوچھا کہ آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی ؟ آپ نے فرمایا: "اگر میں اس کا جواب یہ دوں کہ میں ایک جنگل کی طرف نکل گیا تھا وہاں مجھے ایک عجیب واقعہ نظر آیا جس کو دیکھ کر میں حیرت میں آکر وہیں ٹھہر گیا، اور وہ واقعہ یہ تھا کہ دریا کے کنارے ایک درخت تھا دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت خود بخود کٹ کر

زمین پر گر پڑا پھر خود اس کے تختے تیار ہوئے پھر ان تختوں کی خود بخود کشتی تیار ہوئی اور خود بخود دریا میں چلی گئی اور پھر خود بخود ہی وہ دریا کے اِس طرف کے مسافروں کو اُس طرف اور اُس طرف کے مسافروں کو اِس طرف لانے اور لے جانے لگی، پھر ہر ایک سواری سے خود ہی کرایہ بھی وصول کرتی تھی۔ بتاؤ تم میری اس بات پر یقین کرو گے؟" دہریہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا: "آپ جیسا بزرگ اور امام جھوٹ بولے تو بڑا تعجب ہے! بھلا یہ کام کہیں خود بخود ہو سکتے ہیں؟ جب تک کوئی کرنے والا نہ ہو کسی طرح نہیں ہو سکتے"۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ تو کچھ بھی کام نہیں ہے، تمہارے نزدیک تو اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے عالیشان کام خود بخود بغیر کسی کرنے والے کے تیار ہوتے ہیں، یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ باغات، یہ صدہا قسم کے رنگین پھول اور شیریں پھل، یہ پہاڑ، یہ چوپائے، یہ انسان اور یہ ساری خدائی بغیر بنانے والے کے تیار ہو گئی ہے۔ اگر ایک کشتی کا بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن جانا جھوٹ ہے تو سارے جہان کا بغیر بنانے والے کے بن جانا اس سے بھی زیادہ جھوٹ ہے"۔ دہریہ آپ کی تقریر سن کر دم بخود حیرت میں آ گیا اور فوراً اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ (تفسیرِ کبیر جلد۔۱۔ ص ۲۲۱)

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

**سوال:** اگر اللہ تعالیٰ موجود ہے تو دکھتا کیوں نہیں؟

**جواب:** کسی چیز کا دکھائی نہ دینا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، جیسے کہ ہوا، ہمیں نہیں دکھائی دیتی مگر اس کا وجود سب مانتے ہیں۔ اور اللہ کا دکھائی نہ دینے کی ایک حکمت یہ ہے کہ جو چیز ہم دیکھتے ہیں وہ ہمارے ذہن میں مُنَقَّش یعنی چھپ جاتی ہے، اور وہ ہمارے ذہن کے احاطہ میں آ کر چھوٹی ہو جاتی ہے، پس اگر اللہ تعالیٰ دکھائی دے تو اللہ ہمارے ذہن کی احاطہ میں آ کر چھوٹا اور ہمارا ذہن بڑا ہو جائے گا، جو کہ کفر ہے۔

کسی عالم سے ایک دہریہ (یعنی وہ شخص جو اللہ کو نہیں مانتا) نے سوال کیا: "اگر اللہ موجود ہے تو مجھے دکھاؤ؟" عالم صاحب نے جواب دیا: "میاں! ایسا ہرگز نہیں ہے کہ جو چیز دکھائی نہ دے وہ معدوم (یعنی نہیں) ہے" اس نے کہا: "اگر دکھا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ اِدھر اُدھر کی بات مت کرو" عالم صاحب نے کہا: "میاں! تم میں عقل ہو تو میں تم سے

بات کروں تم تو پاگل ہو" دہریہ یہ سن کر غصے میں آگ ببولا ہو گیا اور کہنے لگا: "حضرت! آپ کو نہیں معلوم کہ میں کتنا بڑا عقلمند ہوں، فُلاں فُلاں اِداروں سے میں نے علم حاصل کیا ہے"۔ عالم صاحب نے کہا: "میاں! اگر تم عقلمند ہو تو اپنی عقل دکھاؤ" اس نے کہا: "بھلا عقل بھی دکھانے کی چیز ہے جو میں آپ کو دکھاؤں" عالم صاحب نے کہا: "میاں! جب تم اپنی عقل نہیں دکھا سکتے جو کہ تمہارے جسم کے اندر ہے، تو بھلا میں اس اللہ کو کیسے دکھا سکتا ہوں جو میرے بس سے باہر ہے" وہ دہریہ ان کلمات کو سن کر لاجواب ہو گیا۔

بس اتنا سمجھ لو کہ عقل دکھتی نہیں ہے مگر بندے کی باتوں، اس کے افعال وکردار سے سمجھی جاتی ہے کہ یہ بندہ عقلمند ہے یا بیوقوف، بس اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں جا سکتا کہ اس کو دیکھنے کی ہماری آنکھوں میں تاب نہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ کی ہستی (یعنی ہونے) کا پتا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔

دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

**سوال:** اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر کیا دلیل ہے؟

**جواب:** اس دنیا کو بنانے والا ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ: "اس دنیا کو بنانے میں اور اس کی تدبیر کے لئے ایک خدا کافی ہو گا یا ایک خدا کافی نہ ہو گا بلکہ ایک سے زائد کی ضرورت ہو گی، پس اگر ایک اکیلا خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی ہے تو دوسرے خدا کو ماننا عبث وبیکار ہے، اور اگر ان میں سے ایک اکیلا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے کی ضرورت ہے تو پھر وہ ناقص ہے اور جو ناقص ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر فرض کیا جائے (یعنی مانا جائے) کہ ایک خدا اس دنیا کو بنانے اور اس کی تدبیر کے لئے کافی نہیں ہے اور اس کو کسی دوسرے کی بھی ضرورت ہے تو کیا ضروری ہے کہ دو مل کر کافی ہو جائیں بلکہ ان کو تیسرے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے، چوتھے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے اور یہ ضرورت کسی ایک عدد پر موقوف نہیں ہو گی بلکہ اس

طرح غیر متناہی (یعنی لا تعداد) خداؤں کی ضرورت ہو گی جو کہ درست نہیں کہ ماننے گئے تھے دو خدا ماننا پڑا اربوں خداؤں کو۔"

**عقیدہ:(۲)۔۔۔اللہ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنی ہیں۔**

**عقیدہ:(۳)۔۔۔اللہ باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اِسی کو اَبدی بھی کہتے ہیں۔**

**سوال:** اللہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ کی نہ تو کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا کہ جس کو بنیاد بنا کر یہ کہا جا سکے کہ اللہ تعالیٰ کی ابتدا یہاں سے اور انتہا یہاں تک ہے، بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، ہر چیز کے لئے فنا ہے مگر اس کو فنا نہیں۔

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ زمین کو اللہ نے پیدا کیا، آسمان کو اللہ نے پیدا کیا، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ مَعَاذَ اللہ۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے جیسے کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ فُلاں چیز کس نے پیدا کی؟ فُلاں کس نے؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے تمہارے ربّ کو کس نے پیدا کیا؟ جب اس حد تک پہنچے تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ" پڑھ لے اور اس سے باز رہے۔" (صَحِیْحُ الْبُخَارِی ج۲ ص۳۹۹ حدیث ۳۲۷۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی اس کا جواب سوچنے کی کوشش بھی مت کرو ورنہ شیطان سُوال پر سُوال کرتا جائے گا۔ بس اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر اسے بھگا دو۔

**عقیدہ:(۴)۔۔۔اللہ ہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت وپرستش کی جائے۔**

**سوال:** عبادت کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے اس پر کیا دلیل ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ عبادت کا سب سے زیادہ مستحق (یعنی حقدار) نہیں بلکہ صرف اور صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اُس کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں، اور اس کی چند وجوہات و حکمت ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

**پہلی حکمت:** عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عبادت کرنے والے کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر (یعنی نقصان) دور کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اور یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہے، جبکہ بت بے اختیار ہیں کہ وہ کسی کی مدد نہیں

کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں گے خود انہیں کوئی ضرر پہنچے تو اسے دور نہیں کر سکتے۔ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے لہٰذا ایسے مجبور وبے اختیار کو پوجنا انتہا درجے کا جہل ہے۔ (صراط الجنان جلد ۳ ص ۴۹۶)

**دوسری حکمت:** اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ معبود وہ ہے جو قدرتِ کاملہ رکھتا ہو اور کسی کا حاجت مند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسا کوئی نہیں، لہٰذا صرف اسی کو رب مانو اسی کی عبادت کرو۔

(صراط الجنان جلد ۳ ص ۸۱۔۸۲)

**تیسری حکمت:** عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ اَرضی و سَماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالِم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔ جبکہ اللہ تعالی ان تمام صفات سے متصف ہے۔

(...خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۰۸، ملخصاً۔) صراط الجنان جلد ۷ ص ۱۹۴

**چوتھی حکمت:** پارہ ۲۱ سورۂ لقمٰن کی آیت نمبر ۲۶ میں ارشادِ خداوندی ہے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ (پ ۲۱ لقمٰن ۲۶)

**ترجمہ کنزالایمان:** اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

اس آیتِ پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق بھی نہیں۔

(خزائن العرفان) (جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۶، ص ۳۴۸)

**عقیدہ: (۵)۔۔۔اللہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج ہے۔** (اَللّٰهُ الصَّمَدُ) پ ۳۰، الإخلاص: ۲)

**سوال:** اللہ تعالی کسی کا محتاج کیوں نہیں ہے؟

**جواب:** جو کسی کا اثر قبول کرے اور محتاج ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا، خدا ہونے کے لئے بے پرواہی اور عدمِ محتاجی (یعنی محتاج نہ) ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے انسانوں اور بتوں میں سے کوئی بھی خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود اپنے وجود میں غیر کے محتاج ہیں۔

**عقیدہ:(۶)۔۔۔** جس طرح اللہ کی ذات قدیم اَزلی اَبدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم اَزلی اَبدی ہیں۔ اللہ کی ذات وصفات کے سِوا سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے، گمراہ بد دین ہے۔("المعتقد المنتقد"، ص۴۹)

**سوال:** اللہ تعالی کی صفات ازلی اور قدیم کس طرح ہیں؟ کیونکہ اللہ تعَالیٰ رازق اس وقت ہو گا جب کہ کوئی مرزوق ہو گا۔ پس جب مخلوق نہ تھی تو صفتِ رزاقیت و خلاقیت بھی نہ تھیں لہذا یہ صفات بعد میں ہونے کی وجہ سے حادث ہوئیں، اور اگر یہ صفات قدیم ہیں تو مخلوق کا بھی قدیم ہونا لازم آئے گا، اس کا جواب کیا ہو گا؟

**جواب:** اللہ تعالی کی صفات کا ظہور البتہ غیر پر موقوف ہے یعنی جب تک کوئی غیر نہ ہو یہ صفات ظاہر نہ ہوں گی، مگر خود صفات کا ہونا کسی غیر پر موقوف نہیں، مثلاً ایک شخص کو کتابت یعنی لکھنا آتا ہے اور یہ وصف (یعنی خوبی) اس کو ہمیشہ سے حاصل ہے لیکن یہ وصف ظاہر کب ہو گا؟ کہ جب وہ کچھ لکھے گا، حالانکہ وصفِ کتابت کا ہونا لکھنے پر موقوف نہیں، کہ اگر وہ تمام عمر کچھ نہ لکھے تب بھی اس کو وصفِ کتابت حاصل رہے گا اور اس کو کاتب کہیں گے، پس اسی طرح ازل میں نہ کسی مخلوق کی ہستی تھی اور نہ کسی مرزوق کی، لیکن یہ سب وصف اللہ تعَالیٰ کو بخوبی حاصل تھے، اور اِس سے نہ تو مخلوق کا قدیم ہونا لازم آیا اور نہ اللہ تعَالیٰ کی صفات کا حادث ہونا۔ اس جواب کو خوب غور سے سمجھ لیجئے کہ اکثر اسی شبہ میں مردود ہوتے ہیں۔(توضیح العقائد ص ۳۴)

**عقیدہ:(۷)۔۔۔** نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لئے بیوی۔ جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لئے بیوی ثابت کرے کافر ہے، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بد دین ہے۔("الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج۲، ص ۲۸۳)

**سوال:** اس عقیدے سے کن لوگوں کا رد ہوتا ہے؟

**جواب:** اس عقیدے سے یہود و نصاری اور مشرکین کا رد ہوتا ہے کیونکہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا، اور مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں پارہ ا، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۶، نازل ہوئی چنانچہ فرمانِ باری تعالی ہے:

وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (۱۱۶)

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور (یہود ونصاری) بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی۔ (اللہ نے فرمایا) پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔ (پ۱، البقرہ، ۱۱۶)

**سوال:** اللہ تعالیٰ کا اولاد سے پاک ہونے کی کیا حکمت ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ کا اولاد سے پاک ہونے کی بے شمار حکمتیں ہیں، ان میں چند تفسیرِ نعیمی سے درج ذیل ہیں:

**پہلی حکمت:** اولاد کی ضرورت مخلوق کو ہوتی ہے کبھی شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کرتا ہے جس سے اولاد ہو جاتی ہے، اور کبھی دشمنوں کی قوت سے مجبور ہو کر اولاد کی خواہش کرتا ہے جو اپنا قوتِ بازو ہو اور اس کے ذریعہ رشتہ داریاں بڑھے اور یہ مجبور ہو کر نہ رہے، رب تعالیٰ ہر قسم کی مغلوبی، مجبوری اور محتاجی سے پاک ہے لہٰذا اولاد سے بھی پاک ہے۔

**دوسری حکمت:** فانی (یعنی ختم ہونے والے) کو اولاد درکار ہوتی ہے تاکہ اس کی نسل باقی رہے، انسان اپنی نسل کی بقا، اپنے بعد اپنے گھر کی آبادی اور اپنے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اولاد چاہتا ہے جانوروں کی نسل کی بقا بھی اولاد ہی سے ہے بعض علمِ طبعیات والے فرماتے ہیں کہ درختوں بلکہ پتھروں میں بھی توالد وتناسل ہے بعض درخت نر اور بعض مادہ ہیں نر کی ہوا مادہ کو لگتی ہے جس سے وہ پھلوں سے حاملہ ہو جاتی ہے، بعض درختوں میں تو اس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے جیسے ارنڈ، کھجور وغیرہ۔ نیز آسمانی چیزیں قیامت تک فانی نہیں اس لئے ان کی اولاد بھی نہیں جیسے آسمان وغیرہ۔ اور رب تعالیٰ تو واجب الوجود ہے، اس کے لئے فنا نہیں اس لئے اولاد سے پاک ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہوا:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ (پ۲۷، الرحمن، ۲۶۔۲۷)

**ترجمۂ کنزالایمان:** زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

**تیسری حکمت:** اولاد وہ ہوتی ہے جو نطفے سے پیدا ہو، پس حضرتِ عیسی علیہ السلام حضرتِ جبریل علیہ السلام کے پھونک مارنے سے پیدا ہوئے نہ کہ نطفے سے، اسی لئے حضرتِ عیسی علیہ السلام حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے بیٹے نہیں، حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے مگر آپ علیہ السلام مٹی کے بیٹے نہیں، ہمارے اور آپ کے سر کی

جوں جو کہ ہمارے میل کچیل سے پیدا ہوتی ہے ہماری اولاد نہیں کیونکہ وہ ہمارے نطفے سے نہیں اور رب تعالیٰ نطفے وغیرہ سے پاک ہے لہٰذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

**چوتھی حکمت:** اولاد میں ماں باپ کی شرکت ہوتی ہے کہ اس کے کچھ اعضاء باپ کے نطفے سے بنتے ہیں کچھ ماں کے، اگر رب تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو اس میں ماں کی شرکت ہو جاتی اور وہ اس کا مستقل خالق نہ ہوتا اور یہ تو بڑا عیب ہے لہٰذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

**پانچویں حکمت:** اولاد ایک وقت تک ماں باپ کی محتاج پھر ان سے بے پرواہ اور پھر معاملہ بر عکس کہ ماں باپ بعض کاموں میں اولاد کے محتاج اور رب تعالیٰ محتاجی سے پاک لہٰذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔

**چھٹی حکمت:** اکثر اولاد والا خود بھی کسی سے نکلتا یعنی پیدا ہوتا ہے جب کہ رب تعالیٰ کسی سے نہیں بنا (یعنی اس کا کوئی باپ نہیں) تو اس کی بھی کوئی اولاد نہیں اسی لئے فرمایا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔

**ساتویں حکمت:** بیٹا اپنے باپ کا نمونہ اور ہم شکل ہوتا ہے رب تعالیٰ ہم شکل اور کسی کا نمونہ بننے سے پاک ہے لہٰذا وہ اولاد سے پاک ہے۔

**آٹھویں حکمت:** بیٹے تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) پوت (۲) سپوت اور (۳) کپوت۔ پوت وہ ہے جو باپ کے برابر کمال و خوبی کا مالک ہو یعنی باپ جیسا ہو ویسا بیٹا۔ سپوت وہ جو باپ سے بڑھ جائے یعنی کمال و خوبی میں باپ سے زیادہ ہو۔ اور کپوت وہ جو کمال و خوبی میں باپ سے کم ہو بلکہ باپ کے نام کو ڈبو دے۔ اگر رب تعالیٰ کے بیٹا ہوتا تو سوال ہوتا کہ وہ کس قسم کا ہے؟ اگر سپوت ہے تو چاہیے اس کی مخلوق رب کی مخلوق سے بڑھی ہوئی ہو کہ رب تعالیٰ کے لئے سات آسمان ہیں تو اس کے کم از کم آٹھ تو ہوں اور اگر پوت ہے تو خالقیت اور مالکیت وغیرہ میں برابر ہونا چاہیے تھا اور کپوت ہوتا تو بیٹے کے عیب اور باپ کی مجبوری پر دلالت کرتا ہے کہ بیٹا تو نالائق رہا اور باپ اسے درست نہ کر سکا۔ اور ان سب باتوں سے اللہ تعالیٰ پاک ہے لہٰذا وہ اولاد سے بھی پاک ہے۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۵۸۵۔۵۸۷)

**اعتراض:** مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بعض بندے محبوب اور بعض خلیل اور بعض اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جیسے کہ رب بیٹے سے پاک ہے چاہیے کہ دوست بنانے سے بھی پاک ہوتا؟

**جواب:** محبوب ہونا، مخلوق ہونے کے خلاف نہیں، اوراصطفائی (یعنی کسی کو چن لینا) عبدیت (یعنی بندہ ہونے) کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے کہ بادشاہ اپنے غلاموں اور کنیزوں کو اپنا مقبولِ بارگاہ کرتا ہے لیکن اس سے وہ غلام ہی رہیں گے بادشاہ کے بیٹے نہیں ہوں گے پس اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں کسی کو اپنا محبوب یا حبیب بنالیا تو وہ خدا نہیں ہوں گے بلکہ بندے ہی رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بعض بندے اس کے پیارے اور محبوب ہیں اس لئے ہیں کہ وہ اس کی حقِ بندگی خوب ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص۵۸۷)

**عقیدہ:(۸) اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔**
(پ۱۳، الرعد:۱۶۔ پ۲۳، الصآفات:۹۶)

**سوال:** اس عقیدے میں کس فرقے کا رد ہے؟

**جواب:** اس عقیدے میں فرقۂ فلاسفہ اور معتزلہ کا رد ہے۔ فلاسفہ نو عقول کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف عقلِ اوّل کو پیدا کیا، پھر عقلِ اوّل نے عقلِ ثانی کو، ثانی نے ثالث کو، ثالث نے رابع کو، رابع نے خامس کو، خامس نے سادس کو، سادس نے سابع کو، سابع نے ثامن کو، ثامن نے تاسع کو، اور تاسع نے ساری دنیا کو۔

جبکہ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ذوات کا خالق ہے افعال کا نہیں، بلکہ افعال کا خالق خود ذوات ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف انسانوں کو پیدا کیا اور انسان جو بھی کام کرتا ہے مثلاً: چلنا، پھرنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، بولنا، ہنسنا، نیکی وبدی کرنا، ان کا خالق وہ خود ہے۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن اس سے پوچھ تاچھ ہوگی۔ (شرح عقائد نسفیہ)

اور اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ "**اللہ ہر شے کا خالق ہے، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں**" ہاں! بندہ اپنے افعال کا کاسب (یعنی کمانے والا) ہے، اور کاسب ہونے کی وجہ سے قیامت میں پوچھ تاچھ ہوگی نہ کہ خالق ہونے کی وجہ سے۔ (احیاء العلوم ج۴ ص۲۱ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

**عقیدہ:(۹) اللہ تعالیٰ جسم، جہت، مکان، شکل وصورت اور حرکت وسکون سب سے پاک ہے۔**

**سوال:** اللہ تعالیٰ کا جسم سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اس لئے کہ ہر جسم مرکب (یعنی کئی چیزوں سے مل کر بنا ہوا) ہوتا ہے

اور ہر مرکب حادث ہوتا ہے کیونکہ ہر مرکب پر ان اجزاء کا تقدّم (یعنی پہلے ہونا) ضروری ہے جن سے وہ مرکب چیز (بنی ہوئی) ہے، اور اللہ تعالی کو حادث ماننا یا ایسا قول کرنا جس سے اس کا حادث ہونا لازم آئے کفر ہے، اس لئے کہ حادث کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز پہلے موجود نہ تھی پھر وہ موجود ہوئی حالانکہ اللہ تعالی قدیم و اَزَلی ہے نہ وہ کبھی معدوم رہا اور نہ کبھی معدوم ہو گا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۲)

**سوال:** اللہ تعالی کا صورت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

**جواب:** اللہ عزوجل کا صورت سے پاک ہونے کی حکمت کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے فتاوی شارح بخاری میں لکھتے ہیں: اللہ عزوجل صورت سے پاک ہے کیونکہ صورت مُتَنَاھِی (یعنی جس کی انتہاء ہو) اور مُجَسِّم (یعنی جسم والی) چیزوں کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالی تَنَاھِی (یعنی جس کی انتہاء ہو) اور تَجَسُّم (یعنی جسم والا ہونے) سے مُنَزَّہ (یعنی پاک) ہے اسی لئے اللہ تعالی کے لئے صورت کا اطلاق (یعنی ثابت کرنا) جائز نہیں ہے، بلکہ اگر صورت سے مراد معنیٔ متعارف (یعنی مخلوقات کی صورت) ہو تو صریح کفر ہے۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۳۱)

**سوال:** اللہ تعالی کا مکان و جہت سے پاک ہونے میں کیا حکمت ہے؟

**جواب:** اللہ تعالی کا مکان و جہت سے پاک ہونے میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں ان میں سے دو حکمت ملاحظہ فرمائیے:

**پہلی حکمت:** ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ ہر چیز حادث ہے یعنی پہلے نہ تھی بعد میں پیدا ہوئی پس زمین و آسمان، عرش و کرسی، اوپر نیچے دائیں بائیں وغیرہ بھی حادث ہیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالی اوپر ہے یا آسمان پر ہے یا عرش پر ہے یا ہر جگہ ہے تو پھر آسمان، عرش بلکہ ہر جگہ کو قدیم ماننا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے۔ یا پھر یہ ذہن بنانا پڑے گا کہ پہلے اللہ تعالی جگہ و مکان سے پاک تھا بعد میں جُوں جُوں وہ چیزیں بناتا گیا اُن میں "رہتا" چلا گیا۔ جب "اوپر" وُجود میں آیا تو اوپر آ گیا، جب "نیچے" کی تخلیق ہوئی تو نیچے اُتر آیا، "عرش" بنایا تو عرش پر پہنچ گیا اور جب "جگہیں" پیدا کیں تو ہر جگہ تشریف لا کر رہنے لگا۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللہ

اُمّید ہے کہ مسئلہ سمجھ میں آگیا ہو گا۔ بہر حال شرعی حکم یہی ہے اللہ تعالی کے بارے میں یوں کہنا کہ وہ "اوپر" یا "آسمان پر رہتا ہے" یا "ہر جگہ ہے" کہنا کفرِ لزومی ہے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگرچہ عُلمائے مُتَکلِمِین رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِین کے نزدیک اسلام سے خارِج نہیں ہوتا تاہم فُقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام کے نزدیک اس پر حکمِ کفر ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ توبہ، تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۱۱۱۔۱۱۴)

**دوسری حکمت:** یہ ہے کہ ظرف مظروف سے بڑا ہوتا ہے مثلاً ہم کمرے میں رہتے ہیں تو ہم مظروف اور کمرہ ظرف ہے اور کمرہ ہم سے بڑا ہوتا ہے پس اگر اللہ عزوجل کے لئے مکان ثابت کریں تو مکان کا اللہ عزوجل سے بڑا ہونا لازم آئے گا جو کہ کفر ہے کیونکہ اللہ عزوجل ہر چیز سے بڑا ہے جیسے کہ پانچوں نمازوں کی اذانوں میں مؤذن اَللّٰہُ اَکْبَر۔ اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہے یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اللہ ہر چیز سے بڑا ہے۔

**سوال:** جب اللہ مکان سے پاک ہے تو "اللہ ہر جگہ ہے" کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** یقیناً اللہ تعالی مکان سے پاک ہے اور اس کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے، آجکل عوام بلکہ خواص کہلانے والے بھی یہ جملہ کہتے رہتے ہیں: "اللہ تعالی ہر جگہ ہے" حالانکہ یہ جملہ صحیح نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے "اللہ تعالی کی قدرت ہر جگہ ہے"۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۱۱۱۔۱۱۴)

**سوال:** جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے تو کعبہ شریف اور مساجد کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا یہ کفر نہیں ہے؟

**جواب:** کعبہ شریف اور اسی طرح مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہنے کی وجہ یہ نہیں کہ مَعَاذَ اللہ وہ جگہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مکان ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ وہاں پر رہتا ہے، یہی آپ کی غلط فہمی ہے جس کی وجہ سے سوال کرنے کی نوبت آئی اس لئے کہ اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیات مکان و زمان وغیرہ جمیع حوادث (تمام اشیاء جو پہلے نہیں تھی پھر پیدا ہوئی) سے پاک ہے وہ تو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا لہٰذا جو اس کے لئے مکان ثابت کرے تو یہ بالیقین کفر ہے۔ اب آپ کے خلجان کو دور کرنے کی طرف آتے ہیں کہ پھر مساجد اور کعبۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ کا گھر کیوں کہتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اضافت، تشریفی کہلاتی ہے یعنی کعبہ شریف

اور مساجد کے مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوتی ہے اور یہ بلا شبہ جائز ہے، قرآن و حدیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت صالح علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کی دعا سے ظاہر ہونے والی اونٹنی کو "ناقۃ اللہ یعنی اللہ کی اونٹنی"، حضرت جبریل علیہ السَّلام کو "روحنا یعنی ہماری روح" اور کعبہ شریف کو "بیتی یعنی میرا گھر" فرمایا ہے، اسی طرح احادیثِ طیبہ میں تمام مساجد کو "بیوت اللہ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر" فرمایا۔ یہ سب اضافتیں تشریفی ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف خصوصی نسبت کرتے ہوئے ان چیزوں کی عظمت و شرافت کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا کعبہ شریف اور مساجد کو تعظیم و تکریم کے پیش نظر "اللہ کا گھر" کہنا جائز ہے، اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں۔

اضافتِ تشریفی سے متعلق علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرَّحمہ ایک حدیثِ پاک میں مذکور الفاظ "فِیْ ظِلِّہٖ" (یعنی اللہ کے سائے میں) کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ سایہ کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف اضافت، شرف دینے کے لئے ہے تاکہ اسے دیگر سے امتیازی خصوصیت حاصل ہو جائے جیسا کہ کعبہ کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، حالانکہ تمام مسجدیں اسی کی ملکیت ہیں۔ رہا، سایہ اپنے حقیقی معنٰی کے اعتبار سے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پاک و منزہ ہے کیونکہ یہ اجسام کی خصوصیات میں سے ہے۔" (عمدۃ القاری، ج۵، ص۲۶۰،۲۵۹)

**عقیدہ:(۱۰) اللہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب و نقصان (یعنی کمی) ہے پاک ہے۔**

**سوال:** کیا اللہ تعالی ہر عیب سے پاک ہے؟

**جواب:** جی ہاں! عیب و نقصان کا اللہ تعالی میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لئے مُحال، مثلاً: جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہو گا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلّقِ قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۶۔۷)

**سوال:** کیا محال چیز پر اللہ تعالی قادر ہے؟

**جواب:** جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو۔ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہوسکے اور جب مقدور ہو گا تو موجود ہوسکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہوسکے گا تو مُحال نہ رہا اور اس کو مُحال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یونہی فنائے باری تعالیٰ مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہو گی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۶)

**سوال:** اللہ تعالیٰ کو ''اللہ'' کیوں کہتے ہیں؟

**جواب:** اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفسرِ قرآن، امام المحققین، قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر شیرازی بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مایہ ناز تفسیر ''تفسیرِ بیضاوی'' میں اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لفظِ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض (یعنی بدلے) شروع میں الف لام لایا گیا تو اللہ ہو گیا۔ اور اِلٰہٌ کے کئی معانی اس کے مشتقات کے اعتبار سے آتے ہیں مثلاً:

**پہلی وجہ:** لفظِ اللہ اَلِہَ اِلٰھَۃً اُلُوْھَۃً اور اُلُوْھِیَّۃً سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی عبادت کرنا،، پس اِلٰہٌ مصدر بمعنی مَاْلُوْہٌ اسمِ مفعول ہے جیسے کتاب بمعنی مکتوب ہے، لہٰذا مَاْلُوْہٌ بمعنی مَعْبُوْدٌ ہوا یعنی عبادت کیا ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے کہ وہ معبود ہے۔

**دوسری وجہ:** لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے، اور اَلِہَ سے تَاَلَّہَ اور اِسْتَاْلَہَ ہے بمعنی عبد یعنی غلام بن جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اس کی عبد یعنی غلام ہے۔

**تیسری وجہ:** لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی حیران ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی معرفت (یعنی پہچان) میں سب حیران ہیں۔

**چوتھی وجہ:** لفظِ اللہ اَلِھْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق ہے بمعنی میں نے فلاں کے پاس جا کر سکون پایا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کے دل بھی اس کے ذکر سے سکون پاتے ہیں اور روحیں اس کی معرفت کی طرف سکون پاتی ہیں۔ جیسے کہ قرآنِ پاک میں ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ(۲۸)(پ۱۳،الرعد،۲۸)

**ترجمۂ کنزالایمان:** وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

**پانچویں وجہ:** لفظِ اللہ اَلَہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی جب نازل شدہ مصیبت سے گھبرا جائے تو اسے پناہ دی جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب عابد مصیبتوں سے گھبرا کر اللہ تعالی کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کو پناہ دیتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تبارک وتعالی خود ارشاد فرماتا ہے:

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ(۲۰۰)

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے (یعنی کسی برے کام پر اُکسائے) تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔(پ۹،الاعراف،۲۰۰)

**چھٹی وجہ:** لفظِ اللہ اَلَہَ الْفَصِیْلُ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی جبکہ وہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹ جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ بندے بھی اللہ کی رحمت کے ساتھ مصیبتوں میں گریاوزاری کرتے ہوئے چمٹنے والے ہوتے ہیں۔

**ساتویں وجہ:** لفظِ اللہ وَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی متحیر و مخبوط العقل ہو جانا، پوشیدہ ہو جانا، چھپ جانا۔ بلند ہو جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بھی بندوں کی نظروں سے، آنکھوں کے ادراک سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے بلند وبالا ہے۔ اور اس کی معرفت میں بندے متحیر اور ان کی عقلیں مخبوط ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر بیضاوی ص۴۔۵)

**سوال:** اللہ تعالی کے کتنے نام ہیں؟

**جواب:** مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ المنان تفسیرِ نعیمی میں لکھتے ہیں: حق تعالی کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار صرف انبیائے کرام علیہم السلام اور باقی ایک ہزار میں سے تین سو نام توارات شریف میں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالی ہی جانتا ہے لیکن بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں حق تعالی کے جو تین نام اللہ، رحمٰن اور رحیم آئے، ان

تین میں ان تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کر لیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔(تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۴۱)

**سوال**: اللہ تعالیٰ کی صفات کی کتنی قسمیں ہیں؟

**جواب**: اللہ تَعَالیٰ کی صفات کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔صفاتِ ذاتیہ (۲)۔۔۔صفاتِ فعلیہ۔

**سوال**: صفاتِ ذاتیہ سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

**جواب**: صفاتِ ذاتیہ سے مراد ایسی صفات ہیں جو اللہ تَعَالیٰ کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے متصل ہیں، اور اس سے وہ صفات کسی بھی لمحہ کے لئے جدا نہیں ہو سکتیں، اور اللہ تعالیٰ ان صفات کی ضد سے متصف نہیں ہوتا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ حَی ہے یعنی زندہ ہے، اور اس کی ضد مرنا ہے تو اللہ تعالیٰ مر نہیں سکتا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ''الفقہ الاکبر'' میں صرف سات صفاتِ ذاتیہ کو بیان فرمایا ہے حالانکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱)۔۔۔حیات۔(۲)۔۔۔قدرت۔(۳)۔۔۔علم۔(۴)۔۔۔کلام۔(۵)۔۔۔سننا۔(۶)۔۔۔دیکھنا۔(۷)۔۔۔ارادہ۔
(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷)

**سوال**: صفاتِ ذاتیہ کی تفصیل بیان کیجئے۔

**جواب**: صفاتِ ذاتیہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)۔۔۔اللہ تَعَالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلْحَیَاۃُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالیٰ حَی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے دستِ قدرت میں ہے، جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے موت دے۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

(۲)۔۔۔اللہ تَعَالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلْقُدْرَۃُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

(۳)۔۔۔اللہ تَعَالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلْعِلْمُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے، وہ غیب و شہادت (یعنی غائب اور موجود) سب چیزوں کو جانتا ہے۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

**(۴)۔۔۔** اللہ تعالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلْکَلَامُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالیٰ کلام فرماتا ہے جیسے کہ پارہ ۶ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۶۴ میں ارشادِ باری تَعَالیٰ ہے: وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

مگر اس کا کلام زبان سے نہیں، اور اس کا کلام آواز و الفاظ و حروف سے پاک ہے۔ مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے، حادث و مخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ تَعَالیٰ عنھم نے اُسے کافر کہا ہے۔ ("منح الروض الازہر"، ص ۲۶)

**(۵)۔۔۔** اللہ تعالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلسَّمْعُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالیٰ سمیع ہے یعنی ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے مگر اس کا سننا کان سے نہیں ہے۔ اور اُس کا سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، بلکہ ہر موجود کو سنتا ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

**(۶)۔۔۔** اللہ تعالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلْبَصَرُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تَعَالیٰ بصیر ہے یعنی ہر باریک سے باریک چیز کو جو خُوردبین سے محسوس نہ ہو اُسے بھی دیکھتا ہے مگر اس کا دیکھنا آنکھ سے نہیں ہے، کہ آنکھ جسم ہے اور جسم سے وہ پاک ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

**(۷)۔۔۔** اللہ تَعَالیٰ کی صفتِ ذاتی اَلْاِرَادَۃُ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ و مشیت کی صفت سے متصف ہے، اُس کی مشیت اور اِرادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے سے تصرف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ بے ارادہ اس سے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۷۔۱۱)

**سوال:** صفاتِ فعلیہ سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

**جواب:** فعلی صفات سے مراد وہ صفات ہیں جن کا ظہور تب ہوتا ہے جب وہ اس کی مخلوق پر واقع ہوتی ہیں، اور مخلوق کے حق میں اس کا نتیجہ اچھے یا برے، نعمت یا نقمت، رحمت یا زحمت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ صفات اللہ تعالی کے ساتھ بالقوۃ ازل سے متصل چلی آرہی ہیں اور ان کا اظہار بالفعل وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

اور اس کو بلفظِ دیگر یوں سمجھیں کہ صفاتِ فعلیہ وہ ہیں کہ جن صفات سے وہ موصوف ہو، ان کی ضد سے بھی وہ موصوف ہو۔ مگر ان صفات کا تعلق اور اثر غیر (یعنی مخلوق) کے ساتھ ہو گا، جیسے مارنا اور جلانا، صحت دینا اور بیماری

ڈالنا، غنی کرنا اور فقیر کرنا، وغیرہ وغیرہ، ان صفات کو صفاتِ اضافیہ بھی کہتے ہیں۔ اصل میں ان صفات اور ان جیسی سب صفاتِ فعلیہ کو صفتِ تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہئے۔(توضیح العقائد ص ۳۳)

اللہ تَعَالٰی کی صفاتِ فعلیہ میں سے چند یہ ہیں:

**(۱)۔۔۔تَخْلِیْقٌ:** اس سے مراد مخلوقات کو پیدا کرنا ہے۔(منح الروض الازہر ص ۳۵)

**(۲)۔۔۔تَرْزِیْقٌ:** اس سے مراد مخلوقات کو روزی دینا ہے۔(منح الروض الازہر ص ۳۵)

**(۳)۔۔۔اِنْشَاءٌ:** اس کا معنی پیدا کرنا، پرورش کرنا اور تربیت کرنا ہے، اور اللہ تَعَالٰی تمام مخلوقات کی بتدریج (یعنی رفتہ رفتہ) پرورش فرماتا ہے اور ان کو نقطۂ کمال تک پہنچاتا ہے۔(منح الروض الازہر ص ۳۵)

**(۴)۔۔۔اِبْدَاعٌ:** اس کا معنی کسی چیز کو بغیر مادہ کے اور بغیر نمونے کے پیدا کرنا ہے، پس جب اللہ تَعَالٰی نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمانا چاہا تو اس وقت نہ ان کا کوئی مادہ تھا اور نہ کوئی نمونہ، مگر اللہ تَعَالٰی نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ لفظِ کُن سے پیدا فرما دیا۔(منح الروض الازہر ص ۳۵)

**(۵)۔۔۔صُنْعٌ:** اس کا معنی صَنْعَت گری کرنا ہے، اور اس کا اظہار مَصْنُوعَات (یعنی چیزوں) کے ظاہر ہونے کے وقت ہوتا ہے۔(منح الروض الازہر ص ۳۵)

اللہ تَعَالٰی کی صفاتِ فعلیہ ان کے علاوہ بھی ہیں یہاں پر چند کا ذکر کرنا حصر کے لئے نہیں، بلکہ مثال کے لئے ہیں، ان کے علاوہ جیسے زندہ کرنا، فنا کرنا، اگانا، بڑھانا، چیزوں کو ان کی اصل سے پھیرنا۔ اور یہ تمام کی تمام صفت تکوین کے تحت داخل ہیں۔(منح الروض الازہر ص ۳۵)

**سوال:** اللہ تعالی کی صفات اللہ کا عین ہیں یا غیر ؟

**جواب:** اہلِ سنّت والجماعت کا اس بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفتیں نہ اللہ تعالی کا عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اُسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ یہ کہ اُس کی ذات سے جدا ہیں۔ کیونکہ اگر صفات کو اللہ کا عین مانیں تو جتنی صفات اُتنے خدا، اور یہ کفر ہے کیونکہ اللہ ایک ہے، اور اگر صفات کو اللہ سے جدا مانیں تو صفات کا حادث ہونا لازم آئے گا، اور یہ بھی کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۴)

**اعتراض:** بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا یہ عقیدہ صحیح نہیں کیونکہ ہر چیز یا تو کسی دوسری چیز میں داخل ہوتی ہے یا اس سے خارج ہوتی ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ نہ چیز میں داخل نہ خارج۔

**جواب:** اہلِ سنّت والجماعت نے اس کا جواب یہ دیا کہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم عینِ پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔ بس یہی حال اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہے کہ وہ نہ خود اللہ ہیں اور نہ ہی اللہ سے جدا۔ ("شرح العقائد النسفية"، ص۴۷-۴۸)

**سوال:** کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہو سکتا ہے؟

**جواب:** اللہ کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال ہے کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے (یعنی گھیر لیتی ہے) حالانکہ اُس کا کوئی اِحاطہ (یعنی گھیرے) نہیں کر سکتا، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳)

**سوال:** کیا اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط (یعنی گھیرے ہوئے) ہے؟

**جواب:** جی ہاں! اللہ کا علم ہر شے کو محیط ہے یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات و مُحالات، سب کو اَزل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور اَبد تک جانے گا، چیزیں بدلتی ہیں مگر اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وَسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ("الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۵۴)

**سوال:** کیا دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے؟

**جواب:** دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں ۱۰۰ بار زیارت ہوئی۔ اور اللہ کا دیدار بلاکیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔ پھر رہا یہ سوال کہ کیونکر دیدار ہو گا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل نہیں، اِن شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتا دیں گے۔ ان سب باتوں کا

خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اُس تک عقل رسا (یعنی پہنچتی) نہیں، اور وقتِ دیدار نگاہ اُس کا اِحاطہ کرے، یہ محال ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۱-۲۲)("الحدیقة الندیة" شرح "الطریقة المحمدیة"، ج۱، ص۲۵۸-۲۶۱)

**سوال:** اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** بے شک ہر چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ پر عیاں (یعنی ظاہر) ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھتا بھی ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان صفات کو بیان کرنے کے لئے "حاضِر وناظِر" کے الفاظ استعمال نہیں کرسکتے کیونکہ ایک تو یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے نہیں ہیں اور دوسرا یہ کہ ان لفظوں کے عربی لُغت میں جو معانی بیان کئے گئے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ "حاضِر" کے معنی عربی لغت میں "نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ، جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو" ہے۔ اور "ناظِر" کے معنی "آنکھ کے ڈھیلے کی سیاہی جبکہ نظر کے معنی کسی امر میں تفکّر و تدبّر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا اور آنکھ سے کسی چیز میں تامل (یعنی غور وفکر) کرنا" ہے۔(وقار الفتاوٰی، ج۱، ص۶۶) اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کا اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال منع ہے۔ لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان صفات کو بیان کرنے کے لئے "حاضِر و ناظِر" کے بجائے "شَهِيْد وَبَصِيْر" کہا جائے جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ **ترجمۂ کنزالایمان:** بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔(پ۱۷، الحج:۱۷)

**سوال:** اللہ تعالیٰ کو "اللہ میاں" کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا ممنوع ہے۔ اللہ پاک، اللہ تعالیٰ، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اللہ تبارَکَ وَتعالیٰ وغیرہ بولنا چاہئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "(اللہ تعالیٰ کے لئے) مِیاں کا اِطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنیٰ رکھتا ہے، ان میں دو معنی اللہ ربُّ العزّت کے لئے مُحال (یعنی ناممکن) ہیں، اور مِیاں کا معنیٰ: (۱)۔۔۔ آقا۔ (۲)۔۔۔ شوہر۔ (۳)۔۔۔ مرد وعورت میں زِنا کا دلال ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ پر اس کا اِطلاق (یعنی بولنا) مَمنوع ہے۔" (فتاوٰی رضویہ ج۱۴ ص۶۱۴)

**سوال:** اللہ تعالیٰ کو سخی کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی کہنے کے بارے میں میرے شیخِ طریقت، امیر اَہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' صفحہ ۱۳۰ پرفرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سخی نہیں جَوَّاد کہنا چاہئے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن (فتاوی رضویہ جلد ۲۷، صفحہ نمبر ۱۶۵) میں فرماتے ہیں: اسمائےِ اِلٰھِیّہ تَوقِیْفِیَہ (یعنی قرآن وحدیث کی طرف سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ٹھہرائے ہوئے نام) ہیں، یہاں تک کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہ کا جواد ہونا اپنا ایمان مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شریعت میں وارِد نہیں۔ مُفَسّرِ شہیر حکیم الامت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مُحاوَرہ عَرَب میں عُموماً سخی اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے ۔ جواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ سخی کے مقابِل بخیل ہے (اور بخیل وہ ہے) جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے۔ جواد کا مقابِل مُمسِک ہے (اور مُمسِک وہ ہے) جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام دُنیوی اخروی نعمتیں دُنیا کے لئے ہیں اُس (کی اپنی ذات) کے لئے نہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ۱/۲۲۱)

**سوال**: اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: ناجائز ہے کہ معنیٔ عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے۔ اور ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی حضرت عزت عزوجل کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۱، ص ۱۴۴)

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بارے میں سوچتا ہے؟

**جواب**: اللہ عزوجل سوچنے سے بھی پاک ہے کیونکہ سوچتا وہ ہے جو عالِمُ الغیب نہ ہو اور قدرت نہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کے لئے سوچنے کا اثبات اس کے قادر ہونے اور عالِمُ الغیب ہونے سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔ (فتاوی شارح بخاری جلد اول ص ۱۶۲)

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ اونگھ اور سونے سے پاک ہے جیسے کہ قرآنِ عظیم میں ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﳛ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌؕ ۔ (پ۳، البقرۃ ۲۵۵)

**ترجمہ کنزالایمان:** اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

اور اللہ تعالیٰ کے نہ سونے میں کئی حکمتیں ہیں ان میں سے دو حکمت یہ ہیں:

**پہلی حکمت:** صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی آیۃ الکرسی کے اس ٹکڑے کے تحت لکھتے ہیں: کیونکہ اونگھنا اور نیند کرنا نقص (یعنی عیب) ہے اور اللہ عزوجل ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ (خزائن العرفان، پ۳، البقرۃ ۲۵۵)

**دوسری حکمت:** صاحبِ روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ منزہ (یعنی پاک) ہے ان عوارض سے جو اس کی مخلوق کو عارض ہوتے ہیں یعنی وہ سہو (یعنی بھولنا) اور غفلت اور ملال (یعنی سستی) سے پاک ہے اور وہ جن اشیاء کی حفاظت پر قائم ہے وہ سستی کی وجہ سے نہ کمزور ہے اور نہ ہی اسے تھکاوٹ کے عوارض لاحق ہوتے ہیں اور ایسے عوارض پر وہ تھکان اتارنے اور استراحت پر نہ مجبور ہوتا ہے نہ تھکاوٹ کو نیند اور اونگھ سے دور کرتا ہے اس لئے کہ نیند موت کی مانند ہے اور موت حیات کی نقیض (یعنی الٹ) ہے۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے خواب کی حالت میں ملائکہ سے پوچھا کہ کیا ہمارا رب سوتا بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی کہ موسیٰ علیہ السلام کو جگاؤ، ایسے ہی تین بار فرمایا پھر فرمایا اسے مت سونے دو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانی کی بھری ہوئی دو بوتلیں دونوں ہاتھوں میں تھامئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بوتلوں کو ہاتھ میں لے لیا تو آپ علیہ السلام کو نیند کا غلبہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں سے دونوں بوتلیں گر کر ٹوٹ گئیں اور آپ علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے اپنی قدرت سے آسمانوں اور زمینوں کو تھاما ہوا ہے اگر مجھے نیند آجائے تو پھر تیری بوتلوں کی طرح تمام آسمان وزمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل نیند نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی شان کے لائق ہے کہ وہ نیند کرے"۔ حضرتِ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ پر نیند کا وقوع (یعنی طاری ہونا) محال ہے اس لئے کہ نیند ایک عِجز ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔

(روح البیان جلد ۲ ص ۲۰)

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے سے پاک ہے؟

**جواب**: جی ہاں! اللہ تبارک و تعالیٰ جھوٹ بولنے سے پاک ہے کیونکہ جھوٹ بولنا ایک عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔

ایک مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب جھوٹ کی نسبت کیسے کر سکتا ہے کیونکہ کذب (یعنی جھوٹ) ایسا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزّت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف جھوٹ کی نسبت سے عار (یعنی شرم) محسوس کرتا ہے، مگر دیوبندیوں کا امام رشید احمد گنگوہی نے اپنے ایک فتوے میں لکھا: "کہ اگر کوئی کہے کہ اللہ جھوٹ بول چکا تو اسے گمراہ اور فاسق نہیں کہنا چاہئے" مَعَاذَ اللہ! نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کی ۱۵ ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی کتاب "سُبْحٰنُ السُّبُوْحِ عَنْ کِذْبِ عَیْبٍ مَقْبُوْحٍ" (یعنی جھوٹ جیسے بدترین عیب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پاک ہونے کا بیان) اور "دَامَانِ بَاغِ سُبْحٰنُ السُّبُوْحِ" (رسالہ سُبْحٰنُ السُّبُّوح کے باغ کا دامن) کا مطالعہ فرمائیں۔

**سوال**: اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے سے کیا خرابیاں لازم آتی ہیں؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے سے بہت خرابیاں لازم آتی ہیں کہ دین کا نظام درہم برہم ہو جائے گا، چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: کہ جب اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جُھوٹ کہہ دی ہو، جب وُہ جُھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں! ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرمادیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرالو تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جُھوٹ یہی بولا ہو، غرض

معاذاللہ! اس کا کذب ممکن مان کر دین وشریعت واسلام وملّت کسی کا اصلاپتا نہیں چلے گا، جزاوسزاوجنت ونارہ حساب و کتاب وحشر ونشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا۔(فتاوی رضویہ ج۱۵، ص ۴۵۲-۴۵۳)

# انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے متعلق عقائد

## درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۸ حدیث ۴۸۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** کیا انبیائے کرام کے متعلق عقائد سیکھنا ضروری ہے؟

**جواب:** جی ہاں! مسلمان کے لئے جس طرح اللہ تعالی کی ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کر دے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لئے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجبِ کُفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۸)

**سوال:** نبی اور رسول کی کیا تعریف ہے؟

**جواب:** نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تَعَالٰی نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔ اور انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے جو نئی شریعت لائے ان کو رسول کہتے ہیں۔ ("المعتقد المنتقد"، الباب الثاني في النبوّات، ص۱۰۵)

**سوال:** وحی کیا ہوتی ہے؟

**جواب:** وحی کا لغوی معنی پیغام بھیجنا، دل میں بات ڈالنا، خفیہ بات کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہو۔ (ملخص از نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۱ ص ۲۲۴ مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

**سوال:** نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** نبی اور رسول میں دو طرح سے فرق ہے:

(۱)۔۔۔ ایک فرق تو وہی جو دونوں کی تعریف میں مذکور ہوا یعنی نبی نئی شریعت نہیں لاتا جبکہ رسول نئی شریعت لے کر آتا ہے۔

**(۲)۔۔۔**اور دوسرا فرق یہ کہ رسول کے لئے انسان ہونا ضروری نہیں بلکہ رسول فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی، جبکہ نبی صرف انسانوں میں ہوتے ہیں۔("تفسیر الطبري"، پ۱۲، ہود: تحت الآیۃ ۶۹)

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے کہ انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔(پ۱۲، یوسف:۱۰۹)اس سے پتا چلا کہ نبی نہ کوئی جن ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عورت۔ ("نسیم الریاض"، القسم الأول في تعظیم العلی الأعلی لقدر النبي، ج۳، ص۳۴۴)

**سوال:** انبیائے کرام کو بھیجنے کی کیا حکمت ہے؟ کیا اللہ تعالی انبیاء کے بغیر لوگوں کو ہدایت نہیں دے سکتا؟

**جواب:** جب کمزور چیز طاقت ور سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں واسطے کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ کمزور چیز فنا ہو جائے گی جیسے کہ آٹے کی روٹی آگ سے پکائی جاتی ہے، اب اگر آٹے کو آگ میں ڈال دو تو آٹا جل کر راکھ ہو جائے گا اگر جلنے سے بچانا ہے اور صحیح وسالم روٹی حاصل کرنی ہے تو روٹی اور آگ کے درمیان توے کا واسطہ لانا ضروری ہے۔ اسی طرح سورج کو دیکھنا ہے تو ٹھنڈے شیشے کا واسطہ لازم ہے۔ اب اسی قاعدے کو پیشِ نظر رکھ کر اس سوال کا جواب سنئے: خالق (یعنی اللہ تعالی) قوی اور قادر ہے اور مخلوق (یعنی ہم تم انسان) کمزور، اب اگر انسان خالق کا فیض بغیر واسطے کے حاصل کرنا چاہے گا تو اس کا وہی حال ہو گا جو آٹے کا آگ میں ڈالنے کے بعد ہوا تھا، لہٰذا درمیان میں ایسے واسطے کا ہونا ضروری ہے جو خالق سے فیض لے کر مخلوق تک پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو، اور اسی واسطے کا نام نبی اور رسول ہے۔

(اسرار الاحکام ص۶)

**سوال:** تب تو رب تعالی مجبور ہوا کہ اپنے بندوں کو بغیر انبیاء کے احکام نہ پہنچا سکا؟

**جواب:** اس سے رب تعالی کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا وہ تو فیض دینے پر قادر ہے بلکہ ہمارا مجبور ہونا لازم آتا ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ بغیر واسطے کے رب تعالی کا فیض نہیں لے سکتے، روٹی کمزور ہے نہ کہ آگ، ہماری آنکھیں کمزور ہیں نہ کہ آفتاب، اسی طرح ہم مجبور ہیں نہ کہ رب تعالی۔(اسرار الاحکام ص۷)

**سوال:** جنات اور عورت نبی کیوں نہیں ہوتے؟

**جواب:** نبی اللہ کا پیغمبر ہوتا ہے اور اللہ اپنے پیغمبروں کو افضل المخلوقات اور اصل المخلوقات کی جانب بھیجتا ہے، جبکہ جنات افضل و اصل نہیں بلکہ انسان افضل المخلوقات ہے پس اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کو انسانوں کی جانب بھیجا اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوقات فرع کی حیثیت رکھتی ہیں لہٰذا وہ انسان کے تابع ہوں گی۔

اور رہی یہ بات کہ عورت نبیہ کیوں نہیں ہوتی تو اس کی حکمت یہ ہے کہ نبی آتا ہے بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کے لئے، اسی لئے نبی کا ہر ہر عمل امّت کے لئے مشعلِ راہ ہوتا ہے اور اس کے لئے لوگوں کے سامنے رہنا ضروری ہے جبکہ عورت کو پردے کا حکم ہے لہذا اگر عورت نبیہ ہوتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہو پاتا۔

**سوال:** کیا آدمی عبادت وریاضت کے ذریعے نبوت حاصل کر سکتا ہے؟

**جواب:** نبوّت کسبی (یعنی کمائی جانے والی چیز) نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے۔("المعتقد المنتقد"، ص۱۰۷) بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبل حصولِ نبوّت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک، اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہوتی ہے ("المسایرۃ" و"المسامرۃ"، شروط النبوۃ، ص۲۲۶)، کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

("الحلیۃ"، ج۴، ص۲۹۔۳۰، الحدیث: ۴۶۵۲)

**سوال:** نبیوں اور رسولوں کی تعداد کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟ نیز ان کی تعظیم کرنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب:** نبیوں اور رسولوں کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کیونکہ اس بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں اور نبیوں کی کسی خاص تعداد پر ایمان لانے میں یہ احتمال ہے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار ہو جائے یا غیر نبی کو نبی مان لیا جائے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ کیونکہ مسلمان کے لئے جس طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات وصفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ (شرح العقائد النسفیۃ، مبحث اول الانبیاء آدم علیہ السلام، ص ۳۰۲ وبہارِ شریعت، عقائد متعلقہ نبوت، ۱/۵۲ موضحا)

اور نبی کی تعظیم ہر امتی پر فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔

("تفسیر روح البیان"، پ۱۰، التوبۃ، ج۳، ص۳۹۴، تحت الآیۃ: ۱۲)("جواہر البحار"، ج۳، ص۲۶۰)

**سوال:** کیا وحیٔ نبوت غیرِ نبی کو ہو سکتی ہے؟

**جواب:** وحیٔ نبوت، انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے خاص ہے، جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے۔ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں اور وحی شیطانی کہ اِلقا من جانبِ شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر (یعنی جادوگر) اور دیگر کفّار وفسّاق کے لئے ہوتی ہے۔ ("المعتقد المنتقد"، ص١٠٥: (الوحي قسمان: وحي نبوة، ويختص به الأنبياء دون غيرهم)

**سوال:** کتنے انبیائے کرام کے نام قرآنِ مجید میں صراحۃً موجود ہیں؟

**جواب:** حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے آقا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت نبی بھیجے لیکن قرآن پاک میں جن کا ذکر صراحۃً ہے ان کی تعداد ٢٦ ہے اور وہ اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

(١)۔۔۔حضرت آدم علیہ السّلام۔ (٢)۔۔۔حضرت نوح علیہ السّلام۔ (٣)۔۔۔حضرت ابراہیم علیہ السّلام۔
(٤)۔۔۔حضرت یوسف علیہ السّلام۔ (٥)۔۔۔حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام۔ (٦)۔۔۔حضرت اسحٰق علیہ السّلام۔
(٧)۔۔۔حضرت یعقوب علیہ السّلام۔ (٨)۔۔۔حضرت موسیٰ علیہ السّلام۔ (٩)۔۔۔حضرت ہارون علیہ السّلام۔
(١٠)۔۔۔حضرت شعیب علیہ السّلام۔ (١١)۔۔۔حضرت لوط علیہ السّلام۔ (١٢)۔۔۔حضرت ہود علیہ السّلام۔
(١٣)۔۔۔حضرت داوٗد علیہ السّلام۔ (١٤)۔۔۔حضرت سلیمان علیہ السّلام۔ (١٥)۔۔۔حضرت ایوب علیہ السّلام۔
(١٦)۔۔۔حضرت زکریا علیہ السّلام۔ (١٧)۔۔۔حضرت یحییٰ علیہ السّلام۔ (١٨)۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السّلام۔
(١٩)۔۔۔حضرت الیاس علیہ السّلام۔ (٢٠)۔۔۔حضرت الیسع علیہ السّلام۔ (٢١)۔۔۔حضرت یونس علیہ السّلام۔
(٢٢)۔۔۔حضرت ادریس علیہ السّلام۔ (٢٣)۔۔۔حضرت ذوالکفل علیہ السّلام۔ (٢٤)۔۔۔حضرت صالح علیہ السّلام۔
(٢٥)۔۔۔حضرتِ عزیر علیہ السّلام۔ (٢٦)۔۔۔اللہ کے آخری نبی مکی مدنی حضور سید المرسلین مُحمّد رّسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

(بہارِ شریعت ج١، ص٤٨)

**سوال:** کیا نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے؟ نیز عصمت کا کیا معنیٰ ہے؟

**جواب:** جی ہاں! نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت، نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتوں کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی وبددینی ہے۔ عصمتِ انبیا کے یہ معنیٰ ہیں کہ اُن کے

لئے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہو لیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ واکابر اولیا، کہ اللہ عزوجل اُنہیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔("منح الروض الأزہر"، ص۵۶)

انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ (یعنی بری صفات) سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت (یعنی مرتبے) اور مُروّت (یعنی ہمدردی) کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّدِ صغائر (یعنی جان بوجھ کر صغیرہ گناہ کرنے) سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔

("المعتقد المنتقد"، ص۱۱۰)("روح البیان"، پ۲۳، ج۸، ص۴۵، تحت الآیۃ: ۴۴)

**سوال:** کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے سہو ممکن ہے؟ اور تقیہ کا کیا معنی ہے؟

**جواب:** احکامِ تبلیغیہ میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے سہو ونسیان یعنی بھول چوک محال ہے۔ اور تقیہ کا معنی ڈرنا ہے، شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالی کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم ملا تھا کہ اپنے بعد حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمائیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرتِ ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ڈر کر حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب فرمایا دیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالی کا ایک حکم ڈر کی وجہ سے چھپا لیا"۔ معاذ اللہ! جبکہ اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے اُنہوں نے وہ سب پہنچا دیئے، لہٰذا اب جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ کا نبی لوگوں سے ڈرنے والا نہیں ہوتا، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب ابو جہل وابو لہب جیسے کافروں سے نہیں ڈرے تو اپنے صحابیوں سے کیسے ڈر سکتے ہیں۔

("المسامرۃ بشرح المسایرۃ"، شروط النبوّۃ، الکلام علی العصمۃ، ص۲۳۴-۲۳۵)("المعتقد المنتقد"، ص۱۱۳-۱۱۴)

**سوال:** کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا ومولیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم

خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر حضرت نوح علیہ السلام کا، اِن حضرات کو مرسلین اُولُو الْعَزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاو مرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام، انس و مَلَک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلا تشبیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔

(وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ) پ۱۵، الإسراء: ۵۵)( "تکمیل الإیمان"، ص ۱۲۴-۱۲۵)

**سوال:** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی لغزشوں کا تذکرہ کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، ان کا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بناسکتا اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُن کے یہ افعال جن کو لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزارہا حِکَم و مَصالح پر مبنی، ہزارہا فوائد وبرکات کی مُثمِر ہوتی ہیں، ایک لغزشِ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھئے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثُوبات کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجہ و ثمرہ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، صدیقین کی حَسَنات سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۸۸)

**سوال:** ایک مسلمان کو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

**جواب:** اوپر جو باتیں بیان کی گئیں ان کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کو انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق مزید یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ:

(۱)۔۔۔انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔

(پ۷، الأنعام: ۸۶. "منح الروض الأزہر" ص۱۲۱)

(۲)۔۔۔ اللہ عزوجل نے انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے، مگر جو علمِ غیب انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ہے اللہ عزوجل کے دیئے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔("صحیح مسلم"، کتاب الفتن، باب ھلاک ھذہ الأمة بعضھم ببعض، الحدیث: ۲۸۸۹، ص ۱۵۴۴)

(۳)۔۔۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر (یعنی نفرت) ہوتی ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔("المسامرة بشرح المسایرة"، ص ۲۲۶)

(۴)۔۔۔ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت (یعنی مرتبہ) وعزت والے ہیں، ان کو اللہ تعالٰی کے نزدیک معاذاللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کُھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۵)

(۵)۔۔۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدہ الٰہیہ (یعنی اللہ کا وعدہ سچ ہونے) کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے، پس شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے، بخلاف انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔

("سنن ابن ماجه"، کتاب الجنائز، ذکر وفاته ودفنه، الحدیث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱)("روح المعاني"، الأحزاب، ج ۱۱، الجزء الثاني، ص ۵۲-۵۳، تحت الآية: ۴۰)

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے، مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات، مثل سابق وہی جسمانی ہے

# سید المرسلین صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے متعلق عقائد

## درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔ (ابنِ ماجہ ج ۱ ص ۴۹۰ حدیث ۹۰۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** اللہ تعالی کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل کون ہے؟

**جواب:** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل جمیع مخلوقِ الٰہی ہیں، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہ سب جمع کر دیئے گئے، اور اِن کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں، بلکہ اوروں کو جو کچھ مِلا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل (یعنی صدقے) میں، بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لئے کمال ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہو گیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنا دے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۶۳۔۶۴)

**سوال:** سب سے آخری نبی کون ہیں؟

**جواب:** حضور، خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوّت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم کر دیا، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا، جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۶۳)

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کن کی جانب نبی بنا کر بھیجے گئے؟

**جواب:** اور انبیا کی بعثت (یعنی بھیجا جانا) خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان و جن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے، جس طرح انسان کے ذمّہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت فرض ہے۔ یونہی ہر مخلوق پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۶۱) (وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ کَافَّۃً لِّلنَّاسِ) پ۲۲، سبا: ۲۸)

**سوال:** کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مثل ہو سکتا ہے؟

**جواب:** مُحال ہے کہ کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ہو، جو کسی صفتِ خاصّہ (یعنی خاص خوبی جیسے معراج و قرآن و دیدارِ الٰہی وغیرہ) میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

("المعتقد المنتقد"، ص۱۲۶: (ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده)

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی نے کس مرتبے پر فائز فرمایا ہے؟

**جواب:** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خَلق رضائے مولیٰ کی متلاشی ہے اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور تمام مخلوق اوّلین و آخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز مند ہے، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۱۴۹۔ وص ۱۹۷۔ ۱۹۸، وج۱۴، ۲۷۵۔۲۷۶)

خدا　کی　رضا　چاہتے　ہیں　دو　عالم
خدا　چاہتا　ہے　رضائے　محمد

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی (کامل) مسلمان نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۳۱۰)

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت عین طاعتِ الٰہی ہے، کہ اطاعتِ الٰہی، بے اطاعتِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناممکن ہے، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔(تفسیر القرطبي"، ج۴، ص۲۷۹)

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب:** حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت جزوِ ایمان ورکنِ ایمان ہے اور فعلِ تعظیم بعدِ ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صُھْبَا پر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے نمازِ عصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جارہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چشمِ اقدس کھلی، مولیٰ علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے نماز ادا کی پھر سورج ڈوب گیا، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ وُسطیٰ نمازِ عصر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیند پر قربان کر دی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کے صدقے میں ملیں۔ دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غارِ ثور میں پہلے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کر دیئے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِ اقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاؤں پر مَلا، انہوں نے اِس خیال سے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آنسو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا، ہر سال وہ زہر عَود کرتا، بارہ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔

(بہارِ شریعت ج۱، ص۷۴۔۷۵)("تفسیر الخازن"، پ۱۰، التوبۃ: ۴۰، ج۲، ص۲۴۰)

**سوال:** کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے؟

**جواب**: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر جس طرح اُس وقت تھی جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو بکمالِ خشوع و خضوع و انکسار با ادب سُنے، اور نامِ پاک سُنتے ہی درود شریف پڑھے۔
("الشفاء"، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل،ج۲،ص۴۰)

**سوال**: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص کتنے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب**: خصائصِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقی تعداد تو دینے والا ربِّ رحیم جانتا ہے یا لینے والے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل نامَقصور اور خصائص نامَحصور (یعنی آپ کے فضائل میں کوئی کمی نہیں اور خصائص اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے)، بلکہ حقیقۃً ہر کمال، ہر فضل، ہر خوبی میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام انبیاء و مرسلین اور اللہ پاک کی تمام مخلوق پر تفضیلِ تام و عام مطلق (یعنی ہر طرح کی برتری حاصل) ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملا اور جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۶۱۴)

اِسے　تُو　جانے　یا　خدا　جانے
پیش　حق　رُتبہ　کیا　ہوا　تیرا

اسلامی تاریخ کے عظیم مُحدِّث امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات:۹۱۱ہجری) نے ۲۰سال تک بڑی محنت سے حدیث وغیرہ کی کتابوں سے خصائصِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم تلاش کئے، پھر "اَلْخَصَائِصُ الْکُبْرٰی" اور "اُنْمُوْذَجُ اللَّبِیْب فِیْ خَصَائِصِ الْحَبِیْب" نامی دولاجواب کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک ہزار سے زیادہ خصائص نقل فرمائے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے اس موضوع پر "اَلْبَحْثُ الْفَاحِص عَنْ طُرُقِ اَحَادِیْثِ الْخَصَائِص" نامی رسالہ تصنیف فرمایا۔

ایک تقسیم کے مطابق خصائصِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چار اقسام ہیں:

(۱)۔۔۔وہ واجبات جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً نمازِ تہجد۔

**(۲)۔۔۔** وہ اَحکام جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہی حرام ہیں، مثلاً زکوۃ لینا۔

**(۳)۔۔۔** وہ کام جن کا کرنا صرف آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے جائز ہے، مثلاً عصر کے فرض ادا کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنا۔

**(۴)۔۔۔** وہ فضائل جو صرف حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے، مثلاً معراج و قرآن۔

(فتاوٰی رضویہ، ج۲۲، ص۶۱۴)

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند خصائص کی تفصیل بیان فرمادیجئے۔

**جواب:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چند خصائص مندرجہ ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** اللہ پاک نے تمام مخلوق سے پہلے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے دیگر مخلوق کی تخلیق فرمائی۔ (مصنف عبد الرزاق، ص۶۳، حدیث:۱۸)

**(۲)۔۔۔** حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور دیگر تمام مخلوقات سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی پیدا کئے گئے۔ (مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج۱، ص۸۶)

**(۳)۔۔۔** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک نام عرش کے پائے پر، ہر ایک آسمان پر، جنّت کے درختوں اور مَحَلّات پر، حُوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۲)

**(۴)۔۔۔** اللہ پاک نے اَذان و اِقامت اور خطبہ و تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیَّات) میں اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذِکْر کو اپنے ذِکْر سے ملا دیا۔ (الکلام الاوضح، ص۱۷۹ اختصاراً)

**(۵)۔۔۔** گزشتہ آسمانی کتابوں میں اللہ کے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری کی بشارت دی گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۸)

**(۶)۔۔۔** اظہارِ نبوت سے پہلے گرمی کے وقت بادل اکثر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر سایہ کیا کرتا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۴۳، ۱۴۲)

**(۷)۔۔۔** پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج۷، ص۱۹۹)

**(۸)۔۔۔** سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نور ہیں اس لئے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۱۴)

**(۹)۔۔۔** بدَن تو بدن، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں اور نہ ہی کبھی مچھر نے آپ کو کاٹا۔ (الشفا، ج۱، ص۳۶۸، خصائص کبریٰ، ج۱، ص۱۱۷، مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج۷، ص۲۰۰)

**(۱۰)۔۔۔** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام نبیوں سے پہلے پیدا کیا گیا اور سب کے بعد دنیا میں بھیجا گیا۔ (مواہب لدنیہ، ۱/33)

**(۱۱)۔۔۔** غیر معمولی رعب و دبدبہ، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ یعنی یک مہینے کی مَسافت تک رعب و دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ (بخاری، 1/133، حدیث:335)

**(۱۲)۔۔۔** کثیرُ الاَسماء (یعنی بہت زیادہ ناموں والا) ہونا۔ کسی کے ناموں کا زیادہ ہونا اس کے شَرَف و فضیلت کی دلیل ہوتا ہے۔ (خصائص کبریٰ، 1/132)

**(۱۳)۔۔۔** اللہ پاک کے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سیّدُنا جبرائیل علیہ الصّلوٰۃ و السَّلام کو ان کی اصل صورت میں ملاحظہ فرمایا۔ (اُنموذج اللبیب فی خصائص الحبیب مع شرح، ص30)

**(۱۴)۔۔۔** مختصر الفاظ میں طویل مضامین کا بیان۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ یعنی مجھے جَوَامِعُ الْكَلِم عطا کئے گئے۔ (مسلم، ص210، حدیث:1167)

**(۱۵)۔۔۔** دیگر انبیائے کرام علیھم السَّلام کی بِعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی لیکن حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق، انسان وجِنّات بلکہ فرشتوں، حیوانات اور جَمادات (یعنی بے جان چیزوں) سب کی طرف مَبْعُوث ہوئے۔ جس طرح انسان کے ذمّہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِطاعت فرض ہے یوں ہی ہر مخلوق پر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/61)

**(۱۶)۔۔۔** نیند کی حالت میں مبارک آنکھیں سو جاتیں لیکن مقدّس دل بیدار رہتا۔ (خصائص کبریٰ، 1/118)

**(۱۷)۔۔۔** رحمتِ عالَم، نورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب گفتگو فرماتے تو مبارک دانتوں کی کھڑکیوں سے نور کی شُعائیں برآمد ہوتیں۔ یہ نور دن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے گمی ہوئی سُوئی تلاش کرلی جاتی تھی۔(مشکوۃ المصابیح،2/362،حدیث:5797)(مراۃ المناجیح،8/62)

**(۱۸)۔۔۔** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمان اور کُرسی و عرش تک، بلکہ بالائے عرش رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا اور کلامِ الٰہی بلاواسطہ سنا اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔("تفسیر الخازن"،ج۳،ص۱۵۸)

**(۱۹)۔۔۔** قرآن جو کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر نازل کیا گیا ایسا کلام ہے جس کے مثل نہ کوئی بنا سکا اور نہ بنا سکے گا۔(پ۱،البقرہ،۲۳۔۲۴)

**سوال:** حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے کتنے نام ہیں؟

**جواب:** حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مشہور و معروف نام ۹۹ ہیں، اور ان میں سے ذاتی نام صرف دو ہیں، آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔ اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اسمائے صفات (یعنی صفاتی نام) بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَنِی نے **پانچ سو** جمع فرمائے۔

(المواہب اللدنیہ، الفصل الاول فی ذکر اسمائہ الشریفۃ...الخ، ۱/۳۶۲ملخصًا)

سیرتِ شامی میں **تین سو** اور اضافہ کئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قول ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں لکھا ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے **چھ سو** اور ملائے، کل **چودہ سو** ہوئے اور حق تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ ہر طبقے میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں، دریا میں اور نام ہیں، پہاڑوں میں اور"۔(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۹۲)

اور رہی یہ بات کی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد کیوں رکھا گیا؟ اس کی کیا حکمت ہے؟ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے فقیر کی کتاب "**خطباتِ مصطفائی و خطباتِ شفیقی حصہ اوّل**" میں دیئے ہوئے پہلے بیان کو ملاحظہ فرمائیں جس کا نام ہے "**محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اللہ کے مظہر ہیں**"۔

# قیامت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**محمدِ مصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد حمد وثناء ودُرود شریف پڑھنے والے سے فرمایا:"دُعا مانگ قبول کی جائے گی، سوال کر، دیا جائے گا۔" (نَسائی ص ۲۲۰ حدیث ۱۲۸۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** قیامت کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** جیسے ہر چیز کی ایک عُمر مُقرَّر ہے اس کے پورے ہونے کے بعد وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی دنیا کی بھی ایک عُمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عِلم میں مُقَرَّر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی۔ زمین و آسمان، آدمی، جانور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ اسی کو "قیامت" کہتے ہیں جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدّت، جان نکلنے کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی قیامت سے پہلے قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ (کتاب العقائد ص ۲۷)

**سوال:** علاماتِ قِیامت سے کیا مراد ہے اور وہ کتنی ہیں؟

**جواب:** قِیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی انہیں علاماتِ قِیامت یا آثارِ قیامت کہتے ہیں علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔علامات صغریٰ:** یعنی چھوٹی نشانیاں وہ ہیں جو حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وِلادت مبارکہ سے لے کر اب تک واقع ہو چکی ہیں اور حضرتِ سیِّدنا امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظہور تک وقوع میں آتی رہیں گی، انہیں علامات صغریٰ کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

**(۲)۔۔۔علامات کبریٰ:** یعنی بڑی نشانیاں وہ ہیں جو حضرت سیِّدنا امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظہور کے بعد صُور پھونکنے تک واقع ہوں گی، یہ علامات یکے بعد دیگرے، پے دَر پے اس طرح ظاہر ہوں گی جیسے ہار سے موتی گرتے ہیں۔ ان کے ختم ہوتے ہی قیامت برپا ہوگی، انہیں علاماتِ کُبریٰ کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

**سوال:** علاماتِ صغریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

**جواب**: علاماتِ صغریٰ (یعنی چھوٹی نشانیاں) بہت سی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)---سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دنیا سے پردہ فرمانا۔ (۲)--- تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کا دنیا سے پردہ فرمانا۔ (۳)--- تین خَسف کا واقع ہونا یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۂ عرب میں ۔ (۴)--- علم اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھا لئے جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو اپنا امام و پیشوا بنائیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے ۔ (۵)---زنا، شراب نوشی و بدکاری اور بے حیائی کی زیادتی ہوگی ۔ (۶)--- مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی (یعنی نگرانی) میں پچاس عورتیں ہوں گی۔ (۷)--- بڑے دجال کے علاوہ تیس دجال اور ہوں گے، وہ سب نُبُوّت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ (۸)---مال کی کثرت ہوگی، زمین اپنے خزانے اُگل دے گی۔ (۹)--- دِین پر قائم رہنا ایسا دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں انگارہ لینا۔ (۱۰)---وقت میں بَرَکت نہ ہوگی یعنی جلدی جلدی گزرے گا ۔ (۱۱)--- زکوۃ دینے کو لوگ تاوان (یعنی ٹیکس) سمجھیں گے ۔ (۱۲)--- علمِ دِین پڑھیں گے مگر دِین کی خاطر نہیں بلکہ دنیا کمانے کے لئے ۔ (۱۳)--- عورتیں مردانی وَضع اِختیار کریں گی اور مرد زنانہ وَضع ۔ (۱۴)--- گانے باجے کی کثرت ہوگی۔ (۱۵)---ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لوگ گالی گلوچ سے پیش آئیں گے۔ (۱۶)--- مسجد کے اندر شور و غُل اور دنیا کی باتیں ہوں گی۔ (۱۷)---لوگ نماز کی شرائط و اَرکان کا لحاظ کئے بغیر نمازیں پڑھیں گے یہاں تک کہ پچاس میں سے ایک نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۲)

**سوال**: قِیامت کی علاماتِ کبریٰ کتنی اور کون کون سی ہیں؟

**جواب**: علاماتِ کبریٰ (یعنی بڑی نشانیاں) آٹھ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)---دجال کا ظاہر ہونا۔ (۲)--- حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا آسمان سے نُزُول فرمانا۔ (۳)--- حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ظاہر ہونا۔ (۴)---یاجوج وماجوج کا نکلنا۔ (۵)---دُھویں کا پیدا ہونا۔ (۶)---دَابَّۃُ الْاَرْض کا نکلنا۔ (۷)---سورج کا مغرب سے نکلنا۔ (۸)---خوشبودار ٹھنڈی ہوا۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۳)

**سوال**: دجّال کون ہے اور یہ کب اور کیسے ظاہر ہوگا؟

**جواب**: دَجّال قومِ یہود کا ایک مرد ہے جو اِس وقت بحکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ دریائے طبرستان کے جزائر میں قید ہے قربِ قیامت یہ آزاد ہو کر ایک پہاڑ پر آئے گا وہاں بیٹھ کر آواز لگائے گا، دوسری آواز پر وہ لوگ جمع ہو جائیں گے جنہیں بد بخت ہونا ہے، پھر یہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مُلکِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں فتور پیدا کرنے کے لئے شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا اس کی ایک آنکھ اور ایک اَبرو بالکل نہ ہوگی اسی وجہ سے اِسے مسیح (یعنی کانا) کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی، وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہو گا اور اس کی پیشانی پر "ک، ا، ف، ر "یعنی کافر لکھا ہو گا جسے ہر مسلمان پڑھے گا البتہ کافِر کو نظر نہ آئے گا، اس کا فتنہ بہت شدید ہو گا، چالیس دن رہے گا جن میں سے پہلا دن سال بھر کے برابر ہو گا، دوسرا ایک مہینہ بھر کے برابر ہو گا، تیسرا ایک ہفتے کے برابر اور بقیہ عام دنوں جیسے ہوں گے۔ وہ بہت تیزی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گا جیسے بادل، جسے ہوا اڑاتی ہو، وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی جن کا نام جنَّت و دوزخ رکھے گا، مگر وہ جو دیکھنے میں جنّت معلوم ہوگی حقیقۃً وہ آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گی وہ مقامِ راحت ہو گا۔ جو اُس پر ایمان لے آئیں گے اُن کے لئے بادل کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگے گا اور زمین کو حکم دے گا تو کھیتی اُگ آئے گی، جو اُسے نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلا جائے گا تو وہ قَحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور تہی دَست (یعنی کنگال) رہ جائیں گے، ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے ہمراہ ہولیں گے۔ الغرض! اِس قسم کے بہت سے شعبدے (یعنی کرتب) دکھائے گا، حقیقت میں یہ سب جادُو ہو گا، اس لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا، ایسے وقت میں مسلمان ذکرِ خدا عَزَّوَجَلَّ کریں گے جس سے ان کی بھوک وپیاس ختم ہو جائے گی، چالیس دن میں تمام زمین کا گشت کرے گا مگر مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ میں جب بھی داخل ہونا چاہے گا فرشتے اس کا منہ پھیر دیں گے، البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علمِ الٰہی میں دجّال پر ایمان لا کر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔

پھر جب وہ ساری دنیا میں گھوم پھر کر ملکِ شام پہنچے گا تو اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نزول فرمائیں گے۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۴) لعین دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہو گا،

جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حدِّ بصر (نظر کی انتہا) تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب (یعنی پیچھا) فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، جس سے وہ جہنم واصل ہو گا۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۱۲۲)

**سوال:** حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کب اور کہاں نُزُول فرمائیں گے؟

**جواب:** جب دَجّال کا فتنہ اپنی اِنتہا کو پہنچ چکے گا اور یہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملکِ شام میں پہنچے گا جہاں تمام اَہل عرب سِمٹ کر جمع ہو چکے ہوں گے، یہ خبیث ان سب کا محاصرہ کرلے گا، ان میں بائیس ہزار جنگجو مرد اور ایک لاکھ عورتیں ہوں گی، اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو اچانک غیب سے آواز آئے گی کہ گھبراؤ نہیں فریاد رَس آ پہنچا۔ اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام آسمان سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زَرد (یعنی پیلے) رنگ کا جوڑا زیبِ تن کئے ہوئے نہایت نورانی صورت میں دِمَشق کی جامع مسجد کے شرقی منارے پر دین محمدی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حاکم اور امامِ عادل و مجددِ مِلّت ہو کر نُزُول فرمائیں گے۔ وہ صبح کا وقت ہو گا، نمازِ فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہو گی، حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ آپ عَلَیۡہِ السَّلَام سے اِمامت کی درخواست کریں گے، حضرتِ سیدنا عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے: آگے بڑھو نماز پڑھاؤ کہ تکبیر تمہارے ہی لئے ہوئی ہے۔ حضور تاجدارِ عرب و عجم، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُکرَّم ہے: ”تمہارا حال کیسا ہو گا جب تم میں ابن مریم عَلَیۡہِ السَّلَام نزول فرمائیں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حاکما شریعۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الحدیث: ۲۴۶، ۲۴۵، ص ۹۲) یعنی تمہاری اس وقت کی خوشی اور فخر بیان سے باہر ہے کہ رُوح اللہ عَلَیۡہِ السَّلَام نبی و رسول ہونے کے باوجود تم پر اُتریں، تم میں رہیں، تمہارے مُعِین و یاوَر بنیں اور تمہارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۵) پھر دجال کو قتل کریں گے آپ علیہ السلام کے زمانہ میں مال کی کثرت ہو گی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا، نیز اُس زمانہ میں عداوت و بغض و حسد آپس میں بالکل نہ ہو گا۔ حضرتِ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام صَلِیۡب (یعنی عیسائیوں کا مقدّس نشان) توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔

تمام جہان میں دینِ ایک دینِ اسلام ہو گا اور مذہب ایک مذہبِ اہلِ سنّت۔ بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چریں گے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۱۲۲۔۱۲۳)

**سوال**: حضرتِ سیّدنا امام مہدی کون ہیں؟

**جواب**: حضرتِ سیّدنا امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بارہ اِماموں رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سب سے آخری امام اور خلیفۃ اللہ ہیں، آپ کا اسمِ گرامی "محمد" والِد صاحب کا نام "عبد اللہ" اور والدہ صاحبہ کا نام "آمنہ" ہو گا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نسبتاً سیّد، حَسَنی، حضرتِ سیّدَتنا بی بی فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی اَولاد سے ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرتِ سیّدنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کچھ تعلُّق ہو گا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کا ظہور ہو گا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت سات یا آٹھ یا نو سال ہو گی۔ اس کے بعد آپ کا وِصال ہو جائے گا۔ حضرتِ سیّدنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے۔ چنانچہ رِوایات میں ہے کہ جب تمام علاماتِ صغریٰ واقع ہو جائیں گی، تو اس وقت نصاریٰ (یعنی عیسائیوں) کا غلبہ ہو گا، رُوم و شام اور تمام ممالکِ اسلام، حَرَمین شریفین کے علاوہ سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ تمام زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے گی، اس وقت اَبدال بلکہ تمام اَولیاءُاللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم سب جگہ سے سمٹ کر حَرَمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی رمضان شریف کا مہینہ ہو گا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرتِ سیّدنا امام مہدی بھی جن کی عمر مبارک اُس وقت چالیس سال ہو گی وہاں ہوں گے۔ اَولیائے کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم انہیں پہچان کر درخواستِ بیعت کریں گے، آپ انکار فرمائیں گے، دفعۃً (یعنی اچانک) غیب سے ایک آواز آئے گی "ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ" یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ اب تمام اَولیائے کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اور اہلِ اسلام آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام تشریف لے جائیں گے۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۸۷)

**سوال**: یاجوج و ماجوج کون ہیں؟

**جواب:** یاجوج ماجوج یافِث بن نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی اَولاد میں سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، وہ زمین میں فساد کرتے تھے یہ ایّامِ ربیع میں نکلتے تھے کھیتیاں اور سبزیاں سب کچھ کھا جاتے تھے، آدمیوں بلکہ درندوں، وحشی جانوروں بلکہ سانپوں، بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرتِ سیّدنا سکندر ذوالقرنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو مؤمنِ صالح اور اللہ کے مقبول بندے اور تمام دنیا پر حکمران تھے، لوگوں نے ان سے یاجوج وماجوج کی شکایت کی چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کی درخواست پر بنیاد کھدوائی، جب پانی تک پہنچ گئی تو اس میں پگھلائے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروادیا اور آگ لگادی، اسی طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کردی گئی اور اوپر سے پگھلا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب مل کر ایک انتہائی سخت جسم ہوگیا، اس کی چوڑائی ساٹھ گز ہے اور لمبائی ڈیڑھ سو فرسنگ۔ شہنشاہِ اَبرار، شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار بِاِذنِ پروَردگار، غیبوں پر خبردار، جنابِ احمد مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ والاتبار ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے ہیں، جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو! باقی کل توڑیں گے، دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ دیوار بحکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوچکی ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے خُروج کا وقت آئے گا تو ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا اب چلو! باقی دیوار کل توڑیں گے اِنْ شَآءَاللہ۔ چنانچہ ’’اِنْ شَآءَاللہ‘‘ کہنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگا نہیں جائے گی اور اگلے روز انہیں دیوار اتنی ہی ٹوٹی ہوئی ملے گی جتنی گزشتہ روز توڑ گئے تھے، اب وہ باہر نکل آئیں گے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال، الحدیث: ۴۰۸۰، ج۴، ص۴۰۹)

**سوال:** یاجوج ماجوج کا خروج کب ہوگا؟

**جواب:** قتلِ دَجّال کے بعد جب لوگ امن وامان کی زندگی بسر کررہے ہوں گے تو اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طُور پر لے جائیں اس لئے کہ اب کچھ ایسے لوگ ظاہر کئے جائیں گے جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام لوگوں کو لے کر طور پہاڑ پر تشریف لے جائیں گے، اس کے بعد یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے، ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ ان کی پہلی جماعت جب بحیرۂ طبریہ پر سے (جس کا طول دس میل ہوگا) گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی کر اس طرح سکھادے گی کہ جب دوسری جماعت وہاں آئے گی تو

کہے گی کہ یہاں کبھی پانی تھا ہی نہیں۔ غرض یہ لوگ ہر طرف پھیل کر فتنہ وفساد اور قتل وغارت برپا کریں گے پھر جب دنیا میں قتل وغارت کر چکیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو قتل کر لیا، آؤ! اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے اُن کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے، یہ سمجھیں گے کہ آسمان والے بھی ہلاک ہو گئے۔ اِدھر یہ اپنی حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے ساتھیوں کے ساتھ محصور ہوں گے۔ محصورین میں قحط کا عالَم یہ ہو گا کہ ان کے نزدیک گائے کے سَر کی وہ وقعت ہو گی جو آج سو اشرفیوں کی نہیں، اس وقت حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے حواریوں کے ساتھ اس مصیبت سے چھٹکارے کی دُعا فرمائیں گے، اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا جس کے سبب ایک ہی رات میں وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۰)

**سوال:** یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد کیا ہو گا؟

**جواب:** ان کے مرنے کے بعد جب حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اوران کے اصحاب پہاڑ سے اتریں گے تو دیکھیں گے کہ تمام زمین ان کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے حتی کہ ایک بالشت زمین بھی خالی نہ ہو گی، آپ عَلَیْہِ السَّلَام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پھر دعا فرمائیں گے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک سخت آندھی اور ایک خاص قسم کے پرندے بھیجے گا، وہ ان کی لاشوں کو جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا پھینک آئیں گے اوران کے تیر و ترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اس کے بعد بارش ہو گی جس سے زمین بالکل ہموار ہو جائے گی۔ اور زمین کو حکم ہو گا کہ اپنی بَرَکتیں اگل دے، تو یہ حالت ہو گی کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک اَنار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اور اس کے چھلکے کے سائے میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دُودھ میں یہ بَرَکت ہو گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ جماعت کو کافی ہو گا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۰)

**سوال:** حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کب تک دنیا میں قیام فرمائیں گے؟

**جواب:** حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام چالیس سال تک زمین میں امامتِ دِین و حکومتِ عدل فرمائیں گے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نکاح فرمائیں گے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی اَولاد بھی ہو گی۔ حضور تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ،

صاحبِ معطّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مزارِ اَقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کریں گے، قبرِ انور سے سلام کا جواب آئے گا، پھر رَوحا کے راستہ سے حج یا عمرہ ادا فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام وِصال فرما جائیں گے، مسلمان ان کی تجہیز کریں گے نہلائیں گے، خوشبو لگائیں گے کفن دیں گے، نماز پڑھیں گے اور ہمارے پیارے آقا و مولیٰ، حضور سیّد الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پہلوئے مبارک میں، گنبدِ خَضرا کے سائے میں آپ عَلَیْہِ السَّلَام دفن کئے جائیں گے۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۱)

**سوال**: دُھواں کب ظاہر ہو گا اور اس کا کیا اثر ہو گا؟

**جواب**: حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات کے بعد قبیلۂ قحطان میں سے ایک شخص جَھْجَاہ نام کے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے خلیفہ ہوں گے جو کہ یمن کے رہنے والے ہوں گے، ان کے بعد چند بادشاہ اور ہوں گے جن کے عہد میں پھر سے کفر و جہالت کا دَور دَورہ ہو جائے گا۔ اسی اَثناء میں ایک مکان مغرب میں اور ایک مشرق میں جہاں منکرینِ تقدیر رہتے ہوں گے زمین میں دھنس جائے گا، اس کے بعد آسمان سے دُھواں نمودار ہو گا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا ہو جائے گا، یہ اندھیرا چالیس روز تک رہے گا، اس سے مسلمان زُکام میں مبتلا ہو جائیں گے جب کہ کافروں اور منافقوں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی، بعض ایک دن کے بعد، بعض دو دن اور بعض تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے، پھر مغرب سے آفتاب طلوع ہو گا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۲)

**سوال**: سورج مغرب سے کیسے طلوع ہو گا؟

**جواب**: روزانہ آفتاب بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ کر کے اِذنِ طلوع چاہتا ہے، جب اِجازت ملتی ہے تب طلوع ہوتا ہے، قربِ قِیامت میں جب آفتاب حسبِ معمول طلوع کی اجازت چاہے گا تو اجازت نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ واپس جا، وہ واپس ہو جائے گا اور اس کے بعد ماہِ ذِی الْحِجَّہ میں یومِ نَحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہو جائے گی کہ بچّے چِلّا اٹھیں گے، مسافر تنگدل اور مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہو جائیں گے یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ وزَاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے، آخر تین چار رات کی مقدار دَراز ہونے کے بعد آفتاب مغرب سے اضطراب کی حالت میں چاند گرہن کی مانند تھوڑی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور نصف آسمان تک آکر لَوٹ جائے گا اور جانبِ مغرب

غروب ہو گا اس کے بعد پھر مشرق سے طلوع ہوا کرے گا۔ اس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کافر اپنے کفر سے یا گناہ گار اپنے گناہوں سے توبہ کرنا بھی چاہے گا تو توبہ قبول نہ ہو گی اور اس وقت کسی کا اِسلام لانا قابلِ قبول نہ ہو گا۔ (ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۲)

**سوال**: دَابَّۃُ الْاَرْض کیا ہے اور یہ کب نکلے گا؟

**جواب**: دَابَّۃُ الْاَرْض عجیب شکل کا ایک جانور ہو گا جو کوہِ صَفا سے بر آمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا اور ایسی تیزی سے دَورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچ سکے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا اور بزبانِ فصیح کہے گا: "ھٰذَا مُؤمِنٌ وَّھٰذَا کَافِرٌ" یہ مؤمن ہے اور یہ کافر ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں حضرتِ سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا عصا اور دوسرے میں حضرتِ سیّدنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی انگوٹھی ہو گی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی خط بنائے گا جس سے سیاہ چہرہ نورانی ہو جائے گا اور انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر سیاہ مہر لگائے گا جس سے اس کا چہرہ بے رونق ہو جائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے، یہ علامت کبھی بھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہر گز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے روز لوگ اسی واقعہ کا چرچا کرنے میں مشغول ہوں گے کہ اچانک کوہِ صفا زلزلے سے پھٹ جائے گا اور یہ جانور نکلے گا۔ پہلے یمن میں پھر نجد میں ظاہر ہو کر غائب ہو جائے گا اور تیسری بار مکّہ معظمہ میں ظاہر ہو گا۔

(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۳)

**سوال**: خوشبو دار ٹھنڈی ہوا کب چلے گی؟ اور اس کا کیا اثر ہو گا؟

**جواب**: جب قیامت قائم ہونے میں صرف چالیس سال رہ جائیں گے ایک خوشبو دار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی، جس کا اثر یہ ہو گا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی یہاں تک کہ کوئی اہلِ ایمان اور اہلِ خیر نہ ہو گا اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے، کفّارِ حبشہ کا غلبہ ہو گا اور ان کی سلطنت ہو گی حکام کا ظلم اور رِعایا کی ایک دوسرے پر دَست دَرازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی، بت پرستی عام ہو گی اور قحط اور وَبا کا ظہور ہو گا۔ اس وقت ملک شام میں کچھ اَمن ہو گا، دیگر ممالک کے لوگ اہل و عیال سمیت ملکِ شام کو روانہ ہوں گے، اسی اثناء میں ایک بڑی آگ جنوب سے نمودار ہو گی، وہ ان کا تعاقب کرے گی، یہاں تک کہ وہ شام میں پہنچ جائیں گے، پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی، یہ

چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اَولاد نہ ہو گی۔یعنی چالیس سال سے کم عمر کا کوئی نہ ہو گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے، اللہ عَزَّوَجَل کہنے والا کوئی نہ ہو گا کہ اچانک جُمعہ کے روز جو کہ یومِ عاشورہ بھی ہو گا (یعنی دس محرم الحرام) اور لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ صبح کے وقت اللہ تَعَالٰی حضرتِ سیّدنا اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا اور کافروں پر قیامت قائم ہو گی۔(ہمارا اسلام، علامات قیامت، حصہ ۵، ص ۲۹۳)

**سوال**: کیا موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے ؟ نیز اس کی کچھ وضاحت فرمائیں۔

**جواب**: جی ہاں! موت کے بعد قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اس کا بیان قرآنِ عظیم میں موجود ہے جیسے کہ پارہ ۱۸ سورۂ مؤمنون کی آیت نمبر ۱۶ میں فرمانے باری تَعَالٰی ہے:

ثُمَّ اِنَّکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ تُبۡعَثُوۡنَ۔

**ترجمہ کنزالایمان:** پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

اور پارہ ۲۳ سورۂ یٰس کی آیت نمبر ۷۹ میں ارشاد ہوا:

قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمُ۔

**ترجمہ کنزالایمان:** تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

پس قیامت بیشک قائم ہو گی، اور لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

("الشفا"، فصل في بیان ماهو من المقالات، ج ۲، ص ۲۹۰)

**سوال**: حشر صرف روح کا ہو گا یا روح و جسم دونوں کا؟

**جواب**: حشر (یعنی قیامت میں دوبارہ اٹھایا جانا) صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔ اور دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہو گا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح ڈال دی جائے۔

("تفسیر روح البیان"، ج ۹، ص ۱۰۴) ("المعتقد المنتقد"، هل الروح أیضاً جسم فلا حشر إلاّ جسماني؟، ص ۱۸۱)

نیز جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں، مگر اللہ تَعَالٰی ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا۔("البدور السافرة في أمور الآخرة"، للسیوطي، ص ۴۱) قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، نَاخَتْنَہ شُدہ (یعنی بغیر ختنہ کئے ہوئے) اٹھیں گے۔ ("صحیح مسلم". الحدیث: ۲۸۶۹، ص ۱۵۲۹)

# جنّت ودوزخ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھ سے عرض کی کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے محمد! کیا تم اِس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا اُمّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اُس پر دس سلام بھیجوں؟"
(نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: جنت کا معنی کیا ہے؟ اور یہ کیا چیز ہے؟

**جواب**: جنت کے معنی ہیں گھنا باغ جس میں درختوں کی وجہ سے زمین چھپی ہو۔ جیم نون ملیں تو اس میں پوشیدگی کے معنی ہوتے ہیں، اسی سے ہے جن، جنون، جنّتی، جنہ، چونکہ جنت میں گھنے درخت ہیں، نیز وہ دنیا میں نگاہوں سے چھپی ہے، عالم غیب میں سے ہے اس لئے اسے جنت کہتے ہیں۔ جنت کی تین قسمیں ہیں: کسبی، وہبی، عطائی۔ کسبی جنتی وہ ہیں جو اعمال سے جنت میں جائیں گے، وہبی وہ جو کسی جنتی کے طفیل جنت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے، عطائی جنتی وہ مخلوق جو جنت کو بھرنے کے لئے پیدا کی جائے گی مگر دوزخ صرف کسبی ہے، اپنی کرنی اپنی بھرنی۔ (مرآۃ المناجیح جلد۔۷۔ص۳۴۸)

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تَعَالٰی نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔ جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ (بہار شریعت جلد۔۱۔ص۱۵۲)

**سوال**: نار کا کیا معنی ہے؟ اور دوزخ کیا ہے؟

**جواب**: نار اور نور دونوں کا مادہ ایک ہے، نار کی جمع نیران ہے اور نور کی جمع نیار یا اینار ہے۔ نار کے معنی ہیں آگ، نور کے معنی ہیں روشنی۔ شریعت میں جہاں نار آتا ہے اس سے مراد دوزخ کی آگ ہوتی ہے، اہلِ نار سے مراد کفار ہوتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ گنہگار مسلمان اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رہیں گے مگر وہ اہلِ نار نہیں کہے

جاتے۔ اہلِ خانہ وہ ہوتے ہیں جو گھر میں ہمیشہ رہیں چند روزہ مہمان اہل خانہ نہیں ہوتا ایسے ہی اہلِ نار وہ ہی ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (مر آۃ المناجیح جلد۔۷۔ ص ۳۸۵)

دوزخ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں، اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف و اذیت جس کا اِدراک کیا جائے، وہ اللہ کے عذاب کا ایک ادنیٰ حصہ ہے، قرآنِ مجید و احادیث میں اس کی سختیاں مذکور ہیں۔ ("مسند أبي يعلى"، الحدیث: ۶۱۶۴، ج۵، ص ۳۷۹.)۔ بہار شریعت جلد۔۱۔ ص ۱۶۳)

**سوال:** کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک یہ دونوں پیدا کی جا چکی ہیں، جبکہ اکثر معتزلہ کا کہنا ہے کہ یہ دونوں ابھی پیدا نہیں ہوئیں بلکہ قیامت کے دن پیدا کی جائیں گی، لیکن ہماری دلیل قرآن کی وہ آیات ہیں جن میں بصیغۂ ماضی ان کو بیان کیا گیا ہے جیسے کہ پارہ ایک، سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۴ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ۔

**ترجمۂ کنزالایمان:** پھر اگر (قرآن کے مثل) نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز (قرآن کے مثل) نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔

نیز سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۳۵ میں ارشاد ہوا:

وَقُلۡنَا یٰۤاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَیۡثُ شِئۡتُمَا ۪ وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ۔

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور ہم نے فرمایا: اے آدم! تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

پس ان دو آیتوں سے بخوبی پتا چلا کہ جنت و دوزخ کی تخلیق ہو چکی ہے۔

**سوال:** جنت و جہنم کا انکار کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** جنت و جہنم کا انکار کرنا کفر ہے، یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں، اور نہ وہ عذاب، جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے جو تکلیف

روح کو ہوئی تھی بس روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے یہ سب کفر قطعی ہے۔ یونہی یہ سمجھنا کہ نہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں، نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلمان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجودِ خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعَالیٰ کی فرمانبرداری کرنے میں جو راحت روح کو ہوئی تھی بس روحانی راحت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے۔ یہ بھی قطعًا کفر ہے۔(ماخوذ از اعتقاد الأحباب فی الجمیل، المعروف دس عقیدے، ص ۷۷ تا ص ۸۱، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

**سوال:** کیا جنت و جہنم فنا ہو جائیں گی؟

**جواب:** نہیں! بلکہ جنت و جہنم دونوں باقی رہیں گی، کبھی فنا نہیں ہوں گی، اور نہ ہی ان میں رہنے والے کبھی فنا ہوں گے، کیونکہ قرآن پاک میں خالدین کے الفاظ کے ساتھ اہلِ ایمان کے جنت اور کفار کے جہنم میں خلود اور دائمی بقا کی خبر دی گئی ہے، نیز کتاب و سنت و اجماعِ امت سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ دونوں ہمیشہ باقی رہیں گی کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ جیسے کہ پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۳۶ میں ارشاد ہوا:

أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔

**ترجمۂ کنزالایمان:** ایسوں کا بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں (یعنی نیک لوگوں) کا کیا اچھا نیگ (یعنی بدلہ) ہے۔

اور پارہ ۲ سورۂ بقرۃ کی آیت نمبر ۱۶۲ میں ارشادِ باری تعَالیٰ ہے:

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔

**ترجمۂ کنزالایمان:** ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے۔

**سوال:** جنّت کے کچھ اوصاف بیان فرمائیں۔

**جواب:** جنت ایک بہت بڑا اچھا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے، اس کی دیوار سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہے، زمین زعفران اور عنبر کی ہے، کنکریوں کی جگہ موتی اور جواہرات ہیں، اس میں جنتیوں کے رہنے کے لئے نہایت خوبصورت ہیرے جواہرات اور موتی کے بڑے بڑے محل اور خیمے ہیں، جنت میں سو درجے ہیں ہر درَجے کی چوڑائی اتنی ہے جتنی زمین سے آسمان تک، دروازے اتنے چوڑے ہیں کہ ایک بازو سے دوسرے بازو تک تیز گھوڑا ستر برس میں پہنچے، جنت میں ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں

آتیں۔ طرح طرح کے پھل میوے دودھ شراب اور اچھے اچھے کھانے بڑھیا بڑھیا کپڑے جو دنیا میں کبھی کسی کو نصیب نہ ہوئے وہ جنتیوں کو دیئے جائیں گے، خدمت میں ہزاروں صاف ستھرے غِلمان اور صحبت کے لئے سینکڑوں حوریں ملیں گی جو اتنی خوبصورت ہیں کہ اگر کوئی ان میں سے دنیا کی طرف جھانکے تو اس کی چمک اور خوبصورتی سے ساری دنیا کے لوگ بے ہوش ہو جائیں، بہشت میں نہ نیند آئے گی نہ بیماری نہ کوئی ڈر ہو گا نہ کبھی موت آئے گی نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو گی بلکہ ہر طرح کا آرام ہو گا اور ہر خواہش پوری ہو گی اور سب سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔

(قانونِ شریعت ص ۵۱)

**سوال:** دوزخ کے کچھ اوصاف بیان فرمائیں۔

**جواب:** دوزخ بھی ایک گھر ہے اس میں گھپ اندھیری اور تیز کالی آگ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں یہ بدکاروں اور کافروں کے رہنے کے لئے بنایا گیا ہے کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اس کی آگ دم بدم بڑھتی رہے گی جہنم کی آگ اتنی تیز ہے کہ سوئی کی نوک کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا میں آجائے تو اس کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر تمام لوگوں کی جان نکل جائے کوئی زندہ نہ بچے، جہنمیوں کو طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا، بڑے بڑے سانپ بچھو کاٹیں گے، بھاری بھاری ہتھوڑوں سے سر کچلا جائے گا، بھوک پیاس بہت لگے گی، تیل کے تلچھٹ کے جیسا کھولتا پانی اور پیپ پینے کو، کانٹے دار زہریلا پھل کھانے کو ملے گا جب اس پھل کو کھائیں گے تو یہ گلے میں رُک جائے گا اس کے اُتارنے کو پانی مانگیں گے تو وہی کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا، کہ جس کے پینے سے آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہہ جائیں گے، پیاس اِس بلا کی ہو گی کہ اُسی پانی پر پیاس کے مارے ہوئے اونٹ کی طرح گریں گے، کفار جب عذاب سے عاجز آکر موت کی تمنا کریں گے اور موت بھی نہ آئے گی تو آپس میں مشورہ کر کے جہنم کے داروغہ حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام کو پکار کر کہیں گے اب اپنے رب سے ہمارا قصہ تمام کرا دو، حضرت مالک عَلَیْہِ السَّلَام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد کہیں گے: ”مجھ سے کیا کہتے ہو اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے“۔ تب پھر ہزار برس تک اللہ تعالیٰ کو اس کے رحمت کے ناموں سے پکاریں گی وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا اس کے بعد فرمائے گا: ”دور ہو، جہنم میں پڑے رہو، مجھ سے بات نہ کرو“۔ اس وقت کفار ہر قسم کی خیر سے نااُمید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلے گا جب آنسو ختم ہو جائے گا

توخون روئیں گے ،روتے روتے گالوں میں خندقوں کی طرح گڑھے پڑ جائیں گے ،رونے کا خون اور پیپ اِتنا ہو گا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں، جہنمیوں کی شکل ایسی بری ہو گی کہ اگر کوئی جہنمی دنیا میں اس صورت میں لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بد صورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں، آخر میں کافروں کے لئے یہ ہو گا کہ ہر کافر کو اس کے قد کے برابر صندوق میں بند کر دیں گے پھر آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل (یعنی تالا) لگائیں گے پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے بیچ میں آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگا دیا جائے گا پھر اسی طرح اس صندوق کو ایک اور صندوق میں رکھ کر آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اُس کے لئے عذاب ہی رہے گا جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ (قانونِ شریعت ص ۵۲۔۵۳)

**سوال:** دخولِ جنّت و دوزخ کے بعد کیا ہو گا؟

**جواب:** جب سب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہیں گے جنہیں ہمیشہ وہاں رہنا ہے، اِس وقت جنت اور دوزخ کے بیچ میں موت مینڈھے کی شکل میں لا کر کھڑی کی جائے گی پھر ایک پکارنے والا جنت والوں کو پکارے گا وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو جائے، پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہو کر جھانکیں گے شاید اس مصیبت سے چھٹکارے کا حکم ہو پھر اُن سے پوچھے گا کہ اِسے پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں! یہ موت ہے، پھر وہ ذبح کر دی جائے گی اور کہے گا اے جنت والو! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے دوزخیو! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اس وقت جنتیوں کی خوشی پر خوشی ہو گی اور جہنمیوں کو غم کے اُوپر غم۔ نَسْئَلُ اللہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (قانونِ شریعت ۵۳۔۵۴)

# تقدیر کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔(نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** تقدیر کیا ہے؟ اور جو تقدیر کا انکار کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

**جواب:** جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اللہ تعالی نے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ دیا، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ (بہار شریعت ج ۱، ص۱۱)اور تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تَعَالٰی علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔(مجوس آگ کی پوجا کرنے والوں کو کہتے ہیں)("سنن أبي داود"، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الإیمان ونقصانہ، الحدیث:۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ص۱۵۶۷)

**سوال:** قضا، قدر اور مشیت کا معنی کیا ہے؟

**جواب:** قضا کا معنی فیصلہ کرنا، اور قدر کا معنی اندازہ کرنا، اور مشیت کا معنی ارادہ کرنا ہے۔ یہ تینوں صفات اللہ تَعَالٰی کی ازل یعنی ہمیشہ سے ہیں، اور قدیم ہیں، لیکن ان کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۷۸)

**سوال:** کیا ہر اچھی اور بری تقدیر اللہ تَعَالٰی کی جانب سے ہے؟ اور کیا اللہ کے لکھ دینے سے بندہ مجبور ہو گیا؟

**جواب:** جی ہاں! ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا، اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمّہ برائی لکھی، اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لئے بھلائی لکھتا، لہٰذا اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

("شرح النووي"، کتاب الإیمان، ج۱، ص۲۷)

**سوال:** تقدیر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** تقدیر کی تین قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔ مُبرَمِ حقیقی:** جو علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔ اس کی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔

**(۲)۔۔۔ معلّقِ محض:** وہ کہ صُحفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ اس تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے کہ ان کی دعا سے ٹل جاتی ہے۔

**(۳)۔۔۔ معلّقِ شبیہ بہ مُبرَم:** وہ کہ صُحفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔ اسے صحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں، اس تک خواص اکابر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں: ”میں قضائے مبرم کو ردّ کر دیتا ہوں“۔

("مکتوبات اِمام ربانی"، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج۱، ص ۱۲۳۔۱۲۴)(بہار شریعت۔ جلد۔۱۔ ص ۱۴)

**سوال:** کیا اللہ تَعَالٰی اشیاء کو ان کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا؟

**جواب:** جی ہاں! اللہ تَعَالٰی اشیاء (یعنی چیزوں) کو ان کی پیدائش سے قبل ہمیشہ سے جاننے والا ہے، جیسے کہ سورۂ فتح کی آیت نمبر ۲۶ میں فرمانِ باری تَعَالٰی ہے:

وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ **ترجمۂ کنز الایمان:** اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

**سوال:** کیا لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! دنیا و آخرت میں جو بھی چیز ہے یا ہوگی یا ہوئی اللہ تَعَالٰی نے ہر چیز کو لوحِ محفوظ میں لکھ دیا، لہٰذا جو بھی ہوگی وہ اللہ تَعَالٰی کی مشیت، علم، قضاو قدر سے ہی ہوگی۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۷۶)

**سوال:** اللہ تعالٰی نے تقدیر کو لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

**جواب:** قلم نے لوحِ محفوظ پر بحکمِ الٰہی واقعاتِ عالم ازل سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ لکھ دیا۔ خیال رہے کہ یہ تحریر اس لئے نہ تھی کہ ربّ کو بُھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے بعض بندے سارے واقعاتِ عالم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی، لوحِ محفوظ کو قرآن کریم نے کتاب مبین فرمایا یعنی ظاہر کرنے والی کتاب، اگر لوح محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔ (مراۃ جلد ۱ ص ۱۰۷)

**سوال:** تقدیر کے مسائل پر زیادہ غور و فکر کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ما و شما (یعنی ہم اور تم) کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ (پوچھ تاچھ) ہے۔("منح الروض الأزہر"، ص ۴۲۔ ۴۳۔ بہار شریعت ج۱، ص ۱۸)

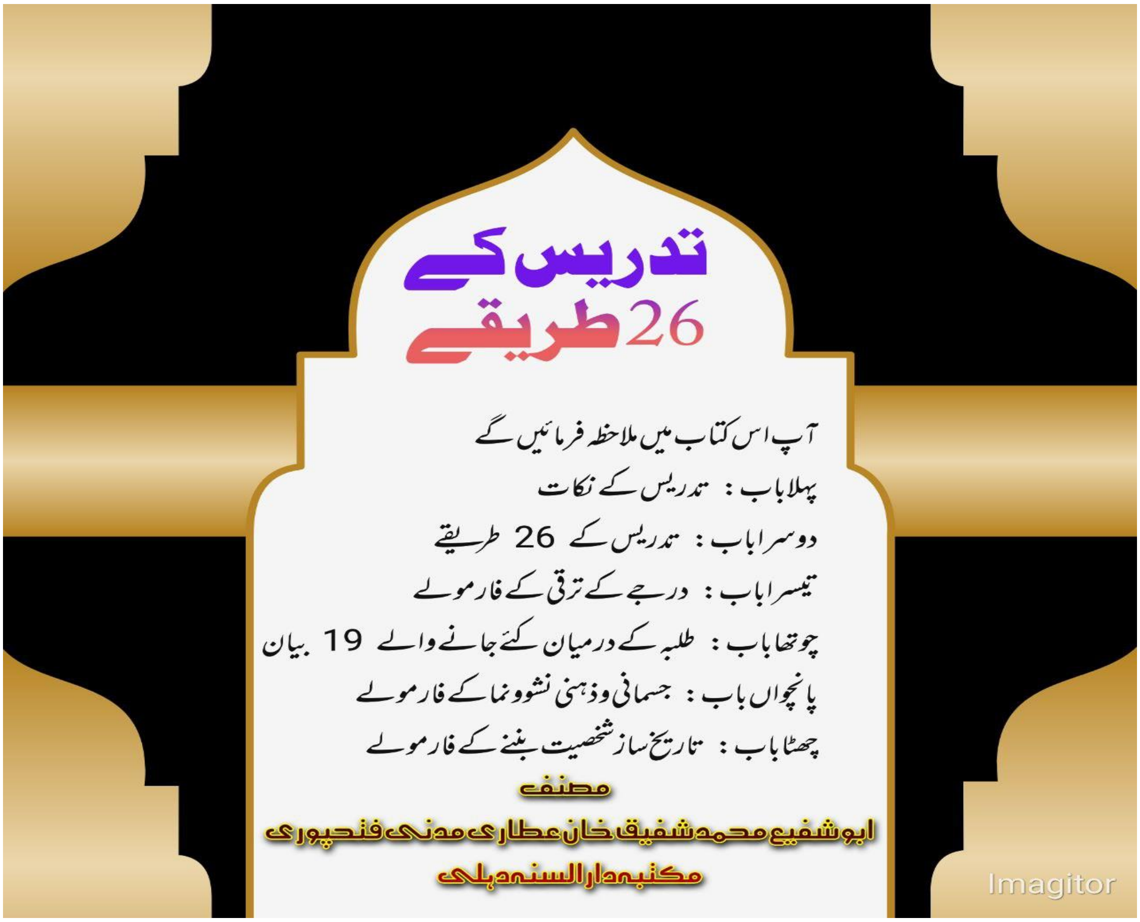

# ایمان وکفر کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قِیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔ (مُعْجَم اَوسَط ج ۵ ص ۲۵۲ حدیث ۷۲۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** ایمان و کفر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ کیا ہے؟

**جواب:** ایمان کے لغوی معنی امن دینے کے ہیں اور کفر کا لغوی معنی چھپانے اور انکار کرنے کے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین میں سے ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ (بہار شریعت ج۱، ص۱۷۲)

**سوال:** ضروریاتِ دین سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں نہ شمار کئے جاتے ہوں، مگر علمائے کرام کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ لوگ جو جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد (یعنی عقیدہ) رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۱۷۲۔۱۷۳)

**سوال:** کیا تمام مؤمنین ایمان میں برابر ہیں؟

**جواب**: جی ہاں ! تمام مؤمنین ایمان و توحید کے اعتبار سے برابر ہیں، ان میں کوئی کسی سے افضل و مفضول نہیں،ہاں ! اعمال کے اعتبار سے متفاوت (یعنی مختلف ) ہیں، کہ کسی کی کم نیکیاں اور کسی کی زیادہ، اور اعمال ایمان کا جز نہیں، اہلِ سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ بخلاف معتزلہ کے، کہ وہ اعمال کو ایمان کا جز مانتے ہیں، جس کی بنا پر ایمان کے کم و بیش کے قائل ہیں،اور امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ''الفقہ الاکبر ''میں معتزلہ کا رد فرمایا ہے۔
(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۱۹)

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو کفر و ایمان کے وصف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے؟

**جواب**: نہیں ! اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو کفر و ایمان کے آثار (یعنی نشان) سے خالی پیدا فرمایا ہے، ہاں ! اتنی بات ضرور ہے کہ ان میں دونوں چیزوں کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا فرمائی ہے، اسی لئے ان سے عصیان و احسان دونوں واقع ہوتے ہیں۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۸۰)

**سوال**: دنیا میں آکر جو کفر کرتا ہے وہ کس وجہ سے کرتا ہے؟

**جواب**: جس نے دنیا میں آکر کفر کیا، اس نے اپنے اختیار سے، جہالت و اصرار کے سبب کفر کیا، اور عناد و تکبر کے سبب جھٹلایا، اور یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے اپنی مدد و توفیق چھین لینے کی وجہ سے ہوا ہے، ورنہ اس کی کیا مجال کہ یہ رب تعالیٰ کو جھٹلائے، صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توجہ اس سے پھیر لی، اور یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے نہ کہ ظلم، کہ اللہ تعالیٰ پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْــٴًـا وَّ لٰـكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ

**ترجمۂ کنز الایمان**: بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا، ہاں لوگ ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔
(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۸۱)

**سوال**: دنیا میں آکر جو ایمان لاتا ہے وہ کس وجہ سے ایمان لاتا ہے؟

**جواب**: جو شخص دنیا میں ایمان کو اختیار کرتا ہے وہ فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرکے اللہ کی مدد و توفیق سے ایمان لاتا ہے۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۸۱)

**سوال**: کیا اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے؟

**جواب**: نہیں! ہرگز نہیں، اللہ تعَالیٰ نے اپنے مخلوق میں سے نہ تو کسی کو کفر کرنے پر مجبور کیا اور نہ ہی ایمان لانے پر، یعنی اللہ تعَالیٰ نے طاعت و معصیت کو بطریقِ جبر و غلبہ بندے کے دل میں پیدا نہیں فرمایا، بلکہ بندے کے اختیار وکسب کے ساتھ ملا کر پیدا فرمایا، چاہے تو ایمان لائے، چاہے تو کفر کرے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۸۶)

**سوال**: مرتکبِ کبیرہ کے متعلق مؤمن و کافر ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: اس کے متعلق اختلاف ہے چنانچہ: **مذہبِ خوارج**: یہ ہے کہ مرتکبِ کبیرہ کافر ہے۔ جبکہ **مذہبِ معتزلہ**: یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا نہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔ اور **مذہبِ اہلِ سنت**: یہ ہے کہ مرتکبِ کبیرہ کافر نہیں، بلکہ مؤمن ہی ہے، جب تک کہ وہ اس گناہ کو حلال نہ جانے۔ اس لئے کہ ایمان تصدیق بالجنان (یعنی دل سے ماننے) اور اقرار باللسان (یعنی زبان سے کہنے) کو کہتے ہیں، جبکہ عمل بالارکان کمالِ ایمان و جمالِ احسان میں سے ہے، لہٰذا عمل بالارکان کے زوال (یعنی ختم ہونے) سے تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی زائل نہیں ہوتی ہے۔ اور ایمان و کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ آدمی نہ مسلمان ہو اور نہ کافر۔

(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۰۲)

**سوال**: ہدایت و گمراہی دینے والا کون ہے؟

**جواب**: اللہ تعَالیٰ جس کو چاہتا ہے، اپنے فضل و کرم سے اسے ایمان و طاعت کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعَالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے عدل سے اسے کفر و معصیت کے ذریعہ گمراہ کر دیتا ہے، اور یہ عین عدل کے مطابق ہے۔

**سوال**: اللہ کا بندے کو گمراہ کرنے سے مراد کیا ہے؟

**جواب**: اللہ تعَالیٰ کا گمراہ کرنے سے مراد اس کو چھوڑ دینا ہے اور اس کی مدد نہ کرنا ہے، اور اسی بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعَالیٰ اس بندے کو ایسے اعمال کی توفیق ہی نہیں دیتا جن اعمال سے وہ راضی ہوتا ہے، اور بندے کو چھوڑ دینا اور اس سے راضی نہ ہونا عین عدل ہے، کہ اللہ تعَالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ اور اس کا بیان قرآنِ پاک کے پارہ ۸ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۲۵ میں موجود ہے چنانچہ ارشادِ باری تعَالیٰ ہے:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں: کہ اس میں علم اور دلائلِ توحید و ایمان کی گنجائش نہ ہو تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ جب اس کو ایمان کی دعوت دی جاتی ہے اور اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اس پر نہایت شاق ہوتا ہے اور اس کو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ (خزائن العرفان، پ۸، سورۂ انعام، ۱۲۵)

**سوال:** کافرِ اصلی کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** جو ایمان نہ لائے اسے کافرِ اصلی کہتے ہیں۔

**سوال:** مشرک کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** جو شخص غیرِ خدا کو واجب الوجود یا عبادت کے لائق جانے وہ مشرک ہے اور یہ کفر کی بدترین قسم ہے، اور اس شخص کے فعل کو شرک کہتے ہیں۔

**سوال:** مرتد کسے کہتے ہیں؟ اور کیوں کہتے ہیں؟

**جواب:** "مُرتَد" وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف پھر جائے یعنی کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین میں سے ہو، اس کے اس فعل کو ارتداد کہتے ہیں۔ یعنی زَبان سے کلِمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گُنجائش نہ ہو۔ یونہی بعض اَفعال (یعنی کام) بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مَثَلًا بُت کو سجدہ کرنا، قراٰنِ پاک کو نَجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۳)

مُرتَد کا معنی "پھیرا ہوا" ہے، حالانکہ وہ خود اسلام سے پھرا ہے نہ کہ پھیرا گیا، لیکن اس کے باوجود اسے "مُرتَد" کہتے ہیں کیونکہ اس کی کیا مجال کہ وہ اسلام کو چھوڑے بلکہ اسلام نے اسے خود قبول نہیں کیا اور اسے اپنے سے کفر کی جانب پھیر دیا کہ اسلام افضل اور کفر گھٹیا شے ہے اور افضل شے کو کوئی نہیں چھوڑتا۔

**سوال:** مُرتد ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

**جواب:** مُرتد ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

**(۱)۔۔۔عاقل ہونا:** لہٰذا ناسمجھ بچہ اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو حکمِ کفر نہیں۔

**(۲)۔۔۔ہوش و حواس میں ہونا:** لہٰذا اگر نشے میں کفر بکا تو کافر نہ ہوا۔

**(۳)۔۔۔اختیار:** لہٰذا مجبوری اور اکراہ کی صورت میں حکمِ کفر نہیں۔ مجبوری کے یہ معنی ہیں کہ جان جانے یا عُضو کٹنے یا ضربِ شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں صرف زبان سے اس کلمہ کے کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جیسے کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ۔ (پ۱۴، النحل:۱۰۶)

**ترجمۂ کنزالایمان:** جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔

(بہارِ شریعت ج۲، ص۴۵۶)

**سوال:** اِرتداد سے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد ۲ کے صفحہ نمبر ۴۵۷ پر اِرتداد سے توبہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے صدرُ الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: کسی دینِ باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہو گیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہو گا کہ اس دینِ باطل سے بیزاری و نفرت ظاہر کرے اور دینِ اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اُس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کلمۂ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا کہ کلمۂ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیّت سے انکار کرے یا شراب اور سوٗر کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لئے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس اَمر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا اللہ تعالیٰ اور رسولُ اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافر ہوا تو جب تک اس سے توبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ("الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: فی ان الکفارخمسة اصناف...إلخ، ج٦، ص٣٤٩)

**سوال:** منافق کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** جو شخص زبان سے اسلام کا دعوی کرے اور دل میں اسلام کا منکر ہو اسے منافق کہتے ہیں اور اس کے اس فعل کو نفاق کہتے ہیں۔ یہ بھی خالِص کُفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنَّم کا سب سے نِچلا طبقہ ہے۔ سرورِ کائنات، شَہَنْشاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ظاہِری حیات کے زمانے میں اِس صِفَت کے کچھ افراد بطورِ مُنافِقِین مشہور ہوئے، ان کے باطِنی کُفر کو قرآنِ مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۴۵)

**سوال:** کیا کافر کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

**جواب:** کافِر کو کافِر کہنا نہ صِرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔ صَدرُ الشَّرِیْعَہ، بَدرُ الطَّرِیقہ حضرت علامہ مَوْلانا مُفتی محمد امجَد علی اَعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے (کہ بعض لوگ) کہتے ہیں کہ ہم تو کافِر کو بھی کافِر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اِس کا خاتِمہ کُفْر پر ہوگا۔" یہ بھی غَلَط ہے۔ قُرآنِ عظیم نے کافِر کو کافِر کہا اور کافِر کہنے کا حُکم دیا۔ چُنانچِہ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ(۱) **ترجَمۂ کنزالایمان:** (اے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!) تم فرماؤ: اے کافرو! (پ۳۰، کافرون ۱)

اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو، تمہیں کیا معلوم کہ اِسلام پر مرے گا، کیونکہ خاتِمہ کا حال تو خدا عَزَّوَجَلَّ جانے“۔ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: بعض جاہِل یہ کہتے ہیں کہ "ہم کسی کو کافِر نہیں کہتے عالم لوگ جانیں وہ کافِر کہیں۔" مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وُہی عقائِد ہوں گے جو قُرآن و حدیث وغیرہُما سے عُلَمانے اُنہیں بتائے یا عوام کے لئے کوئی شریعت جُدا گانہ ہے؟ جب ایسا نہیں تو پھر عالِمِ دین کے بتائے پر کیوں نہیں چلتے! نیز یہ کہ ضَرورِیاتِ (دین) کا انکار کوئی ایسا اَمر نہیں جو عُلَما ہی جانیں۔ عوام جو عُلَما کی صُحبت سے مُشَرَّف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی اُن سے بے خبر نہیں ہوتے۔ پھر ایسے مُعاملے میں پہلُو تَہی اور اِعراض (یعنی منہ پھیرنے) کے کیا معنیٰ!

(بہارِ شریعت ج ۲، حصّہ ۹ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

نیز جو کسی کافر کے لئے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (یعنی جَنَّتی) کہے، وہ خود کافر ہے۔ (''الفتاوی الرضویۃ''، ج ۲۱، ص ۲۲۸)

**سوال:** کیا بعض اعمال بھی کفریہ ہوتے ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے:

**(۱)۔۔۔زُنّار باندھنا:** یعنی وہ دھاگہ یاڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

**(۲)۔۔۔سر پر چُوٹیا رکھنا:** یعنی وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔

**(۳)۔۔۔قَشْقَہ لگانا:** یعنی پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تِلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔

ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ (بہار شریعت ج۱، ص۱۷۶)

**سوال:** کیا عورتوں کا اپنی مانگ میں سندور لگانا کفر ہے؟

**جواب:** مسلمان عورتوں کے لئے مانگ میں سندور لگانا ناجائز و حرام ہے اور جب تک سیندور لگا رہے گا تو غسل نہیں ہو گا کیونکہ یہ پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکتا ہے۔ چنانچہ صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "سندور لگانا مُثْلَہ میں داخل اور حرام ہے، نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہو گا جس سے غسل نہیں اترے گا"۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۶۰ مکتبہ رضویہ کراچی)

جبکہ فی زمانہ ٹکلی (یعنی بندی) لگانا مسلمان عورتوں میں عام ہے کہ وہ عمومی طور پر لگاتی ہیں لہٰذا اب یہ ہندو عورتوں کے ساتھ خاص نہیں رہا تو اس کے لگانے میں ان سے مشابہت نہیں ہو گی، اس لئے اب مسلمان عورتیں ٹکلی (یعنی بندی) لگا سکتی ہیں مگر چونکہ ٹکلی (یعنی بندی) پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکتی ہے تو وضو اور غسل کے لئے اس کو اتارنا ضروری ہو گا ورنہ وضو اور غسل نہیں ہو گا۔ چنانچہ صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں"۔ (فتاوی امجدیہ جلد ۴ صفحہ ۶۰ مکتبہ رضویہ کراچی)

**سوال:** عبادت کے قبول ہونے کے لئے ایمان کی شرط کیوں لگائی گئی؟

**جواب:** بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال اکثر آتا ہے کہ **"عبادت کے قبول ہونے کے لئے ایمان کی شرط کیوں لگائی گئی؟"** حالانکہ زمانے کا یہ قاعدہ ہے "جو بھی روٹی کھاتا ہے اسے بھوک سے نجات ملتی ہے" لہٰذا اسی قاعدے

کے تحت یہ ہونا چاہئے تھا کہ جو بھی نیکی کرے اسے ثواب ملنا چاہئے چاہے وہ ایمان والا ہو یا غیر ایمان والا۔ اس کے دو جواب درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلا جواب** یہ ہے کہ نیک اعمال روحانی غذائیں ہیں اور کفر زہر، اگر بریانی میں زہر ملا دو تو وہ نقصان ہی دے گی، ایسے ہی کفر کے ساتھ عبادات زہر آلود غذا ہے۔(اسرار الاحکام ص ۵)

**(۲)۔۔۔دوسرا جواب** یہ ہے کہ اعمال گویا تخم (یعنی بیج) ہیں اور ثواب اس کا پھل، اور تخم (یعنی بیج) جب ہی پھل دے گا جب عمدہ زمین میں بویا جائے اور زمین بندے کا دل ہے اور وہ بیج بھی بے عیب ہو، ناقص نہ ہو، پس کافر کے عمل (یعنی بیج) میں کفر کا عیب (یعنی نقص) موجود ہے اور اس کا دل بنجر زمین ہے۔ لہذا بیج ناقص، زمین بنجر، پھل کیسے آئے گا، اسی طرح کافر اپنے نیک اعمال کا ثواب کیسے پائے گا۔(اسرار الاحکام ص ۵)

# کفریہ کلمات کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُرُودِ پاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی ہاتھ ملاؤں) گا۔ (اَلْقُرْبَۃُ اِلٰی ربِّ العٰلمین، لابن بشکوال ص ۹۰ حدیث ۹۰)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کا علم سیکھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** حرام الفاظ اور کُفرِیّہ کلمات کے مُتَعَلِّق علم سیکھنا فرض ہے، اِس زمانے میں یہ سب سے ضَروری چیز ہے کیونکہ اس کا تعلق ایمان سے ہے اور جب کسی کا ایمان ہی نہ رہے گا تو باقی عبادت کس کام کی یعنی بغیر ایمان کے اعمال غیر مقبول ہیں۔ (رَدُّالْمُحتار ج ا ص ۱۰۷)

**سوال:** اگر کسی نے کفریہ کلمہ بکا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

**جواب:** علامہ بدرُ الدّین عَینی حَنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمدۃُ القاری میں ارشاد فرماتے ہیں: "ہر اس انسان کی تکفیر کی جائے گی (یعنی اُس کو کافِر قرار دیا جائے گا) جو صریح کلمۂ کفر منہ سے نکالے یا پھر ایسا فعل کرے جو کفر کا باعث ہو اگرچِہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ یہ کلمہ یا فعل کفر ہے۔" (عمدۃُ القاری ج ا ص ۴۰۳)

**سوال:** کفریہ کلمات کو پہچاننے کے کیا قواعد ہیں؟

**جواب:** کفریہ کلمات کو پہچاننے کے حوالے سے چند قواعد درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔اللہ تعالیٰ کو عاجز کہنا:** لہٰذا ایسے کلمات کفریہ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا ثابت ہو مثلاً کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ "**خدا تمہاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں**" یہ کفر ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا: "اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا"، اس نے کہا: "**عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہوگی**" یہ بھی کفریہ کلمہ ہے۔ ("خلاصۃ الفتاوی"، کتاب الفاظ الکفر، ج۴، ص ۳۸۴)

**(۲)۔۔۔خدا کے لئے مکان ثابت کرنا:** کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے لہذا یہ کہنا کہ "**اوپر خدا ہے نیچے تم**" یہ کلمہ کفر ہے۔ ("الفتاوی الخانیۃ"، کتاب السیر، باب مایکون کفرا...إلخ، ج۲، ص ۴۷۰)

**(۳)۔۔۔اللہ تعالی کے عذاب کو ہلکا جاننا:** کسی نے کسی سے کہا: ''گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا'' اس نے کہا: **''میں جہنم سے نہیں ڈرتا''** یا کہا: **''خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں''**۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا: ''تو خدا سے نہیں ڈرتا؟'' اُس نے غصہ میں کہا: **''نہیں!''** یا کہا: **''خدا کیا کرسکتا ہے؟ اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈالدے''**۔ یا کہا: ''خدا سے ڈر'' اس نے کہا: **''خدا کہاں ہے؟''** یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔

( "الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۰،۲۶۲.)

**(۴)۔۔۔اللہ تعالی پر اعتراض کرنا:** کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا: **''اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تونے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وتکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے؟''** ایسا کہنا کفر ہے۔ ( "الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۲)

حدیث میں ایسے ہی کے لئے فرمایا: "کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا" ترجمہ: محتاجی کفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے ناملائم کلمات صادر ہوں جو کفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب بکفر ہے۔

("شعب الایمان"،باب فی الحث علی ترک الغل والحسد،الحدیث۶۶۱۲،ج۵،ص۲۶۷.)

**(۵)۔۔۔انبیائے کرام کی توہین کرنا:** ، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذاللہ یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔ ("الفتاوی الھندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۳)

**(۶)۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا:** جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیا میں **آخری نبی نہ جانے** یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی چیز کی **توہین کرے یا عیب لگائے**، آپ کے موئے مبارک (یعنی مقدّس بال) کو **تحقیر** (یعنی بے ادبی، توہین، حقارت) سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو **گندہ اور میلا بتائے**، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے **ناخن بڑے بڑے کہے** یہ سب کفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کدو پسند تھا کوئی یہ کہے **مجھے پسند نہیں** تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے کدو اُسے ناپسند ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یونہی کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، اس

پر کسی نے کہا یہ **ادب کے خلاف** ہے یا **کسی سنت کی تحقیر کرے**، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت (یعنی توہین کرنا) کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔

("الفتاوی الهندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۳.)

**(۷)۔۔۔فرشتوں کی توہین کرنا اور عیب لگانا:** دشمن و مبغوض (یعنی ناپسندیدہ شخص، جس سے بغض ہو) کو دیکھ کر یہ کہنا: **"ملک الموت (یعنی موت کا فرشتہ، عزرائیل علیہ السلام) آ گئے"** یا کہا: **"اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملک الموت کو"**، اس میں اگر ملک الموت کو برا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔ یونہی جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔ ("الفتاوی الهندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۶)

**(۸)۔۔۔قرآنِ پاک کی توہین کرنا:** قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن (یعنی ہنسی مذاق) کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کرو یہ قرآنِ مجید کی تحریف و تبدیل (یعنی اصل لفظ یا معنی میں جان بوجھ کر تبدیلی کرنا) بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود (یعنی قصد و ارادہ) ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نمازِ باجماعت کے لئے بلایا، وہ کہنے لگا: **"میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھوں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى"**

("الفتاوی الهندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۶)

**(۹)۔۔۔نماز کی فرضیت کا انکار کرنا:** مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہا، اس نے جواب دیا: **"نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں"** یا کہا: **"تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا؟"** یا کہا: **"نماز پڑھ کے کیا کروں؟ کس کے لئے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے؟"** یا کہا: **"بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا"** یا کہا: **"پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے"** غرض اسی قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔

("الفتاوی الهندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۸)

یونہی کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ: **"یہی بہت ہے"** یا **"جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے"** ایسا کہنا کفر ہے اس لئے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ ("الفتاوی الهندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۶۸)

اذان کی آواز سن کر یہ کہنا: **"کیا شور مچا رکھا ہے؟"** اگر یہ قول بروجہ انکار ہو کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۹)

**(۱۰)۔۔۔روزے کی تحقیر کرنا:** مثلاً روزۂ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ: **"روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے"** یا کہتا ہے: **"جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں"** یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر (یعنی بے حرمتی) ہو کہنا کفر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۵)

**(۱۱)۔۔۔علم دین اور علما کی توہین کرنا:** علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دِین ہے کفر ہے۔ یونہی عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزا دریافت کریں (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر مسائل پوچھیں) پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۷۰)

**(۱۲)۔۔۔شریعت کی توہین کرنا:** مثلاً کہے: **"میں شرع ورع نہیں جانتا"** یا عالمِ دِین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا: **"میں فتویٰ نہیں مانتا"** یا فتویٰ کو زمین پر پٹک دیا۔ کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے اس نے کہا: **"ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو رسم کی پابندی کریں گے"** ایسا کہنا بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۷۲)

**(۱۳)۔۔۔مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنا:** اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔ یونہی کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا: **"تو کافرہ ہو جا، تاکہ تیرا شوہر سے پیچھا چھوٹے"** تو عورت کفر کرے یا نہ کرے، یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۶)

**(۱۴)۔۔۔حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لعن طعن کرنا:** یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ پاک میں سب و شتم کرنا (یعنی لعن طعن کرنا)، تبرا کہنا (یعنی اظہارِ بیزاری کرنا) یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت یا امامت و خلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج۲، ص۲۶۴، وغیرہ.)

**(۱۵)۔۔۔حضرت امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ پاک میں تہمت لگانا:** یقیناً قطعاً کفر ہے۔

(بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۳)

**سوال**: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تصغیر کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے، جیسے کسی کا نام عبد اللہ یاعبد الخالق یاعبدالرحمٰن ہو اسے پکارنے کے وقت آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملادیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص ۴۶۲)

**سوال**: اللہ کو GOD کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: گاڈ GOD انگریزی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہیں محافظ، اس لحاظ سے اللہ تعالی کو گاڈ کہنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن چونکہ خدا کو گاڈ کہنا عیسائیوں کا عرف اور ان کا شعار ہے لہذا مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔(شارح بخاری ج ۱ ص ۱۷۳)

**سوال**: اللہ کو رام اور بھگوان کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: اللہ تعالی کو رام کہنے کا تفصیلی حکم بیان کرتے ہوئے مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ **"فتاوی شارح بخاری"** میں لکھتے ہیں:"رام کے جو حقیقی معنی ہیں، ان پر مطلع ہوتے ہوئے جو شخص اللہ عزوجل کو " بھگوان یارام" کہے، وہ بلاشبہہ کافر، مرتد ہے، اُس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہوگئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ اس سے توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور اپنی بیوی رکھنا چاہتا ہو، تو پھر سے تجدید نکاح کرے۔ سنسکرت میں بھگ عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور وان معنی "والا"۔ رام کے معنی رما ہوا یعنی کسی میں گھسا ہوا ہے۔ یہ دونوں معنی اللہ عزوجل کے لئے عیب ہیں اور اس کو مستلزم ہیں کہ وہ خدا نہ ہو اس لئے دونوں الفاظ کا اطلاق اللہ عزوجل پر کفر ہے۔ رہ گئے وہ لوگ جو اس کے حقیقی معنی نہیں جانتے، وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہندوؤں میں اللہ عزوجل کو بھگوان یارام کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اگر اللہ عزوجل کو "بھگوان یارام" کہا، تو ان کا حکم اتنا سخت نہیں، پھر بھی ان پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔" (فتاویٰ شارح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، مطبوعہ برکات المدینہ)

**سوال**: ہولی دیوالی پوجنے کا کیا حکم ہے؟ نیز کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادت غیرُ اللہ ہے۔ کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہوکر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک

ہونا۔ یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۴۶۲)

**نصیحت**: مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تحفّظ لازم ہے، دینی حَمیّت اور دینی غیرت سے کام لینا چاہئے، کافروں کے کُفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کیجئے اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگئے! ورنہ شیطان گمراہ کردے گا اور یہ دولت تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے گی۔

**سوال**: زبان پھسلنے کی وجہ سے کفریہ بات نکل گئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس اَمر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پچ کی تو اب کافر ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۴۵۶)

**سوال**: کفریہ بات کا دل میں خیال پیدا ہوا تو کیا کافر ہو جائے گا؟

**جواب**: کفری بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا بُرا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے بُرا کیوں جانتا۔("الفتاوی الهندیة"،کتاب السیر،الباب التاسع فی احکام المرتدین،ج۲،ص۲۸۳)

**سوال**: تجدیدِ ایمان کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری** زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَعِلْمُہٗ وَعَمَلُہٗ اپنی مایۂ ناز تصنیف **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** کے صفحہ نمبر ۶۲۱ پر تجدیدِ ایمان کا طریقہ کچھ یوں لکھتے ہیں: جس کُفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہو گی جبکہ وہ اُس کُفر کو کُفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کُفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو۔ جو کُفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ بھی ہو۔ مَثَلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو کرسچین لکھ دیا وہ اس طرح کہے: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو کرسچین ظاہر کیا ہے اس کُفر سے

توبہ کرتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں)"اِس طرح مخصوص کُفر سے توبہ بھی ہو گئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔

اگر مَعاذَاللہ کئی کُفرِیّات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے جو جو کُفرِیّات صادِر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔" پھر کلِمہ پڑھ لے۔ (اگر کلمہ شریف کا ترجَمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجَمہ دُہرانے کی حاجت نہیں)

اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کُفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اس طرح کہیَے: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھ سے کوئی کُفر ہو گیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔" یہ کہنے کے بعد کلِمہ پڑھ لیجئے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۶۲۱)

**سوال:** تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے گا؟

**جواب:** تجدیدِ نکاح کا معنٰی ہے: "نئے مَہر سے نیا نکاح کرنا۔" اِس کے لئے لوگوں کو اِکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نکاح نام ہے اِیجاب و قبول کا۔ ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مَرد مسلمان یا ایک مَرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضِر ہونا لازمی ہے۔ خُطبۂ نکاح شرط نہیں بلکہ مُستَحَب ہے۔ خطبہ یاد نہ ہو تو اَعُوْذُ بِاللہ اور بِسمِ اللہ شریف کے بعد سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے حساب سے 30 گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی) یا اُس کی رقم مَہر واجِب ہے۔ مثلاً آپ نے ہندوستانی 50,000 روپے اُدھار مَہر کی نیّت کر لی ہے (مگر یہ دیکھ لیجئے کہ مہر مقرر کرتے وقت مذکورہ چاندی کی قیمت پچاس ہزار روپے سے زائد تو نہیں) تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ "اِیجاب" کیجئے یعنی عورت سے کہیَے: "میں نے پچاس ہزار روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا۔" عورت کہے: "میں نے قبول کیا۔" نکاح ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی خُطبہ یا سورۂ فاتحہ پڑھ کر "اِیجاب" کرے اور مَرد کہے: "میں نے قبول کیا"، نکاح ہو گیا۔ بعدِ نکاح اگر عورت چاہے تو مَہر مُعاف بھی کر سکتی ہے۔ مگر مَرد بِلا حاجتِ شرعی عورت سے مَہر مُعاف کرنے کا سوال نہ کرے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص ۶۲۲۔۶۲۳)

# صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُم کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔(اَلتَّرغِیب فی فضائل الاعمال لابن شاھین ص ۱۴ حدیث ۱۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: صحابی کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: جس نے ایمان کی حالت میں نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیکھا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو اس بزرگ ہستی کو صحابی کہتے ہیں۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

**سوال**: کیا کوئی مسلمان عبادت وریاضت کرکے کسی صحابی کے مَرتبے کو پہنچ سکتا ہے؟

**جواب**: کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قُطب چاہے کتنی ہی عبادت کرلے، مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا، پس پتا چلا کہ جب کوئی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا تو نبی کے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

**سوال**: صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں ایک مسلمان کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

**جواب**: حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ مُتّقی وپرہیز گار اور عادل ہیں ان کا جب ذکر کیا جائے اَدب، محبت اور توقیر کے ساتھ کرنا فرض ہے، تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ جنّتی ہیں، وہ جہنم کی بِھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مُرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی، روزِ محشر فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔("المسامرۃ"، ص ۳۱۳)(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۵۴)

**سوال**: کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بارے میں زبان درازی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے بدعقیدگی یا کسی کی شان میں بدگوئی کرنا انتہائی درجہ کی بدنصیبی اور گمراہی ہے۔ وہ فِرقہ نہایت بدبخت اور بددین ہے جو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ پر لَعن طَعن یعنی بُرا بھلا کہنے کو اپنا

مذہب بنائے ان کی دشمنی کو ثواب کا ذریعہ سمجھے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ کی بڑی شان ہے، ان کی تکلیف سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا ہوتی ہے۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۰۱)

کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیرِ معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابو سفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمرو بن عاص، و حضرت مغیرہ بن شعبہ، و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیۡلِمَہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خَیۡرُ النَّاس وشَرُّ النَّاس کو قتل کیا، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا (یعنی نفرت کا اظہار کرنا) ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔

("الدر المختار"، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج۶، ص ۳۶۲)(بہار شریعت ج۱، ص ۲۵۳)

**سوال**: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو آپسی اختلافات ہوئے ان میں پڑنا کیسا ہے؟

**جواب**: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم (یعنی آپس میں) جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔(بہار شریعت ج۱، ص ۲۵۴)

**سوال**: صحابۂ کرام کی لغزشوں پر ان کی پکڑ کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیا نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لئے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے "سورہ حدید" میں جہاں صحابۂ کرام کی دو قسمیں فرمائیں، (۱)۔۔۔ مؤمنین قبلِ فتحِ مکہ اور (۲)۔۔۔ مؤمنین بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو (یعنی مکہ فتح ہونے سے پہلے ایمان لانے والوں کو) اِن پر (یعنی مکہ فتح ہونے کے بعد ایمان لانے والوں پر) فضیلت دی اور فرمادیا: "وَکُلًّا وَّعَدَ اللہُ الۡحُسۡنٰی" ترجمہ: "سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔" اور ساتھ ہی ارشاد

فرمادیا:''وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ'' (پ۲۷،الحدید:۱۰)ترجمہ:"اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کروگے۔" تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب و کرامت و ثواب کا وعدہ فرماچکے تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ عزوجل سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔("الفتاوی الرضویۃ"،ج۲۹،ص۱۰۰۔۱۰۱،۲۶۴،۳۳۶،۳۶۱۔۳۶۳)

**سوال:** حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنّت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب:** اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ اہلِ حق ،اہلِ خیر اور عادل ہیں اور حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:''دَعْهُ فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم ''ترجمہ: انہیں کچھ نہ کہہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے صحابی ہیں۔(صحیح بخاری باب ذکر معاویہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۱)

امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اوّل ملوکِ اسلام (یعنی اسلام کے پہلے بادشاہ) ہیں، اسی کی طرف توراتِ مقدّس میں اشارہ ہے کہ:''مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ''ترجمہ:"وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت ملکِ شام میں ہوگی۔" اور ملکِ شام میں بادشاہت حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی تھی۔("المستدرک"،کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین،الحدیث:۴۳۰۰،ج۳،ص۵۲۶)

لہٰذا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:''إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ''ترجمہ:"میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔" تو امیر معاویہ پر معاذ اللہ فِسق وغیرہ کا طعن

کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ، بلکہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ حضرت عزّت جلّ وعلا پر طعن کرتا ہے۔ ("صحیح البخاري"، کتاب الصلح، باب قول النبیصلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علي رضی اللہ عنہما: إنّ ابني ھذا، الحدیث:۲۷۰۴، ج۲، ص۲۱۴.)

**سوال:** کیا حضرتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیثِ "صحیح بخاری" میں بیان فرمایا ہے۔

("صحیح البخاري"، کتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب ذکر معاویۃ رضي اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث:۳۷۶۵، ج۲، ص۵۰۵.)

**سوال:** حضرتِ علی اور امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں اہلسنّت کا کیا نظریہ ہے؟

**جواب:** حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور مجتہد سے صواب وخطا (یعنی صحیح اور غلط) دونوں صادر ہوتے ہیں۔ مگر مجتہد کی خطا پر عند اللہ پکڑ نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اختلاف اسی قسم کا تھا (یعنی خطائے اجتہادی) اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ڈِگری (یعنی تائید وسندِ حق) اور امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت۔ (بہار شریعت ج۱، ص۲۵۵۔۲۵۶)

**سوال:** خطا کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** خطا کی دو قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔خطائے عنادی:** یہ مجتہد کی شان نہیں۔

**(۲)۔۔۔خطائے اجتہادی:** یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں اس کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔خطائے مقرر: اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا اور امامِ شافعی رضی اللہ عنہ کے یہاں پڑھنا۔ (۲)۔۔۔ خطائے منکَر: یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ (بہار شریعت ج۱، ص۲۵۶)

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام آئے تو حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہ کہا جائے، ایسا کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔ علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے کا حکم دیا ہے۔

("نسیم الریاض"، القسم الثاني فیما یجب علی الأنام من حقوقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج۵، ص۹۳)

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ: "امیرِ معاویہ کا ذکر اچھے الفاظ کے ساتھ کرنا آجکل کے مولویوں کی ایجاد ہے پہلے ایسے نہیں ہوتا تھا" ایسا کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** بعض لوگوں کا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، یہ بتائیں کہ احادیث کی کتابیں مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سننِ ابو داوٗد، سننِ نسائی، ابنِ ماجہ وغیرہ اس زمانے کی لکھی ہوئی ہیں یا پرانے زمانے کی؟ بلکہ حدیث کی کتاب "موٗطا امام مالک" امامِ مالک رضی اللہ عنہ کی لکھی ہوئی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۷۹ سنہ ہجری میں ہوئی۔ ان تمام کتابوں میں حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث اور آپ کے فضائل و کمالات درج کئے گئے ہیں، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مجتہد ہونے کی حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پس اگر بعض لوگوں کا کہنا صحیح ہوتا تو ان احادیث کی کتابوں میں امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر نہ لکھا جاتا۔ اللہ پاک بعض لوگوں کو سمجھنے کے لئے عقلِ سلیم عطا فرمائے اور ہم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیضان سے مالامال فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم المرسلین عَلَیۡہِ اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسۡلِیۡم۔

# خلفائے راشدین کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔

(مُعجَم کبیر ج۱۸ ص ۳۶۲ حدیث ۹۲۸)

**صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** امامت کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** امامت کی دو قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔امامتِ صُغرٰی:** اس سے مراد نماز کی امامت ہے جس کا بیان کتاب الصلوۃ میں آگے آرہا ہے۔

**(۲)۔۔۔امامتِ کُبرٰی:** اس سے مراد حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابتِ مُطلَقہ ہے جو کہ مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی اُمور میں شریعت کے مطابق تصرُّفِ عام کا اختیار رکھے جیسے خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ کی خلافت۔ اور غیرِ معصیت میں اُس خلیفہ کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔

("المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامۃ، ج۳، ص۴۹۶)

**سوال:** خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے؟ اور خلافتِ راشدہ کتنے عرصہ رہی؟

**جواب:** حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد خلیفۂ بَرحَق حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پھر حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پھر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پھر حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ پھر چھ ماہ کے لئے حضرت امام حسن مجتبٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ خلیفہ ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور انہی کی خلافت کو "خلافتِ راشدہ" کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۴۱)

منہاجِ نبوت (یعنی نبوت کے طریقے) پر خلافتِ حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، اوراس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خلافت دو برس تین ماہ، حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خلافت دس سال چھ ماہ، حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خلافت

بارہ سال اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَهُ الْکَرِیْم کی خلافت چار سال نو ماہ اور حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔(خازن، النور، تحت الآیۃ:۵۵، ۳/۳۶۱)

پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔("منح الروض الازہر"، ص ۶۵)

**سوال:** ایک امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

**جواب:** امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو، امام قریشی، مسلمان، مرد، آزاد، عاقل، بالغ اور اپنی رائے، تدبیر اور شوکت و قوّت سے مسلمانوں کے اُمور میں تصرُّف یعنی تبدیلی کر سکتا ہو یعنی صاحبِ سیاست ہو۔ اپنے علم، عدل اور شُجاعت و بہادری سے احکام نافذ کرنے اور دارُ الاسلام کی سرحدوں کی حفاظت اور ظالم و مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۳۷)

**سوال:** ان خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہیں؟

**جواب:** انبیاء و مُرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ ان حضرات کے فضائل کتبِ احادیث میں مسطور (یعنی لکھے ہوئے) اور ان کے شمائل علما کی زبانوں پر مشہور ہیں۔ نیز یہ ترتیب رافضیوں کی رد ہے کہ وہ حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین (یعنی حضرتِ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما) سے افضل جانتے ہیں۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۴۱)

خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشَّرہ و حضرات حسنین (یعنی امامِ حسن و حسین) و اصحابِ بدر و اصحابِ بیعۃ الرضوان کے لئے افضلیت ہے، اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔("شرح المسلم" للنووي، کتاب فضائل الصحابۃ، ص ۲۷۲)

**سوال:** افضلیت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** افضلیت سے مراد "اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہونا ہے"، اور اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں، اور ان حضرات کی خلافت بر ترتیبِ فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ (یعنی اللہ کے یہاں) افضل و اعلیٰ و

اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا، نہ کہ افضلیت بر ترتیبِ خلافت (یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو خلیفہ بنتا گیا وہ افضل ہوتا گیا۔

(بہار شریعت جلد ۱ ص ۲۴۷)

**سوال:** اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ یا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ افضل ہیں تو اس کے بارے میں کیا کہیں گے ؟

**جواب:** جو شخص مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بد مذہب ہے۔ ("الفتاوی البزازیہ"، کتاب السیر، نوع فیما یتصل بہ، ج ۶، ص ۳۱۹)

**سوال:** صحابہ میں شیخین اور ختنین کن صحابہ کو کہتے ہیں؟

**جواب:** صحابہ میں شیخین "حضرتِ ابو بکر صدیق اور حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما" کو کہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں حضرات تمام صحابہ میں بزرگ ہیں اور ختنین "حضرتِ عثمانِ غنی اور حضرتِ علی المرتضی رضی اللہ عنہما" کو کہتے ہیں اس لئے کہ ختنین کا معنی "داماد" ہے اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داماد ہیں۔

# اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔
(مُعْجَم کبیر ج۳ ص۸۲ حدیث ۲۷۲۹)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** اہلِ بیت سے مراد کون حضرات ہیں؟

**جواب:** جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ السلام کے نزدیک اہلِ بیت سے مراد اُمّہات المؤمنین، حضرت علی، حضرتِ فاطمہ اور حسنین کریمین بلکہ تمام بنو ہاشم ہیں۔ (سوانح کربلا ص ۸۲)

**سوال:** اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مُقتَدا یانِ اہلِ سنّت (یعنی اہلسنت کے امام) ہیں، جو اِن سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون خارجی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۶۲) اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرنے کے بارے میں حدیث درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرت سَیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُما سے مروی ہے کہ جب نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مدینۂ طیّبہ میں رونق اَفروز ہوئے اور اَنصار نے دیکھا کہ حُضُور عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ السَّلامِ کے ذِمّہ مَصارِف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو اُنہوں نے آپس میں مَشوَرہ کیا اور حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حُقُوق و اِحسانات یاد کرکے حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خِدمَت میں پیش کرنے کے لئے بہت سامال جمع کیا اور اس کو لے کر خِدمتِ اَقدس میں حاضِر ہوئے اور عرض کی: ”حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی، ہم نے گمراہی سے نَجات پائی، ہم دیکھتے ہیں، کہ حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مصارِف بہت زِیادہ ہیں، اس لئے ہم یہ مال آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خِدمَت میں نذر کرنے کے لئے لائے ہیں، قبول فرما کر ہماری عِزّت اَفزائی کی جائے، اس پر یہ آیت کریمہ نازِل ہوئی:

قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى (پ۲۵، الشوریٰ: ۲۳)

**ترجمۂ کنزالایمان:** تم فرماؤ: میں اس پر (یعنی تبلیغ رسالت اور ارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبّت (یعنی تم پر میرے اہلِ بیت کی محبت لازم ہے)۔

گویا انہیں یہ باور کرادیا گیا کہ اس تبلیغ واِشاعت دِین پر اگر تم سے کچھ مطلوب ہے تو محض یہ کہ میرے اَہلِ بیت کی مَحبَّت کولازِم کرلو اوران کا عِشق اپنے دل میں بسا کر ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جاؤ۔(خزائن العرفان پ۲۵،الشوریٰ:۲۳)

**(۲)۔۔۔** امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم، رءُوفٌ رّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیم کا فرمانِ دلنشین ہے: ''اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ ''یعنی اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ ''حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ''(۱)۔۔۔اپنے نبی کی مَحبَّت۔ (۲)۔۔۔اَہلِ بیت کی مَحبَّت۔ (۳)۔۔۔اور قرآنِ پاک پڑھنا۔(الصواعق المحرقۃ،المقصد الثانی فیما تضمنتہ تلک الآیۃ من طلب محبۃ آلہ،ص ۱۷۲)

**سوال:** ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہن میں سے کون افضل ہے؟ اس کے بارے میں اہلسنّت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب:** اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، وام المؤمنین عائشہ صدیقہ، اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کے بارے میں اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب قطعی جنّتی ہیں اور انہیں اور بقیہ بَناتِ مکرّمات و ازواجِ مطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔ اور رہی یہ بات کہ ان تینوں میں کون افضل ہے؟ اس کے بارے میں سکوت ہے۔(''الجامع الصغیر''، ص ۲۸۳، الحدیث: ۴۶۰۷)

**سوال:** امہات المؤمنین کن کا لقب ہے؟

**جواب:** ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا لقب امہات المؤمنین (یعنی مؤمنین کی مائیں) ہے۔

**سوال:** امہات المؤمنین کی تعداد کتنی ہے؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

**جواب:** امہات المؤمنین (یعنی مؤمنین کی مائیں) کی تعداد گیارہ ہے اور ان کے نام یہ ہیں:

**(۱)۔۔۔** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا خدیجہ بنت خویلد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۲)۔۔۔** ام المؤمنین حضرت

سَیِّدَتُنا سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۳)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۴)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا حفصہ بنت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۵)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ بنت ابو اُمیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۶)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا ام حبیبہ بنت ابو سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۷)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا زینب بنت جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۸)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۹)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا میمونہ بنت حارث ہلالیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۱۰)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا جویریہ بنت حارث خزاعیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا **(۱۱)---** ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا صفیہ بنت حُیَیّ بن اَخطب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔

(مواہب لدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات الخ، ۱/۴۰۱)

**سوال:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے شہزادے ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

**جواب:** رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تین شہزادے ہیں اور ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

**(۱)---** حضرت سَیِّدُنا قاسم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **(۲)---** حضرت سَیِّدُنا ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **(۳)---** حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، انہی کا لقب طیب وطاہر ہے۔

(مواہب لدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام---الخ، ۱\۳۹۱)

حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ یہ دونوں شہزادے حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں، اور حضرت ابراہیم، ان کی والدہ حضرت ماریہ خاتون ہیں۔

**سوال:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کتنی صاحبزادیاں ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟

**جواب:** رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چار شہزادیاں ہیں اور چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہیں اور ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

**(۱)---** حضرت زینب، جو حضرت قاسم سے چھوٹی اور باقی سب اولاد سے بڑی ہیں، ان کا نکاح مکہ ہی میں ابو العاص بن الربیع سے ہوا تھا جنہوں نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا۔ **(۲)---** حضرت رقیہ، یہ حضرت زینب سے

چھوٹی ہیں۔**(۳)۔۔۔** حضرت ام کلثوم، یہ حضرت رقیہ سے چھوٹی ہیں، ان دونوں کا نکاح یک بعد دیگرے حضرت عثمان غنی سے ہوا۔**(۴)۔۔۔** حضرت فاطمہ، یہ حضرت ام کلثوم سے چھوٹی ہیں، ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ سے ہوا۔

(مواہب لدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر اولادہ الکرام۔۔۔الخ، ۱\۳۹۱)

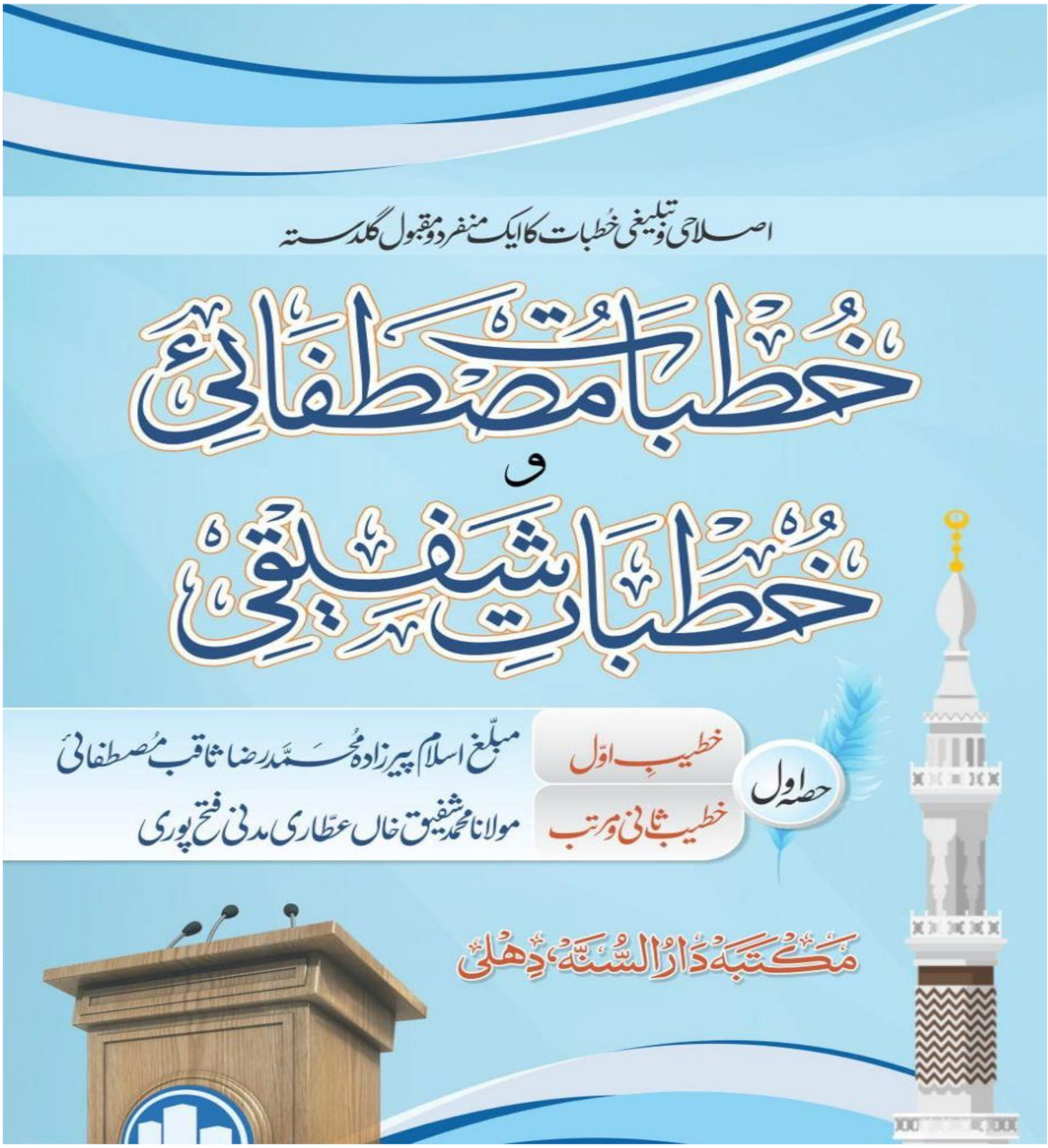

# ولایت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک تمہارے نام مَع شناخت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا مجھ پر اَحسن (یعنی بہترین الفاظ میں) دُرودِ پاک پڑھو۔ (مُصَنَّفعَبْدالرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۰ حدیث ۳۱۱۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** ولایت کیا ہے؟

**جواب:** ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ (بہار شریعت ج ا، ص ۲۶۴)

**سوال:** کیا آدمی عبادت وریاضت کر کے ولی بن سکتا ہے؟

**جواب:** ولایت وَہبی شے ہے (یعنی اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ اِنعام ہے)، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ (یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیہ ٔالٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۶۰۶)

**سوال:** کیا ولایت بے علم کو مل سکتی ہے؟

**جواب:** ولایت بے علم کو نہیں ملتی، بلکہ عالم کو ہی ملتی ہے خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر (یعنی پہلے) اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف (یعنی کھول) کردیئے ہوں۔

(فإنّ اللہ ما اتخذ ولیاً جاھلاً)۔ "الفتوحات المکیۃ"، ج ۳، ص ۹۲)

**سوال:** سب سے افضل کس امت کے اولیاء ہیں؟

**جواب:** تمام اولیائے اوّلین و آخرین میں سے اولیائے محمدیّین (یعنی اِس اُمّت کے اولیاء) افضل ہیں۔

("الیواقیت والجواہر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص ۳۴۸)

**سوال:** اس امت میں سب سے افضل کون سے اولیاء ہیں؟

**جواب:** تمام اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت و قربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ہے جو افضلیت کی ترتیب ہے، سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو

ہے، پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو، پھر ذوالنورَین، عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو، پھر مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہے۔ (''المعتمد المستند''، حاشیۃ نمبر: ۳۱۶، ص ۱۹۱)

**سوال**: کیا شریعت اور طریقت الگ الگ چیز ہیں؟

**جواب**: نہیں! طریقت منافی شریعت نہیں یعنی طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل مُتصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر واِلحاد (یعنی لادینیت) ہے۔ (''عوارف المعارف''، ص ۵۲، ۱۲۸)

اعلی حضرت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجددِ دین وملت، مولانا الشاہ، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" میں فرماتے ہیں: "شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین۔ شریعت، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال، اور حقیقت، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احوال، اور معرفت، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علومِ بے مثال۔ ("فتاویٰ رضویہ"، ج ۲۱، ص ۴۶۰)

**سوال**: کیا کوئی ولی شریعت کی پابندی سے آزاد ہو سکتا ہے؟

**جواب**: اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش (یعنی آزاد) نہیں ہو سکتا۔ بعض جاہل لوگ جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسوں کے بارے میں فرمایا: "صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ؟ إِلَى النَّارِ" ترجمہ: "وہ سچ کہتے ہیں (کہ ہم پہنچ چکے)، بیشک وہ پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔" ("الیواقیت والجواھر"، المبحث السادس والعشرون، ص ۲۰۶)

**سوال**: کیا مجذوب کے لئے بھی شریعت کی پابندی ضروری ہے؟

**جواب**: اگر مجذوبیت (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہونے) سے عقلِ تکلیفی زائل ہو گئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہو گا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔ ("ملفوظاتِ اعلی حضرت بریلوی"، حصہ دوم، ص ۲۴۰) ولی ان جاہلوں کی طرح ہر گز نہیں کہے گا کہ میں شریعت کی

پابندی سے آزاد ہوں، میں پہنچ گیا ہوں، کیونکہ اولیائے کرام تو عاجزی والے ہوتے ہیں وہ تو اپنا ولی ہونا ایسے ہی چھپاتے ہیں جیسے کنواری لڑکی اپنے آپ کو چھپاتی ہے۔

**سوال:** کیا اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو طاقت بھی عطا فرمائی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں، یہ حضرات نبیٔ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات و تصرفات حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نیابت میں ملتے ہیں۔

("الیواقیت والجواہر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص۳۴۸۔۳۴۹)

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "تفسیر عزیزی" میں زیر آیہ کریمہ (وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ) لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انہیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند و محتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔("فتح العزیز"(تفسیر عزیزی)، تحت الآیۃ: وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ، ص۲۰۶، بحوالہ "فتاوی رضویہ" ج۲۹، ص۱۰۳۔۱۰۴)

**سوال:** دنیا کا نظام کتنے اولیائے کرام چلاتے ہیں؟

**جواب:** میرے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زِیْدَ مَجْدُہٗ وَشَرْفُہٗ وَعِلْمُہٗ وَعَمَلُہٗ اپنی مایہ ناز تصنیف فیضانِ سنت جلد اول کے باب آدابِ طعام کے صفحہ نمبر ۴۳۱۔ تا ۴۳۲ پر لکھتے ہیں: حضرتِ سیّدُنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ منوّرہ سردارِ مکّہ مکرّمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے رُوئے زمین پر ایسے ہیں کہ ان کے دل حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور چالیس کے دل حضرتِ سیّدُنا موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور سات کے دل حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں اور پانچ کے دل حضرتِ سیّدُنا جبرائیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔ اور تین کے دل حضرتِ سیّدُنا میکائیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہیں۔

ایک ان میں ایسا ہے جس کا دل حضرتِ سیّدُنا اسرافیل عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قلبِ اطہر پر ہے۔ جب ان میں "ایک" وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "تین" میں سے ایک کو مقرّر فرماتا ہے اور اگر "تین" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "پانچ" میں سے ایک کو اور اگر "پانچ" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "سات" میں سے ایک کو اور اگر ان "سات" میں کا کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "چالیس" میں سے ایک کو اور اگر ان "چالیس" حضرات میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ "تین سو" میں سے ایک کو اور اگر ان "تین سو" میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ عام لوگوں میں سے کسی کو مقرّر فرماتا ہے۔ ان کے ذَرِیعے (یعنی وسیلے) سے زندگی اور موت ملتی، بارِش برستی، کھیتی اُگتی اور بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ حضرتِ سیّدُنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِستِفسار کیا گیا، "ان کے ذَرِیعے کیسے زندگی اور موت ملتی ہے؟" فرمایا، "وہ اللہ تعالیٰ سے اُمّت کی کثرت کا سُوال کرتے ہیں تو اُمّت کثیر ہو جاتی ہے اور ظالِموں کے لئے بددُعا کرتے ہیں تو اُن کی طاقت توڑ دی جاتی ہے، وہ دعا کرتے ہیں تو بارش برسائی جاتی، زمین لوگوں کے لئے کھیتی اُگاتی ہے، لوگوں سے مختلف قسم کی بلائیں ٹال دی جاتی ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ج۱ ص۴۰ حدیث ۱۶)

**سوال:** کیا اولیائے کرام پر علومِ غیبیہ منکشف ہوتے ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! عُلومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے (یعنی کھلتے) ہیں، ان میں بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن (یعنی جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے) اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دی جاتی ہے مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے ہوتا ہے، بے وِساطَتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطَّلَع نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲۹، ص۴۷۲)

**سوال:** اولیائے کرام سے کس قسم کی کرامات صادر ہو سکتی ہیں؟

**جواب:** اولیائے کرام سے تمام خَوارِقِ عادات (یعنی تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات)، ممکن ہیں مثلاً مُردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شِفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت

لے آنا یا دنیا کے اندر بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لئے دعویٰ کرے، کافر ہے۔ اور کرامتِ اولیا حق ہے، اِس کا منکر گمراہ ہے۔

("منح الروض الأزہر" للقاري، ص۷۹)("رد المحتار"، کتاب النکاح، باب العدة، ج۵، ص۲۵۳)

**سوال:** اولیائے کرام سے استمداد یعنی مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** اولیائے کرام سے اِستِمداد و اِستِعانت یعنی مدد طلب کرنا محبوب یعنی پسندیدہ ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔("فتاوی رضویه"، ج۲۱، ص۳۳۱-۳۳۲)("المدخل"، فصل في زیارة القبور، الجزء الأول، ج۱، ص۱۸۴)

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں: "اولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے کیونکہ مدد فرمانے والا اللہ تعالی ہے، اور اولیائے کرام سے مدد مانگنا ان کو خدا ماننا ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** ایسا کہنا درست نہیں ہے، اور جو انہوں نے کہا کہ "اگر اولیائے کرام سے مدد مانگی تو گویا تم نے ان کو خدا مان لیا اور یہ شرک ہے" یہ ان کا فریب ہے، اور یہی دلیل دے کر وہابی فرقہ بھولے بھالے سنیوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا کہ اولیائے کرام اللہ ہیں، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لئے سعادت و باعثِ برکت ہے۔ اِن کو دُور و نزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔("فتاوی رضویه"، ج۲۱، ص۳۳۱-۳۳۲)("المدخل"، فصل في زیارة القبور، الجزء الأول، ج۱، ص۱۸۴)

**سوال:** کیا اولیائے کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہوتے ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں، اِن کے عِلم و اِدراک و سَمع وبَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔("تفسیر روح البیان"، ج۳، ص۴۳۹) اعلی حضرت، عظیم المرتبت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن "فتاوی رضویۃ"، میں ارشاد فرماتے ہیں: "اہلسنت کے نزدیک انبیاء و شہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے، اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دیئے جاتے ہیں۔("الفتاوی الرضویة"، ج۹، ص۴۳۱-۴۳۳)

**سوال:** اولیائے کرام کو ایصال ثواب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

**جواب**: اِنہیں ایصالِ ثواب کرنا، نہایت مُوجبِ برکات و امرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا، اِن میں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔ عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، و فاتحہ خوانی، و نعت خوانی، و وعظ، و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے مَنہیاتِ شرعیہ (یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں جیسے ناچ، گانا، ڈھول بجانا، آجکل کی قوالیاں، عورتوں کا بے پردہ گھومنا وغیرہ) وہ تو ہر حالت میں مذموم (یعنی برے) ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۶۔۲۷۷)

**سوال**: پیر کس کو بنانا چاہیئے؟

**جواب**: عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ اِنہیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، اِن کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لئے فلاحِ دارَین تصوّر کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانۂ حال کے فساق و فجار اور وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کر لیں، ورنہ اگر پیر فاسق و فاجر یا بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۷۷)

پیر کے لئے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے:

**(۱)**۔۔۔ سنّی صحیح العقیدہ ہو۔ **(۲)**۔۔۔ اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

**(۳)**۔۔۔ فاسق مُعلِن نہ ہو۔ **(۴)**۔۔۔ اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ ( "الفتاوی الرضویة"، ج۲۱، ص۴۹۲ ، ۵۰۵ ، ۶۰۳)

# مختلف عقائد کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے بِشارت دی: جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر رَحمت بھیجتا ہے اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سلامتی بھیجتا ہے۔ (مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۷ حدیث ۱۶۶۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

## آسمانی کتابیں

**سوال:** اللہ تعالی نے کون کون سی کتابیں نازل فرمائیں؟

**جواب:** بہت سے نبیوں پر اللہ تعالٰی نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: **(۱)۔۔۔"تورات"** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ **(۲)۔۔۔"زبور"** حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ **(۳)۔۔۔"اِنجیل"** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔ **(۴)۔۔۔"قرآنِ عظیم"** جو کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم پر۔ ("تکمیل الإیمان"، ص ۶۳)

**سوال:** قرآن عظیم کا باقی کتابوں سے افضل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ عزوجل ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل و مفضول کی گنجائش نہیں۔ ("تفسیر الخازن"، پ ۳، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۵۵)

**سوال:** تم نے کیسے جانا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے؟

**جواب:** جیسے خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح کوئی چیز کسی سے نہیں بن سکتی ایسے ہی قرآن شریف کی طرح کوئی کتاب کسی سے نہیں بن سکی اس سے ہم نے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ آدمی کی ہوتی تو کوئی اور بھی ویسی ہی بنا سکتا۔ (کتاب العقائد ص ۲۲)

**سوال:** کیا قرآن کی تمام آیات فضیلت میں برابر ہیں؟

**جواب:** قرآن مجید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال کے عرصے میں نازل ہوا، اور جو مصحف میں لکھا ہوا ہے، اس کی تمام آیات کلام اللہ ہونے کے اعتبار سے فضیلت لفظیہ اور عظمت معنویہ میں برابر ہیں، چاہے وہ آیاتِ رحمت الٰہی، مدحِ اولیاء، غضبِ الٰہی، مذمتِ اعداء یا احکام پر دلالت کریں۔

مگر بعض آیات میں باعتبار مَبنٰی ذکر کی فضیلت اور باعتبار معنٰی مذکور کی فضیلت ہے، جیسے کہ آیۃ الکرسی، کہ اس میں اللہ کی ہیبت و جلالت اور اس کی ذات کی خاص صفات کا بیان ہے، پس ایک تو کلام اللہ ہونے اور دوسرے اس کی صفات کا بیان ہونے کے اعتبار سے دو فضیلتیں ہیں۔ اور رہیں وہ آیات جن میں کفار و فجار کے احوال مذکور ہیں، تو ان میں صرف ایک ہی فضیلت ہے اور وہ کلام اللہ ہونے کی ہے، اور مذکور کے اعتبار سے کوئی فضیلت نہیں کیونکہ کفار و فجار جن کا ذکر ہوا ہے ان میں کوئی فضیلت و عظمت نہیں، جیسے کہ پارہ ۳۰ میں موجود سورہ لہب وغیرہ۔ (القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۵۳)

## معجزہ اور کرامت

**سوال:** معجزہ کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** وہ عجیب و غریب کام جو عام طور پر یعنی عادۃً ناممکن ہو، ایسی باتیں اگر نبوّت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو ان کو ''معجزہ'' کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے عصا کا اژدھا بن جانا، حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا میلوں دور سے چیونٹی کی آواز سن لینا، حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے ہاتھ میں لوہے کا موم کی طرح نرم ہو جانا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا مُردوں کو زندہ کرنا، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹانا، چاند کے دو ٹکڑے کرنا وغیرہ۔

(ہمارا اسلام، معجزے اور کرامتیں، حصہ ۳، ص ۱۱۹)

**سوال:** ارہاص کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے قبل اعلان نبوت جو خلافِ عادت اور عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات صادر ہوتے ہیں ان کو شریعت کی اصطلاح میں "ارہاص" کہتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص ۶۷)

**سوال:** کرامت کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** اولیاء اللہ سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے ''کرامت'' کہتے ہیں۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہل سنّت ص ۸۱)

**سوال:** عام مؤمنین اور کافرین سے خرقِ عادت صادر ہونے والی چیز کو کیا کہتے ہیں؟

**جواب:** اگر عام مؤمنین سے خرقِ عادت چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو "معونت" کہتے ہیں اور کسی بے باک فاجر و کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو "اِستدراج" (یعنی دھوکہ) کہا جاتا ہے۔ اور جو ان کے خلاف ظاہر ہو تو اسے اہانت کہتے ہیں۔ (النبراس شرح شرح العقائد، اقسام الخوارق سبعۃ، ص ۲۷۲)

**سوال:** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو معجزات کیوں عطا کئے جاتے ہیں؟

**جواب:** معجزات، انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوّت کی دلیل ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے قُدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کے آگے سب لوگ عاجز و حیران ہیں ضرور وہ خُدا کا بھیجا ہوا ہے چاہے ضِدّی دُشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔ (کتاب العقائد ص ۱۹)

## فرشتے

**سوال:** فرشتے کیا ہیں؟

**جواب:** فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ تَعَالٰی نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، ("منح الروض الأزہر"، ص ۱۲) کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ ("الحبائک فی أخبار الملائک" للسیوطي، ص ۴) وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، وہ اللہ عزوجل کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں۔ ("تفسیر الکبیر"، پ ۱، البقرۃ، ج ۱، ص ۳۸۹، تحت الآیۃ: ۳۰) فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ ("شرح المقاصد"، المبحث السابع الملائکۃ، ج ۳، ص ۳۱۸) اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

**سوال:** فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ نیز سب سے افضل فرشتے کون سے ہیں؟

**جواب:** ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا (پ ۲۹، المدثر: ۳۱) اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ چار فرشتے سب فرشتوں سے افضل ہیں، ان کے نام یہ ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ("التفسیر الکبیر"، البقرۃ: تحت الآیۃ: ۳۰، ج ۱، ص ۳۸۶)

## جنات

**سوال:** جنات کیا ہیں؟ اور ان کے وجود کا انکار کرنا کیسا؟

**جواب:** یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں، اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں، اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔ اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر اِن کے کفّار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بد مذہب بھی، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔ اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ (بہار شریعت ج ۱، ص ۹۶۔۹۷)

## موت اور عالمِ برزخ

**سوال:** موت کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بد مذہب ہے۔ ("شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص ۱۲)

**سوال:** کیا قبر میں سوالات ہوں گے؟ اور قبر سے مراد کیا ہے؟

**جواب:** قبر میں منکر نکیر کا مُردے سے سوالات کرنا حق ہے، اور قبر سے مراد مُردے کا ٹھکانا ہے، اب وہ ٹھکانا قبر ہو یا کوئی اور جگہ، حدیث میں آیا کہ: منکر نکیر تین سوال کریں گے: (۱)۔۔۔مَنْ رَبُّكَ (۲)۔۔۔مَا دِيْنُكَ (۳)۔۔۔مَنْ نَبِيُّكَ۔ ("الحديقة الندية"، ص ۳۰۳)

**سوال:** قبر میں اعادۂ روح سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** قبر میں اعادۂ روح سے مراد یا تو بعینہٖ روح کو جسم میں لوٹا دینا ہے، یا روح کا جسم کے ساتھ تعلق کو بر قرار رکھنا ہے، اور دوسرا قول زیادہ درست ہے، جیسے کہ بہار شریعت جلد ۔ ۱ ۔ ص ۱۰۰ میں مذکور ہے: "مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متأثر ہو گی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے"۔ ("منح الروض الأزهر"، ص ۱۰۰۔۱۰۱)

**سوال:** روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، ایسا ماننا کیسا ہے؟

**جواب**: یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو ہندوؤں کے یہاں تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔("النبراس"، باب البعث حق، ص ۲۱۳) اس سے پتا چلا کہ کافروں کا یہ عقیدہ بھی باطل ہے کہ آدمی کے سات جنم ہوتے ہیں۔

**سوال**: کن کے بدن کو قبر کی مٹی نہیں کھاسکتی؟

**جواب**: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہدا و حافظانِ قرآن جو کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی جو شخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ **"انبیاء مر کے مٹی میں مل گئے"**، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔(بہار شریعت ج۱، ص ۱۱۴۔۱۱۵)

**سوال**: عالَمِ برزخ کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: دنیا و آخِرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جسے بَرزَخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انسان وجنّات کو اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اس میں رہنا ہے، یہ عالَم اس دنیا سے بہت بڑا ہے، دنیا کے ساتھ بَرزَخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ہے، بَرزَخ میں کسی کو آرام ہے تو کسی کو تکلیف۔

(ہمارا اسلام، عالم برزخ، حصہ ۵، ص ۲۷۵)

## حساب وکتاب

**سوال**: کیا قیامت کے دن ہونے والے حساب وکتاب پر ایمان لانا ضروری ہے؟

**جواب**: جی ہاں! قیامت کے دن ہونے والے حساب وکتاب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔("شرح العقائد النسفية"، ص ۱۰۴) حساب کا منکر کافر ہے۔("الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج۲، ص ۲۹۰) اور حساب کے معنی گنتی و شمار کے ہیں، اور اس سے جن و انس کے اعمال کی گنتی مراد ہے جو قیامت میں سزا و جزا کے لئے بندے کے سامنے کی جائے گی، اس حساب کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے۔(مراۃ المناجیح جلد ۷، ص ۲۸۴)

**سوال**: اعمال نامہ کیسے دیا جائے گا؟

**جواب**: قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا، نیکوں کے دائیں ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں اور کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔(بہار شریعت۔جلد۔۱۔ص۱۴۴)

**سوال**: میزان کیا ہے؟ اور کیا اس پر بھی ایمان ہونا ضروری ہے؟

**جواب**: میزان حق ہے۔اس پر لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے، نیکی کا پلّہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپر اُٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔(بہار شریعت۔جلد۔۱۔ص۱۴۶) اور اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ اس کا بیان قرآن میں موجود ہے۔اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں:"وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہوگا تو اُوپر اٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا، جیسے کہ پارہ ۲۲ سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۱۰ میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ۔ **ترجمۂ کنزالایمان**:اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔پس جس کتاب میں لکھا ہے کہ "نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا" غلط ہے۔('الفتاوی الرضویۃ"،ج۲۹،ص۶۲۶)

اس کا بیان پارہ ۸ سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۸، اور ۹ میں موجود ہے جس کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت نعیم الدین مرادآبادی آیت نمبر ۸ کے تحت لکھتے ہیں:اس طرح کہ اللہ عزّوجلّ ایک میزان قائم فرمائے گا جس کا ہر ایک پلّہ اتنی وُسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وُسعت ہے۔ابنِ جوزی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داوٗد علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے پلّوں کی وُسعت دیکھی تو عرض کیا یاربّ کس کا مقدور ہے کہ ان کو نیکیوں سے بھر سکے ارشاد ہوا کہ اے داوٗد! میں جب اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہوں تو ایک کھجور سے اس کو بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضلِ الٰہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔(خزائن العرفان پ۸،الاعراف،۸)

## شفاعت

**سوال**:شفاعت کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** شفاعت کے معنی ہیں کوئی شخص اپنے بڑے کی بارگاہ میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرے۔ دھمکی یا دَباؤ سے بات منوانے کو شفاعت نہیں کہتے اور نہ ہی شفاعت ڈر کر یا دَب کر مانی جاتی ہے۔ اتنی بات تو عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ دَب کر بات ماننا قبولِ سفارش نہیں بلکہ بزدلی و مجبوری اور ناچاری ہے۔ (گلدستۂ عقائد و اعمال ص ۹۳، مکتبۃ المدینہ)

**سوال:** حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت کتنی طرح کی ہو گی؟

**جواب:** حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت کئی طرح کی ہو گی مثلاً:

(۱)۔۔۔شفاعتِ کبریٰ۔ اس شفاعت کا فائدہ کفار کو بھی ملے گا۔

(۲)۔۔۔بہتوں کو بلا حساب جنّت میں داخل فرمائیں گے جن میں سے چار اَرب نوّے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زائد اور بھی ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ و رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم میں ہیں۔

(۳)۔۔۔بہت سے وہ ہوں گے جو مستحقِ جہنم ہو چکے ہوں گے اُن کو جہنم سے بچائیں گے۔

(۴)۔۔۔بعضوں کی شفاعت فرما کر جَہنَّم سے نکالیں گے۔

(۵)۔۔۔بعضوں کے دَرَجات بلند فرمائیں گے۔

(۶)۔۔۔بعض کا عذاب کم کروائیں گے۔

(۷)۔۔۔جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے اُنہیں بھی داخلِ جنت فرمائیں گے۔

(بہارِ شریعت، عقائد متعلقہ نبوّت، حصہ ۱، ج ۱، ص ۷۰ و ہمارا اسلام، شفاعت کا بیان، حصہ ۵، ص ۲۷۳)

اور حدیث میں آیا: "میری شفاعت میری امت کے اہلِ کبائر کے لئے ہے"۔ (منح الروض الازہر ص ۱۷۰)

**سوال:** شفاعتِ کبریٰ کیا ہے؟

**جواب:** حضورِ اقدس، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وہ شفاعت جو تمام مخلوق مؤمن، کافر، فرمانبردار، نافرمان، موافق، مخالف، دوست اور دشمن سب کے لئے ہو گی وہ حساب کا انتظار جو انتہائی جاں گُزا ہو گا جس کے لئے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش ہم جَہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے کفّار کو بھی چھٹکارا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بدولت ملے گا، جس پر تمام اوّلین و آخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حمد کریں گے، اسی کا نام "مَقامِ محمود" ہے اور یہ مرتبۂ

شفاعتِ کبریٰ صرف حضورصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کا خاصہ ہے۔(ہمارا اسلام،شفاعت کا بیان،حصہ ۵،ص ۲۷۴)

## حوضِ کوثر

**سوال:** کیا حوضِ کوثر کا وجود ہے؟ اور اس کے اوصاف کیا ہیں؟

**جواب:** حوضِ کوثر جو کہ نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔ اور اس کے اوصاف یہ ہیں: (۱)۔۔۔ اِس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے۔(۲)۔۔۔ اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں۔ (۳)۔۔۔چاروں گوشے برابر یعنی زاویئے قائمہ ہیں۔(۴)۔۔۔ اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے۔ (۵)۔۔۔اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا۔(۶)۔۔۔اس کا پانی مشک سے زیادہ پاکیزہ۔(۷)۔۔۔اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ۔(۸)۔۔۔جو اس کا پانی پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا۔(۹)۔۔۔اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔(بہارِ شریعت ج۱،ص ۱۴۵)

## مقامِ محمود

**سوال:** مقامِ محمود کیا ہے؟ اور کس کو عطا ہو گا؟

**جواب:** قیامت کے دن جس مقام پر تمام اوّلین وآخرین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد و ستائش (یعنی تعریف) کریں گے اس مقام کو مقامِ محمود کہتے ہیں، اور اللہ تعالی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔("الدر المنثور"، ج۵، ص ۳۲۵)

## لواء الحمد

**سوال:** لِوَاءُ الْحَمْد کیا ہے؟ اور یہ کسے ملے گا؟

**جواب:** قیامت کے دن حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہو گا جس کو لِوَاءُ الْحَمْد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔

("سنن الترمذي"، کتاب المناقب، باب سلوا اللہ لي الوسیلۃ، الحدیث: ۳۶۲۵، ج۵، ص ۳۵۴)

## صراط

**سوال:** صراط کیا ہے؟

**جواب**: یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیاو مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم، پھر یہ اُمّت پھر اور اُمتیں گزریں گی اور حسبِ اختلافِ اعمال پُل صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہو گیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا("صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ، الحدیث:۳۰۲، ص۱۱۴.) اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے، (اللہ عزوجل ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہو گا اُسے پکڑلیں گے، مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پاجائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرادیں گے اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔("صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنۃ منزلۃ فیھا، الحدیث:۳۲۹، ص۱۲۷)

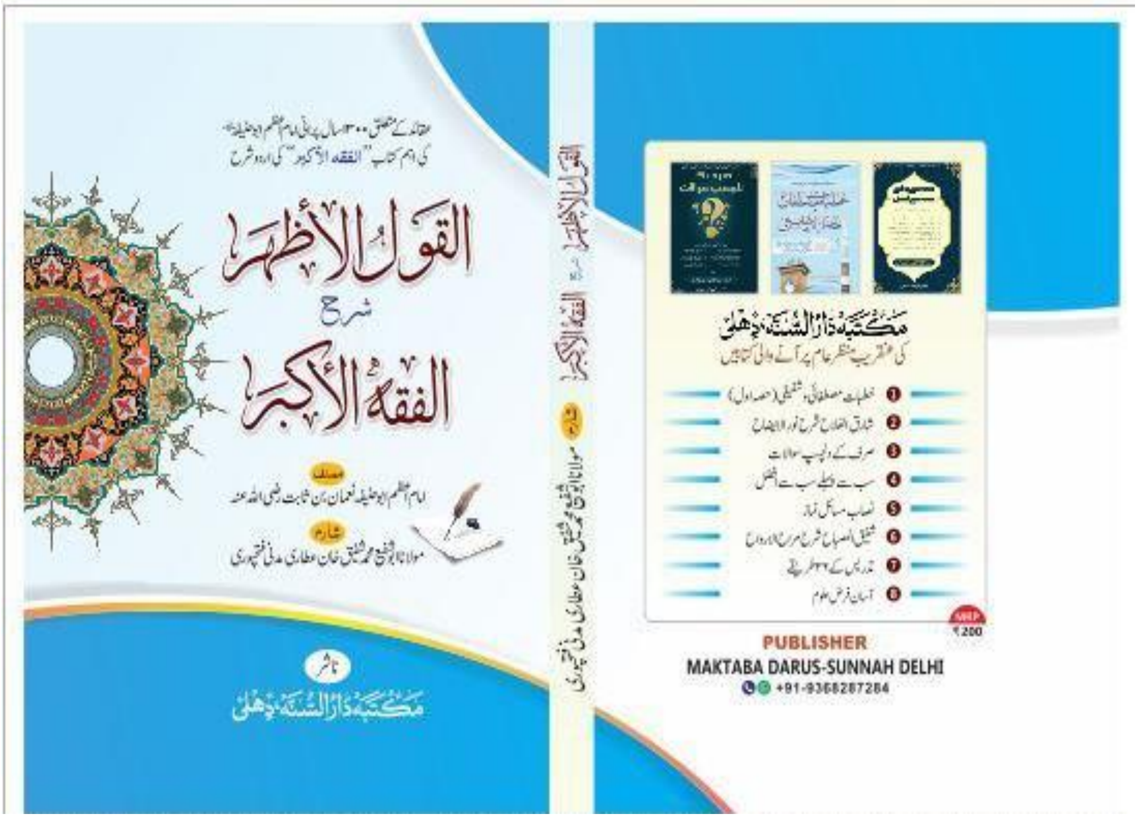

# انبیاء واولیاء کے علمِ غیب پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت دی ہے، پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے، کہتا ہے: ''فُلاں بن فُلاں نے آپ پر اِس وقت دُرود پاک پڑھا ہے۔''

(مسند بزار ج۴ ص۲۵۵ حدیث ۱۴۲۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

سُبْحٰنَ اللہ! دُرود شریف پڑھنے والا کس قدر بخت ور (یعنی نصیب والا) ہے کہ اُس کا نام مع وَلدِیّت بار گاہِ رِسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پیش کیا جاتا ہے، یہاں یہ نکتہ بھی انتہائی ایمان افروز ہے کہ قبرِ منور پر حاضر فِرشتے کو اس قدر زیادہ قوتِ سماعت (یعنی سننے کی طاقت) دی گئی ہے کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں ایک ہی وقت کے اندر دُرود شریف پڑھنے والے لاکھوں مسلمانوں کی انتہائی دھیمی آواز بھی سن لیتا ہے۔ جب خادمِ دربار کی قوتِ سماعت (یعنی سننے کی طاقت) کا یہ حال ہے تو سرکارِ والا تبار، مکّے مدینے کے تاجدار، محبوبِ پَروَرْدگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اختیارات کی کیا شان ہو گی! وہ کیوں نہ اپنے غلاموں کو پہچانیں گے اور کیوں نہ اُن کی فریاد سُن کر باذنِ اللہ (یعنی اللہ کی اجازت سے) اِن کی اِمداد فرمائیں گے! نیز اس فرشتے کو اللہ تعالی نے کیسا علمِ غیب عطا کیا ہے کہ وہ درود پڑھنے والے اور اس کے والد کا نام بھی جان لیتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علمِ غیب کا عالم کیا ہو گا؟

میرے آقا اعلی حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
میں قرباں اِس ادائے دَسْت گیری پر مرے آقا
مدد کو آ گئے جب بھی پُکارا یا رسولَ اللہ

**سوال**: کیا اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے؟ اس بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب**: جی ہاں! اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور یہی اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ ("تفسیر الخازن"، ج۱، ص۱۹۶)

**سوال**: بعض لوگ کہتے ہیں: "اللہ تعالی نے غیب کا علم کسی کو نہیں دیا کیونکہ وہ فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ (پ۲۹، الجن، ۲۶) تو اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب**: بعض لوگوں کا یہ کہنا اور اپنے دعوے پر یہ دلیل پیش کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے غیبِ خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد (یعنی یکتا) ہے کسی کو مسلط نہیں فرماتا اور وہ علمِ غیب ذاتی ہے۔
(خزائن العرفان مذکورہ آیت کے تحت)

اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں مگر اللہ اپنے برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ کے بعد اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (پ۲۹، الجن: ۲۶-۲۷) فرمایا گیا جس کا ترجمہ ہے: **"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔**

تو بعض لوگوں کو سورۂ جن کی آیت نمبر ۲۶ تو دکھائی دے گئی، آیت نمبر ۲۷ کیوں نہ دکھی، اگر وہ لوگ چھبیسویں آیت کے بعد ستائیسویں آیت پڑھتے تو اعتراض نہ کرتے۔ اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۷۹)

**ترجمۂ کنزالایمان**: اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

چنانچہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں، جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے باقی

ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سِیَر و تواریخ کے دفتروں میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ (پ۱۲، ہود:۴۹) **ترجمۂ کنز الایمان:** یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ص ۷۴۱۔ ۷۴۲)

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیرِ خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یہ خِطاب سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔ پس "اِلَیْكَ" سے مراد ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

**سوال:** علمِ غیبِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

**جواب:** قراٰنِ پاک کی کئی آیاتِ مبارَکہ میں ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارَک علمِ غیب کا بیان موجود ہے، چند آیات مُلاحَظہ فرمایئے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے:

**(۱)۔۔۔** ہمارا پیارا رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪- فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۚ-وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (۱۷۹)

**ترجمۂ کنز الایمان:** اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں! اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔ (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۷۹)

**(۲)۔۔۔** ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علمِ غیب کا بیان قراٰنِ پاک کے پارہ پانچ میں یوں ہے:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُؕ-وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا (۱۱۳)

**ترجمۂ کنز الایمان:** اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ۵، النساء:۱۱۳)

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں وہ سب کچھ داخل ہے جو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پہلے نہ جانتے تھے۔ اسی آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر البحر المحیط، جلد۳ صفحہ ۳۶۲، زاد المسیر فی علم التفسیر، جز ثانی، جلد ا صفحہ ۱۱۸، اور روح المعانی، جلد۳، صفحہ ۱۸۷ میں اس کی تصریح اور وضاحت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(۳)۔۔۔اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے:

اَلرَّحْمٰنُۙ(۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَؕ(۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَۙ(۳) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ(۴)

**ترجمہ کنزالایمان:** رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ مَاکَانَ وَمَایَکُوْن کا بیان اُنہیں سکھایا۔ (پ27، الرحمٰن:۱تا۴)

اس آیت میں ”انسان“ اور ”بیان“ کے مِصداق کے بارے میں مفسّرین کے مختلف قول ہیں، تفسیرِ خازن میں ایک قول اس طرح ہے: اَرَادَ بِالْاِنسانِ مُحَمَّدًا صلّی اللہُ عَلَیہ وَسَلَّم۔ ترجمہ: یہاں انسان سے مراد محمدِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ عَلَّمَهُ الْبَیَان یَعنی بَیَانَ مَا کَان وَمَا یَکُونُ لِأَنّهُ صلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم یُنبِئُ عَن خَبَرِ الأَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ وَعَن یَومِ الدِّین ترجمہ: ”بیان“ سے ”مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ“ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ہے کیونکہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اوّلین و آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔
(خازن، الرحمٰن، تحت الآیۃ:۳-۴، ۴/۲۰۸)

امام حسین بن مسعود بَغَوی (سالِ وفات: ۵۱۰ھ) نے تفسیرِ معالمُ التنزیل، جلد۴، صفحہ ۲۴۳ پر، امام عبدالرّحمٰن ابنِ جوزی (سالِ وفات: ۵۹۷ھ) نے تفسیرِ زاد المسیر، جز اوّل، جلد۴، صفحہ ۳۰۴ پر، علامہ ثناء اللہ نقشبندی (سالِ وفات: ۱۲۲۵ھ) نے تفسیرِ مَظہری، جلد ۹، صفحہ ۱۲۳ پر، علامہ احمد صاوی (سالِ وفات: ۱۲۴۱ھ) نے تفسیرِ صاوی، جلد۶ صفحہ ۲۰۷۴ پر اسی آیت کے تحت ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے علمِ ماکان و مایکون کا قول ذکر فرمایا ہے۔

(۴)۔۔۔اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاۙ(۲۷)

**ترجمۂ کنزالایمان:** غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرّر کر دیتا ہے۔(پ۲۹،الجن:۲۶-۲۷)

''ان کے آگے پیچھے پہرا مقرّر کر دیتا ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مقرر فرمادیتا ہے جو انبیائے کرام کی حفاظت کرتے ہیں۔(خزائن العرفان پ۲۹،الجن:۲۶-۲۷)

**(۵)۔۔۔** اللہ پاک کا ارشاد پارہ ۳۰ کی سورۂ تکویر میں کی آیت نمبر ۲۴ میں کچھ یوں ہے:

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔(پ۳۰،التکویر:۲۴)

ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''یعنی میرے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو غیب کا علم آتا ہے، وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔(بغوی، التکویر، تحت الآیۃ: ۲۴، ۴/ ۴۲۲)

ابو سعید عَبْدُاللہ بِنْ عُمَر بَیْضَاوِی رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جو غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں انہیں بتانے میں وہ بخل نہیں کرتے۔

(بیضاوی، التکویر، تحت الآیۃ: ۲۴، ۵/ ۴۵۹)

اس سے معلوم ہوا کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس میں سے بہت کچھ اپنے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کو بتایا ہے۔

**سوال:** علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

**جواب:** احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علمِ غیب کا بیان ملاحظہ کیجئے:

**(۱)۔۔۔** صحیح بخاری شریف میں ہے، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے درمیان کھڑے تھے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے

ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا حتّٰی کہ جنّتی اپنی مَنازِل پر جنّت میں داخل ہوگئے اور جہنمی جہنم میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا۔(بخاری، ج۲، ص۳۷۵، حدیث:۳۱۹۲)

حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: حضورِ اَنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ وعظ فجر کی نماز سے مغرب کی نماز تک تھا۔ درمیان میں سِوا ظہر و عصر کی نماز کے اور کسی کام کے لئے وعظ شریف بند نہ فرمایا۔ دن بھر میں ابتدا سے انتہا تک بیان فرمادینا بھی حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معجزہ ہے جیسے حضرت داوٗد علیہ السّلام گھوڑے پر زِین کَستے کَستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وعظ شریف میں پرندے کا پر مارنا، قطرے کا حرکت کرنا، ذرّے کا جنبش کرنا تک بیان فرمادیا، گزشتہ ماضی کے سارے حالات اور آئندہ مستقبل کا ایک ایک حال بیان کردیا۔ یہ ہے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا علمِ غیب کلّی کی بڑی قوی دلیل اور یہ حدیث اِن آیات کی تفسیر ہے: وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ یارب کا فرمان: وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سارے غیب حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو بتائے حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو یاد بھی رہے، فرماتے ہیں: وَ تَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ (ترجمہ: میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ان کو پہچان لیا۔) پھر حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ سب کچھ صحابہ کو بتایا مگر ان میں سے کسی کو سارا یاد نہ رہا۔ بعض کو زیادہ یاد رہا، بعض کو کم، بعض کو کچھ یاد نہ رہا۔ غرضکہ رب نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو سب کچھ سکھایا، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کو سب کچھ وعظ میں بتایا جیسے حضرت آدم علیہ السّلام کو رب نے سارے نام سکھائے وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور حضرت آدم علیہ السّلام نے فرشتوں کو وہ سب نام سکھائے نہیں بلکہ بتائے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ یہ فرق خیال میں رہے۔(مراٰۃ المناجیح، ج۷، ص۵۶۳)

**(۲)۔۔۔** جامع ترمذی میں ہے حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب کو دیکھا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ یعنی اُسی وقت مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔(ترمذی، ج۵، ص۱۶۰، حدیث:۳۲۴۶)

ترمذی شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں موجود الفاظ فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (یعنی زمین و آسمانوں میں جو کچھ تھا وہ میں نے جان لیا) کے تحت محقّق علی الاطلاق، شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کِنَایَۃٌ عَنْ حُصُولِ جَمِیْعِ الْعُلُوْمِ یعنی یہ تمام عُلوم کے حُصُول سے کنایہ ہے۔(لمعات التنقیح، ج۲، ص۴۷۸)

ان احادیثِ مبارکہ میں موجود الفاظ "فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ" اور "فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمَاوَاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ" ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کُلّی علمِ غیب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(۳)۔۔۔ مسلم شریف میں ہے حضرت سیّدنا عَمرو بن اَخْطَب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نمازِ فجر سے غروبِ آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا، درمیان میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کوئی کام نہ کیا۔ حضرت عَمرو بن اَخْطَب فرماتے ہیں: فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ یعنی جو کچھ ہو چکا تھا اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ سب کچھ بیان فرما دیا۔ ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔(مسلم، ص۱۱۸۴، حدیث:۷۲۶۷)

(۴)۔۔۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صلح حدیبیہ سے واپسی پر ایک جگہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے اونٹ مُنْتَشِر ہو گئے، سب اپنے اپنے اونٹ واپس لے آئے لیکن نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اونٹنی نہ ملی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: وہاں سے اونٹنی لے آؤ، تو میں نے اونٹنی کو اسی حال میں پکڑ لیا جیسا مجھ سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا تھا۔
(معجم کبیر، ج۱۰، ص۲۲۵، حدیث:۱۰۵۴۸ مختصراً)

(۵)۔۔۔ حضرت سیّدُنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ بدر کے موقع پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے (یہ کہتے جاتے تھے) اور اپنے ہاتھ کو زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے، پھر کوئی کافر حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرّہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں مرا۔(مسلم، ص۷۵۹، حدیث:۴۶۲۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کب اور کہاں مَرے گا۔

(۶)۔۔۔ حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ایسے سوالات کئے گئے جو ناپسند تھے، جب زیادہ کئے گئے تو آپ ناراض ہو گئے، پھر لوگوں سے فرمایا: سَلُوْنِی عَمَّا شِئْتُمْ یعنی

مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَنْ اَبِیْ یعنی یا رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم میرا باپ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَبُوْكَ حُذَافَةُ یعنی تمہارا باپ حُذافہ ہے۔ پھر دوسرے آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ! میرا باپ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: سالم مولیٰ شَیبہ تمہارا والد ہے۔ جب حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کی حالت دیکھی تو عرض کی: یا رسولَ اللہ! ہم اللہ پاک کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

(بخاری، ج۱، ص۵۱، حدیث:۹۲)

**سوال**: کُلّی علمِ غیب کا مطلب کیا ہے؟

**جواب**: اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کُلّی علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ شیطان کہیں وسوسہ نہ ڈالے کہ اس کا تو مطلب ہے کہ اللہ کریم کا سارے کا سارا علم نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی حاصل ہے۔ اس شیطانی وسوسے کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام معلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ کر لیا ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے۔ (الدولۃ المکیہ، ص۶۴)

غزالیِ زماں حضرت علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: یاد رکھئے! حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو جو کلی علمِ غیب حاصل ہے وہ مخلوق کے اعتبار سے ہے کہ جتنا علمِ غیب مخلوق کو مل سکتا ہے وہ سب کا سب ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے نہ کہ یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ کا سارے کا سارا علم، مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو مل گیا ہے۔ (مقالاتِ کاظمی، ج۲، ص۱۱۷)

**سوال**: علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عقلی دلائل کیا ہیں؟

**جواب**: علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تین عقلی دلائل ملاحظہ کیجئے:

**(۱)۔۔۔** چند سال کامل استاد کی صحبت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبلِ ولادت کروڑوں سال ربِ تعالیٰ کی بارگاہِ خاص میں حاضر رہے تو کیونکر کامل عالم نہ ہوں گے۔ یقیناً اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کامل عالم (یعنی ہر چیز کو جاننے والے) ہیں۔ (جاء الحق ص۸۱)

**(۲)۔۔۔** اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اس کی صرف چار ہی وجہ ہو سکتی ہے: (۱)۔۔۔ پہلی یہ کہ شاگرد نا اہل تھا، جس کی وجہ سے استاد سے پورا فیض نہ لے سکا۔۔ (۲)۔۔۔ دوسری یہ کہ خود استاد کامل نہ تھا جس کی وجہ سے مکمل

سکھا نہ سکا۔(۳)۔۔۔ تیسری یہ کہ استاد بخیل تھا جس کی وجہ سے شاگرد کو پورا علم نہ دیا، یا استاد کے نزدیک اس شاگرد سے زیادہ پیارا کوئی دوسرا شاگرد تھا جس کی وجہ سے اس کو پورا علم نہ دیا اور دوسرے کو دے دیا۔(۴)۔۔۔ چوتھی یہ کہ استاد نے جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی کہ اس میں پورا علم نہ تھا۔

پس ان چار وجھوں کی وجہ سے شاگرد کا علم کم اور ناقص ہوتا ہے، مگر یہاں دیکھئے سکھانے والا اللہ، سیکھنے والا رسول اللہ، کتاب، کتاب اللہ، جس میں ہر خشک وتر، بحر وبر، گل و ثمر، پاسٹ وفیوچر ہر چیز کا علم موجود ہے۔ بتاؤ! کیا اللہ العلیم کامل استاد نہیں؟ کیا رسولِ عظیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائقِ شاگرد نہیں؟ کیا قرآنِ عظیم کامل کتاب نہیں؟

جب اللہ کامل استاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کامل شاگرد، اور کتاب اللہ کامل کتاب، جس میں فرمایا: "اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾" **ترجمہ کنزالایمان:** رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔(پ۲۷، الرحمن، ۱۔۲) پھر اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا علم ناقص کیوں؟ (جاء الحق ص ۸۱۔۸۲)

**(۳)۔۔۔** غیبوں کی غیب رب تعالی کی ذات ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب شبِ معراج اپنی ظاہری مبارک آنکھوں سے رب کو دیکھ لیا تو اب عالَم کیا چیز ہے جو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے چھپ سکے۔(جاء الحق ص ۸۲)

تبھی تو امامِ عشق و محبت، امامِ اہلِ سنّت، جن کا لقب اعلی حضرت، مجددِ دین وملّت علیہ رحمۃ اللہ العزت ہے لکھتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرُود

**سوال:** کیا اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیب کی خبریں بتائی ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غیب کی بہت سی خبریں دی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

**(۱)۔۔۔** خلیفۂ سوم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خبر دی کہ انہیں ایسی سرکشی و بغاوت پہنچے گی جس کے بعد جنت ہے۔(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی...الخ، ۲/ ۵۳۲، الحدیث:۳۶۷۴) یعنی ان کو شہید کیا جائے گا۔

**(۲)۔۔۔** حضرت سیِّدُنا عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خبر دی کہ انہیں باغی گروہ شہید کرے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب مسح الغبار عن الناس فی السبیل، ۲/ ۲۵۷، الحدیث:۲۸۱۲)

**(۳)۔۔۔** حضرت سیِّدُنا امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے متعلق خبر دی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح فرمائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی للحسن بن علی...الخ، ۲/ ۲۱۴، الحدیث:۲۷۰۴)

**(۴)۔۔۔** ایک شخص جہاد کر رہا تھا، اس کے بارے میں خبر دی کہ "یہ جہنمی ہے۔" تو ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ، (زخموں کی تاب نہ لا کر) اس شخص نے خودکشی کر لی۔(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب لایقول فلان شهید، ۲/ ۲۸۱، الحدیث:۲۸۹۸)

**(۵)۔۔۔** حضرت سیِّدُنا سُراقہ بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (قبولِ اسلام سے قبل ہجرت کے موقع پر) رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیچھا کیا تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور اسے دھوئیں نے آلیا تو اس نے بارگاہِ رسالت میں فریاد کی، رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا آزاد ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو خبر دی تھی کہ "عنقریب (خلافتِ فاروقی میں) ان کی کلائیوں میں سونے کے کنگن ہوں گے۔" چنانچہ، ایسا ہی ہوا۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب قسم الفیء والغنیمة، باب الاختیار فی التعجیل...الخ، ۶/ ۵۸۱، الحدیث:۱۳۰۳۳)

**سوال:** اللہ تعالٰی نے علومِ غیبیہ لوحِ محفوظ میں کیوں تحریر فرمایا؟

**جواب:** قلم نے لوح محفوظ پر بحکمِ الٰہی واقعاتِ عالَم ازل سے ابد تک ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ لکھ دیا۔ خیال رہے کہ یہ تحریر اس لئے نہ تھی کہ ربّ کو بُھول جانے کا خطرہ تھا بلکہ اس کا منشاء فرشتوں اور بعض محبوب انسانوں کو اس پر مطلع کرنا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے بعض بندے سارے واقعاتِ عالَم پر خبر رکھتے ہیں ورنہ یہ تحریر بے کار جاتی، لوح محفوظ کو قرآن کریم نے کتاب مبین فرمایا یعنی ظاہر کرنے والی کتاب، اگر لوح محفوظ سب کی نگاہوں سے چھپی ہوتی تو مبین نہ ہوتی۔(مراٰۃ جلد ا ص ۱۰۷)

**سوال**: علومِ خمسہ کسے کہتے ہیں؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم عطا فرمایا ہے؟

**جواب**: علومِ خمسہ ان پانچ چیزوں کے علم کو کہتے ہیں:

**(۱)**۔۔۔قیامت کب ہوگی؟ **(۲)**۔۔۔بارش کب آئے گی؟ **(۳)**۔۔۔ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

**(۴)**۔۔۔آدمی کل کیا کرے گا؟ **(۵)**۔۔۔آدمی کہاں مرے گا؟ (مرآۃ المناجیح، جلد۱، ص۲۷)

ان علومِ خمسہ کا ذکر پارہ ۲۱، سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ میں موجود ہے چنانچہ:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ (پ۲۱، لقمٰن:۳۴)

**ترجمہ کنزالایمان**: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ (یعنی بارش) اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی "**تفسیر خزائن العرفان**" میں اس آیتِ مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے اولیا اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں ان علوم پر خبر دار کرتا ہے۔ اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیّت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد ہوا: "عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" (پ۲۹، الجن:۲۶،۲۷)

**ترجمہ کنزالایمان**: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریقِ معجزہ وکرامت عطا ہوتا ہے، یہ اس اِختِصاص کے مُنافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے اور

کہاں مَرے گا ان اُمور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کو حضرت یحیٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دیں تھی اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنٰی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنٰی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ (خزاین العرفان پ۲۱، لقمٰن: ۳۴) اب تو اس مسئلے کو سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے کہ آجکل کی سائنس اپنی ایجادات مشینوں کے ذریعہ پتا کر لیتی ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، پس جب ایک عام سا آدمی جو مسلمان بھی نہیں وہ جان سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں جان سکتے۔

اللہ تعالی نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو علومِ خمسہ عطا فرمایا ہے جس کا اظہار احادیث کے مطالعہ سے ہوتا ہے جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بدر کی جنگ سے پہلے زمین پر خطوط کھینچ کر فرمایا کہ کل یہاں فُلاں فُلاں کا فرمارا جائے گا، ہاں! جن آیات و احادیث میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ علوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علوم خمسہ قیاس، تخمینہ، حساب سے معلوم نہیں ہو سکتے صرف وحیِ اِلٰہی سے ان کا پتہ لگ سکتا ہے۔

(مراٰۃ المناجیح، ج۱، ص۲۴تا۲۷)

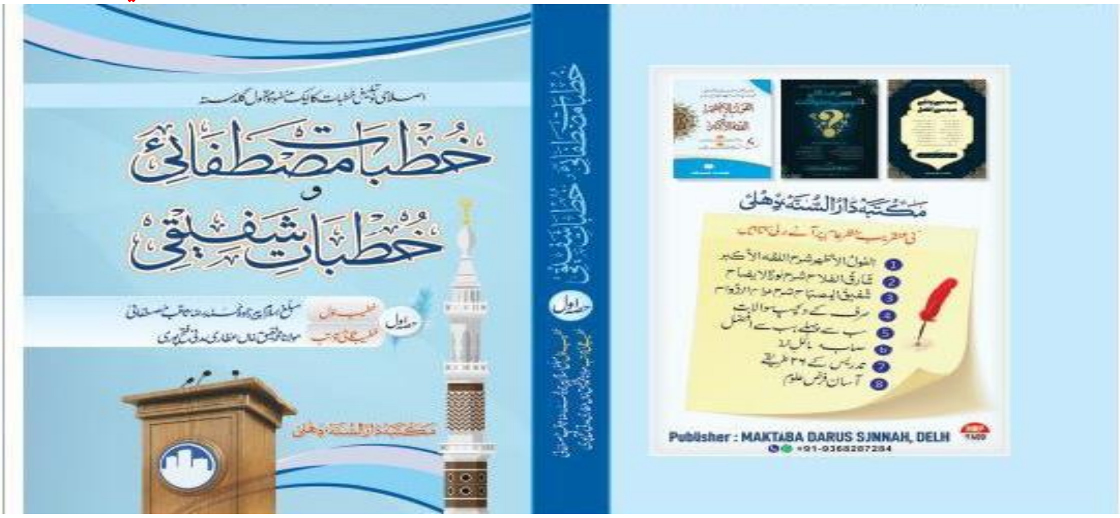

# حیات الانبیاء پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا دُرُود پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۸۴ حدیث ۲۴۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حیات الانبیاء کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب:** حیات الانبیاء کے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ "انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع واعلیٰ ہے فلہذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں"۔

(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۸-۶۰)

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء مر کر مٹی میں مل گئے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** جو انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں کہے کہ "وہ مر کر مٹی میں مل گئے" گمراہ اور بے دین ہے۔(بہارِ شریعت، ۱/۹۸-۱۱۵، حصّہ: ۱ ماخوذاً)

**سوال:** انبیائے کرام کی حیات کا انکار کس زمانے سے ہوا؟ اور کس نے کیا؟

**جواب:** ابن تیمیّہ کے وقت سے ایک فرقہ ایسا پیدا ہوا جو کہتا ہے کہ انبیاء بھی دوسرے مردہ اشخاص کی طرح زمین کے نیچے مدفون اور مردہ ہیں۔ اس لئے مدینۂ منورہ میں روضہ شریف پر حاضر ہونا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلے سے طلبِ حاجات بے کار و بے سود ہے۔ چنانچہ ابن تیمیّہ کا بڑا شاگرد ابن القیم اپنی کتاب "عقائد" یعنی قصیدہ نونیّہ (مطبوعہ مصر ص ۱۴۱) میں یوں لکھتا ہے: حضرت نبی پر ڈھیروں مٹی اور اینٹیں ہیں، دیواریں بنی ہوئی ہیں، اگر آپ قبر شریف میں ویسے ہی زندہ ہوتے جیسے موت سے پہلے تھے تو زمین کے نیچے نہ ہوتے بلکہ اس کے اوپر ہوتے۔

(سیرتِ رسولِ عربی ص ۲۸۰)

اور خود ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے (یعنی گناہوں بھرا سفر ہے) جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے۔ زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح و شام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔

یہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں کمال درجے کی گستاخی ہے۔ ابن تیمیہ کے اس فتوے سے شام و مصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان بن الفرکاح فزاری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر بتایا۔ علامہ شہاب بن جہبل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاۃ پر پیش کیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے زجر و توبیخ کے ذریعہ منع کیا جائے اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجریری انصاری حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی شرط کے قید کیا جائے۔ محمد بن ابی بکر مالکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر و توبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد سے باز آجائے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی ایسا ہی لکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ۷۲۶ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں ۲۰ ذیقعدۃ الحرام ۷۲۸ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل تکملہ علامہ کوثری، ص ۱۵۶) (سیرتِ رسولِ عربی ص ۶۹۵۔۶۹۶)

**سوال**: حیات الانبیاء پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

**جواب**: حیات الانبیاء پر قرآنی دلائل درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** اللہ العظیم، قرآنِ کریم کے پارہ ۲، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۴ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ(۱۵۴) (پ۲، البقرہ، ۱۵۴)

**ترجمۂ کنزالایمان**: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

**(۲)۔۔۔** اور پارہ ۴، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۶۹ میں ارشاد ہوا:

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَۙ(۱۶۹)

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ۴،آل عمران ۱۶۹)

ان دونوں آیات سے فقہاء و محدثین نے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات پر دو طرح سے دلیل پیش کی ہے:

**(۱)۔۔۔** ان دونوں آیات میں شہید کی زندگی پر کسی کو کلام نہیں کیونکہ نصِّ قرآنی میں اس کا بیان ہے، پس جب شہید زندہ ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام بدرجۂ اولی زندہ ہیں کیونکہ اَنبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام شُہَدائے عِظام سے یقیناافضل ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام میں وصف نبوت کے ساتھ بالعموم وصف شہادت بھی پایاجاتاہے۔

**(۲)۔۔۔** اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی شہادت سے سرفراز فرمایاہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصالِ ظاہری زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی وجہ سے ہوا،لہذا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ان آیات کی روشنی میں زندہ ہیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وفات شریف کے وقت یوں فرمایا: اے عائشہ! مجھے خیبر کے کھانے کی تکلیف برابر رہی ہے اور اب میری رگ جان (یعنی بڑی رگ جو تمام رگوں کو خون پہنچاتی ہے) اسی زہر سے منقطع ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری،کتاب المغازی،باب مرض النبی ووفاتہ،الحدیث:۴۴۲۸،ج۳،ص۱۵۲۔علمیہ)

اس سے ثابت ہوا کہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت کے ساتھ شہادت کا درجہ بھی حاصل ہے۔لہٰذا آپ سید المرسلین ہونے کے ساتھ سید الشُہَداء بھی ہوئے۔ پس آپ کی حیات شُہَداء کی حیات سے اکمل ہے اس کے باوجود آپ کو مردہ کہنا کیسی گستاخی ہے حالانکہ قرآن کریم میں شُہَداء کی نسبت ارشاد باری تعالی ہے کہ ان کو مردہ نہ کہو۔

**(۳)۔۔۔** پارہ۹، سورۂ انفال کی آیت نمبر ۳۳ میں اللہ تبارک وتعالی فرماتاہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔ (پ۹،الانفال:۳۳)

اس آیت میں فرمایا کہ دنیا پر عذاب نہ آنے کی وجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیل سے عذاب الٰہی نہیں آتا۔ یہ حضرات دافع البلاء ہیں بلکہ آج بھی ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود جو عذاب نہیں آتا یہ سب اس سبز گنبد کی برکت سے ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں۔ (علم القرآن ص ۱۹۴)

**سوال:** حیات الانبیاء پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

**جواب:** اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! بعطائے ربُّ الانام تمام انبیائے کرام عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زندہ ہیں اس پر کثیر احادیث کتبِ احادیث میں موجود ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں چُنانچہ:

**(۱)۔۔۔** ”ابن ماجہ “کی حدیثِ پاک میں ہے: حضرت ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ بھیجا کرو کیونکہ وہ دن حاضر کیا گیا ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، تحقیق کوئی مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جائے۔ کہا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے: میں نے عرض کیا، کیا موت کے بعد بھی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب الجنائز، ذکر وفاتہ ودفنہ، الحدیث: ۱۶۳۷، ج ۲ ص ۲۹۱

**(۲)۔۔۔** مسند ابی یعلی میں ہے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْن یعنی انبیا کرام حیات ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ “
(مسند ابی یعلی، ما اسند ثابت البنانی عن انس، الحدیث: ۳۴۱۲، ج ۳، ص ۲۱۶)

علامہ سَمہودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے وفاء الوفاء میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ روایتِ ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں اور بیہقی نے اسے مَعَ التصحیح نقل کیا ہے۔ (سیرتِ رسولِ عربی ص ۲۸۳)

**(۳)۔۔۔** حیات انبیاء کی تائید صحیح مسلم کی روایت حضرت ابن عباس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”وادیِ اَزْرَق“ سے گزرے۔ فرمایا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: وادیٔ ازرق

ہے۔ حضور صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں گویا موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کو دیکھ رہا ہوں کہ گھاٹی سے اترتے ہوئے لبیک کہہ رہے ہیں۔ پھر "وادیٔ ہرشا" پر پہنچ کر حضور صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ کون سی گھاٹی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ہرشا ہے۔ حضور صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: گویا میں یونس عَلَيْهِ السَّلَام کو سرخ بالوں والی اونٹنی پر دیکھتا ہوں کہ صوف کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ مُہار (نکیل یعنی اونٹ کے ناک کی رسی) کھجور کی چھال کی رسی کی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ۔۔۔الخ، الحدیث:۱٦٦، ص۱۰۳۔ علمیہ)

**(۴)۔۔۔** حضرت اَوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰى عَنْه سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے کہ تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں قبض کئے گئے، اس میں نفخۂ ثانیہ اور نفخۂ اُولیٰ ہے۔ پس تم اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہڈیاں ہوں گے۔ (قول راوی) صحابہ کی مراد اَرِمْتَ سے بَلِیْتَ (یعنی بوسیدہ ہوں گے۔) ہے۔ آپ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔ اسے ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں روایت کیا ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، الحدیث:۱۳٦۱، ج۱، ص۲٦۴۔ علمیہ)

**(۵)۔۔۔** علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰى عَلَيْه اپنے رسالہ تنویر الملک میں وہ احادیث و اقوال صلحاء جو حیات الانبیاء علیہم السلام پر دلالت کرتی ہیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ان تمام احادیث و اقوال سے ثابت ہو گیا کہ حضور رسول اکرم صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنے جسم اقدس اور روح شریف کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تصرف فرماتے ہیں جہاں چاہتے ہیں زمین و آسمان میں اور اسی ہیئت سابقہ شریفہ پر ہیں (یعنی حیاتِ ظاہری پر ہیں) کچھ تبدیلی اس میں نہیں ہوئی۔ آنکھوں سے ایسے ہی غائب ہیں جیسے فرشتے نظر نہیں آتے حالانکہ فرشتے زندہ ہیں اور ان کے اجسام بھی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کسی امتی پر کرامت اور احسان کا تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ حضور صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی زیارت اصلی صورت میں کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور امام بیہقی نے

حیاتِ انبیاء پر ایک رسالہ لکھا ہے جو چاہے اسے مطالعہ کرے۔(سیرتِ رسولِ عربی ص ۲۸۵)

خلاصہ کلام یہ کہ سیدنا و مولانا محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وفات شریف کے بعد بھی جسم اَطہر کے ساتھ زندہ ہیں۔ بحیات حقیقیہ دنیویہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تصرّفات بدستور جاری ہیں۔ اسی واسطے آپ کی امت میں تا قیامت قطب، غوث، ابدال و اوتاد ہوتے رہیں گے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے رسالہ ''سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ''میں یوں فرمایا ہے: علمائے امت میں اس قدر اختلافات اور کثرت مذاہب ہے۔ بایں ہمہ کسی ایک کو اس مسئلہ میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ دائم و باقی ہیں اور اُمت کے اَعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت کو اور متوسلانِ بارگاہِ نبوت کو فیض پہنچانے والے اور ان کی تربیت فرمانے والے ہیں۔

(اخبار الاخیار مجتبائی، حاشیہ ص ۱۵۵)(مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی علی ھامش اخبار الاخیار، ص ۱۵۵۔ علمیہ)

**سوال:** گستاخِ رسول کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

**جواب:** رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق ہر مسلمان کا وہی عقیدہ ہونا ضروری ہے جو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اسلاف عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا تھا، اگر مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیطان وسوسے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور عظمت و شانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں طعنہ زنی کرتے ہوئے عقلی دلائل سے قائل کرنے کی ناپاک کوشش کرے تو اُس سے الگ تھلگ ہو جایئے جیسا کہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوت اِسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''**ایمان کی پہچان**''صفحہ ۵۸ پر اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن عاشقانِ رسول کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''جب وہ (یعنی گستاخان رسول) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً (یعنی بالکل) تمہارے قلب میں ان (گستاخوں) کی عظمت، اُن کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً اُن (گستاخوں) سے الگ ہو جاؤ، اُن (لوگوں) کو دُودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، اُن (بدبختوں) کی صُورت، اُن کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رِشتے، عِلاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اُن کی مولویت، مشیخیت،

بزرگی، فضیلت کو خطرے (یعنی خاطر) میں لاؤ۔ آخِر یہ جو کچھ (رشتہ و تعلق) تھا، محمدٌ رَّسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی غلامی کی بِنا پر تھا، جب یہ شخص اُن ہی کی شان میں گُستاخ ہوا پھر ہمیں اُس سے کیا عِلاقہ (یعنی تعلق) رہا؟ ''

(ایمان کی پہچان، ص ۵۸)

اُنہیں جانا اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الْحَمْد! میں دُنیا سے مسلمان گیا
اُف رے مُنکِر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

# محبوبانِ خدا کے وسیلے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔(مُسْنَدُ اَبِیْ یَعْلٰی ج ۵ ص ۴۵۸ حدیث ۶۳۸۳ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: اللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب**: اللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ”یہ جائز ہے اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے“کہ بارگاہِ الٰہی میں نیک بندوں کا وسیلہ پیش کرنا دعاؤں کی قبولیت، مشکلات کے حل، مصائب و آلام سے چھٹکارے اور دینی و دُنیوی بھلائیوں کے حُصول کا آسان ذریعہ ہے۔ قراٰن و حدیث اور اَقوال و اَفعالِ بُزُرگانِ دین سے وسیلہ اِختیار کرنے کا ثُبوت ملتا ہے۔

**سوال**: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ”انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا شرک ہے“کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بھی بتوں کو وسیلہ بناتے تھے۔ اس کا کیا جواب ہو گا؟

**جواب**: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ جہاں وسیلہ کا انکار ہے وہاں بتوں کا وسیلہ یا کفار کے لئے وسیلہ مراد ہے۔ یا وہ وسیلہ مراد ہے جس کی پوجا پاٹ کی جائے۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں یہ ہے:

مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللہِ زُلْفٰی۔ (پ ۲۳، الزمر: ۳)

**ترجمۂ کنز الایمان:** ہمیں پوجتے ہیں ہم ان بتوں کو مگر اس لئے تاکہ وہ ہمیں خدا سے قریب کر دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکینِ عرب اپنے بتوں کو (جو اللہ کے دشمن ہیں) خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھ کر پوجتے تھے یعنی ان کے شرک کی وجہ دو ہوئیں۔ ایک دشمنان خدا کو اس تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھنا، دوسرے انہیں پوجنا، صرف وسیلہ اختیار کرنے کی وجہ سے مشرک نہ ہوئے۔

اور جہاں وسیلہ کا ثبوت ہے، وہاں رب کے پیاروں کا وسیلہ یا مؤمنوں کے لئے وسیلہ مراد ہے تاکہ آیتوں میں تعارض واقع نہ ہو۔ اس کی مثال قرآنِ مجید میں یہ ہے:

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

**ترجمہ: کنزالایمان:** اس رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔(پ۶، المآئدۃ:۳۵)

پس اس آیت میں تو اللہ تعالی نے وسیلہ بنانے کا حکم ارشاد فرمایا،لہذا جو وسیلہ کے قائل نہیں وہ اس آیت کے منکر ہوئے، اور قرآن کی کسی آیت کا انکار کفر ہے، پس بعض لوگ جو وسیلے کے انکاری ہیں وہ کافر ہوئے نہ کہ وسیلے کے قائلین۔ کیونکہ قرآن میں کئی جگہ وسیلہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے جیسے کہ پارہ ۵ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۶۴ میں ارشاد ہوا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ کے حضور آجائیں، پھر خدا سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(پ۵، النسآء:۶۴)

اس آیت میں حکمِ خداوندی ہے کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں جاکر معافی مانگے، حالانکہ معافی دینے والی ذات اللہ تبارک وتعالی کی ہے خود بخشنے پر قادر ہے مگر اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنانا نہیں تو کیا ہے۔

پس ان جیسی کئی آیتوں میں وسیلہ کا ثبوت ہے مگر وہی وسیلہ مراد ہے جو اللہ کے اذن اور اجازت سے اس کا پیارا بندہ رب تک پہنچائے۔(علم القرآن ص ۱۶۲)

**سوال:** کیا وسیلہ اختیار کرنا ضروری ہے؟

**جواب:** جی ہاں! وسیلہ اسلام میں بڑی اہم چیز ہے کیونکہ سارے اعمال موت پر ختم ہوجاتے ہیں مگر وسیلہ پکڑنا موت، قبر، حشر ہر جگہ ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر موت ہو، قبر میں ان کے نام پر کامیابی ہو، حشر میں ان کے طفیل نجات ہو، نیز اور اعمال کی ضرورت صرف انسانوں کو ہے مگر وسیلہ کی ضرورت ہر مخلوق کو ہے، دیکھو کعبۂ معظمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر قبلہ نہ بنا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کے بغیر بتوں کی گندگی سے پاک نہ ہوسکا۔ وسیلہ کا انکار اسلام کے بڑے اہم مسئلہ کا انکار ہے۔(علم القرآن ص ۱۶۲)

**سوال:** کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ بنا سکتے ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! بناسکتے ہیں کہ امام تقِیُّ الدّین سُبکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات ۷۵۶ھ) لکھتے ہیں: "نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے دعا کرنا جائز و مستحسن ہے، چاہے ولادتِ باسعادت سے قبل ہو، حیاتِ ظاہری میں ہو یا وِصال مبارک کے بعد ہو۔ اسی طرح آپ علیہ السَّلام سے خاص نسبت رکھنے والے بُزرگوں کو وسیلہ بنانا بھی جائز و مستحسن ہے۔ (شفاء السقام، ص۳۵۸،۳۷۶)

اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے یہود آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں کرتے اور کفار و مشرکین پر اللہ سے فتح مانگتے جس کا ثبوت قرآنِ مجید کے پارہ ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۹ میں ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۟ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

**ترجمۂ کنزالایمان**: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (یعنی قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (یعنی توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

**سوال**: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

**جواب**: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش فرمایا ہے، چنانچہ: ہمارے پیارے مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے دعا فرمایا کرتے تھے جیسا کہ طَبرانی شریف میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ وَيَسْتَنْصِرُ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِينَ ترجمہ: نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے فتح و نصرت طلب فرماتے تھے۔ (معجم کبیر، ج۱، ص۲۹۲، حدیث:۸۵۹)

**سوال**: کیا بزرگانِ دین میں سے بھی کسی نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کسی کا وسیلہ پیش کیا ہے؟

**جواب**: جی ہاں! بزرگانِ دین نے بھی اللہ تعالی کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کیا ہے، جس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلاۃ وَ السّلام نے حضرت محمدِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے دعا کی تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: بے شک! محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اب کہ تونے ان کے حق کے واسطے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور اگر محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی، ج۵، ص۴۸۹)

**(۲)۔۔۔** امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ قحط کے وقت یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! پہلے ہم تیرے نبی کے وسیلے سے دعا کرتے تھے، اب اپنے نبی کے چچا حضرتِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما! (بخاری، ج۱، ص۳۴۶، حدیث: ۱۰۱۰)

**(۳)۔۔۔** حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیّدنا ابنِ اَسْوَد جُرَشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج۷، ص۳۰۹ ملخصًا)

**(۴)۔۔۔** امام اعظم، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَوَھُوَ اَبَاكَ آپ ہی وہ ہستی ہیں کہ جب جَدِّ اعلیٰ آدم علیہ السّلام نے لَغزِش کے سبب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہوئے۔ (مجموعہ قصائد، ص۴۰)

**(۵)۔۔۔** حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ حضرت امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے توسّل کرتے، ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے، پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔
(تاریخ بغداد، باب ماذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ، ۱/۱۳۵)

**(۶)۔۔۔** علّامہ ابنِ عابِدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی نبیِّ کریم، رَءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم، امام اعظم اور دیگر صالحین علیہ رحمۃ اللہ المُبِین کے وسیلے سے دعا کرتے تھے۔ (رد المحتار، ج۱، ص۱۸ ملخصًا)

**(۷)۔۔۔** تابوتِ سکینہ میں انبیائے کرام علیھم السَّلام کے تبرکات تھے، بنی اسرائیل مشکل وقت میں اُس تابوت کے وسیلے سے دعا کرتے اور دشمنوں کے مقابلے میں فتح پاتے۔ (جلالین، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۴۸، ج۱، ص۱۴۲)

**(۸)۔۔۔** حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: مَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ حَاجَتُہ جو مجھے وسیلہ بنا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی حاجت طَلَب کرے اس کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔(نزہۃ الخاطر الفاتر، ص ٦٧)

**سوال**: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؟

**جواب**: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسیلہ بنانے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ ''سُنَنِ ابنِ ماجہ ''میں ہے کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ''۔

ترجمہ: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبیِ رحمت حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ میری حاجت پوری کر دی جائے، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، پس تو میرے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت قبول فرما۔

(ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ، ۲/۱۵۷، الحدیث: ۱۳۸۵)

حضرتِ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم ابھی محوِ گفتگو تھے کہ وہ نابینا شخص (جب دوبارہ) حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی یعنی وہ نابینا ہی نہ تھے کیونکہ وہ بینا ہو چکے تھے''۔(معجم کبیر، ما اسند عثمان بن حنیف، ۹/۳۱، حدیث: ۸۳۱۰)

وفات شریف کے بعد بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ مصائب و حروب و حاجات میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پکارا کرتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔ دیکھئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۵۲ صفحات پر مشتمل کتاب بنام ''سیرتِ رسولِ عربی'' کے صفحہ نمبر ۷۰۵۔

# ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے جب باہم (یعنی آپس میں) ملیں اور مصافحہ کریں (یعنی ہاتھ ملائیں) اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(مُسْنَدُ اَبِیْ یَعْلٰی ج۳ ص۹۵ حدیث ۲۹۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! 　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: کیا اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بنا کر بھیجا ہے؟

**جواب**: جی ہاں! نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک نے آخری نبی بنا کر بھیجا ہے اور اس کا ماننا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی طرح کا کوئی نیا نبی و رسول نہ آیا ہے اور نہ ہی آ سکتا ہے۔

("سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة...إلخ، الحديث: ۲۲۲۶، ج۴، ص۹۳)

**سوال**: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے آخری نبی کیسے ہیں جبکہ قربِ قیامت حضرتِ عیسی علیہ السلام تشریف لائیں گے؟

**جواب**: یقیناً حضرتِ عیسی علیہ السلام قربِ قیامت تشریف لائیں گے مگر وہ نئے نبی نہیں بلکہ پہلے تشریف لا چکے ہیں، اور حضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السّلام قیامت کے نزدیک جب تشریف لائیں گے تو سابق وصفِ نبوت و رسالت سے متصف ہونے کے باوجود وہ اپنی شریعت کی تبلیغ کرنے کے بجائے ہمارے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نائب و اُمّتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔(خصائص کبریٰ، ج۲، ص۳۲۹)

**سوال**: کیا عقیدۂ ختمِ نبوت قرآن سے ثابت ہے؟

**جواب**: جی ہاں! عقیدۂ ختمِ نبوت کو قراٰنِ پاک میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠(۴۰)

**ترجمۂ کنزُالعِرفان**: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔(پ۲۲، الاحزاب:۴۰)

**سوال:** کیا عقیدۂ ختمِ نبوت حدیث سے ثابت ہے؟

**جواب:** جی ہاں! خود تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مبارک زبان سے اپنے آخری نبی ہونے کو بیان کیا ہے چنانچہ:

**(۱)---** فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ بے شک میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے (جسے کسی نبی نے خود تعمیر کیا ہے)۔ (مسلم، ص۵۵۳، حدیث:۳۳۷۶)

**(۲)---** مجھے انبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی: (۱)--- مجھے جامع کلمات دیئے گئے۔ (۲)--- رُعب طاری کرکے میری مدد کی گئی۔ (۳)--- میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا۔ (۴)--- میرے لئے ساری زمین پاک اور نماز کی جگہ بنادی گئی۔ (۵)--- مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (۶)--- مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔ (مسلم، ص۲۱۰، حدیث:۱۱۶۷)

**(۳)---** اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بے شک رِسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ (ترمذی، ج۴، ص۱۲۱، حدیث:۲۲۷۹)

**(۴)---** اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری اُمّت ہو۔

(ابن ماجہ، ج۴، ص۴۱۴، حدیث:۴۰۷۷)

**(۵)---** اَنَا مُحَمَّدٌ، النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ، اَنَا مُحَمَّدٌ، النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ، ثلاثًا، وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ، میں محمد ہوں، اُمّی نبی ہوں تین مرتبہ ارشاد فرمایا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسند احمد، ج۲، ص۶۶۵، حدیث:۷۰۰۰)

**(۶)---** بنی اسرائیل کا نظامِ حکومت اُن کے اَنبیائے کرام علیہمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام چلاتے تھے جب بھی ایک نبی جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور میرے بعد تم میں کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، ج۸، ص۶۱۵، حدیث:۱۵۲)

**(۷)---** ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ قِیْلَ: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الرَّجُلُ اَوْ تُرٰی لَهٗ یعنی نبوت گئی، اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں۔ عرض کی گئی: بشارتیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اچھا خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ (معجم کبیر، ج۳، ص۱۷۹، حدیث:۳۰۵۱)

**(۸)---** اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ یعنی میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہوں اور یہ بطورِ فخر نہیں کہتا۔ (معجم اوسط، ج۱، ص۶۳، حدیث:۱۷۰)

# مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور و بشر ہونے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيامَةِ" اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (مُعْجَم کبیر ج ۵ ص ۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال** : اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب** : اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نور و بشر ہونے کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ یعنی حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر سید البشر، افضل البشر ہیں۔ (اسلام کی بنیادی باتیں حصہ ۳، ص ۶۵)

**سوال:** کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے؟

**جواب:** جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ چنانچہ پارہ ۶ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ﴿۱۵﴾

**ترجمۂ کنزالایمان:** بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ "نور سے مراد اسلام ہے نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم" اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب:** جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں نور سے مراد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جیسے کہ سید المفسرین حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اپنی قرآنِ پاک کی پہلی تفسیر "تفسیرِ ابنِ عباس" میں فرماتے

ہیں:"قَدۡ جَآءَکُمۡ مِنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ" (یَعۡنِیۡ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم) ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ (تفسیر ابنِ عباس ج۱، ص۹۰)

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت ہے: یعنی نورِ عظیم اور وہ نوروں کا نور، نبی مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، پ۶، المائدۃ، تحت الآیۃ:۱۵، الجزء السادس، ص۳۶۷)

اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ علما فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۷۰۷)

محی السنہ، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ بغوی میں لکھتے ہیں: اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، ہاں! ایک ضعیف قول یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد اسلام ہے۔ (تفسیرِ بغوی ج۲، ص۳۲)

بعض لوگوں کو ضعیف قول نظر آیا اور جمہور مفسرین کے اقوال بلکہ صحابیٔ رسول، سید المفسرین حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی نظر نہ آیا، کہیں یہ شانِ رسالت کی توہین کے پہلو تلاش کرنا تو نہیں نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ ذٰلِكَ!

**سوال:** کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدُنا جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان! مجھے بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کیا چیز بنائی؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، کتاب الایمان، باب فی تخلیق نور محمد، ص۶۳، حدیث:۱۸؛
فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۶۵۸ مواھب لدنیہ، المقصد الاول تشریف اللہ تعالٰی لہ، ۱/۳۶)

**سوال:** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا انکار کرنا کیسا؟

**جواب:** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا مطلقاً انکار کفر ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ۱۴ / ۳۵۸) بلکہ اِس میں شک کرنا بھی کفر ہے کیونکہ شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَشَرِیَّت قرآنِ مجید کی نَصِّ قَطعی سے ثابِت ہے۔ہاں! اپنے جیسا بشر نہ کہے خیرُ البشر، سیّدُ البشر کہے۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص ۲۲۴) کیونکہ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بشر ہی تھے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تَعَالٰی ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (پ ۱۳، یوسف: ۱۰۹)
ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

**سوال:** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا اہلِ ایمان کا طریقہ نہیں، کیونکہ بقصد تحقیر ایسا کہنا ناپاک ارادے کی بنا پر بلا شبہ کفر ہے۔یقیناً آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر بھی ہیں لیکن آپ کی بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں، لہٰذا آپ کی بشریت کو عام انسانوں کی طرح قرار دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر اسے کافروں کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمانِ باری تَعَالٰی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ-اَفَلَا تَتَّقُوْنَ(۲۳) فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْۙ (پ ۱۸، المؤمنون: ۲۳، ۲۴)

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔

معلوم ہوا نبی کی شان گھٹانے کے لئے بشر بشر کی رٹ لگانا کفار ناہنجار کا طریقہ ہے اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر تو ہیں مگر ہماری مثل نہیں بلکہ افضل البشر ہیں۔

**سوال:** کیا ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے؟ اور کیا نور لباسِ بشریت میں آسکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! ایک شخصیت نور و بشر ہو سکتی ہے اور نور لباسِ بشریت میں آسکتا ہے، یہ دونوں باتیں قرآن سے ثابت ہیں:

(۱)۔۔۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نور ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اور یہ بات قرآن سے ثابت ہے کہ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کئی بار لباسِ بشریت میں تشریف لائے، بلکہ قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام پر بشر کا لفظ استعمال ہوا، چنانچہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کو یوں بیان کیا گیا ہے:

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (پ۱۶، مریم، ۱۷)

(۲)۔۔۔ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حضرتِ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا کرتے، چنانچہ: ایک دفعہ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صورت میں سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضرتِ ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس موجود تھیں۔ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ گفتگو کرتے رہے پھر اُٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت فرمایا: یہ کون تھے؟ عرض کی: حضرتِ دحیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، فرماتی ہیں: اللہ رَبُّ الْعِزّت کی قسم! میں نے انہیں حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی سمجھا تھا لیکن پھر میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خطبہ سنا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص ۹۲۲، الحدیث: ۳۶۳۴)

(۳)۔۔۔ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ، نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے بیٹھ گیا اور دوزانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی نشانیوں کے متعلق سوال کیا، پھر وہ شخص

چلا گیا، میں کچھ دیر رُکا رہا، پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو وہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبرائیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الإیمان والإسلام والاحسان، الحدیث: ۱۔(۸)، ص ۲۲)

جب جبرئیل علیہ السلام کے لباسِ بشریت میں آنے اور قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام پر بشر کا اطلاق ہونے سے آپ علیہ السلام کی نورانیت میں فرق نہیں آیا تو حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لباسِ بشریت میں آنے اور قرآنِ مجید میں آپ پر بشر کہنے سے آپ کی نورانیت میں کیسے فرق آ سکتا ہے۔

**سوال**: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟

**جواب**: قاعدہ ہے کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازمات بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ قاعدہ بھی قرآنِ مجید سے لیا گیا ہے، کہ جب حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے سانپوں کے سامنے اپنا عصا پھینکا، وہ اژدھے کی شکل اختیار کر گیا اور سانپوں کو کھا گیا، پھر جب پکڑا تو دوبارہ عصا بن گیا، قرآنِ مجید میں ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾

**ترجمہ کنز الایمان**: اور ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ وہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔ (پ۹، الاعراف، ۱۱۷)

عصا کا کام کھانا پینا نہیں، مگر جب وہ اژدھے کے لباس میں ہو تو سانپوں کو کھانے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

بس! کھانا پینا بشریت کے لوازم میں سے ہے، نور کھاتا پیتا نہیں، مگر نور جب لباسِ بشریت میں آتا ہے تو بشریت کے لوازم بھی ساتھ ہوتے ہیں، بھوک بھی لگتی ہے، پیاس بھی لگتی ہے، ہاں! جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو صومِ وصال (یعنی لگاتار بغیر سحری و افطار کے روزے) رکھتے ہیں، اور جب صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ ہم بھی صومِ وصال رکھیں گے، تو ارشاد ہوتا ہے: "اَيُّكُمْ مِثْلِىْ تم میں میری مثل کون ہے؟"

(بخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن اکثر الوصال، ۱/۶۴۳، حدیث: ۱۹۶۵)

**سوال**: قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خود کہلوایا گیا ہے کہ "قُلْ" آپ لوگوں سے کہہ دیجئے "اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کہ میں تم جیسا بشر ہوں، تو پھر ہم کیوں نہیں کہہ سکتے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری طرح بشر ہیں؟

**جواب**: جن آیتوں میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہلوایا گیا ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں وہاں مطلب یہ ہے کہ خالص بندہ ہونے میں تم جیسا بشر ہوں کہ جیسے تم نہ خدا ہو، نہ خدا کے بیٹے، نہ خدا کے ساجھی اور نہ شریک، ایسے ہی میں نہ خدا ہوں، نہ اس کا بیٹا، نہ اس کے ساجھی، اور نہ اس کا شریک بلکہ میں خالص بندہ ہوں۔

جیسا کہ اسی آیت میں ہے "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" تم فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔ کس چیز میں؟ "اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" اس چیز میں کہ میرا اور تمہارا رب ایک ہے، ورنہ تم کہاں اور میں کہاں کہ "يُوْحٰٓى اِلَيَّ" کہ میری طرف اللہ کی وحی آتی ہے اور تمہاری طرف نہیں آتی۔ پس اس آیت میں خود ہی جواب مذکور ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

**ترجمہ کنزالایمان**: تم فرماؤ! ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (پ۱۶، الکھف: ۱۱۰)

پس جہاں اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بشر ہونے کا پتا چلتا ہے وہیں ہمارے جیسے بشر نہ ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ان کی جانب وحیٔ الٰہی آتی ہے اور ہماری جانب وحیٔ الٰہی نہیں آتی۔

**سوال**: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بشریت کا اعلان کروانے کی کیا حکمت ہے؟

**جواب**: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بارہا اپنی بندگی اور بشریت کا اعلان کرنا اس لئے تھا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام میں دو معجزے دیکھ کر انہیں خدا کا بیٹا کہہ دیا، ایک تو ان کا بغیر باپ پیدا ہونا اور دوسرے مُردے زندہ کرنا۔ جبکہ مسلمانوں نے صدہا معجزے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھے، چاند کا دو ٹکڑے ہوتے ہوئے ۔ سورج کو لوٹتے ہوئے، کنکریوں کا کلمہ پڑھتے ہوئے، انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہوئے وغیرہ۔ تو اندیشہ تھا کہ وہ

بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہہ دیں۔ اس احتیاط کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بار بار اپنی بشریت کا اعلان کروایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بارہا اس کا اعتراف فرمایا۔(علم القرآن ص ۱۸۶)

# انبیاء واولیاء کو ندا کرنے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُود پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس میں رہے گا فرشتے اُس کے لئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۴۹۷ حدیث ۱۸۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!** **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب**: انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق اہلِ سنّت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ "بالکل جائز و درست ہے اور حصولِ برکات کا ذریعہ ہے"۔

**سوال**: بعض لوگ کہتے ہیں کہ "انبیاء و اولیاء کو ندا کرنا یعنی پکارنا شرک ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں اس کی ممانعت آئی ہے" اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب**: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں جہاں جہاں غیرِ خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے یا پکارنے والوں کی برائی بیان ہوئی ہے تو اس پکارنے سے مراد معبود سمجھ کر پکارنا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

**(۱)**۔۔۔ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ ترجمہ: اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو خدا کے سوا پوجے۔ (پ۲۶، الاحقاف:۵)

**(۲)**۔۔۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾۔ ترجمہ: اور اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پوجو۔ (پ۲۹، الجن:۱۸)

ان جیسی صدہا آیتوں میں دعا کے معنی پوجنا ہے یعنی معبود سمجھ کر پکارنا، نہ کہ محض پکارنا۔ جبکہ اہلِ سنّت و الجماعت کا کوئی فرد محبوبانِ خدا کو پکارنے میں ان کو معبود نہیں سمجھتا ہے۔

اور جہاں غیر خدا کو پکارنے کا حکم ہے یا اس پکارنے پر ناراضی کا اظہار نہ ہو تو اس سے مراد بلانا یا پکارنا ہی ہوگا۔ جیسے کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

(۱)۔۔۔ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ ترجمہ: اللہ کے سوا جس کو طاقت رکھتے ہو بلالو۔ (پ۱۱، یونس: ۳۸)

(۲)۔۔۔ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ۔ ترجمہ: پکارو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے۔ (پ۲۱، الاحزاب: ۵)

ان جیسی صدہا آیات میں دعا کے معنی پکارنا یا بلانا ہے۔ (علم القرآن ص ۱۵۹)

**سوال**: انبیاء واولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق کیا دلیل ہے؟

**جواب**: انبیاء واولیاء کو دور و نزدیک سے ندا کرنے (یعنی پکارنے) کے متعلق درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔ امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِذَا اَضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئاً وَاَرَادَ اَحَدُکُمْ عَوْنًا وَھُوَبِاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَاعِبَادَاللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ، یَاعِبَادَاللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ، یَاعِبَادَاللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَاداً لَایَرَاھُمْ۔ جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بھٹکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(المعجم الکبیر ماسند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/۱۱۷و۱۱۸)

(۲)۔۔۔ امام بزار نے حضرتِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

(المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۸ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/۲۶۷)

**سوال**: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" کہنے کے جواز پر کیا دلائل ہیں؟

**جواب**: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" کہنے کے درج ذیل دلائل ہیں:

(۱)۔۔۔ قرآنِ کریم میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالٰی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نداء فرمائی۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ، یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ان تمام آیات میں حرفِ ندا 'یا' کے ساتھ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خطاب فرمایا ہے۔

(۲)۔۔۔ نِدا کے صیغے کے ساتھ سلام پڑھنا تو ایسا ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی کیونکہ ہر شخص نماز

کے اَندر تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ پڑھتا ہے اگر اس میں سے ایک لفظ بھی چھوٹ جائے تو نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اَلفاظ تَشَہُّد کا جُز ہیں اور تَشَہُّد کا ایک ایک لَفْظ پڑھنا واجب ہے۔چُنانچہ صَدرُالشَّرِیْعہ،بَدرُالطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مولانا مُفْتی محمد امجد علی اَعْظَمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ”دونوں قَعدوں میں پورا تَشَہُّد پڑھنا، یونہی جتنے قَعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تَشَہُّد واجب ہے ایک لَفْظ بھی اگر چھوڑے گا، ترکِ واجب ہوگا۔“ (اور اگر جان بوجھ کرواجب ترک کیا تو نماز نہیں ہوگی۔) (بہارِ شریعت،۱/۵۱۸)

**ندا** (یعنی پُکار) کے صیغوں کے ساتھ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پُکارنا اور **دُرُود وسلام** پڑھنا صَحابۂ کرام اور بُزُرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللہ الْمُبِیْن کا معمول رہا ہے چنانچہ:

**(۳)۔۔۔ حضرت** سَیِّدُنا ابودرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے،آپ فرمایا کرتے:۔”جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله ضرور کہتا ہوں۔“

(القول البدیع،الباب الخامس فی الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصۃ، ص ۳۶۵)

**(۴)۔۔۔اسی** طرح محمد بن سیرین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے زمانے کے لوگوں کا معمول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جب لوگ مسجد میں داخل ہوا کرتے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله کہا کرتے تھے۔“

(القول البدیع،الباب الخامس فی الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصۃ، ص ۳۶۵)

**(۵)۔۔۔ حضرت** حاجی امدادُ اللہ مُہاجِر مکّی عَلَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔“ (رحمتوں کی برسات، ص ۳۳۵)

**(۶)۔۔۔** صحیح مسلم میں حضرت سیِّدُنا بَراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے جو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینۂ پاک میں داخلے کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:”عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرّق ہو گئے۔ نعرے لگاتے پھرتے تھے،یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللهِ، یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللهِ۔“ (صحیح مسلم،کتاب الزہد والرقائق، باب فی حدیث الھجرۃ...الخ، ص ۱۶۰۸، حدیث:۲۰۰۹)

**(۷)۔۔۔** حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں نبوّت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب کے خلاف مسلمانوں اور مُرتدّین کے درمیان جنگِ یمامہ ہوئی جس میں مسلمانوں کا نعرہ "**یَامُحَمَّدَاہ**" تھا۔

(تاریخ الطبری، ذکر بقیۃ خبر مسیلمۃ الکذاب...الخ، ۲/۲۸۱)

**(۸)۔۔۔** حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا: انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے بآوازِ بلند کہا: "**یَامُحَمَّدَاہ**" فوراً پاؤں کھل گیا۔

(الشفاء، فصل فیما روی عن السلف والأئمۃ (من محبتھم للنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وشوقھم لہ)، جزء ۲، ص ۲۳)

یارسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
جس نے یہ نعرہ لگایا اُس کا بیڑا پار ہے

**سوال:** کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو "یَا مُحَمَّدُ" کہہ کر پکار سکتے ہیں؟

**جواب:** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "علماء تصریح فرماتے ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نام لے کر ندا کرنا حرام ہے۔ اور (یہ بات) واقعی محل انصاف ہے، جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے (تو) غلام کی کیا مجال کہ (وہ) راہِ ادب سے تجاوز کرے، بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تعلیم فرمائی (ہو) جیسے دعائے "یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ"۔ تاہم اس کی جگہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ، یَانَبِیَّ اللّٰہ (کہنا) چاہئے، حالانکہ الفاظِ دعا میں حتَّی الوُسع تغییر نہیں کی جاتی۔ یہ اہم ترین مسئلہ ہے جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں حالانکہ واجب الحفظ ہے۔ (فتاوی رضویہ، ۳۰/۱۵۸-۱۵۷)

**سوال:** حرفِ ندا "یا" کے ذریعے قریب والے کو پکارا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو مدینہ میں اتنے دور ہیں تو کیوں کر درست ہوگا؟

**جواب:** حرفِ ندا "یا" قریب اور بعید دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ علمِ نحو کی تمام کتابوں میں لکھا ہے "یَا لِلْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ" ترجمہ: یا حرفِ ندا دور اور نزدیک دونوں کے لئے ہے۔

# مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے حاضر و ناظر ہونے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں (یعنی گھبراہٹوں) اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔ (اَلْفِردَوس بمأثور الْخِطاب ج ۵ ص ۲۷۷ حدیث ۸۱۷۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیبِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے شُمار کمالات عطا فرمائے ہیں جن میں سے ایک حاضِر و ناظِر ہونا بھی ہے۔

**سوال:** حاضر و ناظر ہونے کا کیا معنی ہے؟

**جواب:** حاضِر و ناظِر ہونے کا معنٰی یہ ہے کہ قُدسی (یعنی اللہ کی دی ہوئی) قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم (یعنی سارے جہان، زمین و آسمان، عرش و کرسی، لوح و قلم، ملک و ملکوت) کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دُور و قریب کی آوازیں سُنے یا ایک آن (یعنی لمحہ بھر) میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں مِیل دُور حاجت مندوں کی حاجت رَوائی کرے۔ یہ رفتار خواہ رُوحانی ہو یا جسمِ مثالی کے ساتھ ہو یا اسی مبارک جسم سے ہو جو قَبْر میں مَدفون ہے۔
(جاء الحق، ص ۱۱۶ ملخصًا)

**سوال:** بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر و ناظر کا یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم ہر ہر جگہ موجود ہیں، اور ایسا کہنا شرک ہے" اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب:** حاضر و ناظر کا یہ مطلب کوئی نہیں لیتا کہ حُضُورِ اکرم، نبیِّ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ظاہری جسمِ اَقدس ہر ہر جگہ موجود ہے، بلکہ وہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اپنی قبرِ انور

میں موجود ہیں اور تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز اور جس جگہ چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ البتّہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہوسکتے ہیں۔

(من عقائد اہل السنۃ، ص ۳۱۸ ملتقطاً)

جب سوال میں ذکر کیا ہوا مطلب کوئی مراد لیتا ہی نہیں تو شرک کیسا، لہٰذا یہ افتراء ہے جو کہ اہلِ سنّت والجماعت کے سر بد مذہب باندھتے ہیں۔

**سوال:** حاضر وناظر کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے کیا کوئی مثال بھی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! حاضِر وناظِر کے مفہوم کو ایک مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیّت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح (بلا تشبیہ) آفتابِ نبوت، ماہتابِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے جسمِ اَقدس کے ساتھ مدینہ شریف میں اپنے مزارِ پُراَنوار میں موجود ہیں لیکن ساری کائنات کو یوں دیکھتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو، نیز اُمّتیوں کے اعمال کو دیکھتے ہیں اور اللہ کے حکم سے تصرُّف بھی فرماتے ہیں۔

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

**جواب:** (ا)۔۔۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے کی دلیل کے متعلق اللہ کریم، قرآنِ عظیم کے پارہ ۲۲، سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۵، اور ۴۶ میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۴۵)

**ترجمہ کنز الایمان:** اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا(۴۶)

**ترجمہ کنز الایمان:** اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا، اور چمکا دینے والا آفتاب۔

اور پارہ ۲۶، سورۂ فتح کی آیت نمبر ۸ میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۸)

**ترجمۂ کنزالایمان:** بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔(پ۲۶،الفتح:۸)

## آیت کی تفسیر

**پہلی تفسیر۔۔۔** حضرت علّامہ علاء الدّین علی بن محمد خازِن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے پیارے حبیب! بے شک ہم نے آپ کو آپ کی اُمّت کے اَعْمال اور اَحْوال کا مُشاہَدہ فرمانے والا بنا کر بھیجا، تاکہ آپ قِیامت کے دن ان کی گواہی دیں اور دنیا میں ایمان والوں اور اطاعت گزاروں کو جنّت کی خوشخبری دینے والا اور کافروں، نافرمانوں کو جہنّم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔(تفسیر خازن، پ۲۶، الفتح، تحت الآیۃ:۸، ج۴، ص۱۴۶)

**دوسری تفسیر۔۔۔** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا، تاکہ جو تمہاری تعظیم کرے اُسے فضلِ عظیم کی بَشارت دو اور جو مَعَاذَ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ اَلیم کا ڈر سناؤ، اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مُناسِب ہوا کہ اُمّت کے تمام افعال واقوال واعمال واحوال اُن کے سامنے ہوں۔ (اور اللہ پاک نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ) طبرانی کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اِنَّ اللهَ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ۔ ترجمہ: بے شک اللہ کریم نے میرے سامنے دنیا اٹھادی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(کنز العمال، جز:۱۱، ج۶، ص۱۸۹، حدیث:۳۱۹۶۸، فتاویٰ رضویہ، ج۱۵، ص۱۶۸ ملخصاً)

**(۲)۔۔۔** اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ”وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا“ **ترجمۂ کنزُالایمان:** اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔(پ۲، البقرۃ:۱۴۳)

## آیت کی تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیّدنا امام ابنِ جَرِیر طَبری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ بِمَا عَمِلْتُمْ اَوْ فَعَلْتُمْ یعنی تم جو جو اعمال و افعال کرتے ہو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن سب پر گواہ ہوں گے۔(تفسیر طبری، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۴۳، ج۲، ص۱۰، حدیث:۲۱۸۶)

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر (یعنی دیکھنے والا) ہونے پر حدیث سے دلیل کیا ہے؟

**جواب:** نبِیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کثیر فرامین میں "ناظِر" کا مفہوم موجود ہے مثلاً:

(۱)۔۔۔حضرت سیّدُنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام جوانب واطراف) کو دیکھ لیا۔ (مسلم، ص۱۱۸۲، حدیث:۷۲۵۸)

(۲)۔۔۔حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حُضُور نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے میرے سامنے دنیا پیش فرمادی، میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ (مجمع الزوائد، ج۸، ص۵۱۰، حدیث:۱۴۰۶۷)

(۳)۔۔۔حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ کسوف ادا فرمائی، فراغت کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کی، پھر ارشاد فرمایا: ہر وہ شے جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا اسے میں نے اس مقام پر دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیا، معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زمین پر تشریف فرما ہو کر جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔

(بخاری، کتاب الوضوء، باب من لم یتوضأ الا من الغشی المثقل، ۱/۸۷، حدیث:۱۸۴)

(۴)۔۔۔ام المومنین حضرت سیدتنا اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ ایک شب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے اور فرمایا: سبحان اللہ! اس رات میں کس قدر فتنے اور خزانے اتارے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آئندہ ہونے والے فتنوں کو بچشم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(بخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی علی صلاۃ اللیل الخ، ۱/۳۸۳، حدیث:۱۱۲۶)

(۵)۔۔۔حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگِ موتہ میں شریک حضرت سیّدُنا زید، حضرت سیّدُنا جعفر اور حضرت سیّدُنا ابن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی شہادت کی خبر لوگوں کو اس طرح دی گویا کہ موتہ جو کہ مدینہ منورہ سے بہت ہی دور ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ شریف سے دیکھ رہے ہیں۔

(بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ من ارض شام، ۳/۹۶، حدیث:۴۲۶۲ ماخوذاً)

**(۲)۔۔۔**ام المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا روایت کرتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک رات میرے پاس تشریف فرماتھے کہ آپ حسبِ معمول نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے اور وضو کرنے کی جگہ تشریف لے گئے۔ میں نے سُنا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد کیا گیا۔ جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وضو کرکے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے سُنا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ لَبَّیْكَ اور تین مرتبہ نُصِرْتَ فرمایا، گویا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سے کلام فرما رہے ہیں کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کوئی تھا؟ تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا۔ اس وقت حضرت سیِّدُنا راجز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ میں اور حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں تھے۔ (المعجم الصغیر، الجزء الثانی، ص ۷۳)

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر (یعنی موجود) ہونے پر حدیث سے دلیل کیا ہے؟

**جواب:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر (یعنی موجود) ہونے پر حدیث سے دلیل درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔**حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: "مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقْظَةِ" جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔ (بخاری، کتاب التعبیر، باب من رای النبی فی المنام، ۴/۴۰۶، حدیث:۶۹۹۳)

اس حدیثِ پاک سے یہ پتا چلا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کے خواب میں تشریف لا کر دیدار کراتے ہیں کیونکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی دیکھا، جیسے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ یعنی جس نے مجھے خَواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صُورت اِختیار نہیں کر سکتا۔“ (بخاری، کتاب الادب، من سمی باسماء الانبیاء، ۴/ ۱۵۴، حدیث: ۶۱۹۷)

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”بعض بزرگوں نے حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور پھر انہوں نے بیداری میں بھی حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی زیارت کی، اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان اشیاء کے بارے میں سوال بھی کیا جن کے بارے میں وہ تشویش کا شکار تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو نجات کے طریقے بتائے“۔ (الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۳۰۸)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نَعِیْمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **مراۃ المناجیح، جلد ۶، صفحہ ۲۸۵** پر مذکورہ بالا حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ”علماء فرماتے ہیں کہ شیطان خواب میں خدا بن کر آسکتا ہے مگر مصطفیٰ بن کر نہیں آسکتا کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہادیٔ مطلق ہیں اور شیطان مُضِلّ مطلق، گمراہ گر ہادی کی شکل میں کیسے آئے ضدین جمع نہیں ہو سکتیں اللہ تعالیٰ ہادی بھی ہے مضل بھی دیکھو مدعیٔ اُلوہیت کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جیسے دجال، مگر مدعیٔ نبوت کے ہاتھ پر کبھی عجائبات ظاہر نہیں ہوسکتے۔“ نیز **صفحہ ۲۸۸** پر فرماتے ہیں: یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ معجزہ ہے جو تا قیامت باقی ہے کہ جیسے شیطان زندگی شریف میں آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا یوں ہی تا قیامت کسی کی خواب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شکل میں نہیں آسکتا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سواء اور تمام کی شکلوں میں آجاتا ہے خواب میں باتیں کر جاتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، جلد ۶، ص ۲۸۵)

**(۲)۔۔۔** حضرت سلمٰی (حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرتِ ابو رافع کی بیوی) سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرتِ ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و الہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا یہ حال کیسا ہے؟ (یعنی اتنے پریشان کیوں ہیں؟) فرمایا: ”میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔

(جامع ترمذی ج ۶، ص ۱۲۰)

**(۳)۔۔۔** ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نیند سے بیدار ہوئے اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور فرمایا: بخدا! حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شہید ہو چکے ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مدینۂ منورہ میں حضرت سیّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر نہ پہنچی تھی۔ آپ کے ساتھیوں کو اس بات کا یقین نہ آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے خواب میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی ہے، آپ کے پاس خون سے بھری ہوئی بوتل تھی اور فرما رہے تھے: "تم جانتے ہو کہ میرے بعد میری امت نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے میرے بیٹے **حسین** کو شہید کر دیا ہے، اس بوتل میں ان کا اور ان کے رُفقا کا خون ہے، میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں گا۔" پھر ۲۴ دن بعد خبر آئی کہ حضرت سیّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی دن شہید ہو چکے تھے جس دن حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے خواب دیکھا تھا۔ (احیاء العلوم ج۵، ص ۶۵۳) (مسند امام احمد بن حنبل ج۴، ص ۳۳۶)

**(۴)۔۔۔** صحیح مسلم میں روایتِ حضرتِ اَنس ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں (شب معراج میں) موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شب معراج میں بیت المقدس میں انبیائے کرام کی جماعت کرائی اور آسمانوں میں ان کو دیکھا۔

(صحیح مسلم ج ا، ص ۱۵۶) (وفاء الوفاء للسمہودی، ج۲، الجزء الرابع، ص ۱۳۵۲۔ علمیہ)

**نوٹ:** ان تمام روایات سے پتا چلا کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ساری دنیا کی ہر ہر چیز کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں بغیر روک ٹوک تشریف لے جاتے ہیں۔

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے کیا موقف ہیں؟

**جواب:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر محققین بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کے درج ذیل موقف ہیں؟

**(۱)۔۔۔** حضرت امام جلال الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو منصور عبدُالقاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: قَالَ الْمُتَکَلِّمُوْنَ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِہٖ،

وَاَنَّہٗ یَسُرُّہٗ بِطَاعَاتِ اُمَّتِہٖ وَیَحْزَنُ بِمَعَاصِی الْعُصَاۃِ مِنْھُمْ یعنی ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں: بے شک ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنی اُمّت کی نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی نافرمانیاں دیکھ کر غمزدہ ہوتے ہیں۔ (الحاوی للفتاوی، ج۲، ص۱۸۰)

**(۲)۔۔۔** شارح بخاری حضرت امام احمد بن محمد قَسْطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوتِہٖ وَحَیَاتِہٖ فِی مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ، وَمَعرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِم وَنِیَّاتِھِم وَعَزَائِمِھِم وَخَوَاطِرِھِم، وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ بِہٖ یعنی اپنی اُمّت کا مشاہدہ فرمانے، ان کے حالات، دِل کے ارادوں، نیّتوں اور ان کے راز جاننے میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات اور حیات میں کوئی فرق نہیں۔ یہ تمام چیزیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاں ظاہر ہیں ان میں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ (مواھب لدنیہ، ج۳، ص۴۱۰)

**(۳)۔۔۔** شیخِ محقق علّامہ عبدُالحق مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عُلَمائے اُمّت میں اس مسئلہ میں ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حقیقی زندگی کے ساتھ دائم وباقی ہیں، اس بات میں کسی قسم کا شبہ یا کوئی تاویل نہیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُمّت کے حالات پر حاضر وناظر ہیں۔
(سلوک اقرب السبل مع اخبار الاخیار، ص۱۵۵)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: شاہد کا معنی ہے اُمّت کے حال، ان کی نجات وہلاکت اور تصدیق وتکذیب پر حاضر اور عالِم۔ (مدارج النبوۃ، ج۱، ص۲۶۰)

**(۴)۔۔۔** حضرت شاہ عبدُالعزیز مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم پر تمہارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قیامت کے دن اس لئے گواہی دیں گے کہ وہ نُورِ نبوت سے ہر پرہیز گار کے مرتبہ ومقام کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں میرا اُمّتی کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور یہ کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں اُمّتی کی ترقّی میں فُلاں چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ پس نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہارے گناہوں، ایمان کے درجات، اچّھے بُرے اَعْمال اور تمہارے خُلوص ومُنافقَت کو پہچانتے ہیں۔
(تفسیر عزیزی، پ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ:۱۴۳، ج۱، ص۶۳۶)

**سوال**: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "حاضر و ناظر ہونا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صفت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی ہے یعنی اللہ تعالی حاضر و ناظر ہے" ایسا کہنا کیسا ہے؟

**جواب**: بعض لوگوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ **"اللہ تعالی کی ذات وصفات کے بیان"** میں گزرا کہ اللہ تعالی کو حاضر و ناظر کہنا اور ماننا منع ہے کہ اللہ تعالی زمان و مکان سے پاک ہے، کوئی جگہ، کوئی مکان، کوئی وقت، کوئی زمان اس کا احاطہ کر سکے، محال ہے۔ اللہ عزوجل سمیع و بصیر، علیم و خبیر ہے۔ ہر جگہ ہر مکان میں ہر شے کو ہر وقت برابر دیکھتا، سنتا، جانتا ہے، ہر شے کو اس کا علم محیط ہے۔ ہاں! حاضر و ناظر ہونا مخلوق کی صفت ہے اور وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں:

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(وقار الفتاوی، ج۱، ص۶۶)

# میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے مغفرت ہے۔ (ابنِ عَساکِر ج ۶۱ ص ۳۸۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: میلاد شریف منانا کیسا ہے؟

**جواب**: میلاد شریف منانا جائز اور مستحسن یعنی بہت اچھا کام ہے۔

**سوال**: میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟

**جواب**: میلاد عرفِ عام میں ذکرِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نام ہے خواہ دو آدمی مل کر کریں یا ہزاروں یا لاکھوں۔ اس محفل میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جاتی ہے، تلاوتِ قرآنِ مجید ہوتی ہے اور ذکرِ حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہوتا ہے اور ان کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور ان پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے۔

**سوال**: کیا میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآنِ مجید میں ہے؟

**جواب**: میلاد کا جواز بکثرت آیات و احادیث اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔ اگرچہ جواز کے لئے یہ دلیل بھی کافی ہے کہ اس کی ممانعت شرع سے ثابت نہیں ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے منع نہیں فرمایا وہ کسی کے منع کرنے سے ممنوع نہیں ہو سکتا۔ آیاتِ قرآنِ مجید آقائے نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آمد کے ذکرِ خیر سے مالا مال ہیں، چُنانچہ:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل:** پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت ۵۸ میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ (پ۱۱، یونس: ۵۸)

**ترجمۂ کنزالایمان:** تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔

اس آیت میں دو چیزوں کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے: (۱)۔۔۔اللہ کا فضل۔ (۲)۔۔۔اللہ کی

رحمت۔ پس معلوم ہوا کہ فضل ورحمت کے ملنے پر خوشی کرنا چاہیئے کیونکہ حکمِ قرآنی ہے لہٰذا مسلمان حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالی کا فضل واحسان اور اللہ کی رحمت جان کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کرکے خوشی مناتے ہیں جو کہ حکمِ الٰہی ہے۔

**سوال**: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا فضل واحسان ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا فضل واحسان ہیں، جس کا اعلان قرآنِ کریم میں اللہ العظیم نے کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۱۶۴) (پ۴، آلِ عمران ۱۶۴)

**ترجمۂ کنزالایمان**: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

**سوال**: کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی رحمت ہیں اور یہ رحمت کسی قوم، کسی قبیلے، کسی ملک، کسی مخلوق کے لئے نہیں بلکہ ارشادِ باری تعالی ہے:

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(۱۰۷) (پ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

**ترجمۂ کنزالایمان**: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: "کوئی ہو، جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافر۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مؤمن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیرِ عذاب ہوئی اور خَسف و مَسخ اور اِستیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ تفسیرِ روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامّہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات رحمتِ غیبیہ و شہادتِ علمیہ وعینیہ ووجودیہ و شہودیہ و سابقہ ولاحقہ و غیر ذلک تمام جہانوں کے لئے ، عالَمِ ارواح ہوں یا عالَمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالَموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو"۔(خزائن العرفان، پ۱۷، الانبیاء ۱۰۷)

پس اللہ تعالی نے اپنے فضل ورحمت کے ملنے پر خوشی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ و سلم اللہ کی رحمت ہیں، تو عاشقانِ میلاد اس حکمِ قرآنی پر عمل کرتے ہوئے حضورِ انور، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد کا ذکر کرکے خوشی مناتے اور حکمِ الٰہی پر عمل کرکے برکتیں سمیٹتے ہیں۔

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل:** پارہ ۳۰، سورۂ الضحی کی آیت نمبر ۱۱ میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ (پ۳۰، الضحٰی:۱۱)

**ترجمۂ کنز الایمان:** اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اس آیت میں ربِّ کائنات نے اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم دیا، اور ہمارے نبی، اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ و سلم اللہ کی نعمت ہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں کہ اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو کوئی نعمت نعمت نہ ہوتی، اس لئے عاشقانِ میلاد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد مناکر ساری دنیا کو بتلادینا چاہتے ہیں کہ چرچا کرنا کسے کہتے ہیں۔

**سوال:** کیا اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نعمت ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں بلکہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے: "مُحَمَّدٌ نِعْمَةٌ" ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری ج۵، ص۷۶ مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اور رہی بات تمام نعمتوں کی اصل ہونے کی تو اللہ تبارک وتعالی قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ-

وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (پ۴، آلِ عمران ۱۶۴)

**ترجمۂ کنز الایمان:** بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی

آیتیں پڑھتاہے اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتاہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی لکھتے ہیں: "منّت نعمتِ عظیمہ (یعنی بڑی نعمت) کو کہتے ہیں اور بے شک سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت نعمتِ عظیمہ ہے کیونکہ خلق کی پیدائش جہل وعدمِ دَرَایت وقلتِ فہم ونقصانِ عقل پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور کی بدولت انہیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور آپ کے صدقہ میں راہِ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل میں بے شمار نعمتیں عطا کیں۔" (خزائن العرفان، پ۴، آلِ عمران ۱۶۴)

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد اللہ تعالی کا بہت بڑا فضل واحسان ہے، سورۂ احزاب میں اللہ تعالی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صفاتِ مبارکہ "شاہد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر" بیان کرکے ارشاد فرماتا ہے:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ﴿۴۷﴾ (پ۲۲، الاحزاب، ۴۷)

**ترجمہ کنزالایمان:** اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

معلوم ہوا حضور، جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالی کی رحمت اور اس کا فضل ہیں اور فضل ورحمت ملنے پر خوشی کرنے کا حکم خود خالقِ کائنات نے دیاہے۔

**سوال:** کیا حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کے حوالے سے بھی ولادت کی خوشی منانے کا ثبوت ملتاہے؟

**جواب:** جی ہاں! خود نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ولادت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوشی منائی جیسا کہ:

**(۱)۔۔۔** امام مسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سیّدنا ابو قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیر شریف کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: **فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ** اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ۔۔۔الخ، ص۹۱، حدیث: ۱۶۲)

**(۲)۔۔۔** حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”تَذَاکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِیْلَادُھُمَا عِنْدِیْ“ ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے میلاد کا ذکر کیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج۱، ص۵۸)

**سوال:** کیا میلاد منانے کا ثبوت صحابہ کرام سے ملتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! میلاد منانے کا ثبوت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملتا ہے چنانچہ:

حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ”اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ یَعْنِیْ مِنْ اَصْحَابِہٖ“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک محفل میں تشریف لائیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: ”مَا اَجْلَسَکُمْ“ ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ”جَلَسْنَا نَدْعُوْ اللّٰہَ وَ نَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِدِیْنِہٖ، وَ مَنَّ عَلَیْنَا بِکَ“ ترجمہ: ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں (یعنی اس محفل کو سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالی نے دینِ اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا ہے اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”آللّٰہُ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِكَ؟“ ترجمہ: اللہ کی قسم! تم صرف اسی لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ”آللّٰہُ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ“ ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں یعنی دینِ اسلام کی دولت اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کی نعمتِ عظمی پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کے لئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا: ”اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَکُمْ وَ اِنَّمَا اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ“ ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لئے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے، بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالی فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔

(سنن نسائی ج۸، ص۲۴۹، مطبوعہ اسلامیہ حلب)

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ: ”میلاد منانا آج کی ایجاد ہے“ کیا ایسا کہنا درست ہے؟

**جواب:** ایسا کہنا درست نہیں ہے جیسا کہ اس کے ثبوت کا بیان ہو چکا، پس میلاد منانا آج کی ایجاد نہیں، بلکہ مسلمان صدیوں سے میلاد مناتے آئے ہیں، چنانچہ:

**(۱)۔۔۔**ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات ۱۰۱۴ھ) اور علامہ برہانُ الدین حلبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات ۱۰۴۳ھ) لکھتے ہیں: ”مسلمان تمام مقامات اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔ (رسائل میلادِ مصطفٰی، ص ۲۶)

**(۲)۔۔۔**امام ابنِ جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات ۵۹۷ھ) جو کہ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہم عصر (یعنی زمانے کے) ہیں فرماتے ہیں: اہلِ مکہ، اہلِ مدینہ، اہلِ مصر، اہلِ یمن، اہلِ شام، اور مشرق و مغرب میں تمام بلادِ عرب ہمیشہ سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں، اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں، اور نبیِ محترم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر و ثواب اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ (المیلادالنبوی ص ۵۸)

**(۳)۔۔۔**حضرت شاہ وَلِیُ اللہ محدثِ دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اُس محفلِ میلاد میں حاضر ہوا، جو مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ میں رَبِیْعُ الْاَوَّل کی بارہویں تاریخ کو مَوْلِدُالنَّبِی (یعنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت گاہ) میں منعقد ہوئی تھی، جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی (یعنی اچانک) اس مجلس سے کچھ انوار بُلند ہوئے، میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے، جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص ۷۲۔۷۳)

**سوال**: کیا میلاد شریف پر خوشی کرنے کی کوئی فضیلت بھی ہے؟

**جواب**: جی ہاں! بخاری شریف میں ہے: ”حضرت عُروہ فرماتے ہیں: ثُوَیبَہ ابو لہب کی باندی تھی جسے اس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی خوشی میں) آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ بھی پلایا۔ ابو لہب کے مرنے کے بعد اس کے بعض اہل (یعنی حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اسے بہت بُری حالت میں خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا مرنے کے بعد تیرا کیا حال رہا؟ ابو لہب نے کہا: تم سے جُدا ہو کر میں نے کوئی راحت نہیں پائی سوائے اس کے کہ میں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں اس لئے کہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی خوشی میں ثُوَیبَہ کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب (وامھاتکم اللاتی ارضعنکم)، ۲/۴۳۲، حدیث: ۵۱۰۱، عمدۃ القاری، ۴/۴۴-۵، تحت الحدیث: ۵۱۰۱)

**شرحِ حدیث:** امام قسطلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ابنِ جَزری نے کہا: شبِ میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے حالانکہ ابولہب ایسا کافر ہے جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اُمّتی مؤمن و مُوَحِّد کا کیا حال ہوگا جو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے مُوافِق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عُمر کی! اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضلِ عمیم سے جناتِ نعیم میں داخل کرے۔ (المواھب اللدنیۃ، ذکر رضاعہ، ۱/۷۸)

علّامہ اِبْنِ جوزی رَحمۃُ اللّٰہ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کی قسمت چمکی، آپ کو خواب میں رسولِ مختار، نبیوں کے سردار، مکی مدنی تاجدار، محبوبِ پروردگار صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کہیں تشریف لے جارہے تھے، علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللّٰہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے آگے بڑھ کر پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عَرض کیا: یارسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ فرمایا: فُلاں شخص سے ملنے جارہا ہوں۔ میں نے عَرض کیا: یارسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! آپ ایسے بلند رُتبہ (محبوبِ خُدا، امامُ الانبیاء، دوجہاں کے آقا) ہیں، آپ فُلاں سے ملنے جارہے ہیں (یعنی چاہئے تو یہ کہ وہ آپ سے ملنے حاضِر ہو)؟ پیارے اور آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے جلال بھرے انداز میں فرمایا: اے اِبْنِ نعمان! ادب کرو! وہ شخص ہمارا میلاد مناتا ہے۔ یہ سُن کر علّامہ اِبْنِ نعمان رَحمۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کچھ سنبھلے اور عرض کیا: اے روزِ قیامت شفاعت (Intercession) فرمانے والے آقا صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم! میری جان آپ پر فِدا ہو...!! اُس کے میلاد منانے کے سبب آپ اس سے بہت خوش ہیں؟ فرمایا: اے اِبْنِ نعمان! جو ہم سے خوش ہوتا ہے، ہم بھی اس سے خوش ہوتے ہیں۔ (حصول الفرج لابن جوزی، صفحہ: ۲۲)

ہو مبارک اَہلِ ایماں عیدِ میلاد النبی
ہو گئی قسمت درخشاں عیدِ میلاد النبی

**سوال**: حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں جلوس نکالنا، چراغاں وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا میں جلوہ فرما ہونے کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کے لئے جلوس نکالنا، پرچم لہرانا، اور جلوس میں شرکت کرنا اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چراغاں اور روشنی کرنا جائز و مستحسن ہے۔

**سوال**: مسلمان ولادتِ مبارکہ کے موقع پر جلوس کیوں نکالتے ہیں؟

**جواب**: مسلمان آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کے موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کے لئے جلوس نکالتے، خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر کے لئے جو جائز کام کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی خرابی بھی نہ ہو وہ جائز و مستحسن ہے۔

**سوال**: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کیوں کہتے ہیں؟ حالانکہ عید دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحی یہ تیسری عید کہاں سے آگئی؟ اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب**: عید کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔ عیدِ شرعی۔ (۲)۔۔۔ عیدِ عرفی۔

عیدِ شرعی دو ہیں: (۱)۔۔۔ عید الفطر۔ (۲)۔۔۔ عید الاضحی۔ جبکہ عیدِ عرفی کئی ہو سکتی ہیں کہ جسے لوگ عرفاً عید کہیں وہ عید ہے۔ پس اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے میلاد کو "عیدِ میلاد" کہنا شرعی عید نہیں بلکہ عرفی عید مراد ہے، جس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو "عید" کہنا غلط ہے تو جمعہ کے بارے میں بعض لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حدیث میں اسے عید کہا گیا ہے چنانچہ: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یَوْمُ الْجُمُعَۃِ یَوْمُ الْعِیْدِ" ترجمہ: جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔ (جامع ترمذی ج۵، ص۲۵۰، حدیث ۳۰۴۳)

اگر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو "عید" کہنا غلط ہے تو جمعہ کو بھی عید کہنا غلط ہونا چاہئے حالانکہ جمعہ عید کا دن ہے مگر عیدِ شرعی نہیں بلکہ عیدِ عرفی۔ اور کیا آپ کو معلوم ہے کہ جمعہ کو عید کا دن کیوں کہا گیا ہے تو سنئے اس لئے کہ جمعہ کے دن حضرتِ آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہے۔ جیسا کہ ابنِ ماجہ کی حدیث ہے:

حضرتِ سیدنا ابو لُبابہ بن عَبْدُ الْمُنذِر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک جمعہ دنوں کا سردار اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دیگر ایام سے زیادہ مرتبے والا اور عید الفطر اور عید الاضحی کے دن سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں ہیں،(۱) اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا فرمایا اور (۲) اسی دن اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور (۳) اسی دن میں اللہ عزوجل نے حضرتِ سیدنا آدم علیہ السلام کو وفات عطا فرمائی،(۴) اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ عزوجل سے جو کچھ مانگے گا اللہ عزوجل اسے عطا فرمائے گا جب تک وہ حرام شے طلب نہ کرے،(۵) اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی مقرب فرشتہ یا آسمان یا زمین یا ہوا یا پہاڑ یا سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔" (ابن ماجہ، کتاب الاقامۃ الصلاۃ، رقم ۱۰۸۴، ج۲، ص ۸)

پس جب پیدائشِ آدم علیہ السلام کا دن عید کا دن ہو سکتا ہے تو سردارِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کا دن عید کا دن کیوں نہیں ہو سکتا۔

حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبد الحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "**بیشک** سَرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شبِ ولادت شبِ قَدْر سے بھی افضل ہے کیونکہ شبِ ولادت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس دنیا میں جلوہ گر ہونے کی رات ہے جبکہ لَیْلَۃُ الْقَدْر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کردہ شب ہے اور جو رات ظُہورِ ذاتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وجہ سے مُشَرَّف ہو وہ اُس رات سے زیادہ شَرَف و عزّت والی ہے جو ملائکہ کے نُزُول کی بناء پر مشرَّف ہے۔ (مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃ ص۱۰۰)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ۱۲ ربیعُ النُّور مسلمانوں کے لئے عیدوں کی بھی عید ہے یقیناً حُضُورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جہاں میں شاہِ بحر و بَر بن کر جلوہ گر نہ ہوتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَرَاءَت۔ بلکہ کون و

مکان کی تمام تر رونق و شان اس جانِ جہان، رَحمتِ عالمیان، سیّاحِ لامکان، محبوبِ رَحمٰن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں کی دُھول کا صَدقہ ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

# محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک بار دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔(مُصَنَّفعَبْدُالرَّزّاق ج ۱ ص ۳۹ حدیث ۱۵۳ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** استمداد واستِعانت سے کیا مُراد ہے؟

**جواب:** اللہ عَزَّوَجَلَّ کو حقیقی مددگار جانتے ہوئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگنا "استمداد" کہلاتا ہے اور "استِعانت" کا بھی یہی مطلب ہے۔

**سوال:** کیا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مدد مانگی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں اہلِ سنّت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب:** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو ربّ تعالٰی ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ تعالٰی ہی ہے اور اللہ تعالٰی کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرّہ کی بھی مالک و مختار نہیں ہوتی۔ اللہ تعالٰی نے اپنی خاص عطا اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو کونین کا حاکم و مختار بنایا ہے اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دیگر انبیائے کرام و اولیائے عِظام اللہ تعالٰی کی عطا سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد فرماسکتے ہیں۔ اور یہی اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔(ماخوذ از بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۷۱۔۲۷۴)

**سوال:** انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر قرآنی دلائل کیا ہیں؟

**جواب:** اللہ تعالٰی کی عطا سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مدد فرماتے ہیں اور یہ قرآن سے ثابت ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** سورۃُ التحریم پارہ ۲۸ کی آیت ۴ میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ (پ۲۸، التحریم:۴)

**ترجمہ کنزالایمان:** تو بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد اللہ تعالی، جبریل علیہ السلام، متقی مسلمان اور فرشتیں ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا جائز نہ ہوتا تو اللہ تعالی یوں نہ فرماتا۔

**(۲)۔۔۔** پارہ ٦، سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ میں ارشادِ باری تعالی ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

**ترجمہ کنزالایمان:** (اے ایمان والو!) تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے پتا چلا کہ ایمان والوں کا مددگار اللہ، رسول اور ایمان والے متقی و پرہیزگار اولیائے کرام ہیں، پس اگر انبیائے کرام و اولیائے عظام سے مدد طلب کرنا کفر و شرک ہوتا تو اللہ تعالی ان ہستیوں کو مددگار کبھی نہ فرماتا۔

**(۳)۔۔۔** پارہ ۱۰، سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۵۹ میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

**ترجمہ کنزالایمان:** اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالی نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے، اگر اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کرسکتا تو ہرگز اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دینے والا نہ فرماتا۔

**(۴)۔۔۔** پارہ ۳، سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۵۲ میں ربِّ کائنات کا ارشاد حق بنیاد ہے:

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

**ترجمہ کنزالایمان:** پھر جب عیسٰی نے اُن سے کفر پایا بولا کون میرے مدد گار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مدد گار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس آیت سے پتا چلا کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام نے حواریوں سے مدد مانگی، اگر غیر خدا سے مدد مانگنا کفر و شرک ہوتا تو اللہ کے نبی حضرتِ عیسی علیہ السلام کبھی ایسا نہ کرتے کہ نبی آتا ہی ہے لوگوں کو کفر و شرک سے بچانے کے لئے۔

**(۵)۔۔۔**پارہ ۱۶، سورۂ مریم کی آیت نمبر ۱۹ میں اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا:

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (۱۹)

**ترجمہ کنزالایمان:** حضرتِ جبرئیل نے حضرت مریم سے کہا: اے مریم! میں تیرے رب کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، تاکہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اولاد دینے والا اللہ تبارک و تعالی کی ذات ہے پھر حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کیسے دے رہے ہیں؟

**(۶)۔۔۔**پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۴۹ میں عیسی علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوا:

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِۚ-وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

**ترجمہ کنزالایمان:** میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام اللہ تعالی کی عطا سے بے جان کو جان، اندھوں کو آنکھیں اور کوڑھیوں کو شفا دینے والے ہیں۔

**سوال:** انبیائے کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے دلائل کیا ہیں؟

**جواب**: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے پر احادیث سے درج ذیل دلائل ہیں:

**(۱)---** حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا: ''اُطْلُبُوْا الْخَیْرَ وَ الْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوْہِ'' ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگوں جن کے چہرے عبادتِ الٰہی سے روشن ہیں۔ (المعجم الکبیر ج ۱۱، ص ۸۱)

**(۲)---** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شبِ اسریٰ کے دُولھا، حبیبِ کبریا، مُشکل کُشا و حاجت روا عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خَلق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذابِ الٰہی سے امان میں ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۳۳۴، ج ۱۲، ص ۲۷۴)

**(۳)---** مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں! وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہو گی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ یہ سن کر روئے۔ پھر کہا: اے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

(وفاء الوفاء، الباب الثامن---الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر---الخ، ج ۲، الجزء ۴، ص ۱۳۷۴۔ علمیہ)

**(۴)---** ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہا سے فریاد کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی اور اونٹ ایسے فربہ ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو ''عامُ الفَتْق'' کہتے تھے۔ (سنن الدارمی، باب ما اکرم اللہ تعالی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ، باب ۱۵، الحدیث: ۹۲، ج ۱، ص ۵۶۔ علمیہ)

علامہ قاضی زین الدین مراغی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔ (وفاء الوفاء، الباب الرابع۔۔۔ الخ، الفصل الحادی والعشرون، ج۱، الجزء۲، ص۵۶۰۔ علمیہ)

**(۵)۔۔۔** حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیعہ بن کَعب اَسْلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے حُضُور، سَراپا نُور، فیض گَنجور، شاہِ غَیُور صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو وُضو کروایا تو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: سَلْ رَبِیعَةُ! یعنی رَبِیعہ! مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت رَبِیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عَرض کی، اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّة یعنی سرکار صلی اللہ علیہ و الہ و سلم جنَّت میں آپ کی رَفاقت (یعنی پڑوس) چاہئے۔ (گویا عَرض کر رہے ہیں)

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے
سو سُوالوں سے یہی ایک سُوال اچھّا ہے

دریائے رَحمت مزید جوش میں آیا اور فرمایا، "اَوَغَیْرَ ذٰلِكَ؟ یعنی کچھ اور مانگنا ہے؟" میں نے عرض کی، "بس صِرف یہی۔" (یعنی یارسولَ اللہ عَزَّوَجَل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم! جنّتُ الفِردُوس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا پڑوس مانگنے کے بعد اب دُنیاوعُقبٰی کی اور کونسی نِعمت باقی رَہ جاتی ہے جسے مانگا جائے!)

تجھ سے تُجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سَخی نہیں

جب حضرتِ سَیِّدُنا رَبِیعہ بِن کَعب اَسْلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنَّت کی رَفاقت (یعنی پڑوس) طَلَب کر چکے اور مزید کسی حاجَت کے طَلَب کرنے سے اِنکار کردیا تو اِس پر سرکارِ نامدار، بِاِذنِ پروردگار، دوعالَم کے مالِک و مُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے فرمایا: فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ یعنی اپنے نَفس پر کثرتِ سُجُود (یعنی زِیادہ نَوافِل) سے میری مدد کر۔ (یعنی ہم نے تمہیں جنَّت تو عطا کرہی دی اب تم بھی بطورِ شُکرانہ نَوافِل کی کثرت کرتے رہو۔) (صحیح مسلم ص۲۵۳ حدیث۴۸۹)

سُبحٰنَ الله ! سُبحٰنَ الله ! سُبحٰنَ الله !عَزَّوَجَلَّ اِس حدیثِ مُبارَک نے تَو ایمان ہی تازہ کر دیا۔ حضرت سَیِّدُنا شیخ عَبدُ الحَقّ مُحَدِّث دِہلوی علیہ رَحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ مُعطّر پسینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بِلا کسی تَقْیِیْد و تَخْصِیص مُطْلَقاً فرمانا، سَلْ؟ یعنی مانگ کیا مانگتا ہے؟ اِس بات کو ظاہِر کرتا ہے کہ سارے ہی مُعامَلات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارَک ہاتھ میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حُکم سے عطا کر دیں۔ عَلّامہ بُوصیری رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں: فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔ یعنی، یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! دُنیا اور آخِرت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی سَخاوت کا حِصّہ ہے اور لَوح وقَلَم کا عِلم تَو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عُلُومِ مُبارَکہ کا ایک حِصّہ ہے۔ (اَشِعَّۃُ اللَّمعات ج ا ص ۴۲۵،۴۲۴)

خالِق　کُل　نے　آپ　کو　مالِک　کُل　بنادیا
دونوں　جہان　دے　دیئے　قبضہ　و　اِختیار　میں

امام اہل سنّت، اعلی حضرت، مجدد دین وملّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش (یعنی فرقۂ وہابیت کو مار ڈالنے والی) ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید وبلا تخصیص ارشاد فرمانا سَلْ مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر قسم کی حاجت روا فرماسکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔ پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت مانگتے ہیں کہ "اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!" میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں: ”وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج۳۰،ص۴۹۴۔۴۹۶)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔ (مرقاۃ المفاتیح کتب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول تحت حدیث ۱۸۹۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/۶۱۵)

**سوال:** کیا انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! جس طرح زندگی میں ان سے توسّل کرنا اور مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اور ولی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ **”حیات الانبیاء“** اور **”ولایت کے بیان“** میں گزرا۔

**سوال:** مدد فرمانے کے ثبوت میں کوئی واقعہ ہو تو بیان کریں؟

**جواب:** اس پر ایک نہیں بلکہ بے شمار واقعات ذکر کئے جاسکتے ہیں، یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چُنانچہ امام طَبرانی، علامہ ابنُ الْمُقری اور امام ابو الشیخ۔ یہ تینوں حدیث کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور یہ تینوں ایک ہی زمانہ میں مدینۂ منورہ کی ایک درسگاہ میں حدیث کا علم حاصل کرتے تھے، ایک بار ان تینوں طُلبائے علمِ حدیث پر ایک وقت ایسا گزرا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا، روزے پر روزے رکھتے رہے، مگر جب بھوک سے نڈھال ہوگئے اور ہمّت جواب دے گئی تو تینوں نے رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر فریاد کی یارسولَ اللہ! ہم لوگ بھوک سے بیتاب ہیں۔ یہ عرض کرکے امام طَبرانی تو آستانۂ مبارکہ ہی پر بیٹھے رہے اور کہا: اس در پر موت آئے گی یا روزی، اب یہاں سے نہیں اُٹھوں گا۔ امام ابو الشیخ اور ابنُ الْمُقری اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے، تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو عَلَوی خاندان کے ایک بزرگ دو غلاموں کے ساتھ کھانا لے کر تشریف فرما ہیں اور یہ فرمارہے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی ابھی مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرّف فرماکر حکم فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس کھانا پہنچادوں چُنانچہ جو کچھ مجھ سے فی الوقت ہوسکا حاضر ہے۔

(تذکرۃُ الحفّاظ، رقم:۹۱۳، ۳/۱۲۱، ملخصاً)

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| تمھیں | حاکم | برایا | تمھیں | قاسم | عطایا |
| تمھیں | دافع | بلایا | تمھیں | شافع | خطایا |
| کوئی | تم | سا | کون | آیا | |

اللہ کے مقبول بندے باذن الٰہی مشکل کشا، حاجت روا، دافع بلاہیں، اللہ کے پیارے، اللہ کے حکم سے بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مشکلیں حل کرتے ہیں قرآن کریم اس کا اعلان فرمارہاہے۔ دور ونزدیک ہر جگہ سے مافوق الاسباب مشکل کشائی اور مدد کرتے ہیں۔

**سوال**: قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بہت دفعہ پیغمبروں نے کسی کو دعایابددعادی۔ مگر قبول نہ ہوئی پھر وہ مشکل کشا، دافع البلا کیسے ہوئے؟

**جواب**: یہ حضرات اللہ کے حکم سے دافع البلاء اور مشکل کشاہیں جہاں اذن الٰہی نہ ہو وہاں بلادفع نہ ہوگی۔ ہر چیز کا یہی حال ہے کہ خدا کے حکم سے نفع یا نقصان دیتی ہے غرضیکہ انبیاء واولیاء مافوق الاسباب مدد کرتے ہیں مشکلیں آسان، مصیبت دور فرماتے ہیں۔

**سوال**: حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو **مشکل کشا** کہنا کیسا ہے؟ کیا صِرف اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی مُشکل کُشا نہیں؟

**جواب**: مُشکِل کُشا کے معنی ہیں ”مُشکِل حل کرنے والا، مشکل میں مدد کرنے والا۔“ بے شک حقیقی معنوں میں اَللہ عَزَّوَجَلَّ ہی **مُشکِل کُشا** ہے، مگر اُس کی عطا سے انبیائے کرام، صَحابۂ کرام اور اولیائے کرام بلکہ عام بندے بھی **مُشکل کُشا** اور مدد گار ہو سکتے ہیں اِس کی عام فَہم مثال یہ ہے کہ جابجا یہ بُورڈ لگے ہوئے ہیں ”**پولیس ہلپ لائن نمبر ۱۱۲**“ ہر ایک یہ جانتا ہے کہ پولیس چوروں ڈاکوؤں وغیرہ سے بچانے، دشمنوں کے خطروں اور دیگر مشکل موقعوں پر **مشکل کشائی یعنی** مدد کرنے کی صلاحِیَّت رکھتی ہے۔ مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً سے ہجرت کر کے جو صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً پہنچے، وہاں اُن کی نُصرت (یعنی مدد) کرنے والے صَحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ”**اَنصار**“ کہلائے اور انصار کے معنٰی **مدد گار** ہیں۔ اِس کے علاوہ بھی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں تو جب پولیس

مُشکل کُشا، سماجی کارکُن حاجت روا، چوکیدار مدد گار اور قاضی فریاد رس ہو سکتا ہے، تو اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حضرتِ مولیٰ علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کیوں **مُشکل کُشا** نہیں ہو سکتے!

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیر خدا بہر مدد تیغ بکف جا

**سوال**: بعض لوگ کہتے ہیں: ''سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ میں ہے: اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' لٰہذا کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہُوا'' اس کا جواب کیا ہو گا؟

**جواب**: اس چند جواب ملاحظہ فرمائیں:

**(۱)**۔۔۔مذکورہ آیتِ کریمہ میں مدد سے مُراد حقیقی مدد ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کو حقیقی کارساز سمجھ کر عرض کیا جارہاہے: اے ربِّ کریم! ''ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں'' رہا بندوں سے مدد مانگنا تو وہ مَحض واسِطۂ فیضِ الٰہی سمجھ کر ہے۔ جیسا کہ پارہ ۱۲ سُوْرَۂ یُوْسُف آیت نمبر ۴۰ میں ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ **ترجَمۂ کنزالایمان**: حکم نہیں مگر اللہ کا۔ یا پارہ ۳ سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ آیت نمبر ۲۵۵ میں فرمایا: لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (**ترجَمۂ کنزالایمان**: اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں) پھر ہم حکام کو **حکم** (حَ۔کَم یعنی فیصلہ کرنے والا) بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر ملکیت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں یعنی آیت سے مراد ہے **حقیقی حَکَم** (یعنی فیصلہ کرنے والا) اور حقیقی مِلکیّت، مگر بندوں کے لئے بہ عطائے الٰہی۔ (جاء الحق ص ۲۱۵)

**(۲)**۔۔۔کئی مقامات پر قراٰنِ کریم نے غیرُ اللہ کو مدد گار قرار دیا ہے، اِس ضِمن میں ۴ آیاتِ مبارَکہ مُلاحظہ ہوں:

(۱) وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (پ۱، البقرۃ:۴۵) **ترجَمۂ کنزالایمان**: اور صبر اور نَماز سے مدد چاہو۔

**کیا** صَبر خدا ہے؟ جس سے اِستِعانت (یعنی مدد مانگنے) کا حکم ہوا ہے۔ کیا نَماز خدا ہے؟ جس سے اِستِعانت (یعنی طلبِ امداد) کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

(۲) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پ۶، المائدہ:۲) **ترجَمۂ کنزالایمان**: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد

کرو۔

**اگر غیر خدا سے مدد لینی مُطلَقاً مُحال (یعنی ہر صورت میں ناممکن) ہے تو اس (آیتِ مبارَکہ میں ارشاد کردہ) حکمِ الٰہی کا حاصل کیا؟**

(۳) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

(پ۶، المائدہ:۵۵)

**ترجَمۂ کنزالایمان:** تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

(۴) وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پ۱۰، التوبۃ:۷۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** مسلمان مرد اور مسلمان عورَتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

اِس آیت مبارَکہ کی تفسیر یہ کی گئی ہے: ”اور باہم دینی مَحبَّت و موالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مُعین و مددگار ہیں۔“ (خزائن العرفان، پ۱۰، التوبۃ ۷۱) صحیح اِسلامی عقیدے کے مطابِق اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتے ہوئے انبیائے کرام اور اولیاءے کرام سے مدد طلب کرے کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اجازت کے بِغیر بذاتِ خود نفع و نقصان کے مالک ہیں تو یہ یقیناً شرک ہے جبکہ اِس کے بر عکس اگر کوئی شخص حقیقی مددگار اور نَفْع و نقصان کا حقیقی مالِک اللہ تَعَالٰی کو مان کر کسی کو مَجازًا (یعنی غیر حقیقی طور پر) اور محض عطائے الٰہی سے مددگار سمجھتے ہوئے مدد چاہے تو ہر گز شرک نہیں اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ اپنے رسالے **”کراماتِ شیرِ خدا“** میں لکھتے ہیں: بَہَر حال سورۃُ الفاتحہ کی آیتِ مبارکہ (اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تجھی سے مدد چاہیں) حق ہے، مگر شیطان کا بُرا ہو کہ یہ لوگوں کو وسوسے ڈال کر غَلَط فہمیوں کا شکار کر دیتا ہے۔ غور فرمایئے! آیتِ مبارکہ میں زندہ مُردہ وغیرہ کی تخصیص کئے بغیر مُطلَقاً یعنی ہر حال میں اللہ تَعَالٰی کے سوا دوسرے سے مدد مانگنے کی نفی یعنی انکار کیا گیا ہے۔ آیتِ مبارکہ کے ظاہِری و لفظی معنٰی کے اعتِبار سے جو کہ ”اہلِ وَسوَسہ“ نے سمجھا ہے کوئی دوسرا تو ٹھیک یہ خود بھی ”شرک“ سے نہیں بچ سکتے مثلًا وزن دار گٹھری زمین پر

رکھی ہے اٹھا نہیں پا رہے، کسی کو آواز دے کر کہا: برائے مہربانی! اٹھانے میں ذرا میری مدد کر دیجئے تا کہ سر پر رکھ لوں۔ ''اس وسوسے کے مطابق یہ **شرک** ہوا یا نہیں؟ ضَرور ہوا۔ اِس طرح کی ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں، بس چاروں طرف غیرِ خدا کی امدادوں کے نظّارے ہیں۔ مَثَلاً اِنْفاق فِی سبیلِ اللہ یعنی راہِ خدا میں خَرْچ کرنے کا بکثرت جگہوں پر اصل مُدَّعا ہی ''باہمی امداد'' ہے! اِس میں صَدَقہ و خیرات، فِطرہ وز کوٰۃ، مساجد و مدارِس کیلئے چندہ و عَطِیّات، قربانی کی کھالوں کے مطالَبات، سماجی اِدارات، وغیرہ وغیرہ سب کا مَفاد اِمداد، اِمداد اور اِمداد ہی تو ہے! مزید آگے بڑھئے تو مظلوموں کی مدد کے لئے عدالت ہے تو مریضوں کی امداد کے لئے طِبابت، اندرونِ مُلک کے باشندوں کی مدد کے لئے پولیس کی نِظامت ہے تو بیرونی دشمنوں سے حفاظت کے لئے فوجی طاقت، اولاد کی پرورش میں مدد کے لئے ماں باپ کی ضرورت ہے تو ان کی تعلیم و تربیّت کے لئے تعلیم گاہ کی حاجت۔ اَلغَرَض زندگی میں قدم قدم پر غیرُاللہ کی مَدد و حمایت کی ضرورت ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی تکفین و تدفین بغیر غیرُاللہ کی مدد کے ممکن نہیں، پھر تا قیامت ایصالِ ثواب کے ذَرِیعے مدد کی حاجت ہے اور آخِرت میں بھی سب سے اہم مدد کی ضَرورت ہے یعنی پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت۔ یہ سب غیرُاللہ کی مددیں ہی ہیں۔ (کراماتِ شیرِ خدا ص ۶۲)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قِیامت میں اگر مان گیا

# اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر صبح وشام دس دس بار دُرُود ِپاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (مَجْمَعُ الزَّوائِد ج ۱۰ ص ۱۶۳ حدیث ۱۷۰۲۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے اختیارات کے بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

**جواب:** اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کے اختیارات کے بارے میں اہلِ سنّت و الجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے دونوں قسم کے اختیارات (یعنی تشریعی اور تکوینی) اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو عطا فرمائے ہیں۔ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

حضورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نائبِ مُطْلَق ہیں، تمام جہان، حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تحتِ تَصَرُّف (یعنی اِختیار میں) کر دِیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا مَحْکُوم (یعنی حکم کا پابند) ہے اور وہ اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کے سِوا کسی کے مَحْکُوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو اُنہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت (یعنی سنّت کی مِٹھاس) سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی مِلک ہے، تمام جنّت اُن کی جاگیر ہے، مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض (یعنی آسمان وزمین کی سَلْطَنَتیں) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زیرِ فرمان، جنّت و نار کی کُنجیاں دستِ اَقْدَس میں دے دی گئیں، رِزْق و خیر اور ہر قِسْم کی عطائیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کے دربار سے تَقْسیم ہوتی ہیں، دُنیا و آخرت، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عطا کا ایک حِصَّہ ہے۔ شریعت کے اَحْکام حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قبضے میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں مُعاف فرمادیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱، ۱/۷۹ تا ۸۵ بتغیر)

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
کُنجی تمہیں دِی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مُختار بنایا

**سوال**: اختیارات کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: اختیارات کی دو قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔** تشریعی اختیار: یعنی شریعت کا اختیار مثلاً کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا۔

**(۲)۔۔۔** تکوینی اختیار: یعنی کائنات میں تصرف کرنا جیسے کہ کسی کو زندہ کرنا، کسی کو مارنا، کسی کی حاجت پوری کر دینا کسی کی مصیبت دور کر دینا وغیرہ۔

**سوال**: اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تشریعی اختیار عطا فرمایا ہے؟

**جواب**: اس بات پر درج ذیل دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تشریعی اختیار عطا فرمایا ہے:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل**: پارہ ۲۲ سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب کی آیت نمبر ۳۶ میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْؕ-وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًاؕ(۳۶)

**ترجمۂ کنزالایمان**: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو اُنہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

مفسرین اس آیت کا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں کہ حضور سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو خرید کر آزاد فرمایا اور انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ حضرت زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا جو حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پھوپھی

امیمہ بنتِ عبد المُطّلب کی بیٹی تھیں، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں حضرت زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح کا پیغام دیا، شروع میں تو یہ اس گمان سے راضی ہو گئیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے لئے پیغام دیا ہے لیکن جب معلوم ہوا کہ حضرت زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے رشتہ طلب فرمایا ہے تو انکار کر دیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں اس لئے ایسے شخص کے ساتھ نکاح پسند نہیں کرتی۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اسے سن کر دونوں بہن بھائی راضی ہو گئے اور حضرت زینب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کا حضرت زید رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے نکاح ہو گیا۔

(قرطبی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۶، ۷/۱۳۶-۱۳۷، الجزء الرابع عشر، خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۶، ۳/۵۰۱، ملتقطاً)

حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مقابلے میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کا شانِ نزول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ''ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کُفو (یعنی ہم پلہ) نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافتِ خاندان کَواکبِ ثریا (یعنی ثریا ستاروں) سے بھی بلند وبالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رَبُّ الْعِزَّۃ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرضِ اِلٰہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرض) کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نامِ اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرضِ قطعی ہوگئی، مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا، جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا، دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: منیۃ اللبیب انّ التشریع بید الحبیب، ۳۰/۵۱۷-۵۱۸)

اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اِس بات کا بھی اِختیار دے دِیا کہ جسے چاہیں، جو چاہیں حکم فرمادیں اور جس چیز سے چاہیں، جب چاہیں، منع فرمادیں۔ (خزائنُ العرفان، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الایۃ: ۳۶ بتغیر)

**(۲)۔۔۔ دوسری دلیل:** پارہ ۱۰ سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (پ۱۰،التوبۃ:۲۹)

**ترجمۂ کنزالایمان:** لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے۔

پس اس آیت میں فرمایا گیا کہ حرام کرنے والا اللہ بھی ہے اور اس کی عطا سے اس کا رسول صلی اللہ علیہ و الہ و سلم بھی۔

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** پارہ ۲۸ سُوْرَۃُ الْحَشْر کی آیت نمبر ۷ میں ارشادِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (پ۲۸،الحشر:۷)

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اس آیت کے بیان سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کو سارے اختیارات عطا فرما دیئے ہیں اب کچھ باقی نہ رہا جس کے متعلق کلام کیا جائے۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے محمدِ عربی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم کی!

**(۴)۔۔۔چوتھی دلیل:** جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندوں پر حج فرض فرمایا اور رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے خُطبہ میں حج کی فَرضِیَّت کا اِعلان کرتے ہوئے فرمایا: اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا یعنی اے لوگو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر حج کو فرض فرمادِیا ہے، لہٰذا حج کیا کرو۔ تو ایک صحابیِ رسول (حضرت سَیِّدُنا اَقْرَع بن حابِس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے عَرض کی: یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ ۳ مرتبہ اُنہوں نے یہی سوال کِیا، مگر ہر مرتبہ رسولوں کے سالار، نبیِ مُختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی ہی اِختیار فرمائی پھر ارشاد فرمایا: لَوْقُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ اگر میں نے "ہاں" کہہ دِیا ہوتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔

(مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، ص ۶۹۸، حدیث: ۱۳۳۷)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! حُضورِ اَنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان و عظمت، اِختیارات اور فکرِ اُمَّت کا اندازہ اِس بات سے لگایئے کہ ہر سال حج فرض کر دینے کا اِختیار ہونے کے باوُجود اُمَّت کو مشقّت سے بچانے کے لئے "ہاں" فرما کر ہر سال حج کو فرض نہ فرمایا، البتہ اپنے اِختیار کا واضح طور پر اِظہار فرمادِیا کہ اگر میں "ہاں" کہہ دیتا تو ہر سال ہی

حج کرنا فرض ہو جاتا۔

**(۵)۔۔۔پانچویں دلیل:** جب حرمِ مکہ کی نباتات (یعنی گھاس، درخت وغیرہ) کو کاٹنا حرام فرمایا گیا تو حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے عرض کرنے پر اِذْخِر گھاس کاٹنے کو حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جائز فرما دیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالٰی نے مکہ مکرمہ کو حرام فرمایا ہے، پس یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوا اور نہ کسی کے لئے میرے بعد حلال ہو گا، میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت حلال ہوا، نہ اس کی گھاس اکھاڑی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار بھڑکایا جائے اور اعلان کرنے کے علاوہ اس کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائی جائے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: اِذْخر کے سوا کیونکہ وہ ہمارے لوہاروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ ارشاد فرمایا'' چلو اِذْخر کے سوا (دوسری گھاس نہ اکھاڑی جائے۔) (بخاری، کتاب الجنائز، باب الاذخر والحشیش فی القبر، ۱/ ۴۵۳، الحدیث: ۱۳۴۹)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ! ذرا غور کیجئے کہ حَرَم شریف کی گھاس وغیرہ کاٹنے کے حرام ہونے کے بارے میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانی واضح طور پر سُن لینے کے باوجود حضرت سَیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسے جلیلُ القدر صحابی، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اِذْخِر گھاس کو جائز قرار دینے کی فرمائش کر رہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی عام انسان یا اپنے جیسا بَشَر نہ سمجھتے تھے، بلکہ اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حرام و حلال کے اَحکامات میں تبدیلی کا مکمل اِختیار دِیا ہے اور پھر خُود نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی یہ نہ فرمایا کہ مجھے اِس کا اِختیار نہیں بلکہ اپنے اِختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اِذْخِر گھاس کو حلال و جائز قرار دے کر گویا اُن کے اِس عقیدے پر اپنی مُہرِ تصدیق لگا دی۔

**(۶)۔۔۔چھٹی دلیل:** حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے چھ مہینے کے بکری کے بچے کی قربانی کر لینا جائز کر دیا۔ چنانچہ حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ان کے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تھی، جب انہیں معلوم ہوا یہ کافی نہیں تو عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی

اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ تو میں کر چکا، اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اِس کی جگہ اُسے کر دو اور ہر گز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہو گی۔

(بخاری، کتاب العیدین، باب التکبیر الی العید، ۱/۳۳۲، الحدیث: ۹۶۸)

**(۷)۔۔۔ساتویں دلیل:** حضرت اُمِّ عطیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کو ایک گھر کے مُردے پر بَین کر کے رونے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت اُمِّ عطیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں (جب عورتوں کی بیعت سے متعلق آیت اتری اوراس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ، اور مردے پر بین کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا) میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، فلاں گھر والوں کا اِستثناء فرما دیجئے کیونکہ انہوں نے زمانۂ جاہلیّت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔ سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اچھا وہ مُستثنیٰ کر دیئے۔''

(مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، ص۴۶۶، الحدیث: ۳۳(۹۳۷)

**(۸)۔۔۔آٹھویں دلیل:** حضرت اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا کو وفات کی عدت کے عام حکم سے الگ فرما دیا اور ان کی عدت چار مہینے دس دن کی بجائے تین دن مقرر فرما دی۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت عُمیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں: جب حضرت جعفر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہو گئے تو سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے حکم دیا: تم تین دن تک (سنگار سے) رکی رہو، پھر جو چاہو کرو۔

(معجم الکبیر، اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ من المہاجرات، عبد اللّٰہ بن شداد بن الہاد عن اسماء، ۲۴/۱۳۹، الحدیث: ۳۶۹)

**(۹)۔۔۔نویں دلیل:** ایک شخص کے لئے قرآن مجید کی سورت سکھا دینا مہر مقرر فرما دیا۔ چنانچہ حضرت ابو نعمان ازدی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سے ارشاد فرمایا: مہر دو۔ اس نے عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورت سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔

(شرح الزرقانی، الفصل الرابع فیما اختص بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الفضائل والکرامات، ۷/۳۵۶، مختصراً)

**نوٹ:** یاد رہے کہ قرآن مجید کی کوئی سورت سکھانا یا کوئی پارہ زبانی یاد کر کے عورت کو سنا دینا اس کا شرعی مہر نہیں ہو سکتا اگرچہ عورت اس کا تقاضا کرے اور اگر عورت کے مطالبے پر شوہر نے ایسا کر دیا تو وہ مہر کی ادائیگی سے بری

الذِّمہ نہ ہو گا، اگر عقدِ نکاح میں اس چیز کا تعیُّن نہیں ہوا جو مہر بن سکتی ہے تو شوہر پر مہرِ مثل دینالازم ہو گا، مہر مثل کا بیان **"کتاب النکاح"** میں آگے آرہاہے۔ہاں! اگر عورت اپنی مرضی سے یوں کہے: اگر تم مجھے فلاں پارہ یا سورت یاد کر کے سنادو تو میرا مہر تجھے معاف ہے، تو یہ جائز ہے۔

**(۱۰)۔۔۔دسویں دلیل:** حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی گواہی ہمیشہ کے لئے دو مَردوں کی گواہی کے برابر فرمادی۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ تیرے لئے خرابی ہو، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی کوئی نہیں دیتا کیونکہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں حضرت خزیمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بارگاہ میں حاضر ہوئے اور گفتگو سن کر بولے: میں گواہی دیتاہوں کہ تو نے حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ گھوڑا بیچا ہے۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تم تو موقع پر موجود ہی نہیں تھے، پھر تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہاہوں اور ایک روایت میں ہے کہ "میں حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایاہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے، میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتاہوں تو کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں گا۔اس کے انعام میں حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مَرد کی گواہی کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا: "خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضَرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی گواہی کافی ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب اذا علم الحاکم صدق الشاہد الواحد۔۔۔الخ، ۳/۴۳۱، الحدیث: ۳۶۰۷، معجم الکبیر، خزیمۃ بن ثابت الانصاری۔۔۔الخ، عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت عن ابیہ، ۴/۸۷، الحدیث: ۳۷۳۰)

**(۱۱)۔۔۔گیارھویں دلیل:** مروِی ہے کہ ایک صاحب نبیِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اِس شرط پر اسلام قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوئے کہ میں دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قبول فرمالیا۔ (مسند احمد، مسند البصریین، ۷/۲۸۳، حدیث: ۲۰۳۰۹)

یاد رہے کہ ترکِ نماز کی یہ اجازت صرف اُنہی صاحب کے لئے خاص تھی کسی اَور کے لئے ایک نماز بھی بلاعُذرِ شرعی ترک کرنا جائز نہیں۔

**(۱۲)۔۔۔بارھویں دلیل:** حضرت سَیِّدُنا ابوہُرَیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ اَقْدَس میں حاضر ہوکر عَرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا: کس چیز نے تمہیں ہلاکت میں ڈال دِیا؟ عرض کی: میں رَمَضان میں اپنی عورت سے صُحبت کر بیٹھا۔ فرمایا: کیا غلام آزاد کرسکتے ہو؟ عَرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا لگاتار دومہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عَرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عَرض کی: نہیں۔ اتنے میں خدمتِ اَقْدَس میں کھجور لائے گئے، حُضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (اُس شخص سے) فرمایا: اِنہیں خَیرات کردو۔ عَرض کی: کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر خَیرات کروں؟ حالانکہ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ وَقَالَ اِذْھَبْ فَاَطْعِمْہُ اَھْلَكَ یعنی رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ یہ بات سُن کر ہنسے، یہاں تک کہ دندانِ مُبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا: جاؤ، یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دو (سمجھو کہ تمہارا کَفّارہ ادا ہوگیا)۔

(مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع...الخ، ص۵۶۰، حدیث: ۱۱۱۱)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فتاویٰ رَضَویّہ میں اِس حدیثِ پاک کو نَقْل کرنے کے بعد مدینے کے سُلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسلمانو! گُناہ کا ایسا کَفّارہ کسی نے کبھی نہ سُنا ہوگا (کہ روزہ توڑنے پر) سَوا دو مَن خُرمے، بارگاہِ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عطا ہوتے ہیں کہ خود کھالو، کَفّارہ ہوگیا۔ وَاللہ! یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو اِنْعام سے بدل دے۔ (مزید فرماتے ہیں کہ) اُن کی ایک نگاہِ کرم کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) کو حَسَنات (یعنی نیکیوں میں تبدیل) کردیتی ہے جب تو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن جَلَّ جَلَالُہٗ نے گُناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا کہ: (وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ) (پ۴، النساء: ۶۴) گُناہگار تیرے دربار میں حاضر ہوکر مُعافی چاہیں اور تُو شفاعت فرمائے تو خُدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ۳۰/۵۳۱ ملخصاً وملتقطاً)

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بَھلا تم پہ کروڑوں دُرود

**نوٹ**: شرعی احکام میں سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اختیارات سے متعلق بہترین معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی ۳۰ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے رسالے "مُنْیَۃُ اللَّبِیْب اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیْب" (بیشک شرعی احکام اللہ تعالیٰ کے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اختیار میں ہیں) کا مطالعہ فرمائیں۔

**سوال**: اس بات پر کیا دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکوینی اختیار عطا فرمایا ہے؟

**جواب**: اس بات پر درج ذیل دلائل ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکوینی اختیار عطا فرمایا ہے:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل**: پارہ ۵ سُوْرَۃُ النِّسَآء کی آیت نمبر ۶۵ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۶۵﴾

**ترجمۂ کنزالایمان**: تو اے محبوب تمہارے رَبّ کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (پ۵، النسآء:۶۵)

معنی یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہوسکتے سبحان اللہ اس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان پ۵، النسآء:۶۵)

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل**: دوسری دلیل: پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۷۴ میں ارشادِ ربانی ہے:

وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

**ترجمۂ کنزالایمان**: اور انہیں (یعنی منافقین کو) کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اِذنِ خدا سے ہو تم مُختارِ ہر دو عالَم
دونوں جہاں تمہاری خیرات کھا رہے ہیں

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل**: تیسری دلیل: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابُو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رِسالے **"نُور کا کھلونا"** کے صفحہ نمبر ۶ پر لکھتے ہیں کہ

حضرت سیّدُنا عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسولِ اکرم، نُورِ مجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے عَرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! مجھے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نُبوّت کی نشانیوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دِین میں داخِل ہونے کی دعوت دی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (بچپن میں) گہوارے (یعنی جُھولے) میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے اُس کی جانب اشارہ کرتے تو جس طرف آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِشارہ فرماتے، چاند اُس جانب جُھک جاتا۔ حُضُور پُر نُور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا، وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور جب چاند عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا تو اُس وقت میں اُس کی تَسبیح کرنے کی آواز سُنا کرتا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۱، ص ۹۱)

چاند جُھک جاتا جِدھر اُنگلی اُٹھاتے مَہد میں
کیا ہی چلتا تھا اِشاروں پر کھلونا نُور کا

**(۴)۔۔۔چوتھی دلیل:** خیبر کے قریب مقامِ صہبا میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نمازِ عصر پڑھ کر حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گود میں اپنا سرِ اَقدَس رکھ کر سوگئے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر وحی نازل ہونے لگی۔ حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرِ اَقدَس کو اپنی آغوش میں لئے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج غُروب ہوگیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نمازِ عصر قضا ہوگئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ دُعا فرمائی کہ یااللہ عَزَّوَجَلَّ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے، لہٰذا تُو سُورج کو واپس لوٹا دے تاکہ علی نمازِ عصر اَدا کرلیں۔ حضرت سَیِّدَتُنا اَسماء بنتِ عُمَیْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈُوبا ہوا سورج پلٹ آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دُھوپ پھیل گئی۔ (سیرتِ مصطفیٰ، ص ۷۲۲ ملخصاً)

اِشارے سے چاند چِیر دِیا چُھپے ہوئے خُور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عَصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

**(۵)۔۔۔پانچویں دلیل:** سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپ سے ارشادِ گرامی سنتاہوں مگر بھول جاتاہوں؟ ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دی تو مالِکِ جنّت، قاسِمِ نعمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دستِ رحمت سے چادر میں کچھ ڈال دیااور فرمایا:"اے ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اِسے اٹھالو اور سینے سے لگالو۔"میں نے حکم کی تعمیل کی۔اِس کے بعد (میرا حافِظہ اِس قَدَر مضبوط ہوگیا کہ) میں کوئی بھی چیز نہیں بُھولا۔

(صَحیحُ البخارِیّ ج۲،اص ۹۴، ۶۲ حدیث ۲۳۵۰،۱۱۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

مالِکِ　کونَین　ہیں　گو　پاس　کچھ　رکھتے　نہیں
دو　جہاں　کی　نعمتیں　ہیں　ان　کے　خالی　ہاتھ　میں

معلوم ہوا، اللہ غفّار عَزَّوَجَلّ نے مَدَنی سرکار، جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بے شمار اِختیارات سے نوازا ہے۔ بے شک مادّی چیزیں دینا بھی اپنی جگہ مگر ہمارے آقا، مَکّی مَدَنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو نظر نہ آنے والی شے قوّتِ حافِظہ بھی اپنے غلام اور ہمارے آقا حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمادی۔

**(۶)۔۔۔چھٹی دلیل:** حضرتِ سیِّدُنا جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار نبیوں کے سردار، سرکارِ ذی وقار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربارِ گہربار میں حاضِر ہوئے تو مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ پُرانوار پر بھوک کے آثار دیکھے۔ گھر آکر زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: گھر میں کچھ کھانے کے لئے بھی ہے؟ عرض کی: گھر میں ایک بکری اور تھوڑے سے جَو کے دانوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ بکری ذَبح کردی گئی، جَو پیس کر روٹیاں پکاکر سالن میں بھگو کر ثَرِید تیّار کیا گیا۔ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے وہ ثَرید کا برتن اٹھا کر مدینے کے تاجور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ انور میں پیش کردیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا:"اے جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جاؤ لوگوں کو بُلالاؤ۔"جب صَحابۂ کرام علیھم الرضوان حاضر ہوگئے تو ارشاد ہوا: میرے پاس تھوڑے تھوڑے بھیجتے جاؤ۔ چُنانچِہ صَحابۂ کرام علیھم الرضوان حاضر ہوتے اور کھانا تناوُل فرماکر چلے جاتے، جب سب کھانا کھاچکے تو میں نے دیکھا کہ برتن میں ابتِداءً جتنا کھانا تھا اُتنا ہی اب بھی موجود ہے۔ نیز سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھانے والوں کو فرما رہے تھے کہ ہڈّی مت توڑنا۔ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سب ہڈّیاں جمع کرنے کا حکم فرمایا۔ جب ہڈّیاں جمع

ہو گئیں تو سرورِ کائنات، شَہَنشاہِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارَک ہڈیوں پر رکھ کر کچھ پڑھا۔ہڈیوں میں حَرَکت پیدا ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بکری کان جھاڑتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:اے جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ !اپنی بکری لے جاؤ۔ میں بکری لے کر جب گھر آیا تو زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یہ بکری کہاں سے لائے؟ میں نے جواب دیا: خدا عزوجل کی قسم!یہ وُہی بکری ہے جو ہم نے ذَبح کی تھی۔ ہمارے پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ہمارے لئے زندہ کر دیا ہے۔

(الخصائِصُ الکُبریٰ ج ۲ ص ۱۱۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جِلا دیے ہیں

**(۷)۔۔۔ساتویں دلیل:** صَحرائے عَرَب میں ایک قافِلہ اپنی منزِل کی طرف رواں دواں تھا۔اِثنائے راہ(یعنی راستے میں) پانی خَتْم ہو گیا۔ قافِلے والے شدّتِ پیاس سے بے تاب ہو گئے اور موت ان کے سروں پر مَنڈلانے لگی کہ کرم ہو گیا یعنی اچانک دونوں جہاں کے فریادرَس مکی مدنی مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کی اِمداد کے لئے تشریف لے آئے۔ اہلِ قافِلہ کی جان میں جان آ گئی! اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:"وہ سامنے جو ٹِیلہ ہے اس کے پیچھے ایک سانڈنی سُوار (یعنی اونٹ سوار) سیاہ فام حبشی غلام سُوار گزر رہا ہے، اس کے پاس ایک مَشکیزہ ہے، اُسے سانڈنی سَمیت میرے پاس لے آؤ۔" چُنانچِہ کچھ لوگ ٹیلے کے اُس پار پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک سانڈنی سُوار حبشی غلام جارہا ہے۔لوگ اس کو تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں لے آئے۔ شَہَنشاہِ خیرُ الاَنام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُس سیاہ فام غلام سے مَشکیزہ لے کر اپنا دستِ بابَرَکت مَشکیزے پر پھیرا اور مَشکیزے کا منہ کھول دیا اور فرمایا:"آؤ پیاسو!اپنی پیاس بجھاؤ۔" چُنانچِہ اہلِ قافِلہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے برتن بھی بھر لئے۔ وہ حبشی غلام یہ مُعجِزہ دیکھ کر نبیوں کے سرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دستِ انور چومنے لگا۔ سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دستِ پُر انوار اُس کے چہرے پر پھیر دیا۔ یعنی اُس حبشی کا سیاہ چہرہ ایسا سفید ہو گیا جیسا کہ چودھویں کا چاند اندھیری رات کو روزِ روشن کی طرح منوّر کر دیتا ہے۔ اُس حبشی کی زبان سے کلمۂ شہادت جاری ہو گیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور یوں اُس کا دل بھی روشن ہو گیا۔ جب مسلمان ہو کر وہ اپنے مالِک کے پاس پہنچا تو مالِک نے اسے پہچاننے

سے ہی انکار کر دیا۔ وہ بولا: میں وُہی آپ کا غلام ہوں۔ مالِک نے کہا: وہ تو سیاہ فام غلام تھا۔ کہا: ٹھیک ہے مگر میں مَدَنی حُضور سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لا چکا ہوں۔ میں نے ایسے نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غلامی اختیار کرلی ہے کہ اُس نے مجھے بدرِ مُنیر (یعنی چودھویں رات کا روشن چاند) بنا دیا، جس کی صُحبت میں پہنچ کر سب رنگ اُڑ جاتے ہیں، وہ تو کفر و معصیَّت کی سیاہ رنگت کو بھی دُور فرما دیتے ہیں، اگر میرے چِہرے کا سیاہ رنگ اُڑ گیا تو اِس میں کون سی تَعَجُّب کی بات ہے! (مُلَخَّص اَز مثنوی شریف مُتَرجَم، ص ۲۶۲)

سبحٰن اللہ! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے سرکار، مکے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر قسم کے اختیار عطا فرما دیئے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ پاک کے نائبِ مطلق ہیں۔

# اذان سے پہلے اور بعد درود پڑھنے پر دلائل

## درود شریف کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا اُبَیِّ بِنْ کَعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے عَرض کی کہ میں (سارے وِرد، وظیفے چھوڑ دوں گا اور) اپنا سارا وقت دُرُود خوانی میں صرف کروں گا۔ تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ تمہاری فکریں دور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ترمذی ج ۴ ص ۲۰۷ حدیث ۲۴۶۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** اذان و اقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** اذان و اقامت سے پہلے یا بعد میں درود و سلام پڑھنا بالکل جائز اور مستحب ہے۔

**سوال:** اس پر کیا دلائل ہیں؟

**جواب:** اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل:** قرآنِ پاک میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ ۲۲، الأحزاب: ۵۶)

**ترجمہ کنزالایمان:** بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو، ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور اس میں نہ تو کوئی الفاظ مقرّر فرمائے کہ انہیں الفاظ کے ساتھ درود پڑھو اور نہ ہی کسی وقت کی قید لگائی ہے کہ اِس وقت پڑھو اور اُس وقت نہ پڑھو۔

اور حدیث شریف میں ہے: "جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لئے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اجر ایجاد کرنے والے کو بھی ملے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ۔۔۔الخ، ص ۵۰۸، حدیث: ۱۰۱۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اذان سے قبل درود شریف پڑھنا بھی مسلمانوں کے اندر رائج ہے اور اگر یہ کسی حدیث شریف سے ثابت نہ بھی ہو تب بھی کارِ ثواب ہے کہ دینِ اسلام میں جس نے اچھا کام شروع کیا اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کا

ثواب عطا فرمائے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے برابر بھی اس شخص کو ثواب عطا کیا جائے گا۔

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل:** اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا حدیثِ پاک میں حکم ہے چنانچہ: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا، یعنی جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے الله تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (ترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله، باب ماجاء فی فضل النبی ۵/ ۳۵۳، حدیث: ۳۶۳۴)

**مُفسّرِ** شہیر حکیم الاُمّت حضرت مُفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْه رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوا کہ اَذان کے بعد **دُرود شریف** پڑھنا سُنَّت ہے بعض مُؤذِّن اَذان سے پہلے ہی **دُرود شریف** پڑھ لیتے ہیں اس میں بھی حرج نہیں، ان کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔ (حضرتِ علامہ ابنِ عابدین) شامی قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِی نے فرمایا کہ اِقامت کے وَقت **دُرود شریف** پڑھنا سُنّت ہے، خیال رہے کہ اَذان سے پہلے یا بعد بُلَنْد آواز سے دُرود پڑھنا بھی جائز بلکہ ثواب ہے بلاوجہ اسے مَنْع نہیں کہہ سکتے۔'' (مراۃ، ج۱، ص ۴۱۱)

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر جائز اور صاحبِ شان کام سے پہلے درود پڑھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ہے چنانچہ: جامع صغیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ لَا یُبْدَأُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللهِ وَ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَبْتَرُ مَمْحُوْقٌ مِنْ کُلِّ بَرَکَةٍ'' ترجمہ: ہر جائز کام جس کی ابتدا اللہ کی حمد اور مجھ پر درود سے نہیں کی جاتی تو وہ کام ادھورا، نامکمل اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔ (جامع صغیر ج۱، ص ۴۰۲، ۹۷، مطبوعہ امام شافعی ریاض)

پس اذان و اقامت بھی یقیناً جائز و صاحبِ شان کاموں میں سے ہیں لہذا ان سے پہلے بھی درود پڑھنا اس حدیث پر عمل کرنا ہے۔

**(۴)۔۔۔چوتھی دلیل:** **حضرتِ** سَیِّدُنا علی بن حُسین بن علی رَضِیَ الله تَعالٰی عَنْهُم ارشاد فرماتے ہیں: ''عَلَامَةُ اَهْلِ السُّنَّةِ کَثْرَةُ الصَّلَاةِ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر کثرت سے دُرود پڑھنا اہلِ سُنَّت کی علامت ہے۔'' (القول البدیع، الباب الاول فی الامر بالصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ الخ، ص ۱۳۱)

**اَلْحَمْدُ لِلّٰه!** اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم سے سُنّی **صحیح العقیدہ** مُسلمان اَذان سے پہلے، اَذان کے بعد، **نمازِ جمعہ**

کے بعد اور دیگر کثیر مواقع پر **دُرُود وسلام** پڑھتے ہیں اور بعض تو ایسے بھی خوش نصیب ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کی زبانوں پر **دُرُود وسلام** کے نغمے جاری ہوتے ہیں۔

میں وہ سنی ہوں جمیلِ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام

**(۵)۔۔۔پانچویں دلیل:** **حضرت** سَیِّدُنا عُروہ بن زُبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ بَنِی نَجَّار کی ایک صحابیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھا نے فرمایا: ''مسجدِ نَبوی شریف کے گرد جتنے گھر تھے میرا گھر ان میں سب سے بُلَنْد تھا۔ حضرت سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فجر کی اَذان اسی پر کہتے تھے۔ وہ پچھلی رات آکر مکان کی چھت پر بیٹھ جاتے اور فجر طُلُوع ہونے کا اِنْتظار کرتے رہتے۔ جب اسے دیکھتے تو انگڑائی لیتے اور کہتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِیْنُكَ عَلَی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَكَ، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری حمد وثناء بیان کرتا ہوں اور قریش کے مُقابلے میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دِین کو قائم کریں۔'' اس کے بعد اَذان کہتے۔ صحابیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میرے علم میں ایسی ایک رات بھی نہیں جب اُنہوں نے یہ اَلفاظ نہ کہے ہوں۔''

(ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب الاذان فوق المنارۃ، ۱/۲۱۹، حدیث: ۵۱۹)

**دیکھا آپ** نے کہ حضرت سَیِّدُنا بلالِ حبشی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بلا ناغہ اَذان سے پہلے قریش کے لئے دُعائیہ کلمات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب اَذان سے پہلے قریش کے لئے دُعائیہ کلمات کہنا نا صرف جائز بلکہ سُنَّتِ بلالی ہے تو پھر اَذان سے پہلے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے دُعا کرنا یعنی **دُرُود وسلام** پڑھنا بھی یقیناً جائز بلکہ کثیر اَجر وثواب کا باعث ہے۔

قسمت مجھے مل جائے بلالِ حبشی کی
دم عشقِ محمد میں نکل جائے تو اچھا ہے

**سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان واقامت سے قبل درود شریف نہ پڑھا جائے کہ عوامُ النّاس کہیں درود شریف کو اذان واقامت کا حصّہ نہ سمجھ لیں، کیا یہ بات درست ہے؟

**جواب:** اس کا حل یہ نہیں کہ ایک مستحسن کام بند کر دیا جائے، علمائے کرام نے اس کا حل یہ پیش فرمایا ہے کہ اذان واقامت سے پہلے درود میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ کرے پھر اذان یا اقامت کہے تاکہ درود شریف اور اذان واقامت کے درمیان فاصلہ ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان واقامت کی آواز سے پست رہے تاکہ دونوں کے درمیان فرق رہے اور درود شریف کو اذان و اقامت کا جُزء نہ سمجھیں۔اس طرح اذان واقامت پڑھنے والا خوش نصیب صلوٰۃ و سلام کی برکتوں سے بھی مستفید ہوتا رہے گا۔ اسی طرح کے ایک سوال اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت سے کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”درود شریف قبلِ اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز، آوازِ اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزء اقامت نہ معلوم ہو۔“ (فتاوی رضویہ ج۵، ص۳۸۵۔۳۸۶)

**سوال:** اذان سے پہلے درود پڑھنے کی ابتدا کب سے ہوئی اور کس نے کی؟

**جواب:** علاّمہ نَبْہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانی اَذان سے پہلے **دُرُود شریف** پڑھنے کی حکمت اور اس کا زمانہ بیان فرمایا ہے کہ اَذان کے وَقت **دُرُود و سلام** کی اِبتدا کس نیک ہَستی نے کی اور کیوں کی اور یہ کب سے تمام دُنیا کے مسلمانوں میں رائج چلتی آرہی ہے؟ چنانچہ فرماتے ہیں: ”اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع میں ہے کہ اَذان کے بعد مُؤَذِّنوں نے رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **دُرُود و سلام** پڑھنا شُروع کیا اور مُؤَذِّن صُبح اور جُمُعہ کی اَذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں وقت کی تنگی کی بناء پر عام طور پر نہیں پڑھتے اور اس کی اِبتدا مسلمانوں کے مشہور اور محبوب حکمران، سپہ سالار سُلطان صلاحُ الدِّین اَیُّوبی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے دورِ حکومت میں ان کے حکم پر ہوئی تھی، رہی اس سے پہلے کی بات تو وہ یہ ہے کہ جب حاکم بن عبد العزیز کو قتل کیا گیا تو اس کی بہن نے حکم دیا کہ اس (حاکم بن عبد العزیز) کے بیٹے ظاہر پر سلام بھیجا جائے تو اس پر ان اَلفاظ کے ساتھ سلام کہا جانے لگا **”اَلسَّلَامُ عَلَی الْاِمَامِ الظَّاھِر“** پھر اس کے بعد آنے والے خُلفاء میں سلام کی رسم چل نکلی، یہاں تک کہ سُلطان صلاحُ الدِّین رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس رَسم کو خَتْم کیا اور اس کی جگہ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود و سلام کا طریقہ جاری کیا۔“ (سعادۃ الدارین، الباب الخامس فی المواطن التی تشرع فیھا الصلاۃ علی النبی، ص ۱۸۳)

# بدعت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے راضی ہو اُسے چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے۔(فِردَوسُ الآخبار بمأثور الْخِطاب ج ۲ ص ۲۸۴ حدیث ۶۰۸۳ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: بدعت کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: بدعت کے لغوی معنی ہیں نئی چیز، اصطلاح شریعت میں بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مبارک دور میں نہ تھا بعد میں کسی نے اس کو شروع کیا، اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اس بدعت کو بدعتِ سَیِّئَہ یعنی بُری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مَردود ہے اور وہ نیا کام جو قرآن و سنّت کے خلاف نہیں ہے اس کو بدعتِ مُباحہ یا حَسَنَہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں یعنی حکم کے اعتبار سے مُباح ہے تو مُباحَہ اور مستحسن ہے تو حَسَنَہ بلکہ بعض بدعاتِ حَسَنَہ تو واجِبَہ بھی ہوتی ہیں جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔(بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت ص ۱۱۸)

**سوال**: اچھی بدعت پر عمل کرنا کیسا؟

**جواب**: اچھی بدعت کو بدعتِ حَسَنَہ کہا جاتا ہے اس پر عمل کرنا کبھی واجب، کبھی مستحب ہوتا ہے اور اچھا طریقہ جاری کرنے والا اجر و ثواب کا حقدار ہے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے: ”جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہو گی اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ۔۔۔الخ، ص ۵۰۸، حدیث:۱۰۱۷)

**سوال**: بدعت کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

**جواب**: حضرت علامہ عزالدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی "کتاب القواعد" کے آخر میں تحریر

فرمایا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔بدعتِ وَاجِبَہ:** جس پر عمل کرنا ضروری ہے جیسے قرآن مجید کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے علم نحو سیکھنا اور اصول فقہ اور جرح وتعدیل کے قواعد کو مُدَوَّن کرنا(یعنی بنانا) تاکہ فقہ وحدیث کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

**(۲)۔۔۔بدعت مُحَرَّمَہ:** جس پر عمل کرنا حرام و گناہ ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ وغیرہ تمام بد مذہبوں اور بد دینوں کے مذاہب۔

**(۳)۔۔۔بدعتِ مُسْتَحَبَّہ:** جن پر عمل کرنا ثواب ہے اور چھوڑ دینا گناہ نہیں، جیسے دینی مدارس اور مسافر خانوں کی تعمیرات۔

**(۴)۔۔۔بدعتِ مَکْرُوْھَہ:** جیسے مسجدوں اور قرآنِ مجید کی جلدوں کو نقش و نگار سے مزین کرنا۔

**(۵)۔۔۔بدعتِ مُبَاحَہ:** جیسے انواع و اقسام کے کھانے، پہننے، پینے کا سامان کرنا اور فجر و عصر کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا، مکانات بنوانا۔

(حاشیۃ مشکاۃ،کتاب الایمان،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،ص۲۷ومرقاۃالمفاتیح، کتاب الایمان،تحت الحدیث:۱۴۱،ج۱،ص۳۶۸)

**سوال:** بد مذہب یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ''کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ'' کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اچھی بدعت کہاں سے ہو گی؟ اس کا کیا جواب ہے؟

**جواب:** "بدعت ضلالت" کا بیان کرتے ہوئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ وہ نئی چیز جو قرآن وحدیث یا اقوال و اعمال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اجماع امت کے مخالف ہو وہ ضلالت و گمراہی ہے اور جو اچھی اچھی نئی چیزیں ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہوں وہ مذموم اور گمراہی نہیں۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کے ساتھ تراویح کو ''نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ'' فرمایا یعنی یہ اچھی بدعت ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ '' مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَعِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ '' یعنی تمام مسلمان جس چیز کو اچھی مان لیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''لَایَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ '' یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔

(مرقاۃ المفاتیح،کتاب الایمان،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،تحت الحدیث:۱۴۱، ج۱،ص۳۶۸)

اور حضرت علامہ عزالدین بن عبد السلام و حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے بیان کی تائید مزید اس حدیث مرفوع سے بھی ہوتی ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ " مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ " (صحیح مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة...الخ، الحدیث:۱۷۱۸، ص۹۴۵) یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالے جو دین میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔ اس حدیث سے صاف صاف ظاہر ہے کہ دین میں وہ نئی بات جو دین کے مخالف نہ ہو وہ ہرگز ہرگز مردود نہیں ہے۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مشکوۃ ج ۱ ص ۳۰ پر جو حدیث ہے کہ " اِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " یعنی تم لوگ اپنے آپ کو دین میں نئے نئے کاموں سے بچائے رکھو کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام...الخ، الحدیث:۱۶۵، ج۱، ص ۵۳)

اس سے مُراد وہی بدعت ہے جو قرآن و حدیث یا اقوال و اعمالِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ہو ورنہ ظاہر ہے کہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز گمراہی کیونکر ہو سکتی ہے؟ جب کہ اُوپر ذکر کی ہوئی حدیثوں میں صاف صاف تصریح موجود ہے کہ گمراہی وہی نئی نکالی ہوئی چیز ہو گی جو دین کے خلاف ہو اور اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے ناراض ہوں اور جو نئی نئی باتیں دین کے خلاف نہیں ہیں وہ ہرگز ہرگز کبھی بھی مذموم اور گمراہی نہیں ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی ایک حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے جو مشکوۃ ج ۱ ص ۳۳ پر مذکور ہے کہ:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ

ترجمہ: جو اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالے تو اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس اچھے طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثوابوں کا اجر بھی اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالے تو اس پر اس کا گناہ ہے اور تمام ان لوگوں کے گناہوں کا وبال بھی اس پر ہو گا جو اس کے بعد اس برے طریقے پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، الحدیث:۲۱۰، ج۱، ص۶۱)

بہر حال یہ بات سورج کی طرح روشن ہو گئی کہ دین میں ہر نئی بات جو نکالی جائے وہ گمراہی نہیں ہے بلکہ وہی نئی چیز

گمراہی ہوگی جو دین کے مخالف ہو ورنہ ظاہر ہے کہ ہر نئی چیز گمراہی کس طرح ہوسکتی ہے؟ حالانکہ زمانۂ نبوت کے بعد سینکڑوں چیزیں اولیائے امت وعلمائے ملت نے نئی نئی ایجاد کی ہیں جو ہرگز ہرگز مذموم نہیں بلکہ باعث اجروثواب ہیں۔ مثلاً قرآن مجید پر اعراب لگانا، قرآن مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا، قرآن میں اوقاف کی علامتوں کو لکھنا، رکوع کی نشانی تحریر کرنا، اسی طرح قرآن مجید کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے نحو وصرف اور معانی وبیان نیز اصول فقہ واصول حدیث کے قواعدو ضوابط کو مدون کرنا، ان فنون میں کتابیں تصنیف کرنا، ان کی تعلیم کے لئے مدارس قائم کرنا، نصاب مقرر کرنا، اسی طرح جمعہ و عیدین کے خطبوں میں خلفائے راشدین اور حضرت فاطمہ وحضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے دونوں چچاؤں حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پڑھنا، مسجدوں کی عمارتوں کو پختہ اور عالی شان بنانا، مسجدوں پر مناروں اور مِئْذَنَہ (یعنی اذان دینے کے لئے کمرے) کی تعمیرات وغیرہ اس قسم کی بہت سی نئی نئی چیزیں علمائے ملت نے دین میں نکالی ہیں مگر چونکہ ان میں کوئی چیز بھی دین کے مخالف نہیں اس لئے ان چیزوں کو ہرگز ہرگز مذموم اور گمراہی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ سب بدعتِ حسنہ اور ثواب کے کام ہیں۔ اسی طرح صوفیائے کرام کے معمولات مثلاً مُراقبات اور ذکر کرنے کی ہیأت اور جلسات، تسبیحات کا استعمال، ذکروں کی مقدار، حلقے اور ختم خواجگان، میلاد شریف، مجالس وعظ، فاتحہ واعراس اولیاء، مقابر پر گل پوشی وچادر پوشی، بلاشبہ یہ سب دین میں نئی نئی باتیں نکالی گئی ہیں، مگر چونکہ ان میں کوئی بھی قرآن مجید وحدیث یا اقوال واعمال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مخالف نہیں۔ لہٰذا ہرگز ہرگز ان چیزوں کو مذموم اور گمراہی نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ سب بدعت حسنہ اور سب ثواب کے کام ہیں۔ لہٰذا ازروئے حدیث جن لوگوں نے ان اچھی اچھی باتوں کو ایجاد کیا، ان کو ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور قیامت تک جتنے لوگ ان باتوں پر عمل کرکے ثواب حاصل کرتے رہیں گے ان سب لوگوں کے ثوابوں کے برابر بھی ان کو ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ”وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھئے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ وقبیحہ وہ ہے، جو کسی سنّت کے مخالف ومزاحم ہو اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ

واجب تک ہوتی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں: ''نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ'' ترجمہ: ''یہ اچھی بدعت ہے'' حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہر گز بدعتِ قبیحہ نہیں ہو سکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انہیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال و سنت۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللہِ

**سوال:** کچھ ایسے معاملات کی مثالیں بیان فرمادیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھیں اور مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیں اور اس کو اچھا بھی سمجھتے ہیں؟

**جواب:** میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا، ابو بلال محمد الیاس عطار قادری زید مجدہ و شرفہ وعلمہ وعملہ اپنے رسالے بنام ''فیضانِ اذان'' کے صفحہ نمبر ۱۸ پر اس کی چند مثالیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱)۔۔۔حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مبارک زمانے میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

(۲)۔۔۔قرآنِ پاک کے اوپر نقطے و اعراب حجاج بن یوسف کے دور میں سنہ ۹۵ ہجری میں لگے ہیں چاروں صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے یہ کام نہیں کیا جو اس نے کروایا اور اس پر کسی عالِم نے انکار بھی نہیں کیا علمائے حق کی اجازت و تحسین کی بناء پر یہ عمل بھی مستحسن ہے۔

(۳)۔۔۔اُسی نے ختمِ آیات پر علامات کے طور پر نُقطے لگوائے۔

(۴)۔۔۔مسجد کے وَسط میں اِمام کے کھڑے رہنے کے لئے طاق نُما محراب پہلے نہ تھی، وَلید مَروانی کے دَور میں سیِّدُنا عُمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِیجاد کی۔ آج کوئی مسجِد اس سے خالی نہیں۔

(۵)۔۔۔قرآنِ پاک کی چھپائی۔

(۶)۔۔۔قرآن و حدیث کا علم سیکھنے کے لئے علمِ صَرف و نَحو کے قواعد۔

(۷)۔۔۔علمِ حدیث اور احادیث کی اَقسام اور جرح و تعدیل کے اصول۔

**(۸)۔۔۔**عالم بننے کے لئے دَرسِ نظامی کا کورس۔

**(۹)۔۔۔**شریعت و طریقت کے چار سلسلے مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ۔

**(۱۰)۔۔۔**زبان سے نَماز کی نیّت کرنا حالانکہ دورِ صحابہ میں دل سے نیّت کی جاتی تھی۔

**(۱۱)۔۔۔**ہوائی جہاز کے ذَرِیعہ سفرِ حج، پہلے پیدل یا جانوروں پر سواری کرکے جاتے تھے۔

**(۱۲)۔۔۔جدید سائنسی** ہتھیاروں کے ذَرِیعے جہاد۔ یہ سارے کام اُس مُبارَک دَور میں نہیں تھے لیکن اب انہیں کوئی گُناہ نہیں کہتا۔

**(۱۳)۔۔۔**چھ کلمے، اس طرح حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدّس دور میں مرتب نہ تھے۔ لیکن ان کاموں کو کوئی گناہ نہیں کہتا اور نہ ہی کوئی منع کرتا ہے۔ ایسا کیوں؟ ایسا اس لئے کہ ممانعت کی دلیل موجود نہیں ہے اگرچہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے زمانے میں بعض کام نہیں ہوئے مگر چونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سے منع بھی تو نہیں فرمایا ہے لہٰذا یہ کام کرنا، جائز ہے۔

**سوال:** بدعت کے اچھے ہونے پر کیا دلائل ہیں؟

**جواب:** بدعت کے اچھے ہونے پر بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل:** پارہ ۲۷ سورۂ حدید کی آیت نمبر ۲۷ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ِ۟ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ (پ۲۷، الحدید، ۲۷)

**ترجمۂ کنزالایمان:** اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرّر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں۔

یعنی اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو جنگل میں جا کر عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ وہ لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام خود ایجاد کیا تھا، اس کے باوجود ان کو اس کام سے اللہ تعالی نے منع نہ فرمایا بلکہ عمل کرنے والوں کو اجر و ثواب سے نوازا۔ اس آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دِین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے، اس پر ثواب ملتا ہے، اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں البتہ دِین میں بُری بات نکالنا بدعتِ سیّئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سیّئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنّت ہو اس کے نکالنے سے کوئی سنّت اٹھ جائے اس سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دِین کی تقویّت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق و شوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآنِ مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔" (خزائن العرفان، پ۲۷، الحدید، ۲۷)

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل:** فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَّمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بد عملی کا گناہ ہے اور ان کی بد عملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں بغیر اس کے ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔
(مسلم کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة الخ، ص۱۴۳۷، حدیث: ۲۶۷۳)

یعنی مُوجدِ خیر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر پائے گا لہٰذا جن لوگوں نے علمِ فقہ، فنِ حدیث، میلاد شریف، عرسِ بزرگانِ دین، ذکرِ خیر کی مجلسیں، اسلامی مدرسے، طریقت کے سلسلے ایجاد کئے انہیں قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ یہاں اسلام میں اچھی بدعتیں ایجاد کرنے کا ذکر ہے۔ (مراٰۃ المناجیح ج۱ ص۱۹۷)

# تقلید کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرض حج کرو، بے شک اِس کا اجر بیس غَزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ ہے اور مجھ پر ایک مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھنا اِس کے برابر ہے۔ (فِردَوسُ الاَخبار بمأثورالْخِطاب، ج ا ص ۳۳۹ حدیث ۲۴۸۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** تقلید کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** تقلید کا لغوی معنی گلے میں ہار ڈالنا، یا پٹہ ڈالنا ہے جبکہ شرعی معنی ہیں کسی کے قول و فعل کو اپنے لئے حُجّت یعنی دلیل بنا کر دلیل شرعی پر نظر کئے بغیر مان لینا، یہ سمجھ کر کہ وہ اَہلِ تحقیق میں سے ہے اور اس کی بات شرعاً متحقق اور قابلِ اعتماد ہے۔ تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید کرنے والے کو مقلِّد کہتے ہیں۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۳)

**سوال:** ہم لوگ دینی مسائل میں کس کی تقلید کرتے ہیں؟

**جواب:** ہم لوگ دینی مسائل میں امامِ اعظم ابو حنیفہ حضرتِ سیّدنا نعمان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کو اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائلِ شرعِیَّہ میں خود نظر نہیں کرتے، خواہ وہ قرآن و حدیث یا اِجماعِ امّت کو دیکھ کر مسئلہ بیان فرمائیں یا اپنے قیاس سے حکم دیں۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۳)

**سوال:** تقلید کے ضروری ہونے پر دلائلِ عقلیہ کیا ہیں؟

**جواب:** ایک سمجھدار بچّہ بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو بالکل جاہل اور اَن پڑھ ہے اور اسے اپنے کام سے فرصت بھی نہیں ہے کیا وہ یہ اہلیت و استطاعت رکھ سکتا ہے کہ کتابیں پڑھ کر ہی خود کوئی مسئلہ معلوم کر لے، کجا یہ کہ وہ براہِ راست قرآن و حدیث سے مسئلے نکالے اور اس پر عمل کرے۔ ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب یقیناً نفی میں ہو گا۔ لا محالہ وہ جاہل شخص کسی عالم سے پوچھے گا۔ وہ عالم اگر خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو وہ اسے ان کتب سے پڑھ کر بتائے گا جس میں کسی عالمِ مجتہد کے اَخذ و مرتب کردہ مسائل لکھے ہوں گے، اور اس مجتہد عالم نے وہ مسائل قرآن و سنّت ہی سے نکال کر بیان کئے ہوں گے۔ تو ایک جاہل یا عالمِ غیر مجتہد جو اجتہاد کے ذریعے خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے کی اہلیت و صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس پر یہ ذمّے داری عائد کر دینا کہ وہ خود

قرآن وحدیث سے مسائل نکالے اس کے لئے تکلیف ما لا یُطاق ہے (یعنی ایسی تکلیف ہے جس کی وہ طاقت واہلیت ہی نہیں رکھتا)، بلکہ حکمِ قرآنی کے صریح خلاف ہے، کیونکہ قرآن میں فرمایا گیا"لَا یُکَلِّفُ اللہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر"۔(پ۳،البقرہ،۲۸۶)

معمولاتِ شرعیہ سے قطع نظر کرتے ہوئے جب ہم روزمرّہ کے حالات اور اپنے طرزِ زندگی پر نظر کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ تقلید کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں اس میں عوام وخواص، شہری، دیہاتی ہر طبقہ کے لوگ برابر کے حصّہ دار ہیں۔ آپ غور کریں کہ ایک بچّہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے ماں باپ اپنے مُربّی کی تقلید کے سہارے پروان چڑھتا ہے، ایک بیمار اپنے معالج کی تقلید کرکے ہی شفاء یاب ہوتا ہے، ایک مستغیث کسی قانون داں وکیل کی تقلید کرکے ہی اپنا حق پاتا ہے، راستہ سے ناواقف شخص کسی راستہ بتانے والے کی تقلید کرکے منزلِ مقصود تک پہنچتا ہے، ایک جاہل اپنے مُعلّم کی تقلید ہی سے صاحبِ علم وفضل بنتا ہے۔ ہنر اور پیشے سے خالی شخص کسی ماہرِ فن اُستاذ کی تقلید کرکے ہی ہنر منداور کاریگر ہوتا ہے، یہ وہ روزمرّہ کی باتیں ہیں کہ ان سے نہ تو انکار کی کوئی گنجائش ہے اور نہ بحث، پس یہی تقلید ہے۔(مقالاتِ شارح بخاری،۱/۲۵۳، ملخصًا)

**سوال**: تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟

**جواب**: شرعی مسائل تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔عقائد کے مسائل: جن کا سمجھ لینا اور قلب میں راسخ ومحفوظ کرلینا ضروری ہے اور چونکہ یہ اُصولِ دِین ہیں اس لئے ان میں کوئی ترمیم وتنسیخ، کمی وبیشی بھی نہیں۔

(۲)۔۔۔وہ اَحکام جو قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہیں کسی مجتہد کے اِجتہاد یا قیاس کو ان کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں مثلاً پنج وقتہ نماز اور روزۂ ماہِ رَمضان، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرائض اور ایسے ہی دیگر اَحکام۔

(۳)۔۔۔وہ اَحکام جو قرآن وحدیث میں اِجتہاد سے حاصل کئے جائیں۔

ان میں سے پہلی قسم یعنی اُصولِ عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، یونہی دوسری قسم یعنی جو اَحکام قرآن و حدیث سے صراحۃً (یعنی وضاحت کے ساتھ) ثابت ہیں ان میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں یعنی ہم جو اِن مسائل کو مانتے

ہیں اور عمل کرتے ہیں تو وہ اس لئے نہیں کہ امام اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے فرمایا ہے بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں ان کا صراحۃً ذکر آیا ہے اور تیسری قسم کے مسائل جو قرآن و حدیث و اِجماعِ امّت سے اجتہاد کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لئے تقلید منع ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ خود سے مسائل نکال سکتا ہے۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۳)

**سوال:** مجتہد کون ہوتا ہے؟

**جواب:** مجتہد وہ بالغ اور صحیح العقل مسلمان ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اِشارات و کنایات کو سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے، ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علمِ صَرف و نَحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، اَحکام کی تمام آیتوں اور اَحادیث پر اس کی نظر ہو، تمام مسائلِ جُزئیہ کو قرآن و حدیث سے اَخذ کرکے ہر ہر مسئلہ کا ماخَذ اور اس کی دلیل کو اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ مسئلہ اس آیت یا فلاں حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ ذَکی اور خوش فہم بھی ہو۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۴)

**سوال:** فِقہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟

**جواب:** مسائلِ جزئیہ عَمَلِیہ اور اَحکامِ شرعیہ جو قرآن و حدیث میں جابجا پھیلے ہوئے تھے اَئمہ مجتہدین رضوان اللہ تَعَالٰی علیہم اجمعین نے لوگوں کی آسانی کے لئے جس موقع سے اور جس طرح مفہوم ہوتے تھے ان کو اسی عنوان سے اخذ کیا۔ اِسی طرح جو مسائل اِجماعِ امّت اور قیاس سے ثابت ہوئے ان سب کو لے کر ہر قسم کے مسائل کو جُدا جُدا بابوں اور فصلوں میں جمع کرکے اس مجموعہ کا نام "**فِقْہ**" رکھ دیا تو ان مسائل پر عمل کرنا عین قرآن و حدیث اور اِجماعِ امّت پر عمل کرنا ہے اور اس علمِ فِقہ میں مہارت رکھنے والے علماء کو فقیہ یا فقہاء کہا جاتا ہے۔

(ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۴)

**سوال:** مذہب کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** دِین کے فروعی مسائل اور اَحکامِ جُزئیہ میں کسی امام مجتہد کا وہ آئین یا دستور العمل جو انہوں نے قرآن و حدیث اور اِجماعِ امّت سے اَخذ کیا اُسے مذہب کہتے ہیں اس بات کو یوں سمجھیں کہ دِین اصل ہے اور مذہب اس کی شاخ۔ حدیث شریف کے مطابق دُنیا و آخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اَعظم فرمایا، وہ اَہلِ

سُنّت و جماعت کا ہے اور یہ ناجی (یعنی نجات پانے والا) گروہ اہلِ سُنّت و جماعت آج چار مذاہب حَنَفِی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہو گیا ہے۔ (ہمارا اسلام، تقلید کا بیان، حصہ ۴، ص ۲۰۵ ملتقطاً)

**سوال**: چاروں ائمّہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں واجب ہے جب چاروں حق پر ہیں تو چاروں کی تقلید کی اجازت ہونی چاہئے جب چاہیں جس امام کی تقلید کریں؟

**جواب**: بلاشبہ چاروں امام (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن حق پر ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک امام کی پیروی اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شخص اپنے نفس کی پیروی کرے گا اور جب دل چاہے گا جس امام کا مسئلہ آسان اور نفس کی خواہش کے مطابق اسے محسوس ہو گا اس پر عمل کر لے گا اور یہ شریعتِ مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ بعض ائمّہ کے نزدیک حلال اور وہی مسائل بعض ائمّہ کے نزدیک حرام ہیں اور یہ نفس کا پیروکار صبح ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے ایک مسئلہ کو حرام سمجھ کر اس لئے عمل نہ کرے گا کہ اس میں اس کے نفس کا مفاد نہیں ہے اور جب شام کو بلکہ اسی لمحے اس میں اپنا مفاد نظر آئے گا تو دوسرے امام کا مذہب اختیار کرتے ہوئے اسی مسئلہ کو اپنے لئے حلال کر لے گا اور اس طرح فقط خواہشِ نفس کی بنیاد پر احکامِ شرعیہ کو کھیل بنا کر پامال کرتا پھرے گا، اس لئے انسان کو خواہشِ نفس پر عمل کرنے کے بجائے دین و شریعت پر عمل کرنے کے لئے کسی ایک امام مجتہد کا مُقلّد ہونا ضروری ہے ورنہ وہ فلاح و ہدایت ہر گز نہ پا سکے گا۔

اس کو ایک دُنیاوی مثال سے یوں سمجھیں کہ اگر کسی منزل پر پہنچنے کے مختلف راستے ہوں تو منزل پر وہی شخص پہنچے گا جو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرے اور جو کبھی ایک راستہ پر چلے، کبھی دوسرے راستہ پر، پھر تیسرے پر پھر چوتھے پر تو ایسا شخص راستہ ہی ناپتا رہ جائے گا کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا یہی حال اس شخص کا ہو گا جو کسی ایک امام کی تقلید کا دامن نہ تھام لے بلکہ کسی مسئلہ میں کبھی کسی امام کی پیروی کرے اور کبھی دوسرے کی، پھر تیسرے کی پھر چوتھے کی تو وہ منزلِ آخرت جو کہ جنّت ہے اس تک نہیں پہنچ سکے گا بلکہ خواہشِ نفس کی خاطر راستہ ناپتا ہی رہ جائے گا اور راہِ منزل سے گم ہو کر گمراہی کے اندھیروں میں جا پڑے گا۔

**سوال**: اگر تقلید ضروری ہے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں ہوئی؟

**جواب:** صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں در پیش مسائل سے متعلق نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا حکم پوچھ لیا کرتے تھے اور بسا اوقات جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرنا ممکن نہ ہوتا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ اجتہاد کر کے حکمِ شرعی پر عمل فرماتے تھے۔ اجتہاد کی اصل مشہور حدیث شریف ہے حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے مروی ہے اوّلاً حدیث شریف کا متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَہٗ إِلَی الْیَمَنِ قَالَ: ”کَیْفَ تَقْضِیْ إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟“ قَالَ: أَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ: ”فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ؟“ قَالَ: فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ”فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ؟“ قَالَ: أَجْتَھِدُ رَأْیِیْ وَلَا آلُوْ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِمَا یَرْضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ“۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی مسئلہ در پیش ہو تو کس طرح فیصلے کرو گے، عرض کیا: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ، عرض کیا: تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت میں بھی نہ پاؤ، عرض کیا: اپنی رائے سے قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، فرماتے ہیں: تب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (یعنی تھپکی دی) اور فرمایا: شکر ہے اس کا جس نے رسول اللہ کے رسول (یعنی قاصد) کو اس کی توفیق دی جس سے رسول اللہ راضی ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب العمل فی القضاء۔۔۔ الخ، ۲/ ۱۴، حدیث: ۳۷۳۷)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ ارشاد فرماتے ہیں: صحابۂ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی وہ تو حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور پیشوا ہیں کہ ائمہ دین امام اعظم ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ ان کی پیروی کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب فضائلُ الصحابہ میں ہے: ”أَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمْ إِقْتَدَيْتُمْ إِهْتَدَيْتُمْ“ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جن کی پیروی کروگے ہدایت پالوگے۔ (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، ۲/۴۱۴، حديث: ۶۰۱۸)

”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ“ تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت۔

(مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ۱/۵۳، حديث: ۱۶۵)

یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے ہم کسی کے اُمّتی نہیں کیونکہ ہمارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی کے اُمّتی نہ تھے تو اُمّتی نہ ہونا سنّتِ رسول اللہ ہے، اس سے یہ ہی کہا جائے گا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تو خود نبی ہیں سب آپ کی اُمّت ہیں وہ کس کے اُمّتی ہوتے؟، ہم کو اُمّتی ہونا ضروری ہے ایسے ہی صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تمام کے امام ہیں ان کا کون مسلمان امام ہوتا۔ نہر سے پانی اس کھیت کو دیا جائے گا جو دریا سے دور ہو، مُکبّرین کی آواز پر وہی نماز پڑھے گا جو امام سے دور ہو، لبِ دریا کے کھیتوں کو نہر کی ضرورت نہیں، صفِ اول کے مقتدیوں کو مُکبّرین کی ضرورت نہیں، صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ صفِ اوّل کے مقتدی ہیں وہ بلا واسطہ سینۂ پاکِ مصطفٰے عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فیض لینے والے ہیں ہم چونکہ اس بَحر سے دور ہیں لہٰذا کسی نہر کے حاجتمند ہیں، پھر سمندر سے ہزارہا دریا جاری ہوتے ہیں جن سب میں پانی تو سمندر ہی کا ہے مگر ان سب کے نام اور راستے جدا ہیں کوئی گنگا کہلاتا ہے کوئی جمنا، ایسے ہی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آبِ رحمت کے سمندر ہیں اس سینہ میں سے جو نہر امام ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینہ سے ہوتی ہوئی آئی اسے حنفی کہا گیا جو امام مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینہ سے آئی وہ مذہبِ مالکی کہلایا، پانی سب کا ایک ہے مگر نام جُداگانہ اور ان نہروں کی ہمیں ضرورت پڑی نہ کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو جیسے حدیث کی اَسناد ہمارے لئے ہے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے لئے نہیں۔ (جاء الحق، حصہ اول، ص ۳۱)

**سوال**: چاروں ائمّہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید اب کیوں نہیں ہو سکتی؟

**جواب**: چاروں ائمّہ میں سے کسی ایک امام کا مُقلّد ہونا ضروری ہے کیونکہ اب حق انہیں چاروں میں منحصر ہے کیونکہ ان ائمّہ اربعہ کے اقوال ہی صحیح اَسناد کے ساتھ مروی ہیں اور صرف ان کے مذاہب ہی مُنقّح (یعنی صاف ستھرے) ہیں جبکہ سلف میں ائمّہ اربعہ کے علاوہ دیگر مجتہدین کے اقوال نہ تو اَسنادِ صحیح کے ساتھ مروی ہیں نہ کتبِ مشہورہ میں جمعیّت کے ساتھ مُدوَّن ہیں کہ ان پر اعتماد صحیح ہو اور نہ ہی ان کے مذاہب مُنقّح ہیں اسی وجہ سے صرف ائمّہ اربعہ ہی کے

مذاہب لائقِ اعتماد و قابلِ عمل ہیں۔ جیسا کہ علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”ھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ النَّاجِیَۃُ، قَدِ اجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِیْ مَذَاھِبِ أَرْبَعَۃٍ وَھُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ وَالْحَنْبَلِیُّوْنَ رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی وَمَنْ کَانَ خَارِجًا عَنْ ھٰذِہِ الْأَرْبَعَۃِ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ فَھُوَ مِنْ أَھْلِ الْبِدْعَۃِ وَالنَّارِ“ یعنی اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، آج کے دور میں جو ان چار مذاہب سے خارج ہو بدعتی اور جہنمی ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، ۴/۱۵۳)

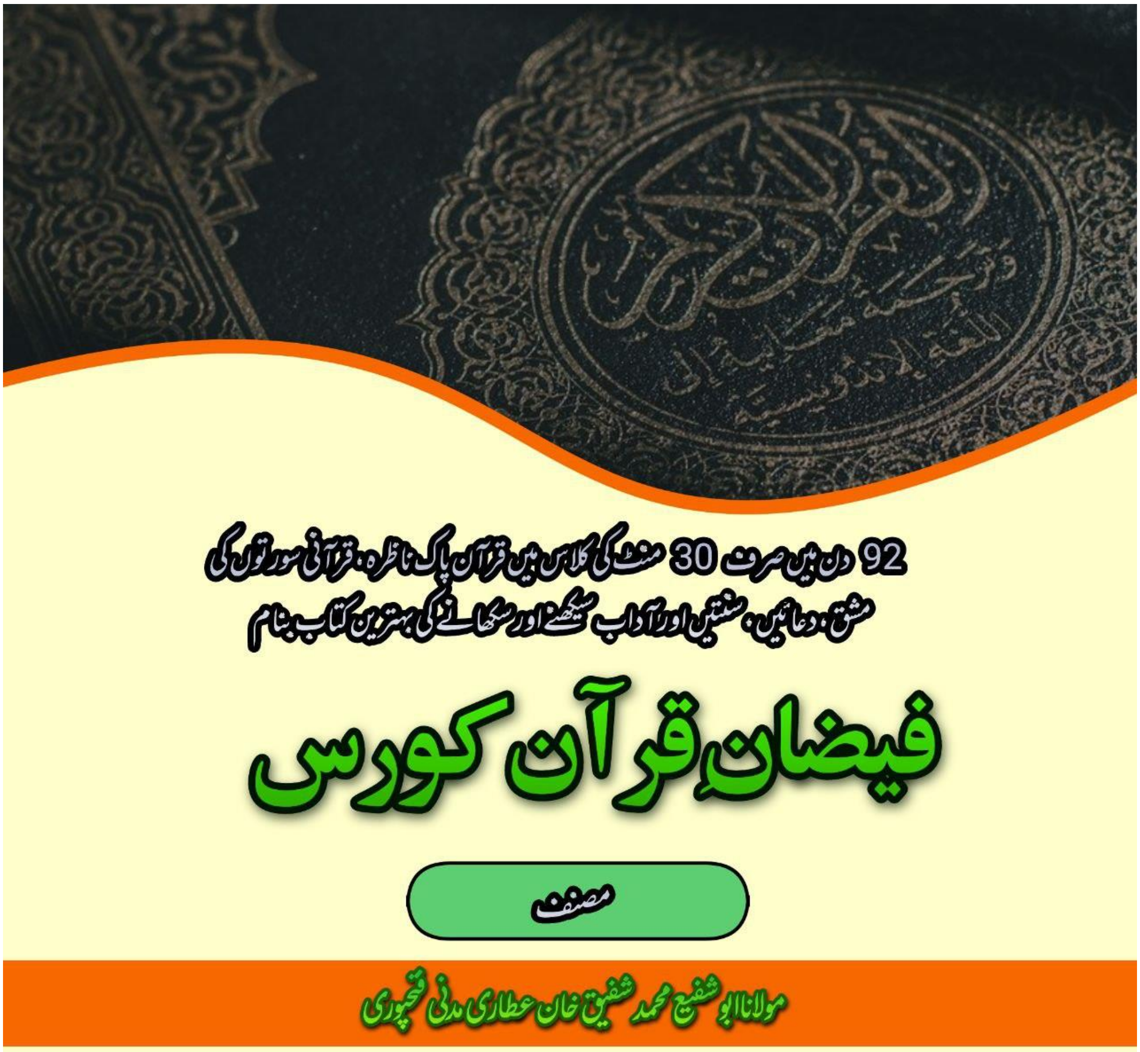

# قیام میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے روز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، تین شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یَا رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: (۱)۔۔۔وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے (۲)۔۔۔میری **سُنّت** کو زِندہ کرنے والا (۳)۔۔۔مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔ (اَلبُدورُ السّافِرۃ لِلسُّیُوطی ص ۱۳۱ حدیث ۳۶۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد مرد ہاتھ کہاں باندھیں گے؟

**جواب:** احناف کے یہاں نماز کے دوران قیام کی حالت میں مرد ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں گے یہی سنّت ہے، جو کہ مختلف روایات اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔

**سوال:** نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی کیا دلیل ہے؟

**جواب:** اس پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل:** مصنف ابنِ ابی شیبہ کی حدیث: "عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ" ترجمہ: حضرت وائل بن حجر اپنے والد (یعنی حجر) سے روایت کرتے ہیں اور ان کے والد فرماتے ہیں کہ "میں نے نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر زیرِ ناف (یعنی ناف کے نیچے) باندھتے"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱، ص ۳۹۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل:** امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی ہوئی حدیث ہے: "أَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ" ترجمہ: حضرتِ علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنّت ہے"۔ (سنن ابی داؤد: ج ۱، ص ۴۹۵)

اس حدیث میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے، اور "علمِ مصطلح الحدیث" کا طے شدہ اصول ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** "عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ، قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَخْذُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ" ترجمہ: حضرتِ ابو وائل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نماز میں ناف کے نیچے ہتھیلی کے اوپر ہتھیلی رکھے"۔ (سنن ابی داؤد ج ۱، ص ۲۰۱، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ بیروت)

**سوال:** بعض لوگ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟

**جواب:** اوپر بیان ہوا کہ احناف کے یہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنّت ہے، ہاں! شوافع سینے پر ہاتھ باندھنے کا قول کرتے ہیں تو اگر کوئی امام شافعی کا پیروکار سینے پر ہاتھ باندھے تو ہم اسے برا نہیں کہیں گے کیونکہ وہ اس بات میں اپنے امام کی پیروی کر رہا ہے مگر جو حنفی ہونے کا دعوی کرے اور سینے پر ہاتھ باندھے تو اس نے سنّت کے خلاف کیا، اسے امامِ اعظم کی پیروی کرنا واجب ہے۔

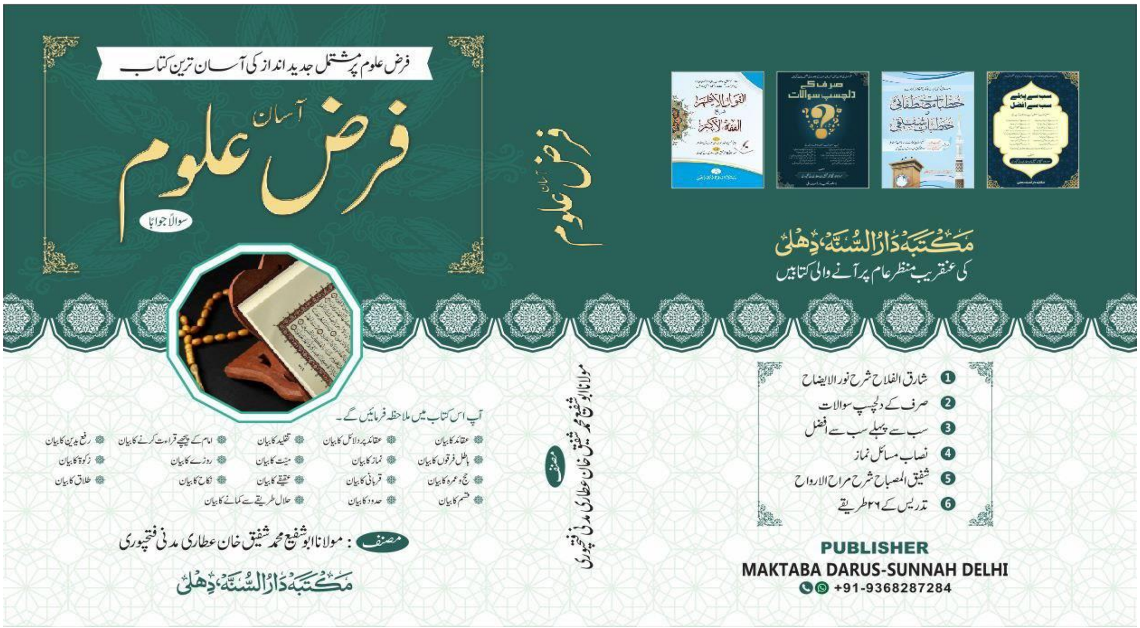

# امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: "جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّاھُوَ اَھْلُہٗ" 70 فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۸۲ حدیث ۲۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!** **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: کیا امام کے پیچھے مقتدی کا قراءت کرنا جائز ہے؟

**جواب**: بہت سارے سنی مثلاً امام شافعی علیہ الرحمہ کے مقلدین بھی امام کے پیچھے قراءت کرتے ہیں، اس لئے اگر سوال میں مذکور شخص شافعی مذہب والا ہے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے امام کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور اگر حنفی ہے تو اسے سمجھایا جائے کہ مذہبِ حنفی کی رو سے جہری اور سرّی نماز میں امام کے پیچھے قراءت ناجائز اور مکروہِ تحریمی ہے۔

**سوال**: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی کیا دلیل ہے؟

**جواب**: امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کی درج ذیل دلائل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل**: پارہ ۹، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۴ میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ (پ۹، الاعراف: ۲۰۴)

**ترجمۂ کنزُالایمان**: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

علامہ عبد اللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآنِ کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارجِ نماز اُس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ (مدارک، الاعراف، تحت الآیۃ: ۲۰۴، ص ۴۰۱)

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل**: پارہ ۲، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۸ میں ارشاد ہوا:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾ (پ۲، البقرہ، ۲۳۸)

**ترجمۂ کنزُالایمان**: نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ و آلِہٖ وسلَّم ہے: جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت، اس کی قراءت ہے۔ (مسندِ امام احمد، ج۵، ص۱۰۰، حدیث:۱۴۶۴۹)

**(۴)۔۔۔چوتھی دلیل:** امام ابو جعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھم سے (امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں) سوال ہوا، ان سب حضرات نے فرمایا: امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کرو۔ (شرح معانی الآثار، ج۱، ص۲۸۴، حدیث:۱۲۷۸)

**(۵)۔۔۔پانچویں دلیل:** حضرت بشیر بن جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں "حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نماز پڑھائی تو آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قراءت کر رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "کیا ابھی تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو۔

(تفسیر ابن جریر، الاعراف، تحت الآیۃ: ۲۰۴، ۶/ ۱۶۱)

**(۶)۔۔۔چھٹی دلیل:** حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو درست کر لو، پھر تم میں سے کوئی ایک امامت کروائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو۔ ایک روایت میں اتنا زائد ہے کہ اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ (مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ، ص۲۱۴-۲۱۵، الحدیث: ۶۲-۶۳(۴۰۴))

**(۷)۔۔۔ساتویں دلیل:** حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "امام اسی لئے ہوتا ہے کہ اس کی اِقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو۔ (ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسّنۃ فیہا، باب اذا قرأ الامام فانصتوا، ۱/ ۴۶۱، الحدیث: ۸۴۶)

**(۸)۔۔۔آٹھویں دلیل:** حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں "جس نے ایک رکعت بھی بغیر سورۂ فاتحہ کے پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام۔۔۔ الخ، ۱/ ۳۳۸، الحدیث: ۳۱۳)

اس مسئلے کی مزید تحقیق و تفتیش کے لئے فتاوی رضویہ جلد ۶، صفحہ نمبر ۶۰، پر موجود اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا فتوی ملاحظہ فرمائیں جو درجنوں دلائل پر مشتمل جامع ومانع فتوی ہے۔

# آمین آہستہ کہنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود شریف پڑھو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحمت بھیجے گا۔
(اَلْکامِل لابنِ عَدِی ج ۵ ص ۵۰۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** دورانِ نماز امام کے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہنے پر مقتدیوں کو آمین آہستہ کہنا چاہیے یا بلند آواز سے؟

**جواب:** احناف کے یہاں دورانِ نماز امام کے "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہنے پر مقتدیوں کو آمین آہستہ کہنا سنت ہے، اور یہ حکم امام و مقتدی و منفرد سب کے لئے ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۱، ص ۲۰۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

**سوال:** آمین کو آہستہ کہنے پر کیا دلائل ہیں؟

**جواب:** آمین کو آہستہ کہنے پر درج ذیل دلائل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل:** "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِي وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَه"۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ رسولِ کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح البخاری"، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتامین، الحدیث: ۷۸۲، ج ۱، ص ۲۷۵)

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں:

☆...اوّل یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس لئے کہ اگر مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یوں فرماتے کہ جب تم وَلَا الضَّآلِّین کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آمین کہے گا۔ وَلَا الضَّآلِّین کہنا امام کا کام ہے۔

☆...**دوسری** بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں۔ اسی لئے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سُنتے ہیں۔ لہٰذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل:** کنز الدقائق اور بحر الرائق جلد اول، ص ۳۱۳ میں ہے: "أَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا" ترجمہ: امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں۔

("البحر الرائق"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۱، ص۵۴۷. "کنز الدقائق"، کتاب الصلوۃ، ص۲۵)

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** درمختار میں ہے: "أَمَّنَ الْإِمَامُ سِرًّا كَمَأْمُومٍ وَمُنْفَرِدٍ" ترجمہ: امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔ (الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، مطلب قراءۃ البسملۃ بین الفاتحۃ إلخ، ج۲، ص۲۳۸۔۲۳۹)

**(۴)۔۔۔چوتھی دلیل:** آمین دعا ہے اور دعا مخفی اور آہستہ آواز سے ہونی چاہئے، قرآن میں ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ (پ۸، الاعراف، ۵۵)

ترجمہ کنز الایمان: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: "دعا میں ادب یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستّر درجہ زیادہ افضل ہے"۔ (خزائن العرفان، پ۸، الاعراف، ۵۵)


## میری سنّت میری امّت

ان احادیث کا مجموعہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی سنت اور اپنی امت کا تذکرۂ دلنواز فرمایا ہے۔

### آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...میری سنت کو زندہ کرنے کا مطلب
☆...میری سنت میں سے یہ چیزیں ہیں
☆...میری سنت سے جس نے محبت کی
☆...میری سنت میں جس کا سکون ہو
☆...میری امت کا سلام
☆...میری امت میں ایسا شخص پیدا فرمایا
☆...میری امت کے لئے امان ہیں
☆...میری امت کی گوشہ نشینی
☆...پچھلی امتوں کی بیماریاں

**مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

# رفع یدین کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب تم رسولوں عَلَیْھِمُ السَّلَام پر دُرُودِ پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے ربّ کا رسول ہوں۔(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج ۱ ص ۳۲۰ حدیث ۲۳۵۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا (یعنی ہاتھ اٹھانا) کیسا ہے؟

**جواب:** احناف کے نزدیک نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا سنت ہے اور کرنا خلافِ سنت اور مکروہِ تنزیہی ہے۔

**سوال:** بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرتے (یعنی ہاتھ اٹھاتے) ہیں ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** امام شافعی کے یہاں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا جائز ہے، لہٰذا اگر وہ امام شافعی کا مقلد ہے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ اپنے آپ کو حنفی کہتا ہو اور رفع یدین بھی کرتا ہو تو اس کا یہ فعل کرنا اپنے امام کی مخالفت ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے (یعنی ہاتھ نہ اٹھانے) پر کیا دلائل ہیں؟

**جواب:** تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے (یعنی ہاتھ نہ اٹھانے) پر درج ذیل دلائل ہیں:

**(۱)۔۔۔پہلی دلیل:** ”عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ“۔ ترجمہ: حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نماز نہ پڑھوں پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی

حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں (کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے)۔ (سنن الترمذی"، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع إلا فی أول مرۃ، الحدیث:۲۵۷، ج۱، ص ۲۹۲)

**(۲)۔۔۔دوسری دلیل:** "عَنْ الْبَرَائِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا کَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاۃِ، رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَکُونَ إِبْھَامَاہُ قَرِیبًا مِنْ شَحْمَتَیْ أُذُنَیْہِ، ثُمَّ لَا یَعُودُ۔" ترجمہ: حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ نبیٔ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب نماز شروع فرمانے کے لئے تکبیر کہتے تو اپنے دستِ مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے۔

(شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود ۔۔۔ إلخ، ج۱، ص ۲۹۰)

**(۳)۔۔۔تیسری دلیل:** "عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی أَوَّلِ تَکْبِیرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُودُ"۔ ترجمہ: حضرت اسود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں نے فاروقِ اعظم حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود ۔۔۔ إلخ، ج۱، ص ۲۹۴)

**(۴)۔۔۔چوتھی دلیل:** "عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ إِلَّا فِی التَّکْبِیرَۃِ الْأُولَی مِنْ الصَّلَاۃِ"۔ ترجمہ: حضرت مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود ۔۔۔ إلخ، ج۱، ص ۲۹۲)

ان احادیثِ کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر اور صحابہ و تابعین نیز جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے لئے رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور بعض روایتوں سے جو رکوع کے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا۔ بعد میں منسوخ ہو گیا۔

جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے: "أَنَّہُ رَای

رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِہِ مِنَ الرُّکُوعِ فَقَالَ لَہُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّہُ شَیْءٌ فَعَلَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ"۔ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری"، ج۴، ص۳۸۰)


## مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ

غفلت اڑا کر فکرِ آخرت پیدا کرنے والے واقیات کا مجموعہ بنام "ما فعل اللہ بک" یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد ہے کیونکہ اس کتاب میں ان واقعات کو جمع کیا گیا ہے جن میں خواب دیکھنے والا مرنے والے سے مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ (یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کے ذریعہ سوال کر کے مرنے کے بعد پیش آنے والے معاملات دریافت کرتا ہے۔

### آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے

☆...اولیاء اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے
☆...دنیا میں سب سے زیادہ رونے والے حضرات
☆...ایک رقت انگیز رخصتی
☆...چالیس سال تک گناہ نہیں کیا
☆...شہوت پرستی کے مختلف انداز
☆...لوگوں کی چار اقسام
☆...دنیا کی چھ چیزیں اور ان کی حقیقت
☆...سفید بالوں کی فضیلت
☆...ناپ تول میں کمی کا وبال
☆...حوریں پانے کا عمل
☆...قربِ الٰہی پانے کا طریقہ
☆...رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھلوں کو چوما کرتے تھے

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

# تہتر فرقوں کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے قرآنِ پاک پڑھا، ربّ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرود شریف پڑھا نیز اپنے ربّ سے مغفرت طلب کی تو اُس نے بھلائی کو اُس کی جگہ سے تلاش کر لیا۔(شُعَبُ الْاِیمان ج ۲ ص ۳۷۳ حدیث ۲۰۸۴ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** امتِ محمدیہ میں کتنے فرقے ہیں؟

**جواب:** حدیث شریف میں ہے۔ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی ثلثًا و سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً (یعنی میری)" یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی "صحابہ نے عرض کی "مَنْ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وہ ناجی (یعنی نجات پانے والا) فرقہ کون ہے؟ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی'' وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں" (یعنی سنت کے پیروکار)

("سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، الحديث: ۲۶۵۰، ج۴، ص۲۹۲)

دوسری روایت میں "ھُمُ الْجَمَاعَۃُ" وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا، اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہلِ سنت و جماعت ہوا۔

("السنة" لابن أبي عاصم، باب فيما أخبر به النبي عليه السلام أن أمته ستفترق على... إلخ، الحديث: ۶۳، ص ۲۲)(بہارِ شریعت جدید ایڈیشن، حصہ اول، ج۱، ص۴۸ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

پس اس حدیث سے پتا چلا کہ امتِ محمدیہ میں کل تہتر فرقے ہیں، اور دراصل یہ سب دس گروہوں سے نکلے ہیں: (۱) اہلِ سنت۔ (۲) خارجی۔ (۳) شیعہ۔ (۴) معتزلہ۔ (۵) مرجیہ۔ (۶) مشبہہ۔ (۷) جہمیہ۔ (۸) ضراریہ۔ (۹) نجاریہ۔ (۱۰) کلابیہ۔

**سوال:** ان دس گروہوں کی تفصیل بیان کریں۔

**جواب:** ان دس گروہوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱)۔۔۔ اہلِ سنت: الحمد للہ عزوجل اہلِ سنت کا صرف ایک ہی طبقہ ہے۔

(۲)۔۔۔خارجی: خوارج کے پندرہ فرقے۔
(۳)۔۔۔شیعہ: شیعہ کے بتیس فرقے۔
(۴)۔۔۔معتزلہ: معتزلہ کے چھ فرقے۔
(۵)۔۔۔مرجیہ: مرجیہ کے بارہ فرقے۔
(٦)۔۔۔مشبہہ: مشبہہ کے تین فرقے۔
(۷)۔۔۔جہمیہ: جہمیہ کا ایک فرقہ۔
(۸)۔۔۔ضراریہ: ضراریہ کا ایک فرقہ۔
(۹)۔۔۔نجاریہ: نجاریہ کا ایک فرقہ۔
(۱۰)۔۔۔کُلابیہ: کلابیہ کا ایک فرقہ۔(غنیۃ الطالبین ص ۱۷۷)

**سوال**: خارجی سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: خارجیوں کے نام اور القاب مختلف ہیں، اس گروہ کو خارجی کہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا، ان کا نام حَکمیہ بھی ہے، اس لئے کہ انہوں نے حضرتِ ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے حَکَمْ ہونے کا انکار کیا تھا، اور جب حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو حکم مان لیا تو خارجیوں نے کہا "حکم دینا صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، کسی کو خلیفہ کے تقرر کے متعلق فیصلہ صادر کرنے کا حق نہیں ہے"۔

**خارجیوں کے عقائد**: خلفاء کے خلاف انہوں نے تلوار اٹھائی، اور ان کے خون و مال کو حلال قرار دیا، اپنے مخالفین کو کافر کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب و انصار پر سب و شتم (یعنی گالی اور لعن طعن) کیا، اور ان سے تبرا (یعنی بیزاری کا اظہار) کیا، ان حضرات کو کافر ہو جانے اور کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہونے کی نسبت کی، ان کی مخالفت کو جائز قرار دیا، یہ لوگ عذابِ قبر اور حوضِ کوثر پر ایمان نہیں رکھتے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت پر ایمان رکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ جو ایک دفعہ دوزخ میں داخل ہو گیا وہ پھر خارج نہیں ہو گا، اور کہتے ہیں کہ جس نے ایک دفعہ جھوٹ بولا یا گناہِ صغیرہ یا کبیرہ کا مرتکب ہوا اور بغیر توبہ کئے مر گیا تو وہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا وغیرہ وغیرہ۔(غنیۃ الطالبین ص ۱۷۷)

**سوال**: روافض سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: رافضی کی جمع روافض ہے، مراد اس سے شیعہ حضرات ہیں، یہ انتہائی گستاخ اور بے باک فرقہ ہے، ان لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر شرعی احکام کو توڑ موڑ کر اور احادیث میں ردوبدل کر کے اپنی فقہ ایجاد کرلی ہے۔

**روافض کے عقائد**: ان کے عقائد گمراہ کن اور کفریات پر مبنی ہیں مثلاً "(i)مُردے دوبارہ دنیا میں آئیں گے ،(ii)روح دوسرے بدن میں آئے گی (iii)اللہ تَعَالٰی کی روح، آئمہ اہل بیت میں منتقل ہوئی ہے (iv)امام باطن خروج کریں گے (v)امام باطن کے خروج تک امر و نہی احکام معطل رہیں گے (vi)حضرت جبریل علیہ السلام سے حضرت علی کے مقابلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے میں غلطی ہوئی ہے" (معاذاللہ) انہی کفریہ عقائد کی بناء پر ان کی تکفیر نہایت ضروری ہے۔ یہ لوگ ملّتِ اسلامیہ سے خارج ہیں اور مرتدین کے احکام ان پر لاگو ہوں گے۔

(ماخوذ از "فتاوی رضویہ" جدید، ج۱۴، ص۱۲۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**سوال**: معتزلہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: معتزلہ کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ حق سے کنارہ کش ہو گئے تھے (اعتزال کنارہ کش ہو جانے کو کہتے ہیں) معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے اس کا وجود حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوا۔ "معتزلہ" اعتزال سے اسم فاعل ہے، اعتزال کے معنی ہیں الگ ہونا۔ اہل سنت والجماعت کے عقائد سے الگ ہو جانے کی بنا پر یہ فرقہ "معتزلہ" کہلایا۔ اس کا بانی واصل بن عطاء ہے۔ معتزلہ کے مذہب کی بنیاد عقل پر ہے وہ خود کو اصحاب العدل والتوحید کہتے ہیں اور نقل (یعنی قرآن وحدیث) پر عقل کو ترجیح دیتے ہیں۔ عقل کے خلاف قطعیات (یعنی وہ احکام جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ان) میں تاویلات کرتے ہیں اور ظنیات کا انکار کرتے ہیں۔

**معتزلہ کے عقائد**: اس فرقے کے عقائد میں سے چند یہ ہیں: معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب، ایمان سے خارج ہو جاتا ہے مگر وہ کفر میں داخل نہیں ہوتا یعنی نہ وہ مؤمن رہتا ہے نہ کافر، جب کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ ایمان سے خارج تو نہیں ہوتا؛ البتہ وہ کامل مؤمن نہیں رہتا، اسی طرح معتزلہ کے عقائد میں سے ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں ان کو ثواب دینا اور ان کو جنت میں داخل کرنا اللہ تعالی پر واجب ہے اور جو لوگ گناہ گار ہیں ان کو سزا دینا اور ان کو جہنم میں داخل کرنا اللہ تعالی پر واجب ہے یہ عدل کا تقاضہ ہے جب کہ اہل

سنت والجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب نہیں، مطیع اور عاصی سب اللہ کے بندے اور اس کے مملوک ہیں اور مالک کو اپنی ملکیت میں ہر تصرف کا اختیار ہوتا ہے، اگر اللہ تعالی عاصی کو جہنم میں ڈال دے تو یہ اس کا عدل ہے اور اگر معاف کر دے اور جنت میں داخل کر دے تو یہ اس کا فضل ہے۔ معتزلہ اللہ تعالی کی صفات علم، حیات، قدرت وغیرہ کا بھی انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی ذات قدیم ہے اور صفات کو قدیم ماننے کی صورت میں تعدد قدماء لازم آتا ہے اور یہ توحید کے منافی ہے اس لئے صفات کا انکار کرتے ہیں لیکن اہل سنت والجماعت اس کا جواب دیتے ہیں کہ صفات کو قدیم ماننا یہ توحید کے منافی نہیں، جو توحید کے منافی ہے وہ ذوات قدیم کا تعدد ہے جو یہاں لازم نہیں آتا۔ معتزلہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی بندوں کے افعال کا خالق نہیں ہے بلکہ بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک بندہ اپنے افعال کا صرف کاسب ہے اور خالق اللہ تعالی ہی ہے۔ وغیرہ۔

**سوال**: مرجیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: مرجیہ کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ اس فرقے کے خیال میں ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم“ کا قائل خواہ کتنے ہی گناہ کرے مگر وہ دوزخ میں نہیں جائے گا، کہ ایمان قول کا نام ہے عمل کا نہیں، اعمال احکام ہیں، ایمان صرف قول ہے، لوگوں کے ایمان میں باہم کمی بیشی نہیں ہوتی، پس عام لوگوں کا ایمان، انبیاء کا ایمان اور ملائکہ کا ایمان ایک ہی ہے اس میں نہ کوئی زیادہ ہے نہ کوئی کم۔ اظہار ایمان کے ساتھ ان شاء اللہ نہیں کہنا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۸۴)

**سوال**: مشبہہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: مشبہہ یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تبارک وتعالی کو مخلوق کے ساتھ صفات میں تشبیہ دیتا ہے اس فرقے کا بانی داؤد جوار بی تھا یہ مذہب نصاریٰ کے برعکس ہے کہ وہ مخلوق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کے ساتھ ملاتے ہیں اور انہیں بھی الٰہ قرار دیتے ہیں اور یہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ملاتے ہیں اس مذہب کے باطل اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

**سوال**: جہمیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: جہم بن صفوان سمر قندی کی طرف منسوب فرقے کا نام جہمیہ ہے اس فرقے کے عجیب وغریب عقائد ہیں یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام صفات کی نفی کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اللہ وجودِ مطلق کا نام ہے پھر اس کے لئے جسم بھی مانتے ہیں جنت اور جہنم کے فنا ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک ایمان صرف معرفت کا نام ہے اور کفر فقط جہل کا نام ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کے قائل ہیں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی فعل نہیں ہے اگر کسی کی طرف کوئی فعل منسوب ہوتا ہے تو وہ مجازاً ہے۔ جہم بن صفوان، جعد بن درہم کا شاگرد تھا جعد بن درہم کا مذہب یہ بھی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نہیں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نہیں ہیں۔

**سوال**: ضراریہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: ضراریہ ضرار بن عمرو الغطفانی کے پیروکار ہیں جو تقریبا ۱۹۰ ہجری میں فوت ہوا۔ شروع میں یہ واصل بن عطاء کا شاگرد تھا بعد ازاں خلق، اعمال اور عذاب قبر کے انکار کے مسائل میں اس کا اس سے اختلاف ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اللہ کے عالم اور قادر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بقیہ سب صفات میں بھی وہ اسی بات کا قائل تھا۔ یعنی اس فرقے کے لوگ ایجابی نصوص کو سلبی معنی اوڑھاتے یعنی وصف کی اس کے اضداد اوصاف کے ساتھ نفی کرنے کے سوا وہ اسے کوئی معنی نہیں دیتے۔ اس کے گمراہ کن عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بقول اللہ کو چھٹی حِسّ کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے بخلاف حواسِ خمسہ کے جو کہ مخلوق کے اپنے مابین استعمال ہوتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اجسام جمع شدہ چند اعراض کا مجموعہ ہیں اور یہ کہ نہ تو آگ میں گرمی ہے اور نہ ہی برف میں ٹھنڈک ہے اور نہ ہی شہد میں مٹھاس ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ اس وقت پیدا کرتا ہے جب چکھا یا چھوا جاتا ہے۔ اس کے نزدیک غیر قریشی، قریشی کی بنسبت امامت کے زیادہ حق دار ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے بارے میں شک کرتا اور کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، ہو سکتا ہے کہ تمام لوگوں کے باطن میں شرک اور کفر ہو۔ اس کے علاوہ بھی اس کے کئی باطل عقائد تھے۔ اس فرقے کے افراد 'نجاریہ فرقے' کے ساتھ ان کے بہت سے اقوال میں مشابہت رکھتے ہیں۔ 'شہرستانی' نے انہیں جبریہ میں شمار کیا ہے جب کہ ابن حزم نے انہیں 'معتزلہ' میں سے گردانا ہے اور اشعری اور البغدادی کے نزدیک یہ باقاعدہ طور پر ایک نیا فرقہ ہے۔

**سوال**: نجاریہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: نجاریہ، غالی مرجئہ کا ایک فرقہ جو کہ حسین بن محمد النجّار کے پیرو ہیں جن کا یہ کہنا ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے جو بڑھتا ہے لیکن کم نہیں ہوتا نیز اللہ تعالی کی صفات اور جنت میں مومنوں کی رؤیت باری تعالی کے منکر ہیں۔ فرقہ نجّاریہ کا شمار ان بڑے گمراہ فرقوں میں ہوتا ہے جو ایمان، صفات باری تعالی اور تقدیر کے باب میں گمراہی کا شکار ہوگئے۔ یہ لوگ حسین بن محمد بن عبد اللہ النجّار کے پیرو ہیں جس کا انتقال ۲۲۰ ہجری میں ہوا۔ بعض علماء نے اس فرقہ کو جہمیہ میں شمار کیا ہے، بعض نے معتزلہ میں، بعض نے مرجئہ میں اور بعض نے کہا کہ ان کے مستقل اپنے عقائد وافکار ہیں۔ نجاریہ فرقے کے کچھ عقائد یہ ہیں: ان کا کہنا ہے کہ ایمان اللہ، اس کے رسولوں اور اس کے فرائض کی معرفت اور صرف اقرار باللسان کا نام ہے۔ چنانچہ یہ لوگ عمل کو ایمان کی تعریف سے خارج کردیتے ہیں۔ ان کے بقول ایمان بڑھتا تو ہے لیکن کم نہیں ہوتا۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی بذات خود ہر جگہ موجود ہے۔ جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے اللہ پاک اور بالاتر ہے۔ یہ اللہ کی صفات جیسے علم، قدرت، سماعت، بصارت وغیرہ کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے بقول اللہ کا کلام حادث اور مخلوق ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انسان اپنے اعمال میں مجبورِ محض ہے اور اس سلسلے میں اسے کوئی قدرت اور اختیار حاصل نہیں ہے۔ آگے چل کر فرقہ نجاریہ تین گروہوں میں منقسم ہوگیا، اور ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کی تکفیر کرتا ہے۔ (۱)۔۔۔ برغوثیہ: یہ محمد بن عیسی کے پیروکار ہیں جس کا لقب برغوث ہے، یہ عقیدہ خلقِ قرآن کے قائل ہیں۔ (۲)۔۔۔ زعفرانیہ: یہ زعفرانی کے پیروکار ہیں جو کہ مقام رے میں مقیم تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی کا کلام اس کی ذات کے علاوہ ہے، اور ہر وہ شے جو اس کی ذات کے علاوہ ہے مخلوق ہے۔ (۳)۔۔۔ مستدرکہ: یہ وہ گروہ ہے جس کا یہ ماننا ہے کہ انہوں نے ان کے اسلاف (زعفرانیہ) پر جو مخفی تھا اس کا استدراک کیا ہے۔ اس لئے کہ ان کے اسلاف نے "قرآن مخلوق ہے" یہ قول مطلقاً بولنے سے منع کیا تھا۔

**سوال**: کلابیہ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: کلابیہ متکلمین کا ایک فرقہ جو عبد اللہ بن سعید بن کُلّاب کی طرف منسوب ہے، جو اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن مجید اللہ کے کلام کی حکایت ہے اور ایمان تصدیق اور زبان کے قول کا نام ہے، اور وہ نہ بڑھتا ہے اور نہ کم

ہوتا ہے۔اس کا ظہور تیسری صدی ہجری کے نصف میں جہمیہ اور معتزلہ کے ظہور کے بعد ہوا۔ یہ لوگ عبد اللہ بن سعید بن کُلاّب القطان البصری کے پیروکار ہیں، جس نے ایک تیسرے مکتبِ فکر یعنی صفاتی مکتبِ فکر کی بنیاد ڈالی۔ کلابیہ کے اہم عقائد یہ ہیں: اختیاری صفات کی نفی کرنا، جن سے مراد صفاتِ افعال ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں جیسے استواء، اور صرف سات صفات کا اثبات کرنا۔ ان کا کہنا ہے کہ بندوں کے افعال اللہ کی مخلوق ہیں، جب کہ بندے ان کا کسب کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے قرآن بغیر حروف اور آواز کے بس اللہ تعالی کے کلام کی حکایت ہے۔ یہ دراصل وہ معنی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان تصدیق (قلبی) اور زبان کے قول کا نام ہے اور یہ کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور اس میں استثناء کرنا واجب ہے، اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کامل الایمان مومن ہے۔

**نوٹ**: ان تمام فرقوں کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے خیر الاذکیاء حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب بنام **"حُدُوْثُ الْفِتَن"** جس کا اردو ترجمہ **"فتنوں کا ظہور اور اہلِ حق کا جہاد"** (کیا گیا ہے) کا مطالعہ کیجئے۔


## کیا حال ہے؟

دلچسپ و عبرت ناک واقعات کا مجموعہ بنام "کیا حال ہے؟

**آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے**

☆... پہلا باب : کیا حال ہے
☆... دوسرا باب : صبح کس حال میں کی
☆... تیسرا باب : آپ کیسے ہیں؟
☆... چوتھا باب : کیسے ہو؟

**مصنف**

**مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

# ہندوستان کے بعض فرقوں کا بیان

**سوال:** ہندوستان میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟

**جواب:** ہندوستان میں فی الحال گمراہ فرقوں کی تعداد درجنوں ہے مگر اصل کی بات کی جائے تو وہ چار ہیں:

(۱)۔۔۔ قادیانی۔ (۲)۔۔۔ نیچری۔ (۳)۔۔۔ اہلِ قرآن یا چکڑالوی۔ (۴)۔۔۔ وہابی یا نجدی۔

**سوال:** قادیانی سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب:** قادیانی سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو لاہور میں انتقال کیا۔ اس شخص نے اپنی نبوت کا دعوٰی کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسٰی روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیّبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کئے جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہِل جاتے ہیں، مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کررہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں سے چند بطور نمونہ ذکر کئے جائیں، خود مدّعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفانہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سَر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے، اگرچہ باقی انبیا و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے۔ اور اُس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ ایسے شخص اور اس کے متّبِعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا، بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔

("تفسیر النسفي"، پ۱۹، الشعرآء ص۸۲۵، تحت الآیة: ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾)

## مرزا غلام احمد قادیانی کے چند کفریہ اقوال و عقائد

(۱)۔۔۔ اللہ تعالٰی نے میرا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

(۲)۔۔۔ اللہ تعالٰی نے مجھے اپنی مراد فرمایا ہے۔

(۳)۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں انہیں اپنے اوپر جما لیا۔

(۴)۔۔۔اللہ تعالی نے فرمایا: اے غلام احمد! تومیری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۵)۔۔۔حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِلہام ووحی غلط نکلی تھیں۔

(۶)۔۔۔حضرت مُوسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت مُوسیٰ نے اپنے دل میں اُمید باندھی تھی۔

(۷)۔۔۔حضرت عیسی مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔

(۸)۔۔۔سورہ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش (یعنی لاش) پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا اور اپنے قاتل کا پتادے دیا تھا، یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علمِ مِسمریزم تھا۔

(۹)۔۔۔حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے، وہ بھی اُن کا مِسمریزم کا عمل تھا۔

مِسْمِرِیْزَم: ڈاکٹر مسمر باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات پوچھے جاتے ہیں۔("فیروز اللغات"، ص ۱۲۴۷)

(۱۰)۔۔۔ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔

(۱۱)۔۔۔میری کتاب "براہینِ احمدیہ" خدا کا کلام ہے۔

(۱۲)۔۔۔کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ۔

(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۱۹۰۔۲۰۴)

**نوٹ**: فرقۂ قادیانی کے تمام اقوال و اعتقادات بہارِ شریعت جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۰ سے ۲۰۴ تک سے پیش کیا گیا ہے وہاں پر ان تمام کے حوالہ جات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

**سوال**: نیچری سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب**: یہ فرقہ، مولوی اسماعیل دہلوی کے معتقدین و متبعین کا ایک مخصوص ٹولہ ہے اس کا سنگ بنیاد سر سید احمد خان علی گڑھی نے رکھا تھا۔ اس کا مرکز "علی گڑھ کالج" قرار پایا۔ سر سید احمد خان علی گڑھی ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو

دہلی میں پیدا ہوا۔ سر سید احمد خان علی گڑھی کے معاونین میں سر آغا خان، خواجہ الطاف حسین حالی، علامہ شبلی نعمانی اور مولانا سمیع اللہ خاں دہلوی وغیرہ تھے۔ مذہبی معاملات میں ان کے مشن کو مولوی چراغ علی، رائٹ آنریبل، سید امیر علی چنسوری، وقارالملک (نواب مشتاق حسین)، محسن الملک (سید مہدی علی خاں) اور ڈپٹی نذیر احمد وغیرہ نے پروان چڑھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، بلکہ ہمہ وقت نیا مذہب گڑھنے اور مقدس اسلام کو ذبح کرنے میں مصروف رہے۔ یہ فرقہ، عقیدۂ رسالت اور احادیث مطہرہ کے خلاف ایک چیلنج ہے۔ قرآنی تعلیمات کے علمبردار ہونے کا مدعی لیکن کلام الٰہی کے خلاف پراسرار سازش ہے، دعوٰی مسلمان ہونے کا ہے لیکن ان کے نظریات اسلامی تعلیمات کو مسخ کرتے ہیں۔ (ملخص از برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری کی زبانی، جنرل پرنٹرز، لاہور)

## نیچری فرقے کے چند اقوال وعقائد

(۱)۔۔۔ قرآن کی کوئی آیت یا اس کا حکم کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں۔

(۲)۔۔۔ اجماع وقیاس حجت شرعی نہیں۔

(۳)۔۔۔ تقلید واجب نہیں۔

(۴)۔۔۔ شیطان یا ابلیس سے مراد کوئی وجود نہیں بلکہ انسان کے نفسِ امارہ یا قوتِ بہیمیہ کا نام ہے۔

(۵)۔۔۔ چونکہ خبرِ واحد صدق وکذب کا احتمال رکھتی ہے اس لئے اسلام، خبر احاد کی بناء پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دہ نہیں۔

(۶)۔۔۔ کفار کی وضع وقطع اختیار کرنا شرعاً ممنوع نہیں۔

(۷)۔۔۔ معراج اور شقِ صدر کے واقعات خواب میں پیش آئے۔

(۸)۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام، ملائکہ اور ابلیس کا جو قصہ قرآن میں ذکر ہوا وہ کسی واقعہ کی خبر نہیں بلکہ ایک تمثیل ہے۔

(۹)۔۔۔ معجزہ، نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰)۔۔۔ رؤیتِ باری تعالٰی کسی طرح بھی ممکن نہیں۔

(۱۱)۔۔۔ پرامیسری نوٹوں پر سود لینا جائز ہے۔

**(۱۲)۔۔۔** شہدا زندہ نہیں ہوتے۔

**(۱۳)۔۔۔** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ کے پیدا ہونا کسی آیت سے ثابت نہیں۔

**(۱۴)۔۔۔** چور کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا جو قرآن میں بیان ہوئی، ضروری نہیں۔

**(۱۵)۔۔۔** قرآن میں ذکر کردہ جِنّات سے مراد صحرائی لوگ ہیں نہ کہ دیو، بھوت وغیرہ۔

(ملخص از برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری کی زبانی، جنرل پرنٹرز، لاہور)

**سوال:** اہلِ قرآن یا چکڑالوی سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب:** اہلِ قرآن یا چکڑالوی فرقہ عبد اللہ چکڑالوی کی طرف منسوب ہے، یہ ایک نیا مذہب ہے جو بیسویں صدی میں پیدا ہوا، یہ فرقہ احادیثِ نبوی کا منکر ہے اور صرف ایمان اور عمل بالقرآن کا مدعی ہے یعنی ایمان لانے کے بعد صرف ان احکامات پر عمل کرو جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں اور جو احکامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث میں موجود ہیں ان پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ (فتنوں کا ظہور ص ۷۶)

## اہلِ قرآن یا چکڑالوی کے چند اقوال وعقائد

**(۱)۔۔۔** نماز کا اس طریقے پر ادا کرنا (جو مسلمانوں کے نزدیک مشہور ہے) اور نماز کے کلمات و تسبیحات (جو مسلمان پڑھتے ہیں) کفر ہیں۔ (انہوں نے اپنے متبعین کے لئے ایک نئی نماز وضع کی (یعنی بنائی) ہے جو مسلمانوں کی نماز کے الٹ ہے۔)

**(۲)۔۔۔** جس حکم کی قرآن میں صراحت نہیں وہ لغو ہے، عمل کے قابل نہیں اگرچہ احادیثِ معتبرہ اور متواترہ سے ثابت ہو۔

**(۳)۔۔۔** محمد رسول اللہ ﷺ کسی رسول اور نبی سے افضل نہیں بلکہ سارے انبیاء رتبے میں برابر ہیں۔

**(۴)۔۔۔** وہ ذبیحہ جسے "بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر" کہہ کر ذبح کیا گیا ہو اس کا کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تکبیر قرآن میں وارد نہیں ہے۔

**(۵)۔۔۔** حدیث پر ایمان لانا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا عذابِ الٰہی کو واجب کرتا ہے۔

**(۶)۔۔۔** اللہ تعالیٰ نے جس طرح محمد ﷺ کو رسول کہا ہے اسی طرح قرآن کو بھی رسول کہا ہے۔

**(۷)۔۔۔** وہ مسجدیں جن میں حدیث وفقہ کی تعلیم دی جاتی ہے وہ سب مسجدِ ضرار ہیں۔

**(۸)۔۔۔** حدیث اور فقہ نے قرآن کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

**(۹)۔۔۔** ایمان کے لئے کوئی شے اتنی مضر نہیں جتنی کہ تقلید مضر ہے۔

**(۱۰)۔۔۔** یہ ممکن نہیں کہ کوئی اللہ تعالی کا خلیفہ ہو لہذا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کا خلیفہ کہنا فحش غلطی اور صریح کفر ہے بلکہ آدم جِنات کے خلیفہ تھے۔(فتنوں کا ظہور ص ۷۷۔۷۸)

**سوال:** وہابی سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

**جواب:** محمد بن عبد الوہاب نجدی تمیمی کی طرف منسوب ہے، یہ ۱۱۱۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوا، اور ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۲ء میں انتقال کر گیا۔ اس کے ماننے والوں کو وہابی یا نجدی کہتے ہیں۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے تمام عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا، صحابہ کرام وائمہ وعلماو شہدا کی قبریں کھود ڈالیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روضۂ انور کا نام معاذاللہ "صنمِ اکبر" رکھا تھا، یعنی بڑا بت۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اہل سنت وجماعت سے قتل و قتال کو جائز قرار دیا، ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا بھی جائز کہا۔ سلف صالحین کی شان میں گستاخی وبے ادبی کو اپنا وطیرۂ خاص بنایا، تمام مسلمانانِ عالم کو مشرک قرار دیا اور ان سے ان کے اموال چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب قرار دیا۔(ملخص از تاریخ نجد وحجاز از مفتی محمد عبد القیوم قادری قدس سرہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) اور طرح طرح کے ظلم کئے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔("صحیح البخاري"، کتاب الفتن، الحدیث: ۷۰۹۴، ج۴، ص ۴۴۰۔۴۴۱) وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسے خارجی بتایا۔ اِس عبد الوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "کتاب التوحید" رکھا، اُس کا ترجمہ ہندوستان میں "اسماعیل دہلوی" نے کیا، جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔ اس فرقہ کے لوگ، خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ رکھتے ہیں۔

## وہابیوں کے چند اقوال وعقائد

**(۱)۔۔۔** اِن وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو اِن کے مذہب پر نہ ہو، وہ کافر مشرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر حکمِ شرک وکفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں۔

**(۲)۔۔۔** انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں کہا کہ "وہ مر کر مٹی ہو گئے"۔

**(۳)۔۔۔** انبیائے کرام علیہم السلام کو کچھ علم نہیں۔

**(۴)۔۔۔** نبی علیہ السلام کا نماز میں خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور بیل گدھے کا آئے تو نہیں ٹوٹتی۔

**(۵)۔۔۔** شیطان کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے بڑھ کر ہے۔

**(۶)۔۔۔** خدا جھوٹ بول سکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**(۷)۔۔۔** اللہ تعالی کی بارگاہ میں انبیائے کرام کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے بادشاہ کے سامنے چوہڑے چمار کی۔ معاذ اللہ

**(۸)۔۔۔** جو انبیاء و اولیاء سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُن کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

**(۹)۔۔۔** جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مانے، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔

**(۱۰)۔۔۔** جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

**(۱۱)۔۔۔** رسول اللہ ﷺ کے بعد اگر کوئی نیا نبی آجائے تو حضور ﷺ کے ختمِ نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

**نوٹ:** وہابیوں کے ذکر کئے ہوئے عقائد بہارِ شریعت جلد اول کے صفحہ نمبر ۲۱۴ سے صفحہ نمبر ۲۳۴ تک سے بیان کئے گئے ہیں ان کے حوالہ جات وہیں سے ملاحظہ فرمائیں۔

**سوال:** غیر مقلد سے مراد کون لوگ ہیں؟ اور ان کے کیا عقائد ہیں؟

**جواب:** غیر مقلدیت بھی وہابیت کی ایک شاخ ہے چند عقائد کے علاوہ باقی تمام عقائد میں شریک ہیں، غیر مقلدین حضرات نے چاروں مذہبوں سے جدا تمام مسلمانوں سے الگ ایک نئی راہ نکالی ہے کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے ہیں اور آئمہ دین کو گالیاں دیتے ہیں لیکن حقیقتاً یہ تقلید سے خالی نہیں کیونکہ یہ آئمہ دین کی تقلید تو کرتے نہیں مگر

شیطان لعین کے ضرور مقلّد ہیں اسی طرح یہ لوگ قیاس کے بھی منکر ہیں حالانکہ حکم شرعی کی رو سے قیاس کا مطلقًا انکار کفر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!**
**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**
**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم**

# باطنی گناہوں کی معلومات

اے عاشقانِ رسول! ہم میں سے ہر ایک کو اس دنیا میں اپنے حصے کی زندگی گزار کر جہانِ آخرت کے سفر پر روانہ ہو جانا ہے۔ اس سفر کے دوران ہمیں قبر و حشر اور پُل صراط کے نازُک مرحلوں سے گزرنا پڑے گا، اس کے بعد جنت یا دوزخ ٹھکانہ ہو گا۔ اس دنیا میں کی جانے والی نیکیاں دارِ آخرت کی آبادی جبکہ گناہ بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ جس طرح کچھ نیکیاں ظاہری ہوتی ہیں جیسے نماز اور کچھ باطنی مثلاً اِخلاص۔ اسی طرح بعض گناہ بھی ظاہری ہوتے ہیں جیسے قتل اور بعض باطِنی جیسے تکبُّر۔

# باطِنی گناہوں کی تباہ کاریاں

اس پُر فِتَن دور میں اَوَّل تو گناہوں سے بچنے کا ذہن بہت ہی کم ہے اور جو خوش نصیب اسلامی بھائی گناہوں کے عِلاج کی کوشِشیں کرتے بھی ہیں تو ان کی زیادہ تَر توجُّہ ظاہری گناہوں سے بچنے پر ہوتی ہے۔ ایسے میں باطنی گناہوں کا عِلاج نہیں ہو پاتا حالانکہ یہ ظاہری گناہوں کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ ایک باطنی گناہ بے شمار ظاہری گناہوں کا سبب بن سکتا ہے۔ مثلاً قتل، ظُلم، غیبت، چُغلی، عیب دَری جیسے گناہوں کے پیچھے کینے اور کینے کے پیچھے غصے کا ہاتھ ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ اگر باطِنی گناہوں کا تسلّی بَخش عِلاج کر لیا جائے تو بہت سے ظاہری گناہوں سے بچنا اِنْ شَآءَ اللہ بے حد آسان ہو جائے گا۔

حُجَّۃُ الْاِسْلام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ”ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلُّق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حَسَد، رِیا اور تکبُّر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی دُرُست ہوتے ہیں۔“ (منھاج العابدین، ص ۱۳ ملخصًا)

باطنی گناہوں کا تعلق عموماً دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا دل کی اِصلاح بہت ضروری ہے۔ امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ”جس کی حفاظت اور نگہداشت بہت ضروری ہے وہ دل ہے کیونکہ یہ تمام جسم کی اصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تیرا دل خراب ہو جائے تو تمام اعضاء خراب ہو جائیں گے اور اگر تو اس کی اصلاح کرلے تو باقی سب اعضاء کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔ کیونکہ دل درخت کے تنے کی مانند ہے اور باقی اعضاء شاخوں کی طرح، اور شاخوں کی اصلاح یا خرابی درخت کے تنے پر موقوف ہے۔ تو اگر تیری آنکھ، زبان، پیٹ وغیرہ درست ہوں تو

اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دل درست اور اصلاح یافتہ ہے اور اگر یہ تمام اعضاء گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کہ تیرا دل خراب ہے۔ پھر تجھے یقین کرلینا چاہیے کہ دل کا فساد اور سنگین ہے۔ اس لیے اصلاحِ قلب کی طرف پوری توجہ دے تاکہ تمام اعضاء کی اصلاح ہو جائے اور تو روحانی راحت محسوس کرے۔ پھر قلب کی اِصلاح نہایت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اس کی خرابی خطرات ووَساوِس پر مبنی ہے جن کا پیدا ہونا بندے کے اختیار میں نہیں۔ اس لیے اس کی اصلاح میں پوری ہوشیاری، بیداری اور بہت زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر اصحاب مجاہدہ وریاضت اِصلاحِ قلب کو زیادہ دُشوار خیال کرتے ہیں اور اَربابِ بصیرت اُس کی اصلاح کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔“

(منہاج العابدین، ص ۱۶۴)

اے عاشقانِ رسول! ہر اسلامی بھائی پر ظاہری گناہوں کے ساتھ ساتھ باطِنی گناہوں کے عِلاج پر بھی بھرپور توجُّہ دینا لازم ہے تاکہ ہم اپنے دارِ آخِرت کو ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ باطنی گناہوں کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ”فتاویٰ رضویہ“ جلد ۲۳، صفحہ ۶۲۴ پر ارشاد فرماتے ہیں: ”مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً) تکبر وریا وعجب (یعنی غرور) وحسد وغیرہا اور ان کے مُعَالَجَات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔“ پس اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ۷۴ باطنی مہلکات کی مختصر تعریفات پیش کی جارہی ہیں۔


## عقائد کی حکمتیں

اس کتاب میں عقائدِ اہلسنت کی عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ساتھ اچھوتے انداز میں حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

**آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے**

☆... حکمت کیا ہے
☆... حکمت کہاں اور کیسے ملتی ہے
☆ اللہ پاک کا ہونا کیوں ضروری ہے؟...
☆... اللہ پاک کا اولاد سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ کو اللہ کہنے کی حکمتیں
☆... کیا اللہ پاک سوتا بھی ہے؟
☆... اللہ کا مکان سے پاک ہونے کی حکمتیں
☆... اللہ پاک کے کل کتنے نام ہیں؟

**مصنف: مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری**

# ۴۷ باطِنی مُہلِکات کی تعریفات

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ”باطنی بیماریوں کی معلومات“ کے صفحہ نمبر ۱۴ تا ۱۹ سے ۴۷ باطنی مہلکات کی تعریفات پیشِ خدمت ہے:

## (۱) ریاکاری کی تعریف:

”ریاء“ کے لغوی معنی ”دکھاوے“ کے ہیں۔ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے علاوہ کسی اور اِرادے سے عبادت کرنا ریاکاری کہلاتا ہے۔“ گویا عبادت سے یہ غَرَض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزّت وغیرہ دیں۔ (نیکی کی دعوت ”ص ٦٦)

## (۲) عُجب یعنی خود پسندی کی تعریف:

اپنے کمال (مثلاً: علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چھن جائے گا۔ گویا خود پسند شخص نعمت کو مُنْعِمِ حقیقی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔ (یعنی ملی ہوئی نعمت مثلاً صِحّت یا حسن و جمال یا دولت یا ذِہانت یا خوش الحانی یا منصب وغیرہ کو اپنا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ سب ربُّ العزّت ہی کی عنایت ہے۔) (احیاء العلوم، ج۳، ص۴۵۴، شیطان کے بعض ہتھیار، ص۱۷)

## (۳) حسد کی تعریف:

کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے زوال (یعنی اس کے چھن جانے) کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص۶۰۰)

## (۴) بغض و کینہ کی تعریف:

کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے غیر شرعی دشمنی و بغض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۲۲۳)

## (۵) حُبِّ مَدح کی تعریف:

کسی کام پر لوگوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کو پسند کرنا یا اس بات کی خواہش کرنا کہ فلاں کام پر لوگ

میری تعریف کریں، مجھے عزت دیں حُبِّ مَدح کہلاتا ہے۔

## (۶)حب جاہ کی تعریف:

"شہرت وعزّت کی خواہش کرنا۔" حب جاہ کہلاتا ہے۔(نیکی کی دعوت، ص۸۷)

## (۷)محبت دنیا کی تعریف:

دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو( قابل مذمت اور بری ہے )۔(احیاء علوم الدین، ج۳، ص۲۴۹)

## (۸)طلب شہرت کی تعریف:

اپنی شہرت کی کوشش کرنا طلب شہرت کہلاتا ہے۔"یعنی ایسے افعال کرنا کہ مشہور ہو جاؤں۔

(مراۃ المناجیح، ج۷، ص۲۶ ماخوذا)

## (۹)تعظیم اُمراء کی تعریف:

امیر وکبیر لوگوں کی وہ تعظیم جو محض ان کی دولت وامارت کی وجہ سے ہو تعظیم اُمراء کہلاتی ہے جو قابل مذمت ہے۔

## (۱۰)تحقیر مساکین کی تعریف:

غریبوں اور مسکینوں کی وہ تحقیر ہے جو ان کی غربت یا مسکینی کی وجہ سے ہو تحقیر مساکین کہلاتی ہے۔

## (۱۱)اتباع شہوات کی تعریف:

جائز وناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر خواہش پوری کرنے میں لگ جانا اتباعِ شہوات کہلاتا ہے۔

## (۱۲)مداہنت کی تعریف:

مُدَاھَنَتْ کے لغوی معنی نرمی کے ہیں۔ناجائز اور گناہ والے کام ملاحظہ کرنے کے بعد (اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود) اسے نہ روکنا اور دینی معاملے کی مدد ونصرت میں کمزوری وکم ہمتی کا مظاہرہ کرنا مداہنت کہلاتا ہے یا کسی بھی دنیوی مفاد کی خاطر دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا مداہنت ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۵۴، حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، پ۱۲، ھود، تحت الآیۃ:۱۱۳، ج۳، ص۹۳۶)

## (۱۳)کفرانِ نعمت کی تعریف:

اللہ کی نعمتوں پر اس کاشکر ادا نہ کرنا اور اُن سے غفلت برتنا کفرانِ نعمت کہلاتا ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ،،ج۲،ص۱۰۰)

## (۱۴)حرص کی تعریف:

خواہشات کی زیادتی کے اِرادے کا نام حرص ہے اور بُری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص،اور حرص رکھنے والے کو حریص کہتے ہیں۔(مرقاۃ،ج۹،ص۱۱۹، مراۃ المناجیح،ج۷،ص۸۶ مفصلاً)

## (۱۵)بخل کی تعریف:

بخل کے لغوی معنی کنجوسی کے ہیں اور جہاں خرچ کرنا شرعاً،عادتاً یا مروّتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل کہلاتا ہے۔یا جس جگہ مال و اسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا یہ بھی بخل ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ،ج۲،ص۲۷، مفردات الفاظ القرآن،۱۰۹)

## (۱۶)طولِ اَمل کی تعریف:

”طولِ اَمل“کا لغوی معنی لمبی لمبی امیدیں باندھنا ہے۔اور جن چیزوں کا حصول بہت مشکل ہو اان کے لئے لمبی امیدیں باندھ کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا طولِ اَمل کہلاتا ہے۔(فیض القدیر،ج۱،ص۲۷۷، تحت الحدیث:۲۹۴)

## (۱۷)سوءِ ظن یعنی بدگمانی کی تعریف:

بدگمانی سے مراد یہ ہے کہ بلا دلیل دوسرے کے برے ہونے کا دل سے اعتقاد جازم (یعنی یقین) کرنا۔
(شیطان کے بعض ہتھیار،ص۳۲)

## (۱۸)عنادِ حق کی تعریف:

کسی (دینی) بات کو درست جاننے کے باوجود ہٹ دھرمی کی بناء پر اس کی مخالفت کرنا عنادِ حق کہلاتا ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ،ج۲،ص۱۶۲)

## (۱۹)اصرارِ باطل کی تعریف:

نصیحت قبول نہ کرنا، اہل حق سے بغض رکھنا اور ناحق یعنی باطل اور غلط بات پر ڈٹ کر اہل حق کو اذیت دینے کا

کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دینا اِصرارِ باطل کہلاتا ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۶۴ ملتقطاً)

## (۲۰)مکروفریب کی تعریف:

وہ فعل جس میں اس فعل کے کرنے والے کا باطنی اِرادہ اس کے ظاہر کے خلاف ہو مکر کہلاتا ہے۔
(فیض القدیر، ج۶، ص۳۵۸)

## (۲۱)بدعہدی کی تعریف:

معاہدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنا غدر یعنی بدعہدی کہلاتا ہے۔ (فیض القدیر، ج۲، ص۶۲۵)

## (۲۲)خیانت کی تعریف:

اجازتِ شرعیہ کے بغیر کسی کی امانت میں تصرف کرنا خیانت کہلاتا ہے۔ (عمدۃ القاري، ج۱، ص۳۲۸)

## (۲۳)غفلت کی تعریف:

یہاں دینی اُمور میں غفلت مراد ہے یعنی وہ بھول ہے جو انسان پر بیدار مغزی اور احتیاط کی کمی کے باعث طاری ہوتی ہے۔(مفردات الفاظ القرآن، ص۶۰۹)

## (۲۴)قسوت یعنی دل کی سختی کی تعریف:

موت و آخرت کو یاد نہ کرنے کے سبب دل کا سخت ہو جانا یا دل کا اس قدر سخت ہو جانا کہ استطاعت کے باوجود کسی مجبور شرعی کو بھی کھانا نہ کھلائے قسوتِ قلبی کہلاتا ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۴۸۴)

## (۲۵)طمع (لالچ) کی تعریف:

کسی چیز میں حد درجہ دلچسپی کی وجہ سے نفس کا اس کی جانب راغب ہونا طمع یعنی لالچ کہلاتا ہے۔
(مفردات الفاظ القرآن، ص۵۲۴)

## (۲۶)تَمَلُّق (چاپلوسی) کی تعریف:

اپنے سے بلند رتبہ شخصیت یا صاحب منصب کے سامنے محض مفاد حاصل کرنے کے لیے عاجزی وانکساری کرنا یا اپنے آپ کو نیچا دکھانا تملق یعنی چاپلوسی کہلاتا ہے۔ (بریقۃ محمودیۃ، ج۲، ص۲۳۵)

## (۲۷)اعتماد خلق کی تعریف:

مُسَبِّبُ الْاَسْبَابْ یعنی اسباب کو پیدا کرنے والے رب تعالی کو چھوڑ کر فقط ''اسباب'' پر بھروسہ کرلینا یا خالق کو چھوڑ کر فقط مخلوق پر بھروسہ کرلینا اعتمادِ خلق کہلاتا ہے۔

## (۲۸)نسیان خالق کی تعریف:

اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو ترک کردینا اور حقوق اللہ کو یکسر فراموش کردینا ''نسیانِ خالق'' کہلاتا ہے۔
(تفسیر الطبری، ج ۱۲، ص ۵۰، روح المعانی، ج ۲۸، ص ۳۵۴)

## (۲۹)نسیان موت کی تعریف:

دنیوی مال و دولت کی محبت و گناہوں میں غرق ہوکر موت کو یکسر فراموش کردینا نسیانِ موت کہلاتا ہے۔

## (۳۰)جرأت علی اللہ کی تعریف:

اللہ کی سرکشی و قصداً نافرمانی کرنا یعنی جن کاموں کو اللہ نے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں نہ کرنا اور جس سے منع فرمایا ہے ان سے اپنے آپ کو نہ بچانا جرأت علی اللہ کہلاتا ہے۔

## (۳۱)نفاق (منافقت) کی تعریف:

زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاقِ اعتقادی اور زبان و دل کا یکساں نہ ہونا نفاقِ عملی کہلاتا ہے۔ (بہار شریعت، ج ۱، ص ۱۸۲)

## (۳۲)اتباع شیطان کی تعریف:

شیطان کے وساوس وشبہات کے مطابق چلنا اِتباعِ شیطان کہلاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ ۲، البقرۃ، تحت الایۃ: ۲۰۸)

## (۳۳)بندگیٔ نفس کی تعریف:

جائز و ناجائز کی پرواکیے بغیر نفس کا ہر حکم مان لینا بندگیٔ نفس کہلاتا ہے۔

## (۳۴)رغبت بطالت کی تعریف:

ناجائز و حرام کاموں کی جانب دلچسپی رکھنا رغبت بطالت ہے۔

## (۳۵)کراہت عمل کی تعریف:

نیک اور اچھے اعمال کو ناپسند کرنا کراہت عمل کہلاتا ہے۔

## (۳۶)قلت خشیت کی تعریف:

اللہ تبارک وتعالی کے خوف میں کمی کو قلت خشیت کہتے ہیں۔

## (۳۷)جزع کی تعریف:

پیش آنے والی کسی بھی مصیبت پر واویلا کرنا، یا اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرنا جزع کہلاتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۹۸)

## (۳۸)عدم خشوع کی تعریف:

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے وقت (یعنی نماز یا نیک کاموں میں) دل کا نہ لگنا عدم خشوع کہلاتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۱۷ مفہوما)

## (۳۹)غضب للنفس کی تعریف:

اپنے آپ کو تکلیف سے دور کرنے یا تکلیف ملنے کے بعد اس کا بدلہ لینے کے لیے خون کا جوش مارنا ''غضب'' کہلاتا ہے۔ اپنے ذاتی انتقام کے لیے غصہ کرنا ''غضب للنفس'' کہلاتا ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص۶۳۵ ماخوذا)

## (۴۰)تساھل فی اللہ کی تعریف:

احکامِ الٰہی کی بجاآوری میں سستی اور اللہ کی نافرمانی میں مشغولیت ''تَسَاھُلِ فِی اللہ'' ہے۔

## (۴۱) تکبر کی تعریف:

خود کو افضل دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔ (تکبر، ص۱۶)

## (۴۲)بدشگونی کی تعریف:

شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وَقْت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ (اسی وجہ سے بُرا فال لینے کو بدشگونی کہتے ہیں۔) (بدشگونی، ص۱۰)

## (۴۳)شَماتت کی تعریف:

اپنے کسی بھی نسبی یا مسلمان بھائی کے نقصان یا اُس کو ملنی والی مصیبت وبلا کو دیکھ کر خوش ہونے کو شَماتت کہتے ہیں۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص۶۳۱)

## (۴۴)اِسراف کی تعریف:

جس جگہ شرعاً، عادۃً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا مثلاً فسق وفجور وگناہ والی جگہوں پر خرچ کرنا، اجنبی لوگوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے اہل وعیال کو بے یارومددگار چھوڑ دینا اِسراف کہلاتا ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۲۸)

## (۴۵)"غم دنیا" کی تعریف:

کسی دنیوی چیز سے محرومی کے سبب رنج وغم اور افسوس کا اِس طرح اِظہار کرنا کہ اُس میں صبر اور قضائے اِلٰہی پر رضا اور ثواب کی اُمید باقی نہ رہے "غم دُنیا" کہلاتا ہے اور یہ مذموم ہے۔

## (۴۶) تجسس کی تعریف:

لوگوں کی خفیہ باتیں اور عیب جاننے کی کوشش کرنا تجسس کہلاتا ہے۔(احیاء العلوم، ج۲، ص۶۴۳، ج۳، ص۴۵۹)

## (۴۷)مایوسی کی تعریف:

اللہ کی رحمت اور اس کے فضل واحسان سے خود کو محروم سمجھنا"مایوسی "ہے۔

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یارب
نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یارب
کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب
گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نار جہنم میں جلوں گا یارب

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب!　　صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

# مسائل کا نصاب

| پہلے ماہ کا نصاب | | | دوسرے ماہ کا نصاب | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ش | موضوعات | صفحات | ش | موضوعات | صفحات |
| 1 | نجاست کا بیان | 08 | 1 | قیام کا بیان | 03 |
| 2 | ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا بیان | 08 | 2 | قراءت کا بیان | 06 |
| 3 | حیض ونفاس کا بیان | 03 | 3 | قراءت میں غلطی ہوجانے کا بیان | 02 |
| 4 | وضو کا بیان | 09 | 4 | رکوع وسجود کا بیان | 02 |
| 5 | موزوں پر مسح کا بیان | 02 | 5 | قعدۂ اخیرہ کا بیان | 01 |
| 6 | غسل کا بیان | 06 | 6 | خروجِ بصنعہ کا بیان | 01 |
| 7 | پانی کا بیان | 04 | 7 | نماز پڑھنے کا طریقہ | 03 |
| 8 | تیمم کا بیان | 05 | 8 | نماز کے واجبات | 03 |
| 9 | مامورات ومنہیات کا بیان | 03 | 9 | سجدۂ سہو کا بیان | 06 |
| 10 | اذان واقامت کا بیان | 08 | 10 | نماز کی سنتوں کا بیان | 05 |
| 11 | نماز کی شرائط کا بیان | 01 | 11 | نماز کے مفسدات کا بیان | 05 |
| 12 | طہارت کا بیان | 02 | 12 | نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کا بیان | 05 |
| 13 | سترِ عورت کا بیان | 05 | 13 | نماز کو توڑنے کا بیان | 02 |
| 14 | استقبالِ قبلہ کا بیان | 04 | 14 | امامت کا بیان | 07 |
| 15 | وقت کا بیان | 05 | 15 | دعا مانگنے کے آداب کا بیان | 05 |
| 16 | نیت کا بیان | 04 | 16 | معذورِ شرعی کا بیان | 03 |
| 17 | نماز کے فرائض کا بیان | 01 | 17 | جماعت کا بیان | 05 |
| 18 | تکبیرِ تحریمہ کا بیان | 02 | 18 | فرضوں کی جماعت پانے کا بیان | 02 |
| | | | 19 | اقتداء کا بیان | 08 |
| | | | 20 | بنا کرنے کا بیان | 02 |
| | **کل صفحات** | **80** | | **کل صفحات** | **76** |

**نوٹ:** پہلے ماہ کے تعلیمی ایام 25 ہیں اور نصاب 80 صفحات ہے، لہذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 80 صفحات 20 دن میں پڑھا کر باقی 5 دن دہرائی کروائیں۔

**نوٹ:** دوسرے ماہ میں تعلیمی ایام 22 ہیں اور نصاب 76 صفحات، لہذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں 19 دن میں 76 صفحات پڑھا کر باقی 3 دن دہرائی کروائیں۔

# مسائل کا نصاب

| تیسرے ماہ کا نصاب | | | چوتھے ماہ کا نصاب | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ش | موضوعات | صفحات | ش | موضوعات | صفحات |
| 1 | نماز و امامت کے کچھ ضروری مسائل کا بیان | 08 | 1 | میت کا بیان | 03 |
| 2 | احکامِ لقمہ کا بیان | 06 | 2 | غسلِ میت کا بیان | 03 |
| 3 | سورۂ فاتحہ میں لقمہ کے مسائل کا بیان | 03 | 3 | کفنِ میت کا بیان | 04 |
| 4 | قراءت میں لقمہ کے مسائل کا بیان | 03 | 4 | جنازہ لے کر چلنے کا بیان | 03 |
| 5 | رکوع میں لقمہ کے مسائل کا بیان | 01 | 5 | نمازِ جنازہ کا بیان | 08 |
| 6 | قعدۂ اولیٰ میں لقمہ کے مسائل کا بیان | 03 | 6 | دفنِ میت کا بیان | 06 |
| 7 | قعدۂ اخیرہ میں لقمہ کے مسائل کا بیان | 01 | 7 | زیارتِ قبور کا بیان | 03 |
| 8 | تراویح میں لقمہ کے مسائل کا بیان | 04 | 8 | روزے کا بیان | 05 |
| 9 | احکامِ مسجد کا بیان | 09 | 9 | روزہ نہ رکھنے کے اعذار کا بیان | 04 |
| 10 | نمازِ وتر کا بیان | 03 | 10 | چاند دیکھنے کا بیان | 03 |
| 11 | نمازِ جمعہ کا بیان | 07 | 11 | روزے کو توڑنے والی چیزوں کا بیان | 05 |
| 12 | نمازِ عیدین کا بیان | 04 | 12 | زکوۃ کا بیان | 04 |
| 13 | سنن و نوافل کا بیان | 07 | 13 | مصارفِ زکوۃ کا بیان | 06 |
| 14 | قضا نمازوں کا بیان | 05 | 14 | صدقۂ فطر کا بیان | 05 |
| 15 | مریض کی نماز کا بیان | 02 | | | |
| 16 | سجدۂ تلاوت کا بیان | 05 | | | |
| 17 | مسافر کی نماز کا بیان | 05 | | | |
| | **کل صفحات** | **76** | | **کل صفحات** | **62** |

**نوٹ:** تیسرے ماہ کے تعلیمی ایام 29 ہیں اور نصاب 76 صفحات ہے، لہذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 76 صفحات 19 دن میں پڑھا کر باقی 10 دن دہرائی کروائیں۔

**نوٹ:** چوتھے ماہ میں تعلیمی ایام 19 ہیں اور نصاب 62 صفحات ہے، لہذا روزانہ کتاب کے 4 صفحات پڑھانے کا اہتمام کریں، پس 16 دن میں 62 صفحات پڑھا کر باقی 3 دن دہرائی کروائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْفِ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْقِ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان فرض علوم

سوالاً جواباً

# کِتَابُ الطَّہَارَۃ

☆... نجاستوں کا بیان

☆... ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا بیان

☆... حیض و نفاس کا بیان

☆... وضو کا بیان

☆... موزوں پر مسح کا بیان

☆... غسل کا بیان

☆... پانی کا بیان

☆... تیمم کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# نَجَاسَتُوں کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قِیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔(فِردُوس الاخبار ج ۱ ص ۴۲۲ حدیث ۳۱۴۹ )

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: طہارت کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: طہارت کے معنی ہیں گندگی اور ناپاکی دور کرنا، گندگی روحانی بھی ہوتی ہے اور جسمانی بھی، لہذا طہارت بھی روحانی اور جسمانی ہے، ان دونوں طہارتوں کی بہت قسمیں ہیں کیونکہ گندگیاں بہت قسم کی ہیں۔ طہارت جسمانی دو طرح کی ہے: طہارت حقیقی اور طہارتِ حکمی۔ طہارت حقیقی: گندگیٔ حقیقی یعنی خبث کو دور کرنا، اور طہارت حکمی: گندگی یعنی حدث کو دور کرنا۔

**سوال**: نَجاست کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: نجاست کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (۱) نجاستِ حکمیہ۔ (۲) نجاستِ حقیقیہ۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۳۸۹)

**سوال**: نجاستِ حکمیہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: نجاستِ حکمیہ وہ نجاست ہے جو نظر نہ آئے، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔حدثِ اصغر**: وہ حدث ہے جس سے آدمی بے وضو ہو جاتا ہے۔ اور اس سے پاکی حاصل کرنے کو **طہارتِ صغرٰی** کہتے ہیں۔

**(۲)۔۔۔حَدَثِ اکبر**: وہ حدث ہے جس سے آدمی بے غسل ہو جاتا ہے۔ اور اس سے پاکی حاصل کرنے کو **طہارتِ کبرٰی** کہتے ہیں۔

**سوال**: نجاستِ حکمیہ کو حکمیہ کیوں کہتے ہیں؟

**جواب**: **نجاستِ حکمیہ** کو حکمیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس ناپاکی سے پاکی حاصل کرنے کو شریعت نے حکم دیا ہے حالانکہ عقل کے مطابق یہ کوئی نجاست نہیں کیونکہ جب کسی نے پیشاب کیا اور پیشاب کی جگہ کو دھل لیا تو عقل

کہتی ہے کہ وہ پاک ہے مگر شریعت کا حکم ہے کہ ابھی پاک نہیں ہے جب تک کہ وضو نہ کرلے۔اور یہی بات منی کے نکلنے سے غسل کے فرض ہونے میں ہے۔

**سوال:** پیشاب اور منی ایک ہی جگہ سے خارج ہوتے ہیں لیکن پیشاب سے وضو اور منی سے غسل فرض ہوتا ہے ایسا کیوں؟

**جواب:** پیشاب اور منی ایک ہی جگہ سے خارج ہوتے ہیں لیکن پیشاب سے وضو اور منی سے غسل فرض ہوتا ہے اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ شریعت نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ پیشاب نکلتے وقت اس کا اثر بدن کے تمام اعضا پر نہیں پڑتا اس لئے وضو کا حکم دیا گیا جبکہ منی نکلتے وقت بدن کے تمام اعضا پر اس کا اثر پڑتا ہے، اور لذت حاصل کرنے میں سب شریک ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ منی کے نکلنے کے بعد تمام اعضا سست پڑ جاتے ہیں، لہذا تمام اعضا کو دھونے کا حکم دیا گیا، پس انہی وجوہات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پیشاب کے بعد وضو اور منی کے بعد غسل کا حکم دیا گیا۔

**سوال:** نجاستِ حقیقیہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** نجاستِ حقیقیہ وہ نجاست ہے جو نظر آئے، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔** نجاستِ غلیظہ: وہ نجاست ہے جس کا حکم سخت ہو۔

**(۲)۔۔۔** نجاستِ خفیفہ: وہ نجاست ہے جس کا حکم ہلکا ہو۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۹)

**سوال:** نجاستِ غلیظہ کتنی مقدار میں لباس یا بدن پر لگ جائے تو اس کا دور کرنا فرض، واجب اور سنّت ہوتا ہے؟ اور یہ نجاست لگی ہونے کی صورت میں نماز پڑھی تو ایسی نماز کا حکم کیا ہے۔

**جواب:** نَجاستِ غَلیظہ لباس یا بدن پر لگ جائے تو اس کا حکم یہ ہے:

**(۱)۔۔۔ اگر کپڑے یا بدن پر ایک دِرہم سے زیادہ** لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بغیر پاک کئے اگر نَماز پڑھ لی تو نَماز نہ ہوگی۔ اور اس صورت میں جان بوجھ کر نَماز پڑھنا سخت گناہ ہے، اور اگر نَماز کو ہلکا جانتے ہوئے اس طرح نَماز پڑھی تو کفر ہے۔

**(۲)۔۔۔ نَجاستِ غلیظہ اگر دِرہَم کے برابر** کپڑے یابدن پر لگی ہوئی ہو تو اس کا پاک کرنا واجِب ہے اگر بِغیر پاک کئے نَماز پڑھ لی تو نماز مکروہِ تحریمی ہوگی اور ایسی صورت میں کپڑے یابدن کو پاک کرکے دوبارہ نَماز پڑھنا واجب ہے، جان بوجھ کر اِس طرح نَماز پڑھنی گناہ ہے۔

**(۳)۔۔۔اگر نجاستِ غلیظہ درہم سے کم** کپڑے یابدن پر لگی ہوئی ہے تو اس کا پاک کرنا سُنّت ہے اگر بِغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی، مگر خلافِ سنّت، ایسی نماز کو دہرالینا بہتر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۸۹)

**سوال**: نجاستِ غلیظہ کے دلدار (گاڑھی) یا رقیق (یعنی پتلی) ہونے کے اعتبار سے درہم کا اندازہ کیسے کیا جائے گا؟

**جواب**: **نجاستِ غلیظہ اگر گاڑھی ہو** مَثَلاً: پاخانہ، لِید وغیرہ تو دِرہَم سے مُراد وَزن میں ساڑھے چار ماشہ (یعنی 4 گرام 374 ملی گرام) ہے۔

اور **اگر نَجاستِ غَلیظہ پتلی ہو** جیسے پیشاب وغیرہ تو دِرہم سے مُراد لمبائی چوڑائی ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ ہتھیلی کو خوب پھیلا کر ہموار رکھئے اور اس پر آہِستگی سے اِتنا پانی ڈالئے کہ اس سے زیادہ پانی نہ رُک سکے، اب جتنا پانی کا پھیلاؤ ہے اُتنا بڑا دِرہم سمجھا جائے گا۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۱۱۱)

**نوٹ**: بعض لوگ درہم کی مثال ایک یا پانچ روپے کے سکّے کے برابر ہی سمجھتے اور سمجھاتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے، کیونکہ سکّہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور اس کی لمبائی چوڑائی میں فرق آتا رہتا ہے، لہٰذا اس کی مثال نہ دی جائے۔

**سوال**: نجاستِ خفیفہ کتنی مقدار میں لگی ہو تو اس کا دور کرنا ضروری ہے؟

**جواب**: نَجاستِ خفیفہ کے دو حکم ہیں: **(۱)۔۔۔**پہلا یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصّے یابدن کے جس عُضو میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے تو مُعاف ہے، مَثَلاً آستین میں نَجاستِ خَفیفہ لگی ہوئی ہے تو اگر آستین کی چوتھائی سے کم ہے یا دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم ہے یا اسی طرح ہاتھ میں لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو

مُعاف ہے یعنی اس صورت میں پڑھی گئی نماز ہو جائے گی۔(۲)۔۔۔اور دوسرا یہ کہ اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر پاک کئے نماز نہ ہو گی۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۳۸۹)

**سوال**: کتنی مقدار میں نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ میں سے کوئی کسی پتلی چیز مثلاً پانی یا دودھ میں گر جائے تو اسے ناپاک کر دے گی؟ نیز نجاستِ غلیظہ، خفیفہ باہم آپس میں مل جائیں تو کس نجاست کا حکم لگے گا؟

**جواب**: نَجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے ہیں یہ احکام اسی وقت ہیں جبکہ بدن یا کپڑے میں لگے۔ اگر کسی پتلی چیز مثلًا دودھ یا پانی میں نَجاست پڑ جائے چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ دونوں صورَتوں میں وہ دودھ یا پانی جس میں نَجاست پڑی ہے ناپاک ہو جائے گا اگرچِہ ایک ہی قطرہ نَجاست پڑی ہو۔ نیز نَجاست خفیفہ اگر نَجاستِ غلیظہ میں مل جائے تو وہ تمام نَجاستِ غلیظہ ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۱۱۲،۱۱۳)

## نجاستِ غلیظہ و خفیفہ کی مثالیں

**سوال**: نجاستِ غلیظہ کون کون سی ہیں؟ ان کی مثالیں کیا ہیں؟

**جواب**: نجاستِ غلیظہ کی چند صورتوں کے تحت مثالیں:

**(۱)۔۔۔انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے۔** جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، حَیض ونِفاس واِستحاضے کا خون، مَنی، مَذی، وَدی۔ دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے، یونہی ناف یا پِستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے، نَجاستِ غلیظہ ہے، دودھ پیتے بچے اور بچی کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

**(۲)۔۔۔خشکی کے ہر جانور (خواہ حلال ہو یا حرام) کا بہتا خُون اور مُردار کا گوشت اور چربی۔**

**(۳)۔۔۔حرام چوپائے کا پیشاب اور پاخانہ۔** جیسے کُتّا، شَیر، لُومڑی، بِلّی، چوہا، گدھا، خَچَّر، ہاتھی اور سُوَر۔

**(۴)۔۔۔ہر حلال چوپائے کا صرف پاخانہ۔** جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی۔

**(۵)۔۔۔ایسے حلال پرندے جو اونچا نہ اُڑ سکتے ہوں ان کی بِیٹ:** جیسے مرغی اور بطخ، چھوٹی ہو یا بڑی۔ مزید یہ کہ چھپکلی یا گرگٹ کا خون۔ ہاتھی کے سُونڈ کی رُطوبت اور شیر، کتّے، چیتے اور دوسرے درندے چَوپایوں کا لُعاب (یعنی تھوک) نَجاستِ غلیظہ ہے۔

**(۶)۔۔۔ہر قسم کی شراب اور سوئر کا گوشت، ہڈی اور بال۔** اگرچہ ذبح کیا گیا ہو۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۹۰۔۳۹۱)

**سوال:** نجاستِ خفیفہ کون کون سی ہیں؟ ان کی مثالیں کیا ہیں؟

**جواب:** نجاستِ خفیفہ کی چند صورتوں کے تحت مثالیں:

**(۱)۔۔۔حلال چوپائے یعنی جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا صرف پیشاب۔** (جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا)

**(۲)۔۔۔گھوڑے کا پیشاب۔**

**(۳)۔۔۔ایسے حرام پرندے جو اونچا اڑتے ہیں اور ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا خواہ شکاری ہوں یا نہیں۔** (جیسے کوّا، چیل، شِکرہ، باز) ان کی بیٹ نَجاستِ خفیفہ ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۹۱)

**سوال:** حلال چوپائے کے پیشاب کو خفیفہ اور پاخانے کو غلیظہ کیوں قرار دیا گیا؟ اس کی کیا حکمت ہے؟

**جواب:** حلال چوپائے کے پیشاب کو خفیفہ اور پاخانے کو غلیظہ قرار دینے میں یہ حکمت ہے کہ پچھلے زمانے میں ہر ایک آدمی جانور پالتا تھا، اور جانور جب پیشاب کرتا ہے تو اس کی چھینٹے دور تک جاتی ہیں جس سے آدمی کا کپڑا و بدن آلودہ ہو جاتا تھا، اب اگر حلال جانور کے پیشاب کو غلیظہ قرار دیا جاتا تو ہر نماز میں کپڑا بدلنا پڑتا جس سے حرج لازم آتا، اس لئے پیشاب کو خفیفہ قرار دے کر لوگوں کو آسانی فراہم کی گئی ہے، جبکہ پاخانہ کی چھینٹوں کا معاملہ ایسا نہیں۔

**سوال:** حلال پرندوں کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** ایسے حلال پرندے جو اونچا اڑتے ہیں اور ان کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے ان کی بیٹ پاک ہے جیسے چڑیا، کبوتر، مینا، مرغابی وغیرہ۔ اور چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۹۱)

**سوال:** دودھ پیتے بچے کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔ یونہی شِیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر منہ بھر ہے تو نَجاستِ غلیظہ ہے۔
("الفتاوی الرضویه"، ج۱، ص ۲۱۶۔ بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۹۰)

**سوال:** اگر مختلف جگہوں میں نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ لگی ہو تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد، نَجاستِ خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔
("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، مطلب: إذا صرح... إلخ، ج۱، ص۵۸۲)

**سوال:** مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں، کھٹمل اور مچھر کے خون کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں، کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ پاک ہے۔
("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرۃ... إلخ، ج۱، ص۵۷۹، وغیرہ)

**سوال:** ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا یا پاک میں ناپاک کپڑا لپیٹا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا یا پاک میں ناپاک کپڑا لپیٹا اور اس ناپاک کپڑے سے یہ پاک کپڑا نَم ہو گیا تو ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ نَجاست کا رنگ یا بو اس پاک کپڑے میں ظاہر نہ ہو، ورنہ نم ہو جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں! اگر بھیگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ ناپاک کپڑا پانی سے تر ہوا ہو اور اگر پیشاب یا شراب کی تری اس میں ہے تو وہ پاک کپڑا نم ہو جانے سے بھی نجس ہو جائے گا اور اگر ناپاک کپڑا سوکھا تھا اور پاک تر تھا اور اس پاک کی تری سے وہ ناپاک تر ہو گیا اور اس ناپاک کو اتنی تری پہنچی کہ اس سے چُھوٹ کر اس پاک کو لگی تو یہ ناپاک ہو گیا ورنہ نہیں۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج۱، ص۶۱۷)

**سوال:** بھیگی ہوئی ناپاک زمین یا نجس بچھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** بھیگی ہوئی ناپاک زمین یا نجس بچھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آگئی تو نجس ہو گئے اور سیل ہے تو نہیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وأحکامھا، الفصل الثانی، ج۱، ص۴۷)

**سوال:** ناپاک چیز کا دھواں پاک کپڑے یا بدن کو لگے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ناپاک چیز کا دھواں پاک کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یونہی ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اُٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا اگرچہ ان سے پورا کپڑا بھیگ جائے، ہاں! اگر نجاست کا اثر اس پاک کپڑے یا بدن میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا۔ اُپلے کا دُھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وأحکامھا، الفصل الثانی، ج۱، ص۴۷)

**سوال:** پاخانہ سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** پاخانہ سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں کپڑا نجس نہ ہو گا۔

(''المحیط البرہانی''، کتاب الطہارات، الفصل السابع فی النجاسات واحکامہا، ج۱، ص۲۱۶)

**سوال:** راستے کی کیچڑ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو، تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی ہو گئی مگر دھو لینا بہتر ہے۔ سڑک پر پانی چِھڑکا جارہا تھا، زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں، کپڑا نجس نہ ہوا مگر دھو لینا بہتر ہے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطہارۃ، مطلب فی العفو عن طین الشارع، ج۱، ص۵۸۳)

**سوال:** آدمی کی تھوڑی سی کھال یا ناخن جسم سے جدا ہو کر پانی میں پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** آدمی کی کھال اگرچہ ناخن برابر، تھوڑے پانی (یعنی دَہ در دَہ سے کم) میں پڑ جائے، وہ پانی ناپاک ہو گیا اور خود ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔ (''منیۃ المصلی''، بیان النجاسۃ، ص۱۰۸)

**سوال:** جیب میں پیشاب یا خون کی شیشی رکھ کر نماز پڑھنا کیسا؟

**جواب:** جیب وغیرہ میں پیشاب یا خون یا شراب کی شیشی ہے اور اس حال میں نماز پڑھی تو نہ ہو گی، اور جیب میں انڈا ہے اور اس کی زردی خون ہو چکی ہے تو نماز ہو جائے گی کیونکہ انڈے کی زردی پاک ہے اور وہ اصل میں خون نہیں۔ (''غنیۃ المتملی''، فصل فی الآسار، ص۱۹۷)

**سوال:** کُتّا بدن یا کپڑے سے چھو جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** کُتّا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگرچہ اس کا جِسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں! اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہو تو اور بات ہے (یعنی تب ناپاک ہو جائے گا) یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔

(''الفتاوی الرضویۃ''، ج۴، ص۴۰۱)

**سوال:** کفار اور فساق کے استعمالی کپڑوں کو استعمال کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** فاسقوں کے استعمالی کپڑے جن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے مگر بے نمازی کے پاجامے وغیرہ میں اِحتیاط یہی ہے کہ رومالی پاک کر لی جائے کہ اکثر بے نمازی پیشاب کر کے ویسے ہی پاجامہ باندھ لیتے ہیں اور کفّار کے ان کپڑوں کے پاک کر لینے میں تو بہت خیال کرنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۴۰۵)

# ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔ (ابنِ عساکر ج۴۳ص۱۴۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** نَجَس اور نَجِس میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** نَجَس (جیم کے فتحہ کے ساتھ) عینِ نجاست کو کہتے ہیں یعنی جو بذاتِ خود ناپاکی ہو جیسے پیشاب، پاخانہ، لید، گوبر، خون، شراب وغیرہا۔ اور نَجِس (جیم کے کسرہ کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جس میں نجاست لگ جائے یعنی پہلے وہ پاک تھی بعد میں نجاست کے لگنے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو جیسے کپڑا، بدن، برتن، زمین وغیرہ۔ (شرح الوقایہ، ص)

**سوال:** وہ چیزیں جو بذاتِ خود ناپاک ہوں وہ کیسے پاک ہوں گی؟

**جواب:** وہ چیزیں جو بذاتِ خود نَجَس ہیں (جن کو ناپاکی اور نَجاست کہتے ہیں) جیسے پیشاب، پاخانہ، شراب وغیرہا، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو سکتیں، مثال کے طور پر شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۶)

اسی طرح نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵.)

**سوال:** ناپاک بدن یا ناپاک کپڑے کو کن چیزوں سے پاک کیا جا سکتا ہے؟

**جواب:** جو چیزیں بذاتِ خود نجس نہیں بلکہ کسی نَجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں مثلاً بدن یا کپڑا، ان کو پانی اور ہر رقیق یعنی بہنے والی چیز سے (جس سے نَجاست دور ہو جائے) دھو کر پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نَجاست کو دور کر سکتی ہے تو بدن یا کپڑا ان سے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

ہاں! بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۳۹۷)

**سوال**: مُستَعمَل پانی یا چائے سے کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا؟

**جواب**: جی ہاں! مستَعمَل پانی اور چائے سے کپڑا دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۳۹۷)

**سوال**: کیا دودھ، شوربا اور تیل سے کپڑا پاک ہو جائے گا؟

**جواب**: دودھ، شوربا اور تیل سے دھونے سے کپڑا پاک نہ ہو گا کہ ان سے نَجاست دور نہیں ہوتی بلکہ پھیلتی ہے کیونکہ ان میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ (''تبیین الحقائق''، کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، ج ۱، ص ۱۹۴)

**سوال**: اگر کپڑے میں دلدار نجاست جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ لگ جائے تو کپڑے کو کیسے پاک کریں گے؟

**جواب**: نَجاست اگر دَلدار یعنی گاڑھی ہو جسے نجاستِ مَرئِیَّہ کہتے ہیں (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضَروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دُور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا، ہاں! اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۱۱۹)

**سوال**: دلدار نجاست کو دھونے کے بعد اس کا اثر باقی رہے تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر نَجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر یعنی رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے، ہاں! اگر اس کا اثر مشکل سے جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں، تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا، صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامھا، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۲)

**سوال**: اگر کپڑے میں پتلی نجاست مثلاً پیشاب، شراب وغیرہ لگ جائے تو کپڑے کو کیسے پاک کریں گے؟

**جواب**: اگر نَجاست رَقِیق (یعنی پتلی جیسے پیشاب وغیرہ) ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقُوّت (یعنی پوری طاقت سے) نچوڑنے سے پاک ہو گا اور قوّت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اِس

طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اُس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہو گا۔

پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی، اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بُوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔ (اس میں لازمی یہ احتیاط کیجئے کہ) اگر پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا، اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۱۲۰)

**سوال**: کیا کمزور شخص کا پاک کیا ہوا کپڑا طاقت ور شخص کے لئے پاک ہو گا؟

**جواب**: اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زِیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اس (پہلے نچوڑنے والے) کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں، ہاں! اگر یہ دھوتا اور اِسی قدر نچوڑتا جس قدر پہلے والے نے نچوڑا تھا تو پاک نہ ہوتا۔ (بہار شریعت حصہ ۲ ص ۱۲۰)

**سوال**: جو چیزیں نچوڑنے کے قابل نہیں، ان کو کیسے پاک کریں گے؟

**جواب**: جو چیزیں نچوڑنے کے قابل نہیں ہیں (جیسے چٹائی، برتن، جُوتا وغیرہ) اس کو دھو کر چھوڑ دیں یہاں تک کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یونہی دو مرتبہ اَور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سُوکھانا ضروری نہیں۔ یونہی جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یونہی پاک کیا جائے۔ ("البحر الرائق"، کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، ج۱، ص ۴۱۳)

**سوال**: کیا کپڑے پاک کرنے کے اور بھی طریقے ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے "کپڑے پاک کرنے کا طریقہ" میں مزید دو طریقے نقل فرماتے ہیں:

**(۱)۔۔۔**بالٹی میں ناپاک کپڑے ڈال کر اُوپر سے نل کھول دیجئے، کپڑوں کو ہاتھ یا کسی سَلاخ وغیرہ سے اِس طرح ڈَبوئے رکھئے کہ کہیں سے کپڑے کا کوئی حِصہ پانی کے باہَر اُبھرا ہوا نہ رہے۔ جب بالٹی کے اُوپر سے اُبل کر اتنا پانی بہہ جائے کہ ظنِّ غالِب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہا کرلے گیا ہو گا تو اب وہ کپڑے اور بالٹی کا پانی نیز ہاتھ یا سلاخ کا جتنا حصّہ پانی کے اندر تھا سب پاک ہوگئے جبکہ کپڑے وغیرہ پر نَجاست کا اثر باقی نہ ہو۔اِس عمل کے دَوران یہ احتیاط ضَروری ہے کہ پاک ہوجانے کے ظنِّ غالب سے قَبل ناپاک پانی کا ایک بھی چھینٹا آپ کے بدن یا کسی اور چیز پر نہ پڑے۔

(کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۰۔۳۱)

**(۲)۔۔۔**نل کے نیچے ہاتھ میں پکڑ کر بھی پاک کرسکتے ہیں۔ مَثَلاً رومال ناپاک ہوگیا، تو بیسَن میں نل کے نیچے رکھ کر اتنی دیر تک پانی بہایئے کہ ظنِّ غالِب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہا کرلے گیا ہو گا تو پاک ہوجائے گا۔

(کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۲)

**سوال:** واشنگ مشین میں کپڑے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** واشنگ مشین میں کپڑے ڈال کر پہلے پانی بھر لیجئے اور کپڑوں کو ہاتھ وغیرہ سے پانی میں دبا کر رکھئے تاکہ کوئی حصّہ ابھرا ہوا نہ رہے، اوپر کا نل کھلا رکھئے اب نچلا سُوراخ بھی کھول دیجئے، اِس طرح اوپر نل سے پانی آتا رہے گا اور نچلے سوراخ سے بہتا رہے گا جب ظنِّ غالب آجائے کہ پانی نَجاست کو بہالے گیا ہو گا تو کپڑے اور مشین کے اندر کا پانی پاک ہوجائے گا جبکہ نَجاست کا اثر کپڑوں وغیرہ پر باقی نہ ہو۔ ضَرورتاً مشین کے اوپری کنارے وغیرہ اچھے طریقے پر شروع ہی میں دھولینے چاہیئے۔ (کپڑے پاک کرنے کا طریقہ ص ۳۲)

**سوال:** جس چیز میں نجاست جذب نہ ہوتی ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھولینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑدیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے۔ (''البحرالرائق''،کتاب الطہارۃ، باب الأنجاس، ج۱، ص ۴۱۴)

**سوال:** کیا لگاتار تین بار دھونا ضروری ہے؟

**جواب**: یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں تین کی تعداد پوری کی جب بھی پاک ہو جائے گا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۳)

**سوال**: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگ جائے تو کب پاک ہو گا؟

**جواب**: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھولینے سے پاک ہو جائے گا اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلّف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی، تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہو گا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب فی حکم الصبغ...إلخ، ج۱، ص۵۹۱)

**سوال**: دری وغیرہ کو اگر بہتے پانی میں دھویا تو کب پاک ہو گا؟

**جواب**: دَری یا ٹاٹ یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیں پاک ہو جائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہو جائے کہ پانی نَجاست کو بہالے گیا پاک ہو گیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۹)

**سوال**: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یاد نہیں کہ کون سا حصہ ہے تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں (یعنی جب بالکل نہ معلوم ہو کہ کس حصہ میں ناپاکی لگی ہے اور اگر معلوم ہے کہ مثلاً آستین یا کلی نجس ہو گئی مگر یہ نہیں معلوم کہ آستین یا کلی کا کون سا حصہ ہے تو آستین یا کلی کا دھونا ہی پورے کپڑے کا دھونا ہے) اور اگر اندازسے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہو جائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص ۴۳) (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۹۹)

**سوال**: کیا کچھ ایسی بھی چیزیں ہیں جن کو دھونا نہیں پڑتا بلکہ پوچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! لوہے کی چیز جیسے چُھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار، نجس ہو جائے، تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی اور اس صورت میں نَجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔

یونہی چاندی، سونے، پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۴۰۰)

یونہی آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں۔

(''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطھارۃ،الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا،الفصل الأول،ج۱،ص۴۳)

**سوال**: منی بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو کیسے پاک کریں گے؟

**جواب**: مَنی کپڑے یا بدن میں لگ کر خشک ہو گئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد مَلنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔ اور اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے یا منی کے ساتھ پیشاب لگ گیا، تو دھونے سے پاک ہو گا مَلنا کافی نہیں۔

(''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطھارۃ،الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا،الفصل الأول،ج۱،ص۴۴)

اس مسئلہ میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و تندرست و مریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔

(''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''،کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس،ج۱،ص۵۶۷)

**سوال**: موزے اور جوتے کو دھونے کے علاوہ کیسے پاک کر سکتے ہیں؟

**جواب**: موزے یا جوتے میں دَلدار نَجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، مَنی تو اگرچہ وہ نَجاست تر ہو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطھارۃ،الباب السابع فی النجاسۃ وإحکامھا،الفصل الأول،ج۱،ص۴۴)

اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نَجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نَجاست سُوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔

(''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''،کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس،ج۱،ص۵۶۲)

**سوال**: ناپاک زمین کیسے پاک ہو گی؟

**جواب**: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نَجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہو گئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۴)

**سوال**: کیا درخت، گھاس اور دیوار وغیرہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جائیں گے؟

**جواب**: درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہو گی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے کے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ ("الفتاوی الخانیة"، کتاب الطهارة، فصل في النجاسة التی تصیب الثوب... إلخ، ج۱، ص۱۲)

اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔
("الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحکامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۴)

**سوال**: گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو چوہے کے آس پاس کا گھی نکال ڈالیں، باقی پاک ہے کھا سکتے ہیں اور اگر پتلا ہے تو سب ناپاک ہو گیا اس کا کھانا جائز نہیں، البتہ اس کام میں لا سکتے ہیں جس میں استعمالِ نَجاست ممنوع نہ ہو، تیل کا بھی یہی حکم ہے۔ (''الفتاوی الھندیة''، کتاب الطھارة، الباب السابع فی النجاسة واحکامھا، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵)

**سوال**: ناپاک تیل کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: ناپاک تیل کو پاک کرنے کے پانچ طریقے ہیں:

(۱)۔۔۔ناپاک تیل کی جتنی مقدار ہے اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں۔

(۲)۔۔۔یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہو جائے گا۔

(۳)۔۔۔یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائے گا۔

(۴)۔۔۔اور یوں بھی کر سکتے ہیں کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار پاک کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا۔

**(۵)۔۔** اور ایک طریقہ ان چیزوں کے پاک کرنے کا یہ بھی ہے کہ پرنالے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے اسی جنس کی پاک چیز یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنالے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا۔

بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے بھی یہی طریقے ہیں اور اگر گھی جما ہو، اسے پگھلا کر انہیں طریقوں میں سے کسی طریقہ پر پاک کریں۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۴، ص۳۷۸۔۳۸۰)

# حیض ونفاس کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا پُل صراط پر نور ہے، جو روزِ جمعہ مجھ پر ۸۰ بار دُرُودِ پاک پڑھے اُس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ایضاً ج ۲ ص ۴۰۸ حدیث ۳۸۱۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حیض، استحاضہ اور نفاس کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو، اُسے حَیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو اِستحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نِفاس کہتے ہیں۔

("الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الفصل الأول في الحيض، ج١، ص٣٧،٣٦)

**سوال:** عورت کو حیض آنے کی کیا حکمت ہے؟

**جواب:** بالِغہ عورت کے بدن میں فطرتاً ضَرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے تاکہ حَمْل کی حالت میں وہ خون بچّے کی غذا میں کام آئے اور بچّے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو حَمْل اور دودھ پِلانے کے زمانے میں اِس کی جان پر بن جائے یہی وجہ ہے کہ حَمْل اور ابتدائے شِیر خوارگی (یعنی دودھ پلانے) میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حَمْل ہو اور نہ دودھ پلانا تب وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں ہو جائیں۔ (بہار شریعت ج ۱، ص ۳۷۱)

**سوال:** حیض کی مدّت کتنی ہے؟

**جواب:** حَیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حَیض نہیں اور زِیادہ سے زِیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔

("الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنسائ، الفصل الأول، ج١، ص٣٦)

**سوال:** حیض کا خون اگر دس دن سے زیادہ آیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** دس رات دن سے کچھ بھی زِیادہ خون آیا تو اگر یہ حَیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حَیض ہے بعد کا اِستحاضہ اور اگر پہلے اُسے حَیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زِیادہ ہو اِستحاضہ

ہے۔اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حَیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حَیض کے باقی سات دن اِستحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حَیض کے ہیں باقی اِستحاضہ۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الأول في الحيض، ج١، ص٣٧)

**سوال**: عورت کو کتنی عمر میں حیض آنا شروع ہوتا ہے اور کب تک آتا ہے؟

**جواب**: کم سے کم نو برس کی عمر سے حَیض آنا شروع ہوتا ہے اور انتہائی عمر حَیض آنے کی پچپن سال ہے۔اس عمر والی عورت کو آئسہ اور اس عمر کو سن ایاس کہتے ہیں۔
("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنسائ، الفصل الأول، ج١، ص٣٦)

لہٰذا نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے اِستحاضہ ہے۔یونہی پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج١، ص٣٦)

**سوال**: دو حیضوں کے درمیان کم سے کم کتنا فاصلہ ضروری ہے؟

**جواب**: دو حَیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔یونہی نِفاس و حَیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نِفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ اِستحاضہ ہے۔("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٥٢٤)

**سوال**: حَیض کے خون کے کتنے اور کون کون سے رنگ ہیں؟

**جواب**: حَیض کے چھ رنگ ہیں۔

**(١)**۔۔۔ سیاہ۔ **(٢)**۔۔۔ سرخ۔ **(٣)**۔۔۔ سبز۔ **(٤)**۔۔۔ زرد۔ **(٥)**۔۔۔ گدلا۔ **(٦)**۔۔۔ مٹیلا۔ پس سفید رنگ کی رطوبت حَیض نہیں۔(بہارِ شریعت ج٢، ص٣٧٣)

**سوال**: نفاس کی کتنی مدت ہے؟

**جواب**: نِفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں، نصف سے زِیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نِفاس ہے اور زِیادہ سے زِیادہ اس کا زمانہ چالیس دن رات ہے اور نِفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہو گا کہ آدھے سے زِیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زِیادہ باہر آ جانا ہے۔
("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج١، ص٣٧)

**سوال:** حیض ونفاس والی عورت کو کون کون سے امور کرنا منع ہیں؟

**جواب:** حیض ونفاس والی عورت کو درج ذیل امور کا کرنا حرام ہے:

**(۱)---** نماز پڑھنا۔ **(۲)---** روزہ رکھنا۔ **(۳)---** قرآنِ مجید کو دیکھ کر پڑھنا۔ **(۴)---** اسی طرح قرآنِ پاک زبانی پڑھنا۔ **(۵)---** قرآنِ پاک کا چھونا بلکہ کاغذ کے پرچے پر کوئی سورت یا آیت لکھی ہو تو اس کا چھونا۔ **(۶)---** مسجد میں داخل ہونا۔ **(۷)---** طواف کرنا۔ **(۸)---** ہم بستری یعنی جماع کرنا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۷۹)

**سوال:** حیض، نفاس اور استحاضہ کی حالت میں جو روزے نماز چھوٹے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، ج۱، ص۵۳۲) اور اِستحاضہ کی حالت میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السادس في الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۳۹)

**سوال:** حالتِ نفاس میں عورت کو چالیس سے کم دنوں میں خون بند ہو گیا تو کیا نماز روزہ ادا کرے گی؟

**جواب:** اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہولے اگرچہ نِفاس ختم ہو لیا ہو، نہ نماز پڑھتی ہیں نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل جانتی ہیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نِفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں، ہاں! اگر نہانے سے بیماری کا صحیح اندیشہ ہو تو تیمم کر لیں۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۴، ص۳۵۵-۳۵۶)

# وضو کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔(جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج۷ص ۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: وضو کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟ مختصر وضاحت بھی کیجئے۔

**جواب**: وضو کے چار فرائض ہیں:

**(۱)۔۔۔چہرہ دھونا:** ❁ شروعِ پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک چہرہ ہے اس حد کے اندر جِلد کے ہر حصہ پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔ ❁ کنپٹی پر (یعنی رخسار اور کان کے بیچ میں) اگر گھنے بال ہوں تو بالوں کا ورنہ صرف کھال کا دھونا فرض ہے۔ ❁ مونچھوں یا بھوؤں یا بُچّی (یعنی نیچے کے ہونٹھ اور ٹھوڑی کے بیچ) کے بال (اگر ایسے) گھنے ہوں کہ (ان کے نیچے کی) کھال بالکل دکھائی نہ دے تو جِلد کا دھونا فرض نہیں (صرف) بالوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر ان جگھوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جِلد کا دھونا بھی فرض ہے۔ ❁ اگر مونچھیں بڑھ کر لبوں (یعنی ہونٹوں) کو چھپالیں تو اگرچہ گھنی ہوں، مونچھیں ہٹا کر لَب کا دھونا فرض ہے۔ ❁ داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے گردے (یعنی حلقے) میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضروری نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔(بہارِ شریعت،ج۱،ص۲۸۹،۲۸۸)

**(۲)۔۔۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا:** ❁ اگر کُہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذَرّہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی وُضو نہ ہو گا۔ ❁ ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلّے، انگوٹھیاں، کنگن وغیرہ اتنی تنگ (یعنی ٹائٹ) ہوں کہ نیچے

پانی نہ بَہے تو اُتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہِلا کر دھونے سے پانی بہہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈِھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔ ۞ ہاتھ کی زائد انگلی کا دھونا بھی فرض ہے۔
(بہارِ شریعت ج۱، ص۲۹۰)

**(۳)۔۔۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا:** ۞ مسح کرنے کے لئے ہاتھ تَر ہونا چاہیئے، خواہ ہاتھ میں تَری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو۔ ۞ کسی عُضوکے مسح کے بعد جو ہاتھ میں تَری باقی رہ جائے گی وہ دوسرے عُضُوکے مسح کے لئے کافی نہ ہو گی۔ ۞ سر پر بال نہ ہوں تو جِلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چَوتھائی کا مسح فرض ہے۔ ۞ عمامے، ٹوپی، دُوپٹے پر مسح کافی نہیں۔ ہاں! اگر ٹوپی، دُوپٹا اتنا باریک ہو کہ تَری پُھوٹ کر چوتھائی سر کو تَر کر دے تو مسح ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۹۱)

**(۴)۔۔۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا:** ۞ جس چیز کی آدمی کو عُموماً یا خُصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و اِحتیاط (یعنی اس چیز سے اپنے جسم کو بچائے رکھنے میں) حَرَج ہو، ناخنوں کے اندر یا اُوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر لگے رہ گئے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سَخْت چیز ہو وُضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم (یعنی جسم یا تہہ)، عورتوں کے لئے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لئے روشنائی کا جرم، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے (یعنی آنکھوں کے کنارے) یا پلک میں سُرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۹۲)

**سوال:** وضو میں صرف چار چیزوں کو فرض قرار دینے میں کیا حکمت ہے؟

**جواب:** وضو میں اعضائے اربعہ (یعنی چہرہ، کہنی سمیت دونوں ہاتھ، سر اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں) کو اس لئے خاص کیا گیا کہ اللہ تعالی نے حضرتِ آدم علیہ السلام کو جنت میں ممنوعہ درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا مگر اس منع کے باوجود حضرتِ آدم علیہ السلام نے اسے کھا لیا، اس کھانے میں آپ علیہ السلام کے چار اعضاء کی شمولیت تھی:

**(۱)۔۔۔ دونوں پاؤں:** کہ آپ علیہ السلام ان کے ذریعے چل کر اس درخت کے پاس گئے۔

**(۲)۔۔۔ دونوں ہاتھ:** کہ آپ علیہ السلام نے ان کے ذریعے اس کو پکڑا۔

**(۳)۔۔۔چہرہ:** کہ آپ علیہ السلام چہرے کے ذریعے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

**(۴)۔۔۔** جب آپ علیہ السلام نے جانا کہ مجھ سے تو لغزش ہو گئی کہ اللہ تعالی نے اس کے قریب جانے سے منع فرمایا تھالہذا آپ علیہ السلام غم زدہ ہو گئے اور اسی غم کی حالت میں آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا۔

پس اللہ تعالی نے ان چاروں اعضاء کو وضو میں دھلنا متعین کر دیا تا کہ ان سے وہ لغزش زائل ہو جائے جو ان سے ہوئی تھی۔(البنایہ شرح الہدایہ جلد۔۱۔ص ۱۴۲)

**سوال:** تب تو مناسب تھا کہ کلی کرنے کو بھی فرض قرار دیا جائے کیونکہ منہ کے ذریعے ہی کھایا گیا ہے۔

**جوابِ اوّل:** وضو میں کلی کرنا فرض قرار نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو کھانے کی ممانعت نہ تھی بلکہ قریب جانے کی ممانعت تھی جیسے کہ فرمانِ باری تعالی ہے:

وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ ترجمۂ کنز الایمان: مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا۔(پ ا البقرۃ ۳۵)

پس منہ سے قربت نہ پائی گئی بخلاف اعضائے مذکورہ کے۔

**جوابِ ثانی:** کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کا دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ منہ کا فعل قربت کے فعل کے بعد ہوا ہے۔

**جوابِ ثالث:** کہا گیا ہے کہ وضو میں منہ کو دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ بدن کی پاکی سے منہ کی پاکی بھی حاصل ہو جاتی ہے، نیز منہ کو پاک کرنے والی چیز کلمۂ طیبہ ہے اور اسی وجہ سے سارے اعضاء کی طہارت منہ اور زبان سے ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جب تک کوئی کافر کلمۂ طیبہ نہ پڑھے اس وقت تک اس کو نجس سے موسوم کیا جاتا ہے اور جیسے کہ فرمانِ ربُّ العباد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ۔

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! مشرک نِرے ناپاک ہیں۔(پ ۱۰ التوبۃ ۲۸)

اور جیسے ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کا سارا بدن پاک ہو جاتا ہے۔

**سوال:** وضو کرنے کا طریقہ بیان کریں۔

**جواب**: کعبۃُ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے اُونچی جگہ بیٹھنا مستحَب ہے۔ وُضو کے لئے **نیّت** کرنا سنّت ہے، نیّت نہ ہو تب بھی وضو ہو جائے گا مگر ثواب نہیں ملے گا۔ نیّت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، دل میں نیّت ہوتے ہوئے زَبان سے بھی کہہ لینا افضل ہے لہٰذا زبان سے اِس طرح نیّت کیجئے کہ میں **حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ بجالانے اور پاکی حاصل کرنے کے لئے وُضو کر رہا ہوں**۔ بسمِ اللہ کہہ لیجئے کہ یہ بھی سنّت ہے۔ بلکہ بسمِ اللہِ وَالحمدُ لِلّٰہ کہہ لیجئے کہ جب تک باوُضو رہیں گے فِرِشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ اب **دونوں ہاتھ** تین تین بار پَہنچوں تک دھوئیے، (نل بند کر کے) دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں کا خِلال بھی کیجئے۔ کم از کم تین تین بار دائیں بائیں اُوپر نیچے کے دانتوں میں **مِسواک** کیجئے اور ہر بار مِسواک کو دھو لیجئے۔ حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی علیہ رَحمَۃُ اللہِ الوالی فرماتے ہیں: ''مسواک کرتے وقت نَماز میں قرآنِ مجید کی قِراءَت (قِرا۔ءَت) اور ذِکرُ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے مُنہ پاک کرنے کی نیّت کرنی چاہئے۔'' اب سیدھے ہاتھ کے تین چُلّو پانی سے (ہر بار نل بند کر کے) اس طرح **تین کُلّیاں** کیجئے کہ ہر بار مُنہ کے ہر پرزے پر (حلق کے کَنارے تک) پانی بہہ جائے، اگر روزہ نہ ہو تو **غَرغَرہ** بھی کر لیجئے۔ پھر سیدھے ہی ہاتھ کے تین چُلّو (اب ہر بار آدھا چُلّو پانی کافی ہے) سے (ہر بار نل بند کر کے) **تین بار ناک** میں نرم گوشت تک پانی چڑھائیے اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائیے، اب (نل بند کر کے) اُلٹے ہاتھ سے ناک صاف کر لیجئے اور چھوٹی اُنگلی ناک کے سُوراخوں میں ڈالئے۔ **تین بار سارا چِہرہ** اِس طرح دھوئیے کہ جہاں سے عادَتاً سر کے بال اُگنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اگر **داڑھی** ہے اور اِحرام باندھے ہوئے نہیں ہیں تو (نل بند کرنے کے بعد) اِس طرح **خِلال** کیجئے کہ اُنگلیوں کو گلے کی طرف سے داخِل کر کے سامنے کی طرف نکالئے۔ پھر پہلے **سیدھا ہاتھ** اُنگلیوں کے سرے سے دھونا شروع کر کے کہنیوں سمیت تین بار دھوئیے۔ اِسی طرح پھر **اُلٹا ہاتھ** دھو لیجئے۔ دونوں ہاتھ آدھے بازو تک دھونا مستحب ہے۔ **اکثر لوگ چُلّو میں پانی لیکر پہنچے سے تین بار چھوڑ دیتے ہیں کہ کہنی تک بہتا چلا جاتا ہے اس طرح کرنے سے کہنی اور کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ پہنچنے کا اندیشہ ہے لہٰذا بیان کردہ طریقے پر ہاتھ دھوئیے۔ اب چُلّو بھر کر کہنی تک پانی بہانے کی حاجت نہیں بلکہ** (بِغیر اجازتِ صحیحہ ایسا کرنا) **یہ پانی کا اِسراف** ہے۔ اب (نل بند کر کے) **سر کا مسح** اِس طرح کیجئے کہ دونوں اَنگوٹھوں اور کلمے کی اُنگلیوں کو چھوڑ

کر دونوں ہاتھ کی تین تین اُنگلیوں کے سِرے ایک دوسرے سے مِلا لیجئے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر کھینچتے ہوئے گُدّی تک اِس طرح لے جایئے کہ ہتھیلیاں سَر سے جُدا رہیں ، پھر گدّی سے ہتھیلیاں کھینچتے ہوئے پیشانی تک لے آیئے،کلمے کی اُنگلیاں اور اَنگوٹھے اِس دَوران سَر پر بالکل مَس نہیں ہونے چاہئیں ، پھر کلمے کی اُنگلیوں سے کانوں کی اندرونی سَطح کا اور اَنگوٹھوں سے کانوں کی باہَری سَطح کا مَسح کیجئے اور چُھنگلیاں (یعنی چھوٹی انگلیاں) کانوں کے سُوراخوں میں داخِل کیجئے اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کے پچھلے حصّے کا مَسح کیجئے۔ بعض لوگ گلے کا اور دھلے ہوئے ہاتھوں کی کہنیوں اور کلائیوں کا مَسح کرتے ہیں یہ سنّت نہیں ہے۔ **سر کا مسح کرنے سے قبل ٹونٹی اچھی طرح بند کرنے کی عادت بنالیجئے** بِلا وجہ نل کُھلا چھوڑ دینا یا اَدھورا بند کرنا کہ پانی ٹپک کر ضائع ہوتا رہے اِسراف وگُناہ ہے۔ **پہلے سیدھا پھر اُلٹا پاؤں** ہر بار اُنگلیوں سے شُروع کرکے ٹخنوں کے اوپر تک بلکہ مستحَب ہے کہ آدھی پنڈلی تک تین تین بار دھولیجئے۔ دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرنا سنّت ہے۔ (خِلال کے دَوران نل بند رکھئے) اس کا مُستحَب طریقہ یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے سیدھے پاؤں کی چھنگلی کا خِلال شروع کرکے اَنگوٹھے پر ختم کیجئے اور اُلٹے ہی ہاتھ کی چھنگلیا سے اُلٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلی پر ختم کرلیجئے۔ (وضو کا طریقہ ص ۷۔۹)

**سوال**: وضو کرتے وقت کون کون سی دعائیں پڑھنی مستحب ہے؟

**جواب**: کُلّی کے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ۔

منہ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔

داہنا ہاتھ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔

سر کا مسح کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ۔

کانوں کا مسح کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔

گردن کا مسح کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔

داہنا پاؤں دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۹۹)

**سوال**: وضو سے فارغ ہو کر کون سی دعائیں پڑھے؟

**جواب**: وُضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

جو وُضو کرنے کے بعد یہ **کلمات** پڑھے: سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ۔ تو اس پر مُہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دیا جائے گا اور قیامت کے دن اس پڑھنے والے کو دے دیا جائے گا۔
(شُعَبُ الْاِیمان ج ۳ ص ۲۱ رقم ۲۷۵۴)

**حدیث پاک** میں ہے: جس نے اچّھی طرح وُضو کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور کلِمۂ شہادت پڑھا اُس کے لئے **جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں** جس سے چاہے اندر داخِل ہو۔ (سُنَنِ دارمی ج ۱ ص ۱۹۶ حدیث ۷۱۶)

**جو** وُضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ پڑھ لیا کرے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی نظر کبھی کمزور نہ ہو گی۔ (مَسائلُ القراٰن ص ۲۹۱)

**حدیثِ** مبارک میں ہے: جو وُضو کے بعد **ایک مرتبہ** سُوْرَۃُ الْقَدْر پڑھے تو وہ صِدِّیقِین میں سے ہے اور جو **دو مرتبہ** پڑھے تو شُہداء میں شمار کیا جائے اور جو **تین مرتبہ** پڑھے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ میدانِ محشر میں اسے اپنے انبیاء کے ساتھ رکھے گا۔ (کَنْزُ الْعُمّال ج ۹ ص ۱۳۲ رقم ۲۶۰۸۵، اَلحاوی لِلفتاوٰی لِلسُّیوطی ج ۱ ص ۴۰۲)

**سوال**: وضو کا بچا ہوا پانی پینے کی کیا برکتیں ہیں؟

**جواب**: **لوٹے** وغیرہ سے وضو کرنے کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینے میں **شفا** ہے چُنانچہ میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، امامِ اہلسنَّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن "فتاوٰی رضویہ" مُخَرَّجہ جلد ۴ صفحہ ۵۷۵ تا ۵۷۶ پر فرماتے ہیں: بَقِیَّۂ وضو (یعنی وضو کے بچے ہوئے پانی) کے لئے شرعاً عَظمت و احترام ہے اور نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت کہ حُضور نے وُضو فرما کر بقیہ آب (یعنی بچے ہوئے پانی) کو کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور ایک حدیث میں روایت کیا گیا کہ **اس کا پینا ستّر مَرَض سے شفا ہے**۔ تو وہ ان اُمور میں آبِ زمزم سے مُشابہت رکھتا ہے ایسے

پانی سے استنجا مناسب نہیں ۔ ''تنویر '' کے آدابِ وضو میں ہے:''وضو کے بعد وُضو کا پَسمَاندہ (یعنی بچا ہوا پانی) قبلہ رُخ کھڑے ہو کر پیے۔''علّامہ عبد الغنی نابُلُسی رَحمَۃُاللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے تجربہ کیا ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وُضو کے بَقِیّہ (بَ۔قِیْ۔یَہ) پانی سے شِفا حاصِل ہو جاتی ہے۔نبیِّ صادِق صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس صحیح طبِّ نبوی میں پائے جانے والے ارشادِ گرامی پر اعتماد کرتے ہوئے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

(''فتاوٰی رضویہ''مُخَرَّجہ جلد ۴ صَفْحہ ۵۷۵ تا ۵۷۶)

**سوال**: کسی عضو کو دھونے کے کیا معنی ہیں؟

**جواب**: کسی عُضو(عُض۔وْ) کو دھونے کے یہ معنٰی ہیں کہ اُس عُضُو کے ہر حصّے پر کم از کم دو قطرے پانی بہہ جائے۔ صرف بھیگ جانے یا پانی کو تیل کی طرح چُپڑ لینے یا ایک قطرہ بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے،اور نہ اِس طرح وُضو یا غُسل ادا ہو گا۔(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱ ص ۲۱۸،بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۸۸)

**سوال**: وضو کی سنّتیں بیان کریں۔

**جواب**: ''وُضُو کا طریقہ''(حنفی) میں بعض سنّتوں اور مُستحبّات کا بیان ہو چُکا ہے اس کی مزید وَضاحت مُلاحظہ فرمایئے: ✿نِیّت کرنا ✿بسمِ اللہ پڑھنا۔ اگر وُضو سے قبل بسمِ اللہِ وَالحمدُ لِلّٰہ کہہ لیں تو جب تک باوُضو رہیں گے فِرِشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے ✿دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھونا ✿تین بار مِسواک کرنا ✿تین چُلّو سے تین بار کُلّی کرنا ✿روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرنا ✿تین چُلّو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا ✿داڑھی ہو تو (احرام میں نہ ہونے کی صورت میں ) اس کا خِلال کرنا ✿ہاتھ اور ✿پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرنا ✿پورے سر کا ایک ہی بار مَسح کرنا ✿کانوں کا مَسح کرنا ✿فرائض میں ترتیب قائم رکھنا (یعنی فرض اَعضاء میں پہلے منہ پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا پھر سر کا مسح کرنا اور پھر پاؤں دھونا) اور ✿پے درپے وُضو کرنا یعنی ایک عُضو سوکھنے نہ پائے کہ دوسرا عُضو دھو لینا۔

(بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۹۴،۲۹۳ مُلَخَّصاً)

**سوال**: کیا دھوپ سے گرم ہونے والے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟

**جواب**: جو پانی گرم ملک میں گرم موسم میں سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا، تو جب تک گرم ہے اس سے وُضو اور غُسل نہ چاہیے، نہ اس کو پینا چاہیے بلکہ بدن کو کسی طرح پہنچانا نہ چاہیے،

یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا ابھیگ جائے تو جب تک ٹھنڈا نہ ہولے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے اِستِعمال میں اندیشۂ بَرص (یعنی بدن پر سفید داغ کا اندیشہ) ہے، پھر بھی اگر وُضو یا غُسل کر لیا تو ہو جائے گا۔ '' (بہارِ شریعت ج۱ص ۳۳۴،۳۰۱)

**سوال:** نواقضِ وضو سے کیا مراد ہے؟ نیز چند نواقضِ وضو کی تفصیل بیان کیجئے۔

**جواب:** نواقضِ وضو سے مراد وہ کام اور چیزیں ہیں جن سے وُضُو ٹوٹ جاتا ہے مثلاً: خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس کا وُضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وُضو جاتا رہا۔ ۞ پاخانہ، پیشاب، وَدِی، مَذِی، مَنی (جو بغیر شہوت نکلے)، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں وُضو جاتا رہے گا۔ ۞ گوشت میں انجکشن لگانے میں صِرف اِسی صورت میں وُضو ٹوٹے گا جب کہ بہنے کی مقدار میں خون نکلے۔ ۞ جب کہ نَس کا انجکشن لگا کر پہلے اُوپر کی طرف خون کھینچتے ہیں جو کہ بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے لہٰذا وُضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ۞ آنکھ کی بیماری کے سبب جو آنسو بہا وہ ناپاک ہے اور وُضو بھی توڑ دے گا۔ ۞ چھالا نوچ ڈالا اگر اس کا پانی بہہ گیا تو وُضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ ۞ کھانے، پانی یا صَفرا (یعنی پیلے رنگ کا کڑوا پانی) کی وہ قے جو منہ بھر ہو وُضو کو توڑ دیتی ہے۔ ۞ رُکوع و سُجُود والی نَماز میں بالغ نے قہقہہ لگا دیا یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ آس پاس والوں نے سنا تو وُضو بھی گیا اور نَماز بھی گئی، اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ صِرف خود سنا تو نَماز گئی وُضو باقی ہے، مُسکرانے سے نہ نَماز جائے گی نہ وُضو۔ (مَراقِی الْفَلاح ص ٦٤)

**سوال:** منہ بھر قے کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** جو قَے (یعنی الٹی) تَکَلُّف کے بِغیر نہ روکی جاسکے اسے منہ بھر کہتے ہیں۔ منہ بھر قَے پیشاب کی طرح ناپاک ہوتی ہے اس کے چھینٹوں سے اپنے کپڑے اور بدن کو بچانا ضَروری ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت ج۱ص ۳۹۰،۳۰٦ وغیرہ)

**سوال:** منہ سے خون نکلنے کی صورت میں کب وضو ٹوٹتا ہے؟

**جواب:** مُنہ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالِب ہے تو وُضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، غَلَبے کی شناخت یہ ہے کہ اگر تھوک کا رنگ سُرخ ہو جائے تو خون غالِب سمجھا جائے گا اور وُضو ٹوٹ جائے گا یہ سُرخ تھوک ناپاک بھی ہے۔ اگر تھوک زَرد (یعنی پیلا) ہو تو خون پر تھوک غالِب مانا جائے گا لہٰذا نہ وُضو ٹوٹے گا نہ یہ زَرد تھوک ناپاک۔ (بہارِ شریعت ج۱ص ۳۰۵)

**سوال**: نیند سے وضو ٹوٹنے کی کتنی شرطیں ہیں؟

**جواب**: **نیند سے وُضو ٹوٹنے کی دو شرطیں ہیں :(۱)۔۔** دونوں سُرین اچّھی طرح جمے ہوئے نہ ہوں۔ **(۲)۔۔** ایسی حالت پر سویا جو غافِل ہو کر سونے میں رُکاوٹ نہ ہو۔ جب دونوں شرطیں جمع ہوں یعنی سُرین بھی اچّھی طرح جمے ہوئے نہ ہوں نیز ایسی حالت میں سویا ہو جو غافِل ہو کر سونے میں رُکاوٹ نہ ہو تو ایسی نیند سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر ایک شرط پائی جائے اور دوسری نہ پائی جائے تو وُضو نہیں ٹوٹے گا۔ (نماز کے احکام ص ۳۵)

**سوال**: کیا ستر کھلنے یا دوسرے کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب**: عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں! وُضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیئے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص ۳۵۲)

# موزوں پر مسح کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو شخص بروزِ جمعہ مجھ پر سو بار دُرُودِ پاک پڑھے، جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اُس کے ساتھ ایک ایسا نور ہو گا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کِفایت کرے۔

(حِلیۃُ الاولیاء ج ۸ ص ۴۹)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** کیا وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے موزے پر مسح کرنا جائز ہے؟

**جواب:** جی ہاں! جو مرد و عورت موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے موزے پر مسح کرے جائز ہے۔ (نور الایضاح ص ۳۵)

**سوال:** موزوں پر مسح کرنے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

**جواب:** موزوں پر مسح کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں:

**(۱)۔۔۔** موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زِیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔

**(۲)۔۔۔** پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

**(۳)۔۔۔** چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز (یعنی موٹی) چیز کا ہو جس میں پانی رس کر اندر نہ جا سکے۔ بلکہ اگر پورا کسی دبیز چیز کا ہے تو اس پر مسح جائز ہے اور اب اسی قول پر فتوی ہے۔ ہاں! ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اُونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔

**(۴)۔۔۔** وُضو کر کے پہنا ہو خواہ پورا وُضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وُضو پورا کر لیا۔

**(۵)۔۔۔** کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہو تا ہو۔

(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۳۶۴)

**سوال:** موزے پر مسح کرنے کی مدت کتنی ہے؟

**جواب:** موزے پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لئے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں۔ اور مدت کی شروعات موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا اس وقت سے ہو گی مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج۱، ص ۳۳)

**سوال:** موزوں پر مسح کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی تین انگلیاں، دہنے پاؤں کی پُشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پُشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگل کے کھینچ لی جائے اور سنّت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطہارۃ، الباب الخامس فی المسح علی الخفین، الفصل الأول، ج۱، ص ۳۳)

**سوال:** موزوں پر مسح کرنے کے فرض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب:** موزوں پر مسح کرنے کے دو فرض ہیں: (۱)۔۔۔ ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ (۲)۔۔۔ موزے کی پیٹھ پر ہونا۔ ("مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح"، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، ص ۳۱)

**سوال:** مسح کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب:** مسح درج ذیل چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

(۱)۔۔۔ جن چیزوں سے وُضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ (۲)۔۔۔ مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھولینا کافی ہے پھر سے پورا وُضو کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وُضو کرلے۔ (۳)۔۔۔ موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ (۴)۔۔۔ موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زیادہ حصہ دُھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زیادہ پاؤں دھل گیا تو مسح جاتا رہا۔ ("الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، مطلب: نواقض المسح، ج۱، ص ۵۱۲) (بہارِ شریعت ج۱، ص ۳۶۷۔۳۶۸)

**سوال:** جس پر غسل فرض ہو کیا وہ بھی پاؤں دھونے کے بجائے موزے پر مسح کر سکتا ہے؟

**جواب:** نہیں! جس پر غُسل فرض ہے وہ مَوزوں پر مسح نہیں کر سکتا، بلکہ اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، ج۱، ص ۴۹۵)

# غسل کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ سو بار دُرود شریف پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص۱۱۱ حدیث ۳۰۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: غسل فرض ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

**جواب**: غسل فرض ہونے کے پانچ اسباب ہیں:

**(۱)**۔۔۔منی کا اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جُدا ہو کر عُضْو سے نکلنا۔ **(۲)**۔۔۔اِحتِلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا۔ **(۳)**۔۔۔شَرمگاہ میں حَشَفہ (یعنی عُضوِ تناسُل کی سُپاری) کا داخِل ہو جانا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو، اِنزال ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے۔ **(۴)**۔۔۔حَیض سے فارِغ ہونا۔ **(۵)**۔۔۔نِفاس (یعنی بچّہ جَنْنے پر جو خون آتا ہے اس) سے فارِغ ہونا۔ (بہارِ شریعت ج۱ ص۳۲۱تا۳۲۴)

**سوال**: غسل فرض ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کچھ ضروری احکام بیان کیجئے۔

**جواب**: **(۱)**۔۔۔منی شَہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جُدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اُٹھانے یا بُلندی سے گرنے یا فُضلہ خارِج کرنے کے لئے زور لگانے کی صورت میں خارِج ہوئی تو غسل فرض نہیں۔ وُضو بہر حال ٹوٹ جائے گا۔ **(۲)**۔۔۔اگر منی پتلی پڑ گئی اور پیشاب کے وقت یا وَیسے ہی بِلا شہوت اس کے قطرے نکل آئے غسل فرض نہ ہوا وُضو ٹوٹ جائے گا۔ **(۳)**۔۔۔ اگر اِحتِلام ہونا یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں تو غسل فرض نہیں۔ **(۴)**۔۔۔نَماز میں شَہوت تھی اور منی اُترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر باہَر نکلنے سے قبل ہی نَماز پوری کر لی اب خارِج ہوئی تو نَماز ہو گئی مگر اب غسل فرض ہو گیا۔ (بہارِ شریعت ج۱ ص۳۲۱تا۳۲۲) **(۵)**۔۔۔اپنے ہاتھوں سے مادّہ خارِج کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ یہ گناہ کا کام ہے۔ حدیثِ پاک میں ایسا کرنے والے کو ملعون کہا گیا ہے۔ (اَمالی ابن بشران ج۲ ص۵ رقم ۴۷۷) ایسا کرنے سے مردانہ کمزوری پیدا ہوتی ہے اور بارہا دیکھا گیا ہے کہ بالآخر آدمی شادی کے لائق نہیں رہتا۔

**سوال**: غسل کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟ نیز ان کی وضاحت بھی کیجئے۔

**جواب**: غسل کے تین فرائض ہیں:

**(۱)۔۔۔کُلّی کرنا:** مُنہ میں تھوڑاساپانی لے کر پَچ کرکے ڈال دینے کانام کُلّی نہیں بلکہ منہ کے ہر پُرزے، گوشے، ہونٹ سے حَلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔**اِسی** طرح داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہہ میں ،دانتوں کی کھِڑکیوں اور جڑوں اورزَبان کی ہر کروَٹ پر بلکہ حَلق کے کَنارے تک پانی بہے۔ روزہ نہ ہو توغَرغَرہ بھی کر لیجئے کہ سنَّت ہے۔ دانتوں میں چھالیہ کے دانے یا بوٹی کے رَیشے وغیرہ ہوں توان کو چھُڑاناضَروری ہے۔ ہاں! اگر چُھڑانے میں ضَرر(یعنی نقصان)کااندیشہ ہوتومُعاف ہے، غسل سے قبل دانتوں میں ریشے وغیرہ محسوس نہ ہوئے اوررَہ گئے نماز بھی پڑھ لی بعد کو معلوم ہونے پر چُھڑاکر پانی بہانافرض ہے،پہلے جو نَماز پڑھی تھی وہ ہوگئی۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۱۶)

**(۲)۔۔۔ناک میں پانی چڑھانا:** جلدی جلدی ناک کی نوک پرپانی لگالینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاں تک نَرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شُروع تک دُھلنالازِمی ہے۔ اور یہ یوں ہوسکے گا کہ پانی کوسُونگھ کراُوپر کھینچئے۔ یہ خیال رکھئے کہ بال برابر بھی جگہ دُھلنے سے نہ رَہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر اگر رِینٹھ سُوکھ گئی ہے تواس کاچھُڑانافرض ہے، نیز ناک کے بالوں کادھونا بھی فرض ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۱ص ۴۴۳-۴۴۲)

**(۳)۔۔۔تمام ظاہِری بدن پر پانی بہانا:** سَر کے بالوں سے لے کرپاؤں کے تلووں تک جِسم کے ہر پُرزے اور ہر رُونگٹے پرپانی بہہ جاناضَروری ہے،جِسم کی بعض جگہیں ایسی ہیں کہ اگر احتیاط نہ کی تووہ سُوکھی رَہ جائیں گی اور غسل نہ ہوگا۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۱۷)

**سوال**: غسل کرنے کاطریقہ بیان کیجئے۔

**جواب**: **بغیر** زَبان ہِلائے دل میں اِس طرح نیّت کیجئے کہ میں پاکی حاصِل کرنے کے لئے غسل کرتاہوں۔ پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار دھوئیے ، پھر اِستنجے کی جگہ دھوئیے خواہ نَجاست ہو یانہ ہو، پھر جِسم پر اگر کہیں نَجاست ہوتو اُس کو دُور کیجئے پھر نَماز کاساوُضو کیجئے مگر پاؤں نہ دھوئیے، **ہاں!** اگر چَوکی وغیرہ پر غسل کررہے ہیں توپاؤں بھی دھولیجئے، پھربدن پر تیل کی طرح پانی چُپَڑ لیجئے، خُصوصاًسردیوں میں (اِس دَوران صابُن بھی لگاسکتے ہیں) پھر تین بار سیدھے کندھے پرپانی بہایئے، پھر تین باراُلٹے کندھے پر، پھر سرپر اور تمام بدن پر تین بار، پھر غسل کی جگہ سے الگ

ہو جایئے، اگر وُضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھو لیجئے۔ نَہانے میں قِبلہ رُخ نہ ہوں، تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہایئے۔ ایسی جگہ نہانا چاہئے جہاں کسی کی نظر نہ پڑے اگر یہ ممکِن نہ ہو تو مَرد اپنا سَتر (یعنی ناف سے لے کر دونوں گُھٹنوں سَمیت) کسی موٹے کپڑے سے چھپالے، موٹا کپڑا نہ ہو تو حسبِ ضَرورت دو یا تین کپڑے لپیٹ لے کیوں کہ باریک کپڑا ہو گا تو پانی سے بدن پر چِپک جائے گا اور مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ گُھٹنوں یارانوں وغیرہ کی رنگت ظاہر ہو گی۔ عورت کو تو اور بھی زِیادہ احتیاط کی حاجت ہے۔ دَورانِ غسل کسی قسم کی گفتگو مت کیجئے، کوئی دُعا بھی نہ پڑھئے، نہانے کے بعد تَولئے وغیرہ سے بدن پُونچھنے میں حَرَج نہیں۔ نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیجئے۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رَکعت نَفل ادا کرنا **مستحب** ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ۱۴، ماخوذ از بہارِ شریعت ج ۱ ص ۳۱۹ وغیرہ)

**سوال**: جسم کی بعض جگہیں ایسی ہیں کہ پانی پہنچانے میں احتیاط نہ کی جائے تو وہ سوکھی رہ جانے کی وجہ سے غسل نہیں ہوتا، ان کی نشاندہی فرمادیجئے کہ وہ کون کون سی جگہیں ہیں؟

**جواب**: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے نماز کے احکام صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۶ پر مرد و عورت کے غسل کی احتیاطیں یوں ذکر فرمائی ہیں:

(۱)۔۔۔ اگر مَرد کے سر کے بال گُندھے ہوئے ہوں تو انہیں کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہانا فرض ہے۔ اور (۲)۔۔۔ عورت پر صِرف جڑ تر کرلینا ضَروری ہے کھولنا ضَروری نہیں۔ ہاں! اگر چوٹی اتنی سخت گُندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضَروری ہے۔ (۳)۔۔۔ اگر کانوں میں بالی یا ناک میں نَتھ کا چھید (یعنی سُوراخ) ہو اور وہ بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ وُضو میں صِرف ناک کے نَتھ کے چھید میں اور غسل میں اگر کان اور ناک دونوں میں چھید ہوں تو دونوں میں پانی بہائیں۔ (۴)۔۔۔ بھَوؤں، مُونچھوں اور داڑھی کے ہر بال کا جڑ سے نوک تک اور ان کے نیچے کی کھال کا دھونا ضَروری ہے۔ (۵)۔۔۔ کان کا ہر پُرزہ اور اس کے سُوراخ کا منہ دھوئیں۔ (۶)۔۔۔ کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائیں۔ (۷)۔۔۔ ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ منہ اُٹھائے بِغیر نہ دھلے گا۔ (۸)۔۔۔ ہاتھوں کو اچّھی طرح اٹھا کر بغلیں دھوئیں۔ (۹)۔۔۔ بازو کا ہر پہلو دھوئیں۔ (۱۰)۔۔۔ پیٹھ کا ہر ذرّہ دھوئیں۔ (۱۱)۔۔۔ پیٹ کی بلٹیں اُٹھا کر دھوئیں۔ (۱۲)۔۔۔ ناف میں بھی پانی ڈالیں اگر پانی بہنے میں شک ہو تو ناف میں انگلی ڈال کر دھوئیں۔

**(۱۳)۔۔۔** جسم کا ہر رُونگٹا جڑ سے نوک تک دھوئیں۔ **(۱۴)۔۔۔** ران اور پیڑو (یعنی ناف سے نیچے کے حصّے) کا جوڑ دھوئیں۔ **(۱۵)۔۔۔** جب بیٹھ کر نہائیں توران اور پنڈلی کے جوڑ پر بھی پانی بہانا یادر کھیں۔ **(۱۶)۔۔۔** دونوں سُرین کے ملنے کی جگہ کا خیال رکھیں، خُصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔ **(۱۷)۔۔۔** رانوں کی گولائی۔ اور **(۱۸)۔۔۔** پِنڈلیوں کی کروٹوں پر پانی بہائیں۔ **(۱۹)۔۔۔** ذَکَر (یعنی عُضوِ تناسل) و **اُنْثَیَیْن (اُنْ ۔ ثَ ۔یَیْن** یعنی فوطوں) کی نچلی سطح جوڑ تک۔ اور **(۲۰)۔۔۔ اُنْثَیَیْن** کے نیچے کی جگہ جڑ تک دھوئیں۔ **(۲۱)۔۔۔** جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، وہ اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھوئے اور کھال کے اندر پانی پہنچائے۔ (مُلَخَّص از بہارِ شریعت ج۱ص ۳۱۸، ۳۱۷)

**سوال:** کسی جگہ زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو کیا وضو وغسل کرتے وقت اسے کھولنا ضروری ہے؟

**جواب:** ۞ زخم پر پٹّی وغیرہ بندھی ہو اوراسے کھولنے میں نقصان یا حَرَج ہو تو پٹّی پر ہی مَسح کر لینا کافی ہے نیز کسی جگہ مرض یا درد کی وجہ سے پانی بہانا نقصان دِہ ہو تو اس پورے عُضوپر مَسح کر لیجئے۔ ۞ پٹّی ضَرورت سے زِیادہ جگہ کو گھیرے ہوئے نہیں ہونی چاہئے ورنہ مَسح کافی نہ ہو گا۔ ۞ اگر ضَرورت سے زِیادہ جگہ گھیرے بِغیر پٹّی باندھنا ممکن نہ ہو مَثَلًا بازو پر زخم ہے مگر پٹّی بازوؤں کی گولائی میں باندھی ہے جس کے سبب بازو کا اچھّا حصّہ بھی پٹّی کے اندر چھُپا ہوا ہے، تو اگر کھولنا ممکِن ہو تو کھول کر اُس حصّے کو دھونا فرض ہے۔ اگر ناممکِن ہے یا کھولنا تو ممکِن ہے مگر پھر وَیسی نہ باندھ سکے گا اوریوں زَخم وغیرہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ساری پٹّی پر مَسح کر لینا کافی ہے، بدن کا وہ اچھّا حصّہ بھی دھونے سے مُعاف ہو جائے گا۔ (مُلَخَّص از بہارِ شریعت ج۱، ص۳۱۸)

**سوال:** اگر سر سمیت نہانے میں مرض بڑھ جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں کس طرح نہایا جائے؟

**جواب:** زُکام یا آشوبِ چشم وغیرہ ہو اور یہ صحیح گمان ہو کہ سر سے نہانے میں مرض بڑھ جائے گا یا دیگر امراض پیدا ہو جائیں گے تو کُلّی کیجئے، ناک میں پانی چڑھایئے اور گردن سے نہایئے، اور سر کے ہر حصے پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لیجئے، غُسل ہو جائے گا، بعد صحت سر دھو ڈالئے، پورا غسل نئے سرے سے کرنا ضروری نہیں۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۱، ص ۴۵۶، ۴۶۱)

**سوال:** بہتے پانی میں غسل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** اگر بہتے پانی مثلاً دریا، یا نَہَر میں نہایا تو تھوڑی دیر اس میں رُکنے سے تین بار دھونے، ترتیب اور وُضو یہ سب سنّتیں ادا ہو گئیں۔ اس کی بھی ضَرورت نہیں کہ اَعضاء کو تین بار حَرَکت دے۔ہاں! اگر تالاب وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہایا تو اعضاء کو تین بار حَرَکت دینے یا جگہ بدلنے سے تَثْلِیث (تَثْ۔لِیْ۔ثْ) یعنی تین بار دھونے کی سنّت ادا ہو جائے گی۔ بر سات میں (یا نل یا فوارے کے نیچے) کھڑا ہونا بہتے پانی میں کھڑے ہونے کے حکم میں ہے۔ بہتے پانی میں وُضو کیا تو وُہی تھوڑی دیر اس میں عُضو کو رہنے دینا اور ٹھہرے پانی میں حَرَکت دینا تین بار دھونے کے قائم مقام ہے۔(بہارِ شریعت ج۱ص۳۲۰) وُضو اور غسل کی ان تمام صورَتوں میں کُلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ہو گا کہ یہ دونوں غسل میں فرض اور وُضو میں سنت ہیں۔

**سوال:** غسل کرنا کب سنّت ہے؟

**جواب:** جمعہ، عیدالفطر، بقرعید، عرفہ کے دن (یعنی ۹ ذوالحجہ کو) اور احرام باندھتے وقت نہانا سنّت ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۲۴)

**سوال:** جس پر چند غسل ہوں تو کیا ہر ایک کے لئے الگ الگ غسل کرے گا؟

**جواب:** جس پر چند غسل ہوں سب کی نِیّت سے ایک غُسل کر لیا، سب ادا ہو گئے سب کا ثواب ملے گا۔ جُنُبی نے جُمعہ یا عید کے دن غُسلِ جنابت کیا اور جمعہ اور عید وغیرہ کی نیّت بھی کر لی سب ادا ہو گئے،(ماخوذاًبہارِ شریعت ج۱ص۳۲۵)

**سوال:** جس پر غسل واجب ہو اسے کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** جس پر غُسل واجب ہے اسے چاہئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا گنہگار ہو گا اور کھانا کھانا یا عورت سے جِماع کرنا چاہتا ہے تو وُضو کر لے یا ہاتھ منہ دھو لے، کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وُضو کئے جِماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو اِحتِلام ہوا، بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہئے۔ (ماخوذاًبہارِ شریعت ج۱ص۳۲۵۔۳۲۶)

**سوال:** جس پر غسل فرض ہو، اسے کون کون سے کام کرنا حرام ہیں؟

**جواب**: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چَولی چُھوئے یا بے چُھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جس میں حروفِ مُقَطَّعات لکھے ہوں۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء...إلخ، ج۱، ص ۳۴۳،۳۴۸)

**سوال**: جنبی کو جزدان اور رومال وغیرہ سے قرآنِ پاک چھونا کیسا ہے؟

**جواب**: اگر قرانِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حَرَج نہیں، یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے، کُرتے کی آستین، دُوپٹے کے آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھُونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چَولی قرآن مجید کے تابع تھی۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الطہارۃ، مطلب: یطلق الدعاء...إلخ، ج۱، ص ۳۴۸)

**سوال**: جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کے لئے قرآن کے ترجمے کو چھونے اور پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔یعنی یہ تینوں چھو نہیں سکتے مگر بے وضو شخص بغیر چھوئے پڑھ سکتا ہے اور جنبی اور حائضہ پڑھ بھی نہیں سکتے۔
(ماخوذاًبہارِ شریعت ج۱ص ۳۲۷)

**سوال**: ان سب کو فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں کو چھونے کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب**: ان سب کو فقہ و تفسیر و حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چُھوا اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حَرَج نہیں مگر مَوضَعِ آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ (ماخوذاًبہارِ شریعت ج۱ص ۳۲۷)

**سوال**: جنبی اور حائضہ کو درودِ پاک اور دیگر دعائیں پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب**: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انہیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلّی کر کے پڑھیں۔

نیز ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص ۳۸)

**سوال**: دینی کتابوں کو رکھنے کی کیا ترتیب ہے؟

**جواب**: قرآن سب کتابوں کے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات، علٰی حسبِ مراتب۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء...إلخ، ج۱، ص ۳۵۴)

# پانی کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دوسو بار دُرُودِپاک پڑھا اُس کے دوسو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج۷ص۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۳)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** کس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے؟

**جواب:** سات قسم کے پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز اور درست ہے:

(۱)۔۔۔آسمان کا پانی، جس کو بارش کہتے ہیں۔(۲)۔۔۔سمندر کا پانی، خواہ میٹھا ہو یا کھارا۔ (۳)۔۔۔نہر کا پانی، دریا کی شاخ یا بڑی نالی جو آب پاشی (یعنی سچھائی) کے لئے کھودی جائے اسے نہر کہتے ہیں۔(۴)۔۔۔کنواں کا پانی، جو زمین کھود کر نکالا جاتا ہے۔(۵)۔۔۔برف کا پگھلا ہوا پانی۔(۶)۔۔۔اولے کا پگھلا ہوا پانی۔ (۷)۔۔۔زمین یا پتھر سے جاری چشمے کا پانی۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، ج۱، ص۳۵۷)

**سوال:** استعمال کے اعتبار سے پانی کی کتنی قسمیں ہیں؟

**جواب:** استعمال کے اعتبار سے پانی کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔مائے مطلق۔(۲)۔۔۔مائے مکروہ۔(۳)۔۔۔مائے مستعمل۔(۴)۔۔۔مائے نجس۔(۵)۔۔۔مائے مشکوک۔(شارق الفلاح شرح نورالایضاح ص۶۲)

**سوال:** مائے مطلق کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مائے مطلق سے وہ پانی مراد ہے جو اپنی اصلی خلقت پر ہو کہ جب محض پانی بولا جائے تو فوراً ذہن اس کی طرف منتقل ہو جیسے بارش، چشموں، دریاؤں اور کنویں وغیرہ کا پانی۔ یہ پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور نجاست حقیقی اور حکمی دونوں کو دور کر سکتا ہے یعنی اس سے وضو اور غسل وبدن اور کپڑے وغیرہ کو نجاست سے پاک کرنا درست ہے۔(شارق الفلاح شرح نورالایضاح ص۱۱۵)

**سوال:** مائے مکروہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: مائے مکروہ سے وہ پانی مراد ہے جس میں سے بلی یا اس جیسے دیگر جانور جیسے مرغی چوہا یا شکاری پرندے، باز، شاہین، سانپ وغیرہ نے پی لیا ہو یہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ اور یہ کراہت اس وقت ہے جب کہ مائے مطلق موجود ہو، اور اگر مائے مطلق موجود نہ ہو تو پھر کراہت نہیں۔ یہ حکم گھریلو بلی کا ہے اور اگر جنگلی بلی ہو تو اس کا جھوٹا ناپاک ہے۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۱۵)

**سوال**: مائے مستعمل کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر بے وُضو شخص کا ہاتھ یا اُنگلی کا پَورا یا ناخُن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وُضو میں دھویا جاتا ہو جان بوجھ کر یا بھول کر دَہ در دَہ (یعنی سو ہاتھ، یا پچیس گز، یا دو سو پچیس فٹ) سے کم پانی (مثلًا پانی سے بھری ہوئی بالٹی یا لوٹے وغیرہ) میں پڑ جائے تو پانی مستعمل (یعنی استعمال شُدہ) ہو گیا اور اب وُضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اِسی طرح جس پر غُسل فرض ہو اس کے جسم کا کوئی بے دُھلا ہوا حصّہ پانی سے چُھو جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے کام کا نہ رہا۔ ہاں! اگر دُھلا ہاتھ یا دُھلے ہوئے بدن کا کوئی حصّہ پڑ جائے تو حَرَج نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۳۳۳)

پس مائے مستعمل پاک ہے، مگر اس کے اندر دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ یعنی اس سے نجاستِ حکمیہ (یعنی وضو اور غسل) دور کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کپڑے یا بدن پر نجاستِ حقیقیہ لگی ہو تو مستعمل پانی سے پاک کرنا جائز ہے۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۱٦)

**سوال**: مستعمل پانی کو وضو اور غسل کے قابل کیسے بنایا جاسکتا ہے؟

**جواب**: پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اَور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زِیادہ اس میں مِلا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ یونہی ناپاک پانی کو بھی پاک کرسکتے ہیں۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲، ص۱۲۰)

**سوال**: مائے نجس کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: مائے نجس ایسا پانی ہے جس میں کوئی ناپاک چیز گر جائے مثلاً پیشاب، پاخانہ، شراب وغیرہ اور وہ پانی بہنے والا نہ ہو بلکہ ٹھہرا ہوا ہو، اور کثیر نہ ہو بلکہ قلیل ہو تو وہ ناپاک ہو جائے گا اگر چہ پانی کے اندر نجاست کے اثرات

(یعنی رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی ایک ظاہر نہ ہو، اور اگر پانی کثیر ہو یا بہنے والا ہو تو ناپاک نہیں ہو گا۔ اس پانی سے نجاستِ حکمیہ و حقیقیہ دونوں دور نہیں ہو سکتیں۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۲۰)

**سوال:** مائے مشکوک کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مائے مشکوک وہ گدھے یا خچر (جو گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو) کا بچا ہوا پانی ہے (یعنی اس پانی سے انہوں نے پیا ہو)، یہ پانی طاہر (یعنی پاک) ہے لیکن اس کا مطہر (یعنی پاک کرنے والا) ہونا مشکوک ہے اور مائے مشکوک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شریعت میں اس کا کوئی حکم نہیں بلکہ ان کے جوٹھے کو مشکوک کہنے سے مراد توقف ہے یعنی نہ اس کے مطہر ہونے کا حکم یقین کے ساتھ لگایا ہے اور نہ اس کے مطہر ہونے کی نفی کی گئی ہے اور توقف بھی ایک حکم ہے اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ شریعت میں اس کا کوئی حکم نہیں ہے اور توقف کا حکم اس وقت ہوتا ہے جبکہ دلائل میں تعارض (یعنی ٹکراؤ) ہو جائے، اس لئے فقہاء مائے مشکوک کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مائے مطلق کے نہ ہونے کے وقت مائے مشکوک کے استعمال کے بعد تیمم بھی احتیاطاً کر لے تاکہ یقین کے ساتھ اس کو پاک کہا جا سکے۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۲۰۔۱۲۱)

**سوال:** جاری پانی کسے کہتے ہیں؟ نیز یہ کب ناپاک ہو گا؟

**جواب:** جاری (یعنی بہتا) پانی وہ ہے کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہا لے جائے۔ اور یہ پاک اور پاک کرنے والا ہے۔ نَجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہو گا جب تک وہ نجاست اس کے رنگ یا بو یا مزے کو نہ بدل دے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضى من العوض...إلخ، ج۱، ص ۳۷۰)

**سوال:** مائے کثیر اور مائے قلیل کی کیا تعریف ہے؟

**جواب:** جو دَہ در دَہ یا اس سے زیادہ ہو وہ مائے کثیر (یعنی زیادہ پانی) ہے اور جو اس سے کم ہو وہ مائے قلیل (یعنی کم پانی) ہے۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۱۲۰)

**سوال:** دَہ در دَہ کتنا بڑا ہوتا ہے؟

**جواب**: دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اسے دَہ در دَہ اور بڑا حوض کہتے ہیں۔ یوہیں بیس ہاتھ لمبا، پانچ ہاتھ چوڑا، یا پچیس ہاتھ لمبا، چار ہاتھ چوڑا، غرض کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور سو ہاتھ لمبائی نہ ہو تو چھوٹا حوض ہے اور اس کے پانی کو تھوڑا کہیں گے اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲، ص۲۸۷،۲۷۴)

**سوال**: نابالغ کے بھرے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی مِلک ہو جائے، اسے پینا یا وُضو یا غُسل یا کسی اور کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے، ہاں! اگر وُضو کر لیا تو وُضو ہو جائے گا اور گنہگار ہو گا، یہاں سے مُعلّمین کو سبق لینا چاہیے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۲، ص۵۲۷)

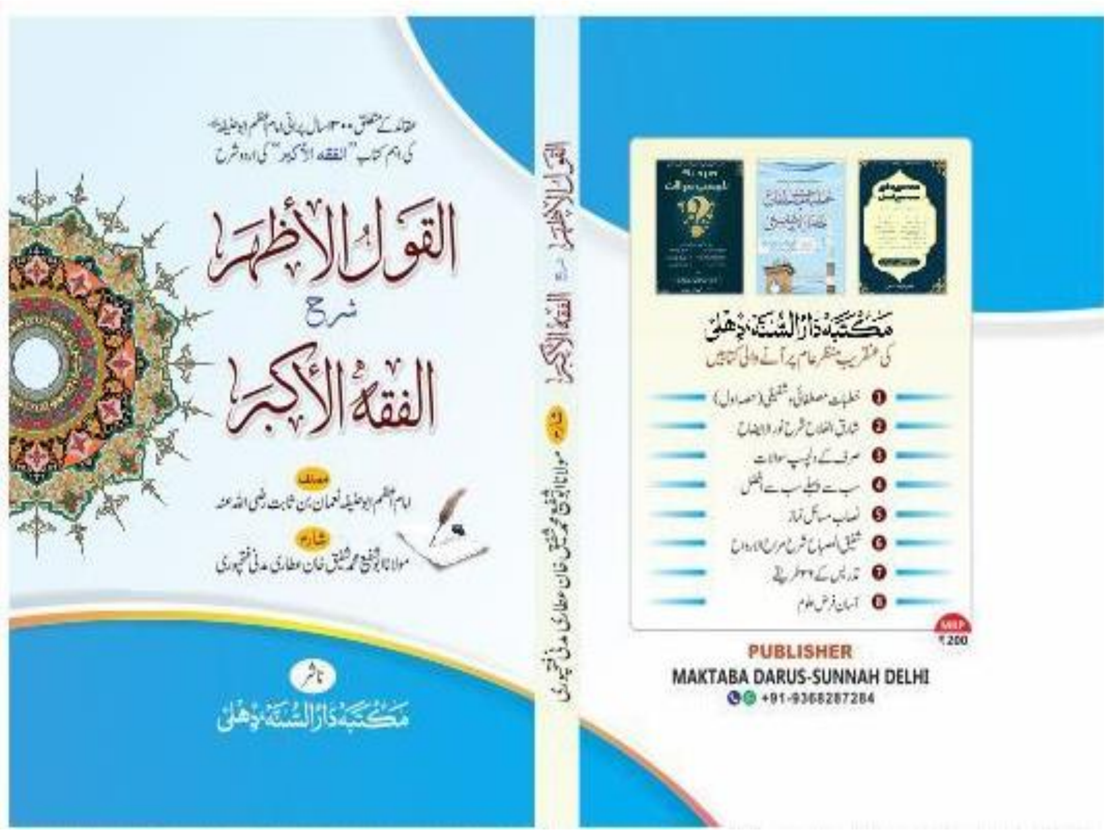

# تیمم کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ص۲۱۵حدیث۱۵۷۰)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: کن صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہوتا ہے؟

**جواب**: جو پانی پر قادر نہ ہو اسے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے اور پانی پر قادر نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں:

(۱)---اس کے چاروں طرف ایک ایک میل پانی ہی نہ ہو۔ (۲)---اس کے پاس پانی تو ہے مگر استعمال کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور ان دونوں کی چند صورتیں ہیں:

- **جس** کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی حاجت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو وہ وُضو اور غسل کی جگہ تیمم کرے۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۴۶)
- **ایسی** بیماری کہ وُضو یا غسل سے اس کے بڑھ جانے یا دیر میں اچھّا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو یا خود اپنا تجربہ ہو کہ جب بھی وُضو یا غُسل کیا بیماری بڑھ گئی یا یُوں کہ کوئی مسلمان اچھّا قابل طبیب جو ظاہِری طور پر فاسِق نہ ہو وہ کہہ دے کہ پانی نقصان کرے گا۔ تو ان صورَتوں میں **تیمم** کر سکتے ہیں۔(دُرِّمُختار ورَدُّالْمُحتار ج ۱ ص ۴۴۱۔۴۴۲)
- **اتنی** سردی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے اور نہانے کے بعد سردی سے بچنے کا کوئی سامان بھی نہ ہو تو **تیمم** جائز ہے۔(بہارِ شریعت ج۱ص۳۴۸)
- **اگر** یہ گُمان ہے کہ پانی تلاش کرنے میں قافِلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا،(یا ٹرین چھوٹ جائے گی) تو **تیمم** کرنا جائز ہے۔(بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۰)
- **وقت** اتنا تنگ ہو گیا کہ وُضو یا غسل کرے گا تو نَماز قضا ہو جائے گی تو **تیمم** کرکے نَماز پڑھ لے پھر وُضو یا غسل کرکے نماز کا اِعادہ کرنا(یعنی دہرانا) لازِم ہے۔(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۳ص۳۰۷)
- **عورت** حیض ونِفاس سے پاک ہو گئی اور پانی پر قادِر نہیں تو **تیمم** کرکے نماز ادا کرے۔

(بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۲)

**سوال:** کن چیزوں سے تیمم کیا جا سکتا ہے اور کن چیزوں سے نہیں کیا جا سکتا؟

**جواب:** ۞ جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نَرم ہوتی ہے وہ زمین کی جِنس (یعنی قِسم) سے ہے اُس سے **تیمم** جائز ہے۔ جیسے رِیتا، چُونا، سُرمہ، گندھک، پتھّر (ماربل)، زَبَرجد، فِیروزہ، عَقیق وغیرہ جَواہِر سے **تیمم** جائز ہے چاہے ان پر غُبار ہو یا نہ ہو۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۷)

۞ پکّی اینٹ، چینی یا مٹّی کے برتن سے **تیمم** جائز ہے۔ ہاں! اگر ان پر کسی ایسی چیز کا جِرم (یعنی جسم یا تہہ) ہو جو جِنسِ زمین سے نہیں مثلاً کانچ کا جِرم ہو تو **تیمم** جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۸)

۞ جس مٹّی، پتھّر وغیرہ سے **تیمم** کیا جائے اُس کا پاک ہونا ضَروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نَجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ صِرف خشک ہونے سے نَجاست کا اثر جاتا رہا ہو۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۷) زمین، دیوار اور وہ گرد جو زمین پر پڑی رہتی ہے اگر ناپاک ہو جائے پھر دھوپ یا ہوا سے سُوکھ جائے اور نَجاست کا اثر ختم ہو جائے تو پاک ہے اور اس پر نَماز جائز ہے مگر اس سے **تیمم** نہیں ہو سکتا۔

۞ یہ وَہم (یعنی شک) کہ کبھی نَجِس ہوئی ہو گی فُضول ہے اس کا اِعتِبار نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۷)

۞ اگر کسی لکڑی، کپڑے، یادَری وغیرہ پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے تو اس سے تیمم جائز ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۹)

۞ چُونا، مٹّی یا اینٹوں کی دیوار خواہ گھر کی ہو یا مسجِد کی اس سے **تیمم** جائز ہے۔ مگر اس پر آئل پینٹ، پلاسٹک پینٹ اور مَیٹ فنش یا وال پیپر وغیرہ کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو جنسِ زمین کے علاوہ ہو، دیوار پر ماربل ہو تو کوئی حَرَج نہیں۔

**سوال:** تیمم کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟

**جواب:** تیمم کے تین فرض ہیں:

(۱)۔۔۔ نِیّت کرنا۔ (۲)۔۔۔ سارے چہرے پر ہاتھ پھیرنا۔ (۳)۔۔۔ کُہنیوں سَمیت دونوں ہاتھوں کا مَسح کرنا۔

(بہارِ شریعت ج۱ص۳۵۳۔۳۵۵)

**سوال**: تیمم کرنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

**جواب**: **تیمم** کی نِیّت کیجئے (نیّت دل کے ارادے کا نام ہے، زَبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہے۔ مثلاً یوں کہئے: بے وُضوئی یا بے غسلی یا دونوں سے پاکی حاصل کرنے اور نماز جائز ہونے کے لئے **تیمم** کرتا ہوں) بِسْمِ اللہِ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کُشادہ کر کے کسی ایسی پاک چیز پر جو زمین کی قسم (مَثَلاً پتّھر، چُونا، اینٹ، دیوار، مٹّی وغیرہ) سے ہو، مار کر لَوٹ لیجئے (یعنی آگے بڑھایئے اور پیچھے لایئے)۔ اور اگر زِیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیجئے اور اُس سے سارے چہرے کا اِس طرح مَسح کیجئے کہ کوئی حِصّہ رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رَہ گئی تو **تیمم** نہ ہو گا۔ پھر دوسری بار اسی طرح ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخُنوں سے لے کر کُہنیوں سَمیت مَسح کیجئے، اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ سیدھے ہاتھ کی پُشت پر رکھئے اور انگلیوں کے سِروں سے کُہنیوں تک لے جایئے اور پھر وہاں سے اُلٹے ہی ہاتھ کی ہتھیلی سے سیدھے ہاتھ کے پیٹ کو مَس کرتے ہوئے گٹّے تک لایئے اور اُلٹے انگوٹھے کے پیٹ سے سیدھے انگوٹھے کی پشت کا مَسح کیجئے۔ اسی طرح سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ کا مسح کیجئے۔ **اور** اگر ایک دم پوری ہتھیلی اور اُنگلیوں سے مسح کر لیا تب بھی **تیمم** ہو گیا چاہے کُہنی سے اُنگلیوں کی طرف لائے یا اُنگلیوں سے کُہنی کی طرف لے گئے، مگر سُنّت کے خِلاف ہوا۔ **تیمم** میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں ہے۔

(مُلَخَّص از بہارِ شریعت ج۱ ص۳۵۶، ۳۵۴، ۳۵۳)

**سوال**: اگر کوئی ایک ہی مرتبہ مٹی میں ہاتھ مار کر پہلے چہرے کا پھر اسی سے ہاتھوں کا مسح کرے تو کیا تیمم ہو جائے گا؟

**جواب**: ایک ہی بار ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لیا تو تیمم نہ ہوا۔ (مُلَخَّص از بہارِ شریعت ج۱ ص۳۵۵)

**سوال**: کیا وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق ہے؟

**جواب**: وُضو اور غُسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ اور جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضروری نہیں کہ غُسل اور وُضو دونوں کے لئے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کر لے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غُسل یا وُضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ص۲۸)

**سوال**: جو لنجا ہو یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوں تو وہ کیسے تیمم کرے گا؟

**جواب:** کوئی لنجا ہے یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمم کرا دے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کر سکتا۔ ہاں! اس جیسا کوئی اور بھی ہے تو اس کی امامت کر سکتا ہے۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦)

**سوال:** کس نیّت سے تیمم کرے تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

**جواب:** نماز اس تیمم سے جائز ہو گی جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لئے کیا گیا ہو جو بلاطہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وُضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لئے طہارت شرط نہیں) کے لئے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لئے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔
("الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦)

**سوال:** کن صورتوں میں تیمم ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب:** (۱)۔۔۔جن چیزوں سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے یا غُسل فرض ہو جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔(۲)۔۔۔پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا۔ "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص٢٩)

(پانی پر قادر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بیمار تھا اور پانی استعمال نہیں کر سکتا تھا، اب صحیح ہو گیا، یا پانی نہیں مل رہا تھا اب مل گیا، الغرض جس عذر کی وجہ سے تیمم کیا تھا وہ عذر ختم ہو گیا تو تیمم بھی ٹوٹ جائے گا)

**سوال:** کیا آبِ زمزم کی موجودگی میں تیمم کر سکتا ہے؟

**جواب:** ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لئے تبرکاً لئے جا رہا ہے یا بیمار کو پلانے کے لئے اور اتنا ہے کہ وُضو ہو جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔ ("الفتاوى التاتارخانية"، كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، نوع آخر في بيان شرائطهم، ج١، ص٢٣٤)

**سوال:** کیا جنبی شخص تیمم کر کے مسجد میں داخل ہو سکتا ہے؟

**جواب:** جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لئے تیمم جائز نہیں ہاں! اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسّی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لا دے تو تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔
("الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٧٩١)

**سوال:** مسجد میں سویا تھا احتلام ہو گیا تو اب کیا کرے؟

**جواب**: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہوگئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے تاخیر حرام ہے۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص۴۷۹)

ہاں! جو شخص عین مسجد کے کنارے میں ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہو جائے جیسے دروازے یا حُجرے یا زمین پیشِ حجرہ (یعنی حجرہ کے سامنے والی زمین) کے متصل سوتا تھا اور احتلام ہوا یا جنابت یاد نہ رہی اور مسجد میں ایک ہی قدم رکھا تھا، ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھ کر باہر ہو جائے کہ اس خروج (یعنی نکلنے میں) میں مرور فی المسجد (یعنی مسجد میں چلنا) نہ ہوگا اور جب تک تیمم پُورا نہ ہو بحالِ جنابت (یعنی جنابت کی حالت میں) مسجد میں ٹھہرنا رہے گا۔
("الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص۴۸۰)

**سوال**: اگر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں نہ پانی ہے اور نہ پاک مٹی تو کیا کرے؟

**جواب**: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہئے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکاتِ نماز بلا نیتِ نماز بجالائے۔ مگر پاک پانی یا مِٹّی پر قادر ہونے پر وُضو یا تیمم کرکے نماز پڑھنی ہوگی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۵۳)

**سوال**: وضو کرنے سے پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں، ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: کوئی ایسا ہے کہ وُضو کرتا ہے تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں تو اسے لازم ہے کہ تیمم کرے۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان فرض علوم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الصَّلٰوۃ

☆...نماز کی شرائط کا بیان
☆...نماز کے واجبات کا بیان
☆...نماز کے مفسدات کا بیان
☆...امامت کا بیان
☆...جماعت کا بیان
☆...بنا کرنے کا بیان
☆...احکامِ مسجد کا بیان
☆...نمازِ عیدین کا بیان
☆...مریض کی نماز کا بیان

☆...اذان و اقامت کا بیان
☆...نماز پڑھنے کا طریقہ
☆...نماز کی سنتوں کا بیان
☆...نماز کو توڑنے کا بیان
☆...معذورِ شرعی کا بیان
☆...اقتداء کا بیان
☆...احکامِ لقمہ کا بیان
☆...نمازِ جمعہ کا بیان
☆...قضا نمازوں کا بیان
☆...مسافر کا بیان

☆...مامورات و منہیات کا بیان
☆...نماز کے فرائض کا بیان
☆...سجدۂ سہو کا بیان
☆...نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کا بیان
☆...دعا مانگنے کے آداب کا بیان
☆...فرضوں کی جماعت پانے کا بیان
☆...نماز و جماعت کے کچھ ضروری مسائل کا بیان
☆...نمازِ وتر کا بیان
☆...سنن و نوافل کا بیان
☆...سجدۂ تلاوت کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# ماموراتِ ومنہیات کابیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔(معجم کبیر ج۳ص۱۲۸حدیث ۲۸۸۷)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: ماموراتِ و منہیات کسے کہتے ہیں؟ نیز یہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب**: جن چیزوں کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو مامورات کہتے ہیں ، اور یہ پانچ ہیں: (۱)---فرض۔ (۲)---واجب۔ (۳)---سنّتِ موکّدہ۔ (۴)---سنّتِ غیرِ موکّدہ۔ (۵)---مستحب۔

اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کو منہیات کہتے ہیں، اور یہ بھی پانچ ہیں: (۱)---حرام۔ (۲)---مکروہِ تحریمی۔ (۳)---اساءت۔ (۴)---مکروہِ تنزیہی۔ (۵)---خلافِ اَوْلیٰ۔

**سوال**: فرض کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: فرض کا لغوی معنی مقدار مقرر کرنا ہے، اور فرض کو فرض اس لئے کہتے ہیں کہ شریعت میں اس کی ایک مقدار مقرر ہے جس میں کمی بیشی کا احتمال نہیں۔ اور اصطلاحِ شرع میں فرض وہ مامور بہ (یعنی جس کے کرنے کا حکم دیا گیا) ہے جو ایسی دلیلِ قطعی (یعنی یقینی) سے ثابت ہو جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔

**فرض کا حکم**: اور اس کا حکم یہ ہے کہ فرض پر عمل کرنا اور اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا دونوں ضروری ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، زکوۃ وحج وغیرہ۔(تلخیص اصول الشاشی مع قواعدِ فقہیہ ص۱۰۶۔۱۰۷)

**سوال**: واجب کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: "واجب" وجوب سے ہے جس کا لغوی معنی سقوط یا اضطراب ہے، پہلے معنی کے اعتبار سے واجب کو واجب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ بندے پر اس کی مرضی کے بغیر ڈالا جاتا ہے۔ اور باعتبار معنی ثانی واجب کو واجب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ فرض اور نفل کے درمیان مضطرب ہوتا ہے یعنی عمل کے اعتبار سے فرض اور اعتقاد کے اعتبار سے

نفل ہوتا ہے اور اصطلاحِ شرع میں واجب سے مراد وہ مامور بہ (یعنی جس کے کرنے کا حکم دیا گیا) ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو کہ جس میں کچھ شبہ ہو جیسے وہ آیات جن میں تاویل کی گئی ہو اور اخبارِ آحاد میں سے صحیح احادیث۔

**واجب کا حکم:** یہ عمل کے اعتبار سے فرض اور اعتقاد کے اعتبار سے نفل کے درجہ میں ہے۔یعنی واجب پر عمل کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح فرض پر لیکن اس کا اعتقاد ایسا ضروری نہیں جیسا فرض کا۔ جیسے نمازِ وتر، نمازِ عید وغیرہ۔(تلخیص اصول الشاشی مع قواعدِ فقہیہ ص ۱۰۷)

**سوال:** سنتِ موکدہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** سنّتِ مؤکَّدہ: وہ مامور بہ ہے جس کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانبِ ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۸۳)

**سنتِ موکدہ کا حکم:** اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاقِ عذاب ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۸۳)

**سوال:** سنّتِ غیر موکدہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** سنّتِ غیر مؤکَّدہ: وہ مامور بہ ہے جو نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۸۳)

**سنّتِ غیر موکدہ کا حکم:** اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو موجبِ عتاب نہیں۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۸۳)

**سوال:** مستحب کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مُستحَب: وہ مامور بہ ہے جو نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندیدگی نہ ہو، خواہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کِرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۲۸۳)

**مستحب کا حکم:** اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۳)

**سوال:** حرام کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** حَرامِ قَطعی: یہ فرض کا مُقابِل ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۳)

**حرام کا حکم:** اس کا ایک بار بھی قَصداً کرنا گناہِ کبیرہ و فِسق ہے اور بچنا فرض و ثواب۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۳)

**سوال:** مکروہِ تحریمی کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مَکروہ تَحرِیمی: یہ واجب کا مقابل ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۳)

**مکروہِ تحریمی کا حکم:** اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۳)

**سوال:** اساءت کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** اِساءَت: یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۴)

**اساءت کا حکم:** جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحقِ عِتاب اور اِلتزامِ فعل پر استحقاقِ عذاب۔ یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۴)

**سوال:** مکروہِ تنزیہی کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مَکروہِ تَنزِیہی: یہ سنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۴)

**مکروہِ تنزیہی کا حکم:** جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۴)

**سوال:** خلافِ اَوْلیٰ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** خِلافِ اَولیٰ: یہ مستحب کا مقابل ہے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۴)

**خلافِ اولیٰ کا حکم:** جس کا نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۴)

**سوال:** مباحِ خالص کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** مُباح: وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۲۸۳)

# اذان واقامت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔(ترمذی ج ۵ ص ۳۲۰ حدیث ۳۵۵۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: اذان کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کب شروع ہوئی؟

**جواب**: اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاعِ عام ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے:"وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ" اور فرماتا ہے:"فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَہُمْ"۔شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔سب سے پہلی اذان حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی، مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد ۱، ہجری میں شروع ہوئی۔(مراۃ جلد اول ص ۳۸۷)

**سوال**: اذان کی شروعات کیسے ہوئی؟

**جواب**: بعد ہجرت نماز کی اطلاع کا کوئی قاعدہ نہ تھا،اندازے سے مسلمان مسجد میں جمع ہو جاتے اور جماعت ہو جاتی،جب مسلمان زیادہ ہوگئے تو صحابہ نے نماز کے اعلان کی تدابیر سوچیں،بعض نے رائے دی کہ نماز کے وقت آگ جلادی جائے،اس پر اعتراض ہوا کہ یہ طریقہ یہود کا ہے،بعض نے کہا کہ ناقوس(گھنٹا)بجایا جائے اس پر اعتراض ہوا کہ یہ طریقہ عیسائیوں کا ہے وہ اپنی عبادات کے وقت گھنٹے بجاتے ہیں،اسلامی اعلان ان سے ممتاز ہونا چاہئے۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج ا،ص ۶۱۱)

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں ایک شخص دکھائی دیا جو اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے تھا میں نے کہا رب کے بندے کیا تو ناقوس بیچتا ہے؟ وہ بولا اس کا تم کیا کروگے میں نے کہا اس سے نماز کے لئے بلایا کریں گے وہ بولا کیا تمہیں اس سے اچھی چیز نہ بتادوں میں نے کہا ہاں!،فرماتے ہیں وہ بولا کہو اللہ اکبر اللہ اکبر آخر تک جب صبح ہوئی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جو کچھ دیکھا تھا حضور ﷺ سے عرض کیا فرمایا بفضلہ تعالی یہ خواب سچا ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ جو کچھ خواب میں

دیکھا ہے انہیں بتاتے جاؤ وہ اذان دیں کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں، پس میں حضرت بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا میں انہیں بتانے لگا وہ اذان دینے لگے فرماتے ہیں یہ اذان حضرت عمر نے اپنے گھر میں سنی تو چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شکر ہے۔ یہ اذان سب سے پہلے فجر کے وقت دی گئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۱، ص ۴۱۱)

**سوال**: اذان کے کلمات کیا ہیں؟

**جواب**: اذان کے کلمات یہ ہیں: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔**

فجر کی اذان میں "**حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ**" کے بعد دوبار "**اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ**" کہنا مستحب ہے۔

**سوال**: اذان دینے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: باوضو عینِ مسجد کے باہر قبلہ رو کھڑے ہو کر کانوں کے سوراخ میں انگلی رکھ کر "**بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم**" پڑھ کر دُرُود و سلام کے یہ صیغے پڑھ لیجئے:

**اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ**

**اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ۔ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ**

پھر دُرُود و سلام اور اذان میں فَصل (یعنی گیپ) کرنے کے لئے یہ اعلان کیجئے: "**اذان کا اِحترام کرتے ہوئے گفتگو اور کام کاج روک کر اذان کا جواب دیجئے اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔**" پھر اس کے بعد اذان کے مذکورہ کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے۔

**سوال**: مسجدِ محلہ کی جماعتِ اولیٰ کے لئے اذان و اقامت کہنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** پانچوں فرض نَمازیں ان میں جُمُعَہ بھی شامل ہے جب جماعت اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں توان کے لئے اذان سنّتِ موکّدہ ہے اور اس کا حکم مِثلِ واجِب ہے کہ اگراذان نہ کہی گئی تو وہاں کے تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔ یہاں تک کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قِتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا''۔اور اقامت اذان سے بھی زیادہ تاکیدی سنّت ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ص ۴۶۴)

**سوال:** بغیر اذان واقامت مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** مسجد میں بلا اَذان واِقامت جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص ۵۴)

**سوال:** نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان دی گئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اَذان کہی جائے، قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان (یعنی درمیان) میں وقت آگیا، تو اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (''الهداية''، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۱، ص ۴۵)

**سوال:** کیا فرائض کے علاوہ دیگر نمازوں کے لئے بھی اذان ہے؟

**جواب:** فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف، نوافل میں اَذان نہیں۔ (''الفتاوی الهندية''، كتاب الصلاة، الباب الثاني فی الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص ۵۳)

**سوال:** کب کب اذان دینا مستحب ہے؟

**جواب:** **(۱)**۔۔۔بچّے کے پیدا ہونے کے بعد کان میں۔ **(۲)**۔۔۔مغموم۔ **(۳)**۔۔۔مرگی والے۔ **(۴)**۔۔۔غضبناک بدمزاج آدمی۔ **(۵)**۔۔۔بد مِزاج جانور کے کان میں۔ **(۶)**۔۔۔لڑائی کی شدّت کے وقت۔ **(۷)**۔۔۔آتَش زَدَگی (یعنی آگ لگنے) کے وقت۔ **(۸)**۔۔۔میِّت دَفن کرنے کے بعد۔ **(۹)**۔۔۔جِنّ کی سرکشی کے وَقت (مَثَلاً کسی پر جِنّ سُوار ہو)۔ **(۱۰)**۔۔۔جنگل میں راستہ بھول جائیں اور کوئی بتانے والا نہ ہو اُس وقت۔ **(۱۱)**۔۔۔وَبا کے زمانے میں بھی اذان دینا **مُسْتَحَب** ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ص ۴۶۶، فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۵ ص ۳۷۰)

**سوال:** کن لوگوں کی اذان صحیح ہے؟

**جواب:** سمجھ دار بچّہ (جو نماز سمجھتا ہو) اور غلام اور اندھے اور ولد الزنا اور بے وضو شخص کی اَذان صحیح ہے۔ مگر بے وضو اَذان کہنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج ۲، ص ۷۳) (''مراقی الفلاح''، کتاب الصلوۃ، باب الأذان، ص ۴۶)

**سوال:** کن لوگوں کی اذان مکروہِ تحریمی ہے؟

**جواب:** درج ذیل لوگوں اور حالتوں میں دی جانے والی اذان مکروہِ تحریمی ہے اور دوبارہ کہنا واجب ہے:

(۱)۔۔۔ خنثیٰ (۲)۔۔۔ فاسِق اگرچہ عالِم ہی ہو (۳)۔۔۔ نشہ والا (۴)۔۔۔ پاگل (۵)۔۔۔ نا سمجھ بچّہ (۶)۔۔۔ جنبی (۷)۔۔۔ عورت کی اذان (۸)۔۔۔ بیٹھ کر اذان دینا (۹)۔۔۔ قبلہ رو اذان نہ دینا (۱۰)۔۔۔ حالتِ اذان چلنا (۱۱)۔۔۔ درمیانِ اذان بات چیت کرنا۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۴۷۰)

**سوال:** نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان کہہ دی تو کیا اذان ہو جائے گی؟

**جواب:** اذان اگر وقت سے پہلے کہہ دی یا وقت سے پہلے شروع کی اور دورانِ اذان وقت آ گیا دونوں صورتوں میں اذان نہ ہوئی، دوبارہ کہنی ہوگی۔ (نماز کے احکام ص ۱۴۸)

**سوال:** اذان دینے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب:** حصولِ ثواب کی خاطر اذان دینے کی احادیث میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)۔۔۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثواب** کی خاطِر اذان دینے والا اُس شہید کی مانند ہے جو خون میں لِتھڑا ہوا ہے اور جب مرے گا قبر میں اس کے جسم میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔
(اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر لِلطَّبَرانی ج ۱۲ ص ۳۲۲ حدیث ۱۳۵۵۴)

(۲)۔۔۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:** میں جنّت میں گیا، اُس میں **موتی کے گُنبد** دیکھے اُس کی خاک مُشک کی ہے۔ پوچھا: اے جِبرئیل! یہ کس کے واسطے ہیں؟ عَرض کی: آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اُمّت کے مؤذنوں اور اماموں کے لئے۔ (اَلْجامِعُ الصَّغِیر لِلسُّیُوطی ص ۲۵۵ حدیث ۴۱۷۹)

(۳)۔۔۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:** جس نے پانچوں نَمازوں کی اذان ایمان کی بِنا پر بہ نیّتِ ثواب کہی اس کے جو گناہ پہلے ہوئے ہیں مُعاف ہو جائیں گے اور جو ایمان کی بنا پر ثواب کے لئے اپنے ساتھیوں کی پانچ نَمازوں میں امامت کرے اس کے گناہ جو پہلے ہوئے ہیں مُعاف کر دیئے جائیں گے۔

(اَلسّنَنُ الکُبریٰ لِلْبَیْہَقِی ج۱ص۶۳۶ حدیث ۲۰۳۹)

**سوال:** مؤذن کیسا ہونا چاہئے ؟

**جواب:** مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیز گار، عالِم بالسنۃ، ذی وجاہت، لوگوں کے احوال کا نگران اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زجر (یعنی ڈانٹ ڈپٹ) کرنے والا ہو، اَذان پر مداومت (یعنی ہمیشگی) کرتا ہو اور ثواب کے لئے اَذان کہتا ہو یعنی اَذان پر اجرت نہ لیتا ہو، اگر مؤذن نابینا ہو، اوروقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتادے، تو اس کا اور آنکھ والے کا، اَذان کہنا یکساں ہے۔ اگر مؤذن ہی امام بھی ہو، تو بہتر ہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص ۵۳) (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲، ص۸۸)

**سوال:** اذان میں لحن کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** کلمات اَذان میں لحن حرام ہے، مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یونہی اکبر میں باء کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ یونہی کلمات اَذان کو قواعدِ موسیقی پر گانا بھی لحن وناجائز ہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج۱، ص۵۶) (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی الکلام علی حدیث ((الأذان جزم))، ج۲، ص۶۵)

**سوال:** عینِ مسجد میں اذان دینے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** آج کل اکثر مسجِد کے اندر ہی اذان دینے کا رَواج پڑ گیا ہے جو کہ خلافِ سنّت ہے۔ ''عالمگیری'' وغیرہ میں ہے اذان خارِجِ مسجِد میں کہی جائے مسجِد میں اذان نہ کہے۔ (عالمگیری ج۱ص۵۵) **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: ایک بار بھی ثابت نہیں کہ حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسجِد کے اندر اذان دلوائی ہو۔ سیِّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں: مسجِد میں اذان دینی مسجِد و دربارِ الٰہی کی گُستاخی وبے ادبی ہے۔ صحنِ مسجِد کے نیچے جہاں جُوتے اُتارے جاتے ہیں وہ جگہ خارِجِ مسجِد ہوتی ہے وہاں اذان دینا بِلاتکلُّف مطابِقِ سنّت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مخرّجہ ج۵ ص۴۰۸، ۴۱۱، ۴۱۲)

جُمُعہ کی اذانِ ثانی جو آج کل (خطبہ سے قبل) مسجِد میں خطیب کے مِنبر کے سامنے مسجِد کے اندر دی جاتی ہے یہ بھی خلافِ سنّت ہے، جُمُعہ کی اذانِ ثانی بھی مسجِد کے باہر دی جائے مگر خطیب کے سامنے ہو۔

**سوال:** اذان واقامت میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** اقامت اذان ہی کی طرح ہے مگر بعض باتوں میں تھوڑا سا فرق ہے مثلاً: (۱)۔۔۔اذان مسجد کے باہر اور اقامت مسجد کے اندر کہی جاتی ہے۔(۲)۔۔۔اقامت میں ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاح'' کے بعد دوبار ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ'' ہے جبکہ اذان میں نہیں۔(۳)۔۔۔اذان ٹھہر ٹھہر کر جبکہ اقامت جلدی جلدی کہی جاتی ہے۔(۴)۔۔۔اذان میں کانوں پر ہاتھ یا انگلی رکھنا ہے جبکہ اقامت میں نہیں۔(۵)۔۔۔اذان میں آواز کو بلند کی جاتی ہے جبکہ اقامت میں اتنی کہ حاضرینِ جماعت تک آواز پہنچ جائے۔

**سوال:** اقامت بیٹھ کر سنے یا کھڑے ہو کر؟

**جواب:** اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب **''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ''** کہا جائے اس وقت کھڑا ہو۔ یونہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبّر **''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ''** پر پہنچے، یہی حکم امام کے لئے بھی ہے۔ آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اِقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مُصلّے پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۴۷۱)

**سوال:** اذان کا جواب دینے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب:** میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے فیضانِ اذان میں لکھتے ہیں: مدینے کے تاجدار نبیوں کے سالار، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک بار فرمایا: اے عورتو! جب تم بِلال کو **اذان و اقامت** کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لئے ہر کلمے کے بدلے **ایک لاکھ** نیکیاں لکھے گا اور **ایک ہزار** دَرَجات بُلند فرمائے گا اور **ایک ہزار** گناہ مٹائے گا۔ خواتین نے یہ سُن کر عرض کی: یہ تو عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لئے دُگنا۔ (تاریخ دِمشق لابنِ عَساکِر ج۵۵ ص۱۷۵)

اگر کوئی اسلامی بہن اِہتمام کے ساتھ روزانہ پانچوں نمازوں کی اذانوں اور پانچوں اِقامتوں کا جواب دینے میں کامیاب ہو جائے تو اُسے روزانہ ایک کروڑ باسٹھ لاکھ نیکیاں ملیں گی، ایک لاکھ باسٹھ ہزار دَرَجات بلند ہوں گے اور ایک

لاکھ باسٹھ ہزار گناہ مُعاف ہوں گے اوراسلامی بھائی کو دُگنا یعنی ۳ کروڑ ۲۴ لاکھ نیکیاں ملیں گی، ۳لاکھ ۲۴ ہزار دَرَجات بُلند ہوں گے اور ۳لاکھ ۲۴ ہزار گناہ معاف ہوں گے۔ (فیضان اذان ص ٦)

**سوال**: اذان واقامت کا جواب کیسے دیا جائے؟

**جواب**: جواب دینے والے کو چاہئے کہ جب موٴذن صاحِب اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرْ کہہ کر سُکتہ کریں یعنی خاموش ہوں اُس وقت اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرْ کہے۔ اِسی طرح دیگر کلِمات کا جواب دے۔ جب مؤذن پہلی بار اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ کہے یہ کہے: صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ **جب دوبارہ کہے، یہ کہے**: قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔ اور ہر بار انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگالے، آخر میں کہے: اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں (چاروں بار) لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے (یعنی مؤذن نے جو کہا وہ بھی کہے اور لَاحَوْلَ بھی) بلکہ مزید یہ بھی مِلالے: مَا شَاءَ اللہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُن۔ اور فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔ (دُرِّمُختار ورَدُّالمُحتار ج ٢ ص ٨٢، عالمگیری ج ١ ص ٥٧)

اور جب اَذان ختم ہو جائے، تو موٴذن اور سامعین درود شریف پڑھ کر اس دُعا کو پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بِرَحْمَتِکَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

اِقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ کے جواب میں اَقَامَھَا اللہُ وَاَدَامَھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے۔ یا اَقَامَھَا اللہُ وَاَدَامَھَا وَجَعَلْنَا مِنْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَ اَمْوَاتًا۔ (بہارِ شریعت ج١، ص ٤٧٣)

**اگر** چند اذانیں سُنے تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔ اگر بوقتِ اذان جواب نہ دیا تو اگر زِیادہ دیر نہ گزری ہو تو جواب دے لے۔ (دُرِّمُختار ورَدُّالمُحتار ج ٢ ص ٨٢، بہارِ شریعت ج ١ ص ٤٧٣)

**سوال**: کیا جمعہ کے خطبے کی اذان کا بھی جواب دیا جائے گا؟

**جواب**: خطبہ کی اَذان کا جواب زبان سے دینا، مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج٢، ص٨٧)

**سوال:** اذان واقامت کے درمیان کتنا وقفہ کرنا چاہیے؟

**جواب:** اَذان واِقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اَذان کہتے ہی اِقامت کہہ دینا مکروہ ہے، مگر مغرب میں وقفہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو، باقی نمازوں میں اَذان واِقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابندِ جماعت ہیں آجائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقتِ کراہت آجائے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی، ج۱، ص۵۷)

**سوال:** اذان پر اجرت لینا کیسا ہے؟

**جواب:** متقدمین علما نے اَذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا، مگر متأخرین علما نے جب لوگوں میں سستی دیکھی، تو اجازت دی اور اب اسی پر فتویٰ ہے، مگر اَذان کہنے پر احادیث میں جو ثواب ارشاد ہوئے، وہ انہیں کے لئے ہیں جو اجرت نہیں لیتے۔ خالصاً اللہ عزوجل اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، ہاں! اگر لوگ بطورِ خود مؤذن کو صاحب حاجت سمجھ کر دے دیں، تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے اور یہ اُجرت نہیں۔ جب کہ اَلْمَعْھُوْدُ کَالْمَشْرُوْطِ (یعنی پہچانا ہوا شرط لگائے جانے کی طرح ہے) کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ یعنی اگرچہ اجرت طے نہ ہو مگر معلوم ہے کہ اجرت ملے گی اور مسجد والوں کو بھی پتا ہے کہ اجرت دینی پڑے گی۔ ("غنیۃ المتملی"، سنن الصلاۃ، ص۳۸۱)

**سوال:** کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اذان دی ہے؟ اگر ہاں! تو کیسے؟

**جواب:** نبیِّ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سفر میں ایک بار اذان دی تھی اور کلماتِ شہادت یُوں کہے: اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں)۔ (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج۵ ص۳۷۵، تحفۃ المُحتاج، ج۱ ص۲۰۹)

# نماز کی شرائط کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۲۹ حدیث ۱۷۳۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: شرط کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: جس کے وجود پر کوئی چیز موقوف ہو اور وہ اس چیز کی حقیقت سے خارج ہو اسے شرط کہتے ہیں۔ جیسے نماز کی شرائط، کہ یہ نماز سے خارج ہیں اور ان کے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہوتی۔

**سوال**: فرض کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: فرض وہ ہے جو کسی چیز کی حقیقت میں شامل ہو اور اسے رکن بھی کہتے ہیں۔ جیسے قیام، رکوع و سجود کہ یہ نماز میں شامل ہیں۔

**سوال**: شرط اور فرض میں کیا فرق ہے؟

**جواب**: کسی چیز کے وجود (یعنی پائے جانے) کے لئے شرط اور فرض دونوں ضروری ہوتے ہیں بس ان میں فرق یہ ہے کہ شرط شے سے باہر ہوتی ہے جبکہ فرض شے کے اندر ہوتی ہے۔

**سوال**: نماز کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب**: نماز کی 6 شرائط ہیں:

(۱)۔۔۔طہارت (۲)۔۔۔سترِ عورت (۳)۔۔۔اِستقبالِ قبلہ (۴)۔۔۔وقت (۵)۔۔۔نیّت (۶)۔۔۔تکبیرِ تحریمہ۔

# طہارت کا بیان

**سوال:** طہارت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** طہارت سے مراد ”نمازی کا بدن، لباس اور جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے اس جگہ کا ہر قسم کی نجاست (یعنی حکمیہ و حقیقیہ قدرِ مانع) سے پاک ہونا“ ہے۔ (نماز کے احکام ص ۱۹۳)

**سوال:** کس قدر نجاست سے پاک ہونا شرط ہے؟

**جواب:** شرطِ نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کئے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی کے برابر جس میں لگی ہو، اس کا نام قدرِ مانع ہے۔
(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۴۷۶)

**سوال:** جگہ کے پاک ہونے سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** جس جگہ نماز پڑھے، اس کے پاک ہونے سے مراد سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا ہے، جس چیز پر نماز پڑھتا ہو، اس کے سب حصہ کا پاک ہونا، شرط صحت نماز نہیں۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج ۲، ص ۹۲)

**سوال:** لکڑی کے تختہ کا ایک رخ ناپاک ہے تو کیا دوسرے رخ پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چِر سکے، تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (''غنیۃ المتملی''، شرائط الصلاۃ، الشرط الثانی، ص ۲۰۲)

**سوال:** کپڑے کے ایک طرف نجاست لگی ہو تو کیا دوسری طرف الٹ کر اس کے اوپر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** کسی کپڑے میں نَجاست لگی اور وہ نَجاست اسی طرف رہ گئی، دوسری جانب اس نے اثر نہیں کیا تو اس کو لوٹ کر دوسری طرف جدھر نَجاست نہیں لگی ہے نماز نہیں پڑھ سکتے اگرچہ کتنا ہی موٹا ہو مگر جب کہ وہ نَجاست مَواضعِ سجود سے الگ ہو۔ (''غنیۃ المتملی''، شرائط الصلاۃ، الشرط الثانی، ص ۲۰۲)

**سوال:** اگر کپڑا دو تہہ والا ہو اور ایک تہہ ناپاک اور دوسرا تہہ پاک تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** جو کپڑا دو تہہ کا ہو اگر ایک تہہ اس کی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لئے گئے ہوں، تو دوسری تہہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، ج۲، ص۴٦۷)

**سوال**: جو زمین گوبر سے لیسی ہو اور وہ سوکھ گئی ہو تو کیا اس پر کپڑا اچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب**: جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگرچہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں! اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا اچھالیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کردے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہو گی۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۴۰۴)

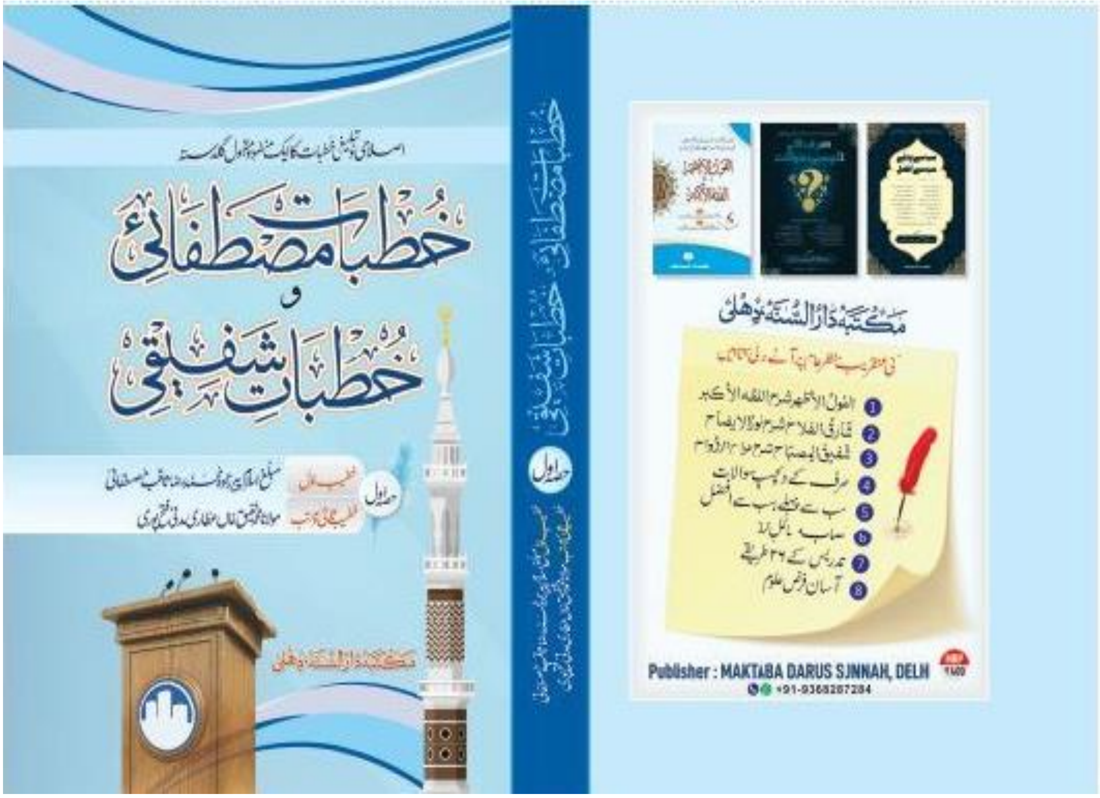

# سترِ عورت کا بیان

**سوال**: نماز میں ستر عورت شرط ہونے سے کیا مراد ہے؟

**جواب**: نماز میں ستر عورت شرط ہونے سے مراد بدن کا وہ حصہ ہے جس کا چھپانا فرض ہے۔

(بہارِ شریعت ج۱، ص ۴۷۸)

**سوال**: ستر عورت یعنی مرد اور عورت کے لئے بدن کا کتنا حصہ چھپانا ضروری ہے؟

**جواب**: مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت بدن کا سارا حصہ چھپا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ عورت کے لئے ان پانچ اعضا یعنی منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے تلووں کے علاوہ سارا جسم چھپانا لازمی ہے۔ البتہ اگر دونوں ہاتھ (گٹوں تک)، پاؤں (ٹخنوں تک) مکمل ظاہر ہوں تو ایک مُفْتٰی بِہٖ قول پر نماز دُرُست ہے۔

(الدر المختار معہ ردالمحتار، ج۲، ص ۹۳)

**سوال**: کیا اعضائے ستر عورت کو صرف نماز میں چھپانا ضروری ہے؟

**جواب**: ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالا جماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالا جماع نہ ہو گی۔ مگر عورت کے لئے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لئے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو، تمام بدن سوا پانچ عضو کے جن کا بیان آئے گا چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے منہ کھولنا بھی منع ہے۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب في ستر العورۃ، ج۲، ص ۹۳، ۹۷)

**سوال**: اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اعضائے مستورہ (یعنی جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے ان) کی رنگت ظاہر ہو تو کیا نماز ہو جائے گی؟

**جواب**: اگر ایسا باریک کپڑا پہنا جس سے بدن کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا فرض ہے نظر آئے یا جلد کا رنگ ظاہر ہو تو نماز نہ ہو گی۔ یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہو گی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں

اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۴۸۰)

**سوال**: اگر کپڑا اتنا موٹا ہے جس سے اس عضو (یعنی جس کا چھپانا ضروری ہے اس) کی رنگت ظاہر نہیں ہوتی مگر اتنا چپکا ہوا ہے کہ اس عضو کی ہیئت (یعنی شکل) ظاہر ہوتی ہو تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: دَبیز (یعنی موٹا) کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے ایسا چِپکا ہوا ہو کہ دیکھنے سے عُضْو کی ہَیْئَت (ہَ یْ۔ اَتْ یعنی شکل و صورت اور گولائی وغیرہ) معلوم ہوتی ہو۔ ایسے کپڑے سے اگرچِہ نَماز ہو جائے گی مگر اُس عُضْو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔ (رَدُّالْمُحتارج ۲ ص ۱۰۳) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لئے بدرجۂ اَولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

**سوال**: جن اعضاء کا ستر فرض ہے اگر دورانِ نماز ان میں سے کوئی عضو کھل جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہو گئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا، جب بھی ہو گئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سُبْحٰنَ اللہ کہنے کے کھلا رہا یا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً چھپا لیا، نماز جاتی رہی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱ص۵۸) اور اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اَللہُ اَکْبَرُ کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ مطلب فی النظر إلی وجہ الأمرد، ج۲، ص۱۰۰)

**سوال**: اگر اعضائے ستر میں سے مختلف اعضاء کھلے ہیں مگر سب چوتھائی سے کم ہیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے، مگر مجموعہ ان کا اُن کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے، اس کی چوتھائی کے برابر ہے، نماز نہ ہوئی، مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو دونوں کا مجموعہ کان کی چوتھائی کی قدر ضرور ہے، لہٰذا نماز جاتی رہی۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ مطلب فی النظر إلی وجہ الأمرد، ج۲، ص۱۰۲)

**سوال**: اگر کسی کے پاس کپڑے نہیں تو کیسے نماز پڑھے گا؟

**جواب**: کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ (یعنی آگے کی شرم گاہ) پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ کرکے نماز پڑھنا رکوع و سجود کرکے نماز پڑھنے سے اس کے لئے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا، کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل، خواہ قیام میں رکوع و سجود کے لئے اشارہ کرے یا رکوع و سجود کرے۔ (''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الأمرد، ج۲، ص۱۰۵)

**سوال**: مرد کے اعضائے عورت کتنے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب**: مرد میں اعضائے عورت نو ہیں۔ آٹھ علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شامی و علامہ طحطاوی وغیرہم نے گنے جبکہ نواں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے شمار کیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

**(۱)**۔۔۔ ذکر مع اپنے سب اجزا، حشفہ و قصبہ و قلفہ کے۔ **(۲)**۔۔۔ انثیین یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں، ان میں فقط ایک کی چوتھائی کھلنا مفسد نماز نہیں۔ **(۳)**۔۔۔ دبر یعنی پاخانہ کا مقام۔ **(۴،۵)**۔۔۔ ہر ایک سرین جدا عورت ہے۔ **(۶،۷)**۔۔۔ ہر ران جدا عورت ہے۔ چڑھے سے گھٹنے تک ران ہے۔ گھٹنا بھی اس میں داخل ہے، الگ عضو نہیں، تو اگر پورا گھٹنا بلکہ دونوں کھل جائیں نماز ہو جائے گی کہ دونوں مل کر بھی ایک ران کی چوتھائی کو نہیں پہنچتے۔ **(۸)**۔۔۔ ناف کے نیچے سے، عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پشت اور دونوں کروٹوں کی جانب، سب مل کر ایک عورت ہے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ مطلب فی النظر إلی وجہ الأمرد، ج۲، ص۱۰۱) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت نے یہ تحقیق فرمائی کہ **(۹)**۔۔۔ دبر و انثیین کے درمیان کی جگہ بھی، ایک مستقل عورت ہے۔ (''الفتاوی الرضویۃ''، ج۶، ص۳۹)

**سوال**: آزاد عورت کے ستر عورت کتنے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب**: آزاد عورتوں کے لئے، باستثنا پانچ عضو کے، جن کا بیان گزرا، سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس اعضا پر مشتمل کہ ان میں جس کی چوتھائی کھل جائے، نماز کا وہی حکم ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ **(۱)**۔۔۔ سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، یعنی عادۃً جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں۔ **(۲)**۔۔۔ بال جو لٹکتے ہوں۔ **(۳،۴)**۔۔۔ دونوں کان۔ **(۵)**۔۔۔ گردن اس میں گلا بھی داخل ہے۔ **(۶،۷)**۔۔۔ دونوں شانے۔ **(۸،۹)**۔۔۔ دونوں

بازو ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ **(۱۰،۱۱)۔۔۔** دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ **(۱۲)۔۔۔** سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حد زیریں (یعنی نیچے) تک۔ **(۱۳،۱۴)۔۔۔** دونوں ہاتھوں کی پشت۔ **(۱۵،۱۶)۔۔۔** دونوں پستانیں، جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا خفیف اُبھری ہوں کہ سینہ سے جدا عضو کی ہیأت نہ پیدا ہوئی ہو، تو سینہ کے تابع ہیں، جدا عضو نہیں اور پہلی صورت میں بھی، ان کے درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے، جدا عضو نہیں۔ **(۱۷)۔۔۔** پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارۂ زیریں تک، یعنی ناف کا بھی پیٹ میں شمار ہے۔ (۱۸)۔۔۔ پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ **(۱۹)۔۔۔** دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے، بغل کے نیچے سینہ کی حد زیریں تک، دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔ **(۲۰،۲۱)۔۔۔** دونوں سرین۔ **(۲۲)۔۔۔** فرج (یعنی آگے کی شرمگاہ۔ **(۲۳)۔۔۔** دبر (یعنی پیچھے کی شرمگاہ۔ **(۲۴،۲۵)۔۔۔** دونوں رانیں، گھٹنے بھی انہیں میں شامل ہیں۔ **(۲۶)۔۔۔** ناف کے نیچے پیڑو اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور ان کے مقابل پشت کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔ **(۲۷،۲۸)۔۔۔** دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ **(۲۹،۳۰)۔۔۔** دونوں تلوے اور بعض علما نے پشتِ دست اور تلوؤں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۶، ص۳۹۔۴۰)

**سوال:** جس نے مجبوری میں برہنہ (یعنی ننگے) نماز پڑھی کیا بعد میں اعادہ کرے گا؟

**جواب:** جس نے مجبوری میں برہنہ نماز پڑھی، تو بعد میں کپڑا ملنے پر اعادہ نہیں، نماز ہو گئی۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۰)

**سوال:** اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے تو کیا مانگنا ضروری ہے؟

**جواب:** اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا، تو مانگنا واجب ہے۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی النظر إلی وجہ الأمرد، ج۲، ص۱۰۶)

**سوال:** اگر کسی کے پاس صرف ناپاک کپڑے ہیں تو کیا کرے؟

**جواب**: اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے، تو نماز میں اسے نہ پہنے اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے، تو واجب ہے کہ اسے پہن کر پڑھے، برہنہ جائز نہیں، یہ سب اس وقت ہے کہ ایسی چیز نہیں کہ کپڑا پاک کر سکے یا اس کی نجاست قدر مانع سے کم کر سکے، ورنہ واجب ہو گا کہ پاک کرے یا تقلیل نجاست کرے۔

("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۰۷)

**سوال**: اگر کپڑا ہے مگر اتنا تھوڑا کہ پورا ستر نہ ہو سکے گا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر پورے ستر کے لئے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی قبل و دبر کو چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی کو چھپا سکتا ہے، تو ایک ہی کو چھپائے۔

("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۰۸)

# استقبالِ قبلہ کا بیان

**سوال:** استقبالِ قبلہ سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** استقبالِ قبلہ سے مراد نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۴۸۶)

**سوال:** اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کو سجدہ کرنے کی نیّت کی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** نماز اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ ہو، نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لئے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادتِ کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص۱۳۴)

**سوال:** نماز میں جہتِ کعبہ اور عینِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم کس کو ہے؟

**جواب:** عینِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم اس نمازی کو ہے جس کو کعبہ شریف دکھ رہا ہو، اور جس کو کعبہ شریف نہ دکھے اسے جہتِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے، اور جہتِ کعبہ کی مقدار اگلے سوال میں آرہا ہے۔
("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، بحث النیۃ، ج۲، ص۱۳۴)

**سوال:** استقبالِ قبلہ "یعنی نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا" اس کی وہ حد بیان کیجئے کہ اس مقدار کے اندر رہتے ہوئے نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں؟

**جواب:** نماز میں چہرے کا کوئی بھی حصہ کعبۃ اللہ کی طرف 45 درجے کے اندر اندر ہو تو نماز ہو جائے گی، اگر 45 درجے سے باہر ہو گیا تو استقبالِ قبلہ نہ پائے جانے کی وجہ سے نماز بھی نہیں ہو گی۔ مثال نقشے سے ملاحظہ کیجئے:

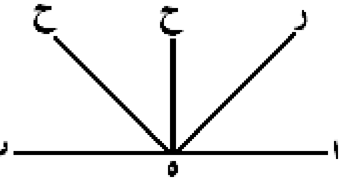


جو شخص مقام "ہ" پر کھڑا ہے، اگر نقطہ "ح" کی طرف منہ کرے، تو عین کعبہ کو منہ ہے اور اگر دہنے یا بائیں "ر" یا "ح" کی طرف جھکے تو جب تک "ر، ح" یا "ح، ح" کے اندر ہے، جہت کعبہ میں ہے اور جب "ر" سے بڑھ کر "ا" یا "ح" سے گزر کر "ب" کی طرف کچھ بھی قریب ہو گا، تو اب جہتِ کعبہ سے نکل گیا، نماز نہ ہو گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۴۸۷)

اس کو مزید یوں سمجھئے کہ بالفرض نمازی کے بالکل سامنے سمتِ کعبہ ہو تو سامنے سے نمازی کے دائیں کندھے تک 90درجے ہوتے ہیں، اس کا آدھا کریں تو 45 درجے بنیں گے، یونہی بائیں کندھے تک بھی 90 درجے بنتے ہیں، اس کا آدھا بھی 45درجے ہوا، اب اگر کسی نے جہتِ کعبہ کی سیدھی طرف یا الٹی طرف 45درجے کے اندر اندر رہتے ہوئے نماز پڑھی تو ہو جائے گی۔

**سوال:** اگر کعبہ کے اندر نماز پڑھے تو کس جانب منہ کر کے نماز پڑھے؟

**جواب:** کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔ ("غنية المتملي"، فصل مسائل شتى، ص٦١٦)

**سوال:** اگر کسی نے بلند پہاڑ پر نماز پڑھی تو قبلہ کی سیدھ کیسے پائی جائے گی؟

**جواب:** قبلہ بنائے کعبہ کا نام نہیں، بلکہ وہ فضا ہے، اس بنا کی محاذات میں ساتویں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے، تو اگر کعبہ کی عمارت وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دی جائے اور اب اس عمارت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی نہ ہو گی یا کعبہ معظمہ کسی ولی کی زیارت کو گیا اور اس فضا کی طرف نماز پڑھی ہو گئی، یونہی اگر بلند پہاڑ پر یا کنوئیں کے اندر نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف منہ کیا، نماز ہو گئی کہ فضا کی طرف توجہ پائی گئی، اگرچہ عمارت کی طرف نہ ہو۔
("ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: كرامات الأولياء ثابتة، ج٢، ص١٤١)

**سوال:** جو شخص استقبالِ قبلہ سے عاجز ہو، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

**جواب:** جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جارہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرادے، تو ان سب صورتوں میں جس رُخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں! سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب: كرامات الأولياء ثابتة، ج٢، ص١٤٢)

**سوال:** جس مقام پر سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو وہاں کس طرف منہ کرکے نماز پڑھیں گے؟ نیز ایسی ہی جگہ پر اگر کوئی دوسرے کی دیکھا دیکھی اسی طرف منہ کرکے نماز پڑھ لے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

**جواب:** اگر ایسی جگہ پر ہیں جہاں قبلہ کی شناخت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مسلمان ہے جس سے پوچھ کر معلوم کیا جاسکے تو تحری کیجئے یعنی سوچئے اور جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے اُدھر ہی رخ کر لیجئے، آپ کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ نیز ایک شخص تحری کرکے (یعنی سوچ کر) نماز پڑھ رہا ہو، دوسرا اس کی دیکھا دیکھی اُسی سمت نماز پڑھے گا تو نہیں ہو گی، دوسرے کے لئے بھی تحری کرنے کا حکم ہے۔ (نماز کے احکام ص ۱۹۶)

**سوال:** تحری کرکے نماز پڑھی، بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** تحری کرکے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔ ("تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۳)

**سوال:** ایسے شخص نے اگر بغیر تحری کے نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف منہ کرکے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف منہ کیا ہو، ہاں! اگر قبلہ کی طرف منہ ہونا، نماز کے بعد یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی۔

(''الدر المختار'' و ''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری فی القبلۃ، ج۲، ص۱۴۷)

**سوال:** اگر کوئی جاننے والا موجود ہے لیکن اس سے دریافت نہیں کیا خود غور کرکے نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کرکے کسی طرف کو پڑھ لی، تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا، ہوگئی، ورنہ نہیں۔ (''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری... إلخ، ج۲، ص۱۴۳)

**سوال:** نمازی نے بلا عذر جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا یا چہرہ گھما گھما کر اِدھر اُدھر دیکھتا رہا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** نمازی نے بلا عذر جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا نماز فاسد ہو گئی، اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدرِ تین بار ''سُبْحٰنَ اللہ'' کہنے کے وقفے سے پہلے واپس قبلہ رخ ہو گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

(نماز کے احکام ص ۱۹۵)

اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا، چاہے پورا منہ پھرا یا تھوڑا (یہ مکروہِ تحریمی ہے) منہ پھیرے بغیر صرف آنکھیں پھرا کر اِدھر اُدھر بے ضرورت دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے، اور نادراً (یعنی کبھی کبھار) کسی غرضِ صحیح کے تحت ہو تو حرج نہیں۔ (نماز کے احکام ص ۲۵۲)

# وقت کا بیان

**سوال**: نماز کی شرائط میں سے ''**وقت**'' کی وضاحت کیجئے۔ نیز وہ کون سی نمازیں ہیں جن کا سلام بھی ان کے وقت میں پھر جانا ضروری ہے؟

**جواب**: جو نماز پڑھنی ہے اس کا وقت ہونا ضروری ہے، مثلاً آج کی نمازِ عصر ادا کرنا ہے تو یہ ضروری ہے کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے، اگر وقتِ عصر شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہو گی۔ (نماز کے احکام ص ۱۹۶)

نیز وقت کے اندر اندر تحریمہ باندھ لی (یعنی نماز شروع کر دی) تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے، مگر نمازِ فجر، جمعہ اور عیدین میں وقت کے اندر (یعنی وقت ختم ہونے سے پہلے) سلام پھیر نا لازمی ہے ورنہ نماز نہ ہو گی۔ (نماز کے احکام ص ۳۳۰)

**سوال**: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنا جائز نہیں؟ اگر کسی نے اسی دن کی عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اسے مکروہ وقت میں ادا کر سکتا ہے؟

**جواب**: مکروہ اوقات 3 ہیں: (۱)۔۔۔ طلوعِ آفتاب سے لے کر بیس منٹ بعد تک۔ (۲)۔۔۔ غروبِ آفتاب سے بیس منٹ پہلے۔ (۳)۔۔۔ نصف النہار یعنی ضحوۂ کبریٰ سے لے کر زوالِ آفتاب تک۔ ان تین اوقات میں کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ قضا، ہاں! اگر اس دن کی نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی اور مکروہ وقت شروع ہو گیا تو پڑھ لے، البتہ اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ (نماز کے احکام ص ۱۹۷)

**سوال**: کسی نے نمازِ عصر تو وقت میں شروع کی مگر دورانِ نماز مکروہ وقت شروع ہو گیا تو کیا نماز پر کوئی اثر پڑے گا؟

**جواب**: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''نمازِ عصر میں جتنی تاخیر ہو افضل ہے جبکہ وقتِ کراہت سے پہلے پہلے ختم ہو جائے۔ پھر اگر اس نے احتیاط کی اور نماز کو طول دیا یہاں تک کہ وقتِ کراہت دورانِ نماز آ گیا جب بھی اس پر اعتراض نہیں'' یعنی بغیر کراہت کے نماز ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ج۵، ص۱۵۶)

**سوال**: مکروہ اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں, کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی، یہاں تک کہ وقتِ کراہت آگیا۔
("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، ج۲، ص۴۳)

**سوال:** مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** مکروہ اوقات میں آیتِ سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت جاتا رہے اور اگر مکروہ وقت ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الأول في المواقیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲)

**سوال:** مکروہ وقت میں تلاوت کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** مکروہ اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔
("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۴)

**سوال:** وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نوافل پڑھنا منع ہے؟

**جواب:** بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

(۲)۔۔۔ اپنے مذہب کی جماعت کے لئے اِقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۳)۔۔۔ نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے۔

(۴)۔۔۔ غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔

(۵)۔۔۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لئے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔

**(۶)۔۔۔** عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف (یعنی سورج گہن کی نماز کے بعد کا خطبہ) و استسقا و حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لئے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔

**(۷)۔۔۔** نماز عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں۔

**(۸)۔۔۔** نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

**(۹)۔۔۔** عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔

**(۱۰)۔۔۔** مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کئے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔

**(۱۱)۔۔۔** فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔

**(۱۲)۔۔۔** جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کئے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو، مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ یونہی کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے، خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۵۵۔۴۵۷)

**سوال:** فجر کی جماعت کھڑی ہو تو کیا سنّتِ فجر پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہو گا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنّتیں پڑھنا جائز نہیں۔("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۴۸)

**سوال:** فجر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب:** وقت فجر: طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ ہندوستان کے شہروں میں کم از کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا پینتیس منٹ نہ اس سے کم ہو گا نہ اس سے زیادہ۔
(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۴۷)

**سوال:** صبح صادق اور صبحِ کاذب کیا ہے؟

**جواب:** صبح صادق ایک روشنی ہے کہ پورب کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔

اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سپیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے، صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے، یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبحِ کاذب کہتے ہیں، اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۴۷-۴۴۸)

**سوال:** ظہر اور جمعہ کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب:** وقت ظہر و جمعہ: آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایۂ اصلی کے دو مثل (یعنی دو گنا) ہو جائے۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۴۹)

**سوال:** سایۂ اصلی سے کون سا سایہ مراد ہے؟

**جواب:** عین نصف النہار کے وقت جو ہر چیز کا سایہ ہوتا ہے وہ اس چیز کا سایۂ اصلی ہے جو موسم اور شہروں کے مختلف ہونے سے کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۴۹)

**سوال:** عصر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب:** وقت عصر: ظہر کا وقت ختم ہونے (یعنی سوا سایۂ اصلی کے دو مثل سایہ ہونے) سے، آفتاب ڈوبنے تک ہے۔ ہندوستان کے شہروں میں وقت عصر کم از کم ایک گھنٹا ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے۔
(بہارِ شریعت ج۱،ص۴۵۰)

**سوال:** مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب**: وقت مغرب: غروب آفتاب سے غروب شَفَق تک ہے۔ہندوستان کے شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوتا ہے۔ہر روز کے فجر اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔(بہارِشریعت ج۱،ص۴۵۰)

**سوال**: شَفَق سے کیا مراد ہے؟

**جواب**: شَفَق احناف کے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے، جو جانبِ مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔("الهداية"، كتاب الصلاة، باب المواقيت، ج١، ص٤٠)

**سوال**: عشا اور وتر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب**: وقتِ عشاو وتر: ذکر کی ہوئی سپیدی کے غروب ہونے سے طلوعِ فجر تک ہے۔(بہارِشریعت ج۱،ص۴۵۱)

اگرچہ عشاو وتر کا وقت ایک ہے، مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لئے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الأول، ج١، ص٥١)

**سوال**: کیا سفر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب**: سفر وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ یوں ہو کہ دوسری کو پہلی ہی کے وقت میں پڑھے یا یوں کہ پہلی کو اس قدر مؤخر کرے کہ اس کا وقت جاتا رہے اور دوسری کے وقت میں پڑھے مگر اس دوسری صورت میں پہلی نماز ذمہ سے ساقط ہوگئی کہ بصورت قضا پڑھ لی اگرچہ نماز کے قضا کرنے کا گناہِ کبیرہ سر پر ہوا اور پہلی صورت میں تو دوسری نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے۔ہاں! اگر سفر و مرض وغیرہ کسی عذر سے صورۃً جمع کرے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں پڑھے کہ حقیقتاً دونوں اپنے اپنے وقت میں واقع ہوں تو کوئی حرج نہیں۔("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢)

**سوال**: کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز ہو؟

**جواب**: جی ہاں! نو ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں وقوفِ عرفات کے دوران ظہر و عصر وقتِ ظہر میں یوں کہ پہلے ظہر پھر عصر کی نماز پڑھی جائے اور دس ذی الحجہ کو مزدلفہ میں مغرب و عشاوقتِ عشا میں یوں کہ پہلے مغرب کے فرض پھر عشاء کے فرض، پھر مغرب کی سنّتیں اور اس کے بعد عشاء کی سنّتیں اور وتر ادا کی جائے۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢)

# نیّت کا بیان

**سوال:** نیّت کسے کہتے ہیں؟ نیز اس کا ادنی درجہ بیان کیا ہے؟

**جواب:** "**نیّت**" دل کے پکّے ارادے کا نام ہے، زبان سے نیّت کرنا ضروری نہیں البتہ دل میں نیّت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔ اور نیّت کا ادنی درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت (یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے) کوئی پوچھے کہ "کون سی نماز پڑھتے ہو؟" تو فوراً بتادے۔ اگر ایسی حالت میں سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوئی۔

**سوال:** دل میں نیّت کچھ اور ہے اور زبان سے کچھ اور نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظِ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہو گئی۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث النية، ج۲، ص۱۱۲)

**سوال:** نیّت اور تکبیرِ تحریمہ کے درمیان فاصلہ ہو گیا تو کیا پہلے والی نیّت کافی ہے؟

**جواب:** تکبیرِ تحریمہ کہنے سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی اجنبی کام مثلاً کھانا، پینا، کلام وغیرہ (وہ امور جو نماز سے متعلق نہیں ہیں) فاصل نہ ہوں نماز ہو جائے گی، اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔ ("الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۱۴) وضو سے پیشتر نیت کی، تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یونہی وضو کے بعد نیت کی اس کے بعد نماز کے لئے چلنا پایا گیا، نماز ہو جائے گی اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔
("غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص۲۵۵)

**سوال:** پہلے نیّت نہ کی اور نماز شروع کرنے کے بعد نیّت کی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہو گی۔
("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۶)

**سوال:** کیا ہر نماز کے لئے مطلق نماز پڑھنے کی نیّت کافی ہے یا فرض و واجب و سنّت کو معین کرنا ضروری ہے؟

**جواب:** یہاں اِس کی چند صورتیں بیان کی جاتی ہیں:

**(۱)۔۔۔** فرض نماز میں نیتِ فرض بھی ضروری ہے مثلاً دل میں یہ نیّت ہو کہ آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں۔

**(۲)۔۔۔** اصح یعنی درست ترین یہ ہے کہ نفل و سنت وتراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنتِ وقت کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنّت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت (یعنی پیروی) کی نیت کرے، اس لئے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نماز کی نیت کو کافی قرار نہیں دیتے ہیں۔

**(۳)۔۔۔** نمازِ نفل میں مطلق نماز کی نیّت کافی ہے اگرچہ نفل نیّت میں نہ ہو۔

**(۴)۔۔۔** واجب میں واجب کی نیّت کرنا ضروری ہے اور اسے معین بھی کیجئے مثلاً عید الفطر، یا عید الاضحی، یا نذر (یعنی منّت)، یا نمازِ بعدِ طواف، یا وہ نفل جس کو جان بوجھ کر فاسد کیا ہو (کہ اس کی قضا واجب ہوتی ہے)۔

(نماز کے احکام ص ۱۹۹۔۲۰۰)

**سوال:** کیا وتر میں واجب کی نیّت ضروری ہے؟

**جواب:** وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیت وجوب نہ ہو، ہاں! واجب کی نیت کرنا اولیٰ ہے، البتہ اگر نیت عدمِ وجوب ہے تو کافی نہیں۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۰)

**سوال:** کیا تعدادِ رکعات کی نیّت ضروری ہے؟

**جواب:** نیت میں تعدادِ رکعات کی ضرورت نہیں البتہ افضل ہے، تو اگر تعداد رکعات میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین رکعت ظہر یا چار رکعت مغرب کی نیت کی، تو نماز ہو جائے گی۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۰)

**سوال:** کیا یہ نیّت ضروری ہے کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے؟

**جواب:** یہ نیت کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں۔ ہاں! یہ ضروری ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضیٰ عليه سنوات... إلخ، ج۲، ص۱۲۹)

**سوال:** قضا نمازوں میں نیّت کے کیا احکام ہیں؟

**جواب:** فرض قضا ہوگئے ہوں، تو ان میں تعیین یوم (یعنی دن) اور تعیین نماز ضروری ہے، مثلاً فُلاں دن کی فُلاں نماز، مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نمازِ قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔ ہاں! اگر اس کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو، تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً میرے ذمہ جو فُلاں نماز ہے، کہنا کافی ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۹)( "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۹)

**سوال:** اگر کسی کی بہت ساری نمازیں قضا ہیں اور دن تاریخ بھی معلوم نہیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر کسی کے ذمہ بہت سی قضا نمازیں باقی ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو اس کے لئے نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ **"سب میں پہلی"** یا **"سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے"** کہنا کافی ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۹)

**سوال:** اگر ادا قضا کی نیّت سے اور قضا ادا کی نیّت سے پڑھی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیتِ ادا پڑھی یا ادا بہ نیتِ قضا، تو نماز ہو گئی، یعنی مثلاً وقتِ ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ وقت جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیتِ قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیتِ ادا پڑھی، ہو گئی اور اگر یوں نہ کیا، بلکہ وقت باقی ہے اور اس نے ظہر کی قضا پڑھی، مگر اس دن کے ظہر کی نیت نہ کی تو نہ ہوئی، یونہی اس کے ذمہ کسی دن کی نمازِ ظہر تھی اور بہ نیت ادا پڑھی نہ ہوئی۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: یصح القضاء بنیۃ الأداء و عکسہ، ج۲، ص۱۲۵)

**سوال:** کیا مقتدی کے لئے اقتدا کی نیّت اور امام کے لئے امامت کی نیّت ضروری ہے؟

**جواب:** مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت اِمامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہو گئی، مگر امام نے اِمامت کی نیت نہ کی تو ثوابِ جماعت نہ پائے گا اور ثوابِ جماعت حاصل ہونے کے لئے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کر لینا ضروری نہیں، بلکہ وقت شرکت بھی نیت کر سکتا ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٦)

**سوال:** اگر مقتدی نے یہ نیّت کی کہ "جو نماز امام کی وہ میری" تو کیا نماز ہو جائے گی؟

**جواب:** مقتدی نے بہ نیتِ اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری، تو جائز ہے یعنی نماز ہو جائے گی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث في شروط الصلاۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص٦٧)

**سوال:** کس صورت میں امام کو امامت کی نیّت ضروری ہے؟

**جواب**: ایک صورت میں امام کو نیتِ اِمامت بالاتفاق (یعنی سب علما کے نزدیک) ضروری ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی (یعنی برابر) کھڑی ہو جائے اور وہ نماز، نمازِ جنازہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے اِمامت زَنَاں (یعنی عورتوں کی امامت) کی نیت نہ کی، تو اس عورت کی نماز نہ ہوئی۔

("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۲۸)

# نماز کے فرائض کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قِیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہوگی، اگرچہ جنت میں داخل ہوجائیں۔ (ایضاً ج۳ص۴۸۹ حدیث ۹۹۷۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!          صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نماز کے کتنے اور کون کون سے فرائض ہیں؟

**جواب:** نماز کے سات فرض ہیں: (۱)---تکبیرِ تحریمہ۔ (۲)---قیام۔ (۳)---قراءت۔ (۴)---رکوع۔ (۵)---سجود۔ (۶)---قعدۂ اخیرہ۔ (۷)---خُرُوجِ بِصُنْعِہٖ۔

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ کو شرائط و فرائض دونوں میں شمار کرنے کی کیا حکمت ہے؟

**جواب:** تکبیرِ تحریمہ حقیقت میں شرائطِ نماز میں سے ہے مگر چونکہ افعالِ نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے اس وجہ سے فرائضِ نماز میں بھی اس کا شمار کیا جاتا ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۰۷)

**سوال:** کیا فرائضِ نماز میں ترتیب ضروری ہے؟

**جواب:** قیام ورکوع و سجود و قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا تو نماز ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ یونہی رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث الخروج بصنعہ، ج۲، ص۱۶۷)

# تکبیرِ تحریمہ کا بیان

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** نماز شروع کرنے کے لئے نیّت کے بعد جو الفاظ کہے جاتے ہیں ان کو "تکبیرِ تحریمہ" کہتے ہیں۔ پس اس سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور منافیٔ نماز افعال مثلاً کھانا، پینا، چلنا، بات چیت کرنا وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں۔

**سوال:** تکبیرِ تحریمہ میں کن الفاظ سے فرض ادا ہو جاتا ہے؟ نیز اس میں کون سا لفظ کہنا واجب ہے؟

**جواب:** تکبیرِ تحریمہ میں لفظ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا واجب ہے۔ اور بہارِ شریعت میں لکھا ہے کہ: اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیمِ الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً" اَللّٰهُ اَجَلُّ یا اَللّٰهُ اَعْظَمُ یا اَللّٰهُ كَبِيْرٌ یا اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ یا اَللّٰهُ الْكَبِيْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ یا اَللّٰهُ اِلٰهٌ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا سُبْحَانَ اللّٰهُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ یا تَبَارَكَ اللّٰهُ وغیرہا الفاظِ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی (یعنی فرض ادا ہو جائے گا) مگر یہ تبدیلی مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا واجب ہے۔

اور اگر دُعا یا طلبِ حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ وغیرہا الفاظِ دُعا کہے تو نماز منعقد (یعنی شروع) نہ ہوئی۔ یونہی اگر صرف اَكْبَرُ یا اَجَلُّ کہا اس کے ساتھ لفظ اَللّٰهُ نہ ملایا جب بھی نہ ہوئی۔

یونہی اگر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ یا اِنَّا لِلّٰهِ یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یا مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہا، تو نماز منعقد (یعنی شروع) نہ ہوئی اور اگر صرف اَللّٰهُ کہا یا یَا اَللّٰهُ یا اَللّٰهُمَّ کہا تو نماز شروع ہو جائے گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۰۹)

**سوال:** کیا تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا ضروری ہے؟

**جواب:** جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیرِ تحریمہ کے لئے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا پھر کھڑا ہو گیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۶۸)

**سوال:** مقتدی نے لفظِ "اَللّٰهُ" امام کے ساتھ کہا مگر "اَكْبَرُ" کو امام سے پہلے ختم کر دیا تو کیا نماز ہو جائے گی؟

**جواب:** مقتدی نے لفظ "اَللّٰهُ" امام کے ساتھ کہا مگر "اَكْبَرُ" کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔

(''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ فصل، ج۲، ص۲۱۸)

**سوال:** اگر یہ معلوم نہ ہو کہ امام سے پہلے تکبیر کہی ہے یا بعد تو کیا کرے؟

**جواب:** اس صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہو گئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو، تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۹)

**سوال:** گونگا شخص تکبیرِ تحریمہ کیسے کہے گا؟

**جواب:** جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو، اس پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کافی ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۲۰)

**سوال:** لفظِ ''اللہ'' کے ہمزہ پر کھڑا زبر یا راء سے پہلے الف بڑھادیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** لفظ اَللّٰہُ کو آللّٰہ یا اَکْبَرْ کو اٰکْبَرْ یا اَکْبَار کہا، نماز نہ ہو گی بلکہ اگر اُن کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ،باب صفۃ الصلاۃ، فصل، ج۲، ص۲۱۸)

**سوال:** امام کو رکوع میں پایا اور تکبیرِ تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں چلا گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائیں تو کیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی؟

**جواب:** ۞ امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے، نماز نہ ہوئی۔ ۞ ایسے موقع پر قاعدے کے مطابق پہلے کھڑے کھڑے تکبیرِ تحریمہ کہہ لیجئے اس کے بعد ''اَللّٰہُ اَکْبَرْ'' کہتے ہوئے رکوع کیجئے، امام کے ساتھ اگر رکوع میں معمولی سی بھی شرکت ہو گئی تو رکعت مل گئی اور تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت کو بھی پالیا، اگر آپ کے رکوع میں داخل ہونے سے پہلے امام کھڑا ہو گیا تو رکعت نہ ملی۔ (نماز کے احکام ص ۲۰۲)

# قیام کا بیان

**سوال:** قیام کی ادنیٰ حالت کیا ہے؟ اور پورا قیام کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** کمی کی جانب قیام کی حد (یعنی قیام کی ادنیٰ حالت) یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بحث القیام، ج۲، ص۱۶۳)

**سوال:** قیام کتنی دیر تک فرض، واجب اور سنّت ہے؟

**جواب:** قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءت فرض، قیام بھی فرض اور بقدرِ قراءت واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔ یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اُولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثناو تعوذ و تسمیہ بھی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۰)

**سوال:** قیام اور قراءت تو نماز کے سات فرائض میں سے ہیں پھر ان میں واجب قیام، واجب قراءت اور سنّت قیام، سنّت قراءت ہونے کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** قیام اور قراءت کے واجب و سنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ترک پر ترکِ واجب و سنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔
(بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۰)

**سوال:** کون سی نمازوں میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے وہ ادا نہیں ہوتیں؟

**جواب:** فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۰)

**سوال:** قیام میں ایک پاؤں پر کھڑا ہونا کیسا ہے؟

**جواب:** ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج۱، ص۶۹)

**سوال:** اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدے پر قادر نہیں تو کیسے نماز پڑھے؟

**جواب:** اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۶۴)

**سوال:** اگر کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہو یا زخم بہتا ہو تو کیسے نماز پڑھے؟

**جواب:** جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے، جبکہ اور طریقے پر اس کی روک نہ کر سکے۔ (''الدر المختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ ومبحث فی الرکن الاصلی...إلخ، ج۲، ص۱۶۴)

**سوال:** اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لئے جائے گا تو قیام نہیں کر سکے گا جبکہ گھر پر پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لئے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ ومبحث في الرکن الاصلي...إلخ، ج۲، ص۱۶۵)

**سوال:** کن صورتوں میں قیام ساقط ہو جاتا ہے؟ (یعنی اس وقت قیام فرض نہیں ہوتا)

**جواب:** اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

- کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں، بلکہ قیام اس وقت ساقط ہو گا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قراءت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یونہی کھڑا ہو تو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہو گا یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہو گی، تو بیٹھ کر پڑھے۔
- اگر عصا (بیساکھی) یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔
- اگر صرف اتنا کھڑا ہونا ممکن ہے کہ کھڑے کھڑے تکبیرِ تحریمہ کہہ لے گا تو فرض ہے کہ کھڑے ہو کر ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ لے اور اب کھڑے رہنا ممکن نہیں تو بیٹھ جائے۔
- اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۰)

**تنبیہ ضروری:** آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیۓ کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوہیں اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

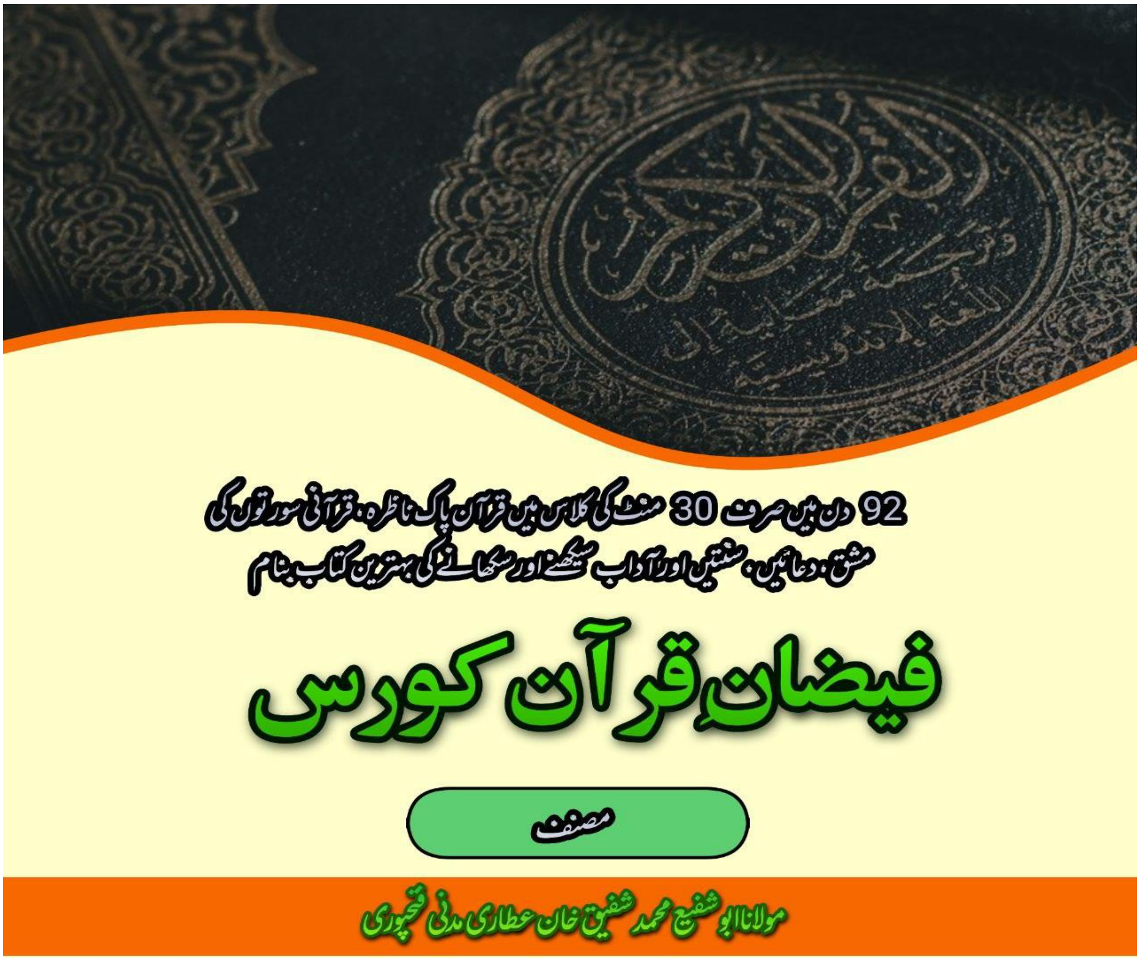

# قراءت کا بیان

**سوال:** قراءت کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** ۞ قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور و غل یا ثقلِ سماعت (یعنی اونچا سننے کا مرض) بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی۔ ۞ اگرچہ خود سننا ضروری ہے مگر یہ بھی احتیاط رہے کہ سِرّی (یعنی آہستہ قراءت والی) نمازوں میں قراءت کی آواز دوسروں تک نہ پہنچے، اسی طرح تسبیحات وغیرہ میں بھی خیال رکھئے۔ (نماز کے احکام ص ۲۰۶۔۲۰۸)

**سوال:** قراءت کے علاوہ بھی جہاں پڑھنے کا حکم ہوتا ہے کیا اس سے یہی مراد ہے کہ خود اس کے کان سن لیں؟

**جواب:** جی ہاں! جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے، مثلاً طلاق دینے، غلام آزاد کرنے، جانور ذبح کرنے میں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الأول، ج ۱، ص ۶۹.)

**سوال:** نماز میں کتنی مقدار میں قراءت کرنا فرض اور واجب ہے؟

**جواب:** ۞ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر، سنن اور نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد (یعنی تنہا پڑھنے والے) پر مطلقاً ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ (نماز کے احکام ص ۲۰۶۔۲۰۸) ۞ اور واجب قراءت یہ ہے کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا اور سورت ملانا یا قرآنِ پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ (نماز کے احکام ص ۲۱۷۔۲۱۸)

**سوال:** مطلق ایک آیت سے کیا مراد ہے؟ نیز کتنی چھوٹی آیت پڑھنے سے فرض ادا ہوگا؟

**جواب:** ۞ مطلقاً ایک آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس میں بڑی یا چھوٹی آیت کا اعتبار نہ ہو نیز چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے "صٓ، نٓ، قٓ،" کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ اس کی تکرار کرے۔

۞رہی ایک کلمہ کی آیت جیسے "مُدْهَآمَّتَانِ" اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔ ۞سورتوں کے شروع میں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۱۔۵۱۲)

**سوال:** مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مقتدی کو امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ سری نماز میں، نہ جہری نماز میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لئے بھی کافی ہے۔ ("مراقی الفلاح شرح نور الایضاح"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، وارکانھا، ص۵۱)

**سوال:** کون نمازوں میں جہری اور سرّی قراءت واجب ہے؟

**جواب:** فجر و مغرب و عشا کی پہلی دو میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور رمضان کے وتر کی سب رکعتوں میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج۲، ص۳۰۵)

**سوال:** جہر اور سرّ کی کیا حد ہے؟

**جواب:** جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو کہ صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔ ("الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الکلام علی الجہر والمخافتۃ، ج۲، ص۳۰۸)

**سوال:** نفل نماز میں قراءت سری کی جائے گی یا جہری؟

**جواب:** دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج۲، ص۳۰۶)

**سوال:** جہری نمازوں میں منفرد کے لئے کیا حکم ہے؟

**جواب:** جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج۲، ص۳۰۶)

**سوال:** قضا نماز پڑھنے میں قراءت کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سرّی کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ رات میں ادا کرے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ،الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ،الفصل الثانی،ج۱،ص۷۲)

**سوال:** سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملائے بغیر بھول کر رکوع میں چلا گیا تو اب کیا کرے؟

**جواب:** سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملائے بغیر بھول کر رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی، اور اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ،فصل فی القراءۃ،مطلب: تحقیق مھم فیمالوتذکر...إلخ،ج۲،ص۳۱۱)

**سوال:** کتنا قرآن حفظ کرنا فرض ہے؟

**جواب:** ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرضِ عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرضِ کفایہ اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجبِ عین ہے۔ (''الدرالمختار''،کتاب الصلاۃ،فصل فی القراءۃ،ج۲،ص۳۱۵)

**سوال:** نماز میں سنّت قراءت کی مقدار کیا ہے؟

**جواب:** حضر (یعنی اقامت کی حالت) میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوالِ مفصل پڑھے اور عصر و عشا میں اوساطِ مفصل اور مغرب میں قصارِ مفصل، اور ان سب صورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (''الدرالمختار''،کتاب الصلاۃ،فصل فی القراءۃ،ج۲،ص۳۱۷)

**سوال:** مفصل کن سورتوں کو کہا جاتا ہے اور اس کے کتنے حصے ہیں؟

**جواب:** سورۂ حجرات سے سورۂ ناس تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصّے ہیں:

**(۱)**۔۔۔سورۂ حجرات سے بروج تک طوالِ مفصل۔ **(۲)**۔۔۔سورۂ بروج سے لَمْ یَکُنْ تک اوساطِ مفصل۔ **(۳)**۔۔۔لَمْ یَکُنْ سے سورۂ ناس تک قصارِ مفصل۔ (بہارِ شریعت ج۱،ص۵۴۶)

**سوال:** نمازوں میں قراءت کی کیا رفتار ہونی چاہیے؟

**جواب:** فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آسکے یعنی کم سے کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے اس لئے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔ آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تفاخر (یعنی فخر) ہوتا ہے کہ فلاں کس قدر جلد پڑھتا ہے، حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۴۷)

**سوال:** نمازوں کے لئے سورتوں کو معین کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** سورتوں کا معین کرلینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے، مگر مداومت (یعنی ہمیشگی) نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کرلے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃالصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ومطلب: السنۃ تکون سنۃ عین...إلخ، ج۲، ص۳۲۵)

**سوال:** دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** نوافل کے علاوہ دیگر نمازوں کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہِ تنزیہی ہے، جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ اور نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا، بلا کراہت جائز ہے۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃالصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ومطلب: السنۃ تکون سنۃ عین...إلخ، ج۲، ص۳۲۹) (''غنیۃالمتملی''، فیمایکرہ من القران فی الصلاۃ ومالایکرہ...إلخ، ص۴۹۴. موضحاً)

**سوال:** اگر پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھ دی تو اب دوسری تیسری اور چوتھی رکعت میں کون سی سورت پڑھے؟

**جواب:** اگر پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی، تو اب دوسری، تیسری اور چوتھی میں بھی یہی پڑھے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃالصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ومطلب: السنۃ تکون سنۃ عین...إلخ، ج۲، ص۳۲۹)

**سوال:** فرض کی ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج۲، ص۳۳۰)

**سوال:** پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ کر اگلی سورت پڑھی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قراءت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں، جیسے وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ ھُوَاللّٰہُ پڑھنا نہ چاہیے۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج۲، ص۳۳۰)

**سوال:** الٹا قرآن پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** قرآن مجید اُلٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً پہلی میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَکَیْفَ - اس کے لئے سخت وعید آئی ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے، کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔"

جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ ہے مگر نماز کا اعادہ نہیں اور نہ ہی سجدۂ سہو، کیونکہ یہ قراءت کا واجب ترک ہوا نہ کہ نماز کا اور بھول کر ہو تو نہ گناہ، نہ سجدۂ سہو۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج۲، ص۳۳۰) (''الفتاوی الرضویۃ''، ج۶، ص۲۳۹)

**سوال:** بچوں کو تیسواں پارہ خلافِ ترتیب پڑھانے اور یاد کروانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** بچوں کی آسانی کے لئے پارۂ عم خلافِ ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایۃ، ج۲، ص۳۳۰)

**سوال:** بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا درمیان میں ایک سورت کا فاصلہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا، پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو، مثلاً پہلی میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَكَیْفَ یا تَبَّتْ شروع کر دی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اِذَا جَآءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، فصل في القراءۃ، ج۲، ص۳۳۰)

# قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان

**سوال:** دورانِ نماز اگر قراءت میں غلطی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** دورانِ نماز قراءت میں غلطی ہو جانے کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے، نماز فاسد ہو گئی، ورنہ نہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۵۴)

**سوال:** حرف سے حرف تبدیل ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے، اس پر کوشش کرنا ضروری ہے، اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ و علما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں، تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی، اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے۔ ”ط ت، س ث ص، ذ ز ظ، ا ء ع، ہ ح، ض ظ د“ ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں، ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو ”س ش، ز ج، ق ک“ میں بھی فرق نہیں کرتے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۵۷)

**سوال:** اگر تشدید کو تخفیف یا تخفیف کو تشدید کر کے پڑھا تو نماز ہو گی یا نہیں؟

**جواب:** تشدید کو تخفیف پڑھا جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں ی پر تشدید نہ پڑھی، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں ب پر تشدید نہ پڑھی، قُتِّلُوْا تَقْتِيْلاً میں ت پر تشدید نہ پڑھی، نماز ہو گئی۔
("الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۱)

مخفف کو مشدد پڑھا جیسے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ میں ذال کو تشدید کے ساتھ ”كَذَّبَ“ پڑھا یا ادغام ترک کیا جیسے : اِهْدِنَا الصِّرَاطَ میں لام ظاہر کیا، نماز ہو جائے گی۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة... إلخ، مطلب: مسائل زلة القاريئ، ج۲، ص۴۷۵)

**سوال:** ایک لفظ کے بدلے دوسرا لفظ پڑھ دیا تو کیا نماز ہو جائے گی؟

**جواب:** ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا، اگر معنی فاسد نہ ہوں نماز ہو جائے گی جیسے عَلِيْمٌ کی جگہ حَكِيْمٌ، اور اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہو گی جیسے وَعْدًا عَلَيْنَا ـ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (پ۱۷، الانبیاء:۱۰۴) میں فَاعِلِيْنَ کی جگہ غَافِلِيْنَ پڑھا۔("الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۰)

**سوال**: اگر قراءت میں کوئی کلمہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا (پ۲۵، الشوریٰ:۴۰) میں دوسرے سَیِّئَةٌ کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں، جیسے فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (پ۳۰، الانشقاق:۲۰) میں لَا نہ پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، ومایکرہ فیها، مطلب: مسائل زلۃ القاریئ، ج۲، ص۴۷۶)

**سوال**: ایک آیت کی جگہ دوسری آیت پڑھی تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ (پ۳۰، العصر:۱-۲) پر وقف کر کے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۲۲﴾ (پ۳۰، المطففین: ۲۲) پڑھا، یا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر وقف کیا، پھر پڑھا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ﴿۶﴾ (پ۳۰، البینة:۶) نماز ہوگئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ (پ۱۶، الکهف:۱۰۷) کی جگہ فَلَهُمْ جَزَآءَنِ الْحُسْنٰى پڑھا، نماز ہوگئی۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۰)

**سوال**: کسی کلمہ کو مکرر پڑھا تو نماز میں کیا اثر پڑے گا؟

**جواب**: کسی کلمہ کو مکرّر پڑھا، تو معنی فاسد ہونے میں نماز فاسد ہو گی جیسے رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ مٰلِكِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ جب کہ بقصد اضافت پڑھا ہو یعنی رب کا رب، مالک کا مالک اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرّر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرّر ہو گیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہو گی۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلوۃ، ومایکرہ فیها، مطلب: إذا قرأ قوله... إلخ، ج۲، ص۴۷۸)

**سوال**: مدّ۔ غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ نہیں کرنا تھا مگر کیا یا کرنا تھا مگر نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ بے موقع پڑھا، یا جہاں پڑھنا ہے نہ پڑھا، تو نماز ہو جائے گی۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۱)

**سوال**: بے محل وقف کر دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: وقف کا بے موقع ہونا مفسدِ نماز نہیں اگرچہ وقف "وقفِ لازم" ہو۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفة الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۷۹، ۸۲)

# رکوع وسجود کا بیان

**سوال:** رکوع کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟ اور پورا رکوع کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں۔ اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھادے۔ (نماز کے احکام ص ۲۱۲)

**سوال:** سجدہ کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** بہارِ شریعت میں ہے: ”پیشانی کا زمین پر جمنا (یعنی پیشانی پر زمین کی سختی محسوس ہونا) سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض۔ تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں“۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۳۰)

**سوال:** سجدہ کرنے کا سنّت طریقہ بیان کیجئے۔

**جواب:** ۞ سجدہ کرنے کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ قومہ کے بعد ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھیں، ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ ہوں، اب تین بار ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ کہیں۔ ۞ مرد کے لئے سجدے میں یہ حکم ہے کہ بازو کروٹوں سے، اور رانیں پیٹ سے جدا ہوں، کلائیاں زمین پر نہ بچھائیں، ہاں! جب صف (یعنی جماعت) میں ہوں تو بازو کروٹوں سے جدا نہ رکھیں بلکہ ملا کر رکھیں۔ ۞ سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ اس طرح زمین پر لگائیں کہ دسوں انگلیاں قبلہ رخ رہیں۔ ۞ سلطانِ مکّۂ مکرّمہ، تاجدارِ مدینۂ منوّرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، مُنہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھُٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں“۔ (صحیح مُسلِم ص ۲۵۳ حدیث ۴۹۰)

**سوال:** سجدے میں کتنی ہڈیوں کا زمین سے لگانا فرض اور واجب اور سنت ہے؟

**جواب:** سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے، البتہ ان سات میں سے دو اعضاء کا زمین پر لگنا فرض ہے:

(۱)۔۔۔ پیشانی کا زمین پر جمنا۔ (۲)۔۔۔ پاؤں کی دسوں انگلیوں میں ایک کا پیٹ لگنا فرض کہ اس کے بغیر سجدہ ہوگا ہی نہیں اور دو اعضاء کا زمین پر لگانا واجب ہے: (۱)۔۔۔ ناک کی سخت ہڈی کا لگانا۔ (۲)۔۔۔ دونوں پاؤں کی

تین تین انگلیوں کے پیٹ کا لگنا واجب ہے، اور سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا سنّت ہے، اور دسوں کا قبلہ رو ہونا سنّت ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۳۰)

**سوال:** کسی عذر کی وجہ سے پیشانی زمین پر نہ لگا سکے تو کیا کرے؟

**جواب:** اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا، تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں، بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے۔ ("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰)

رخسارہ یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔
("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰)

**سوال:** ایک رکعت میں کتنے سجدے فرض ہیں؟

**جواب:** ہر رکعت میں دوبار سجدہ فرض ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۱۳)

**سوال:** کسی نرم چیز پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہا پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ بعض جگہ جاڑوں میں مسجد کے اندر صفوں میں موٹا فوم یا روئی کے گدّے بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار (یعنی اسپرنگ والے) گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہوگی، ریل کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اسی قسم کے گدّے ہوتے ہیں اس گدّے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۱۴)

**سوال:** عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا تو کیا سجدہ ہو جائے گا؟

**جواب:** عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔ ("الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۵۲)

**سوال:** اگر سجدہ والی جگہ قدموں کی بنسبت اونچی ہے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا۔
("الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۵۷)

# قعدۂ اخیرہ کا بیان

**سوال:** قعدۂ اخیرہ سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی زِیْدَ مَجْدُہٗ وَ شَرَفُہٗ وَ عِلْمُہٗ وَ عَمَلُہٗ نماز کے احکام میں تحریر فرماتے ہیں: "نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پورا تشہد "رَسُوْلُہٗ" تک پڑھ لی جائے قعدۂ اخیرہ ہے جو کہ فرض ہے"۔ (نماز کے احکام ص ۲۱۶)

**سوال:** قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے یا اس کی مقدار بیٹھنا؟ نیز تشہد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے، جبکہ پورا تشہد پڑھنا واجب ہے، مزید نماز کے احکام میں مذکور ہے کہ "دونوں قعدوں (یعنی قعدۂ اولی اور قعدۂ اخیرہ) میں تشہد مکمل پڑھنا واجب ہے، اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجب ترک ہو جائے گا اور سجدۂ سہو واجب ہو گا"۔ (نماز کے احکام ص ۲۱۶)

**سوال:** اگر پورا قعدہ سوتے میں گزر گیا تو نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

**جواب:** پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا تو بیدار ہونے کے بعد بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہو گی، یونہی قیام، قراءت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بیدار ہونے کے بعد ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہو گی اور سجدۂ سہو بھی کرے۔ ("منية المصلي"، الفريضة السادسة وتحقيق التراويح، ص ۲٦۷)

**سوال:** قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ مجھ پر سجدہ باقی ہے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدرِ تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا قعدہ نہ کرے گا، تو نماز نہ ہو گی۔

(منية المصلى، الفريضة السادس وہی القعدة الاخيرة، ص ۲٦۷)

**نوٹ:** ان دو سوالوں کے جوابات **"سجدۂ سہو کے بیان"** میں آرہے ہیں:

**(۱)---** قعدۂ اخیرہ بھول کر اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

**(۲)---** اگر بقدرِ تشہد قعدۂ اخیرہ کر لینے کے بعد اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

# خروج بصنعه کا بیان

**سوال:** "خُرُوْجِ بِصُنْعِہٖ" کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام یا بات چیت وغیرہ کوئی ایسا فعل قصداً (یعنی ارادتاً) کرنا جو نماز سے باہر کر دے "خروجِ بِصُنْعِہٖ" کہلاتا ہے۔

**سوال:** اگر کسی نے سلام کے بجائے کوئی اور کام جان بوجھ کر کر دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اگر بغیر ارادے کے کوئی کام ہو گیا تو کیا حکم ہو گا؟

**جواب:** اگر کسی نے سلام کے علاوہ کوئی اور کام قصداً کیا تو نماز وَاجِبُ الْاِعَادَہ ہو گی کیونکہ لفظِ "سلام" کے ذریعے نماز سے باہر ہونا واجب ہے۔ اور اگر بلا قصد کوئی اس طرح کا فعل پایا گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ (نماز کے احکام ص ۲۱۷)

**وضاحت:** نماز سے نکلنے کے ارادے سے کوئی بھی کام کرنا خروجِ بِصُنْعِہٖ کہلاتا ہے، مگر سلام کے ساتھ ہی نماز سے باہر ہونا ضروری ہے کیونکہ لفظِ "سلام" دو بار کہنا واجب ہے، لہٰذا جو جان بوجھ کر سلام ترک کرے اس کی نماز واجب الاعادہ ہو گی، اور اگر بلا ارادہ کوئی ایسا کام ہوا مثلاً کسی نے اس کو سلام کیا، اس نے نماز میں بھولے سے جواب دے دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

# نماز پڑھنے کا طریقہ

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔ (مُصَنَّف عبد الرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۲ حدیث ۳۱۲۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

**جواب**: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تصنیف **"نماز کے احکام"** میں نماز کا طریقہ لکھتے ہیں: باوُضو قبلہ رُو اِس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار اُنگل کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جایئے کہ اَنگوٹھے کان کی لَو سے چھو جائیں اور اُنگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں نہ خوب کھلی بلکہ اپنی حالت پر (NORMAL) رکھیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں نظر سجدہ کی جگہ ہو۔ اب جو نماز پڑھنا ہے اُس کی نیّت یعنی دل میں اس کا پکّا اِرادہ کیجئے ساتھ ہی زَبان سے بھی کہہ لیجئے کہ زیادہ اچھا ہے (مثلاً نیّت کی میں نے آج کی ظہر کی چار رکعت فرض نماز کی، اگر باجماعت پڑھ رہے ہیں تو یہ بھی کہہ لیں "پیچھے اس اِمام" کے) اب تکبیرِ تحریمہ یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لایئے اور ناف کے نیچے اس طرح باندھئے کہ سیدھی ہتھیلی کی گدّی اُلٹی ہتھیلی کے سرے پر اور بیچ کی تین اُنگلیاں اُلٹی کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا (یعنی چھوٹی انگلی) کلائی کے اَغل بغل ہوں۔ اب اس طرح ثنا پڑھئے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

پھر تعوّذ پڑھئے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط پھر مکمل سُورَۂ فاتِحَہ پڑھئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَۙ (۱) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِۙ (۲) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِؕ (۳) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُؕ (۴) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَۙ (۵) صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۶) غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۷)

سُورَۂ فاتِحَہ ختم کرکے آہستہ سے "اٰمین" کہئے۔ پھر تین آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر

ہو یا کوئی سُورت مثلاً سُورۂ اِخلاص پڑھئے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

اب ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے رُکوع میں جایئے اور گھٹنوں کو اس طرح ہاتھ سے پکڑیئے کہ ہتھیلیاں گھٹنوں پر اور اُنگلیاں اچّھی طرح پھیلی ہوئی ہوں۔ پیٹھ بچھی ہوئی اور سر پیٹھ کی سِیدھ میں ہو، اُونچانیچا نہ ہو اور نظر قدموں پر ہو۔ کم از کم تین بار رُکوع کی تسبیح یعنی ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم“ کہئے۔ پھر تَسْمِیْع یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہو جایئے، اِس کھڑے ہونے کو ”قَوْمَہ“ کہتے ہیں۔ اگر آپ مُنْفَرِد ہیں یعنی اکیلے نماز پڑھ رہے ہیں تو اِس کے بعد کہئے: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد پھر ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے اِس طرح سجدے میں جایئے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھئے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اِس طرح سر رکھئے کہ پہلے ناک پھر پیشانی اور یہ خاص خیال رکھئے کہ ناک کی نوک نہیں بلکہ ہڈّی لگے اور پیشانی زمین پر جم جائے، نظر ناک پر رہے، بازو کو کروٹوں سے، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پِنڈلیوں سے جُدا رکھئے۔ (ہاں! اگر صَف میں ہوں تو بازو کروٹوں سے لگائے رکھئے) اور دونوں پاؤں کی دسوں اُنگلیوں کا رُخ اِس طرح قبلہ کی طرف رہے کہ دسوں اُنگلیوں کے پیٹ (یعنی اُنگلیوں کے تلووں کے اُبھرے ہوئے حصّے) زمین پر لگے رہیں۔ ہتھیلیاں بچھی رہیں اور اُنگلیاں ”قبلہ رُو“ رہیں مگر کلائیاں زمین سے لگی ہوئی مت رکھئے۔ اور اب کم اَز کم تین بار سجدے کی تسبیح یعنی ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ پڑھئے۔ پھر سر اس طرح اٹھایئے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھیں۔ پھر سیدھا قدم کھڑا کرکے اُس کی اُنگلیاں قبلہ رُخ کر دیجئے اور اُلٹا قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جایئے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھئے کہ دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں قبلہ کی جانب اور اُنگلیوں کے سِرے گھٹنوں کے پاس ہوں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ پھر کم اَز کم ایک بار سُبْحٰنَ اللّٰہ کہنے کی مقدار ٹھہریئے (اِس وقفہ میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی کہہ لینا مستحب ہے) پھر ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے پہلے سجدے ہی کی طرح دوسرا سجدہ کیجئے۔ اب اسی طرح پہلے سر اُٹھایئے پھر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جایئے۔ اُٹھتے وقت بغیر مجبوری زمین پر ہاتھ سے ٹیک مت لگایئے۔ یہ آپ کی ایک رَکعت پوری ہوئی۔ اب دوسری رکعت میں ”بِسْمِ

**اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم** "پڑھ کر **اَلْحَمْد** اور سورت پڑھئے اور پہلے کی طرح رُکوع اور سجدے کیجئے، دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد سیدھا قدم کھڑا کر کے اُلٹا قدم بچھا کر بیٹھ جایئے دو رَکعت کے دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا قعدہ کہلاتا ہے اب قعدہ میں تَشَہُّد پڑھئے: **اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبٰتُ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ط**

جب تَشَہُّد میں لفظِ "**لَا**" کے قریب پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی اور اَنگوٹھے کا حلقہ بنالیجئے اور چھنگلیا (یعنی چھوٹی اُنگلی) اور بِنْصَر یعنی اس کے برابر والی اُنگلی کو ہتھیلی سے ملادیجئے اور (**اَشْھَدُ اَنْ** کے فوراً بعد) لفظِ "**لَا**" کہتے ہی کلمے کی اُنگلی اُٹھایئے مگر اس کو اِدھر اُدھر مت ہلایئے اور لفظ "**اِلَّا**" پر گرا دیجئے اور فوراً سب اُنگلیاں سیدھی کر لیجئے۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو "**اَللّٰہُ اَکْبَر**" کہتے ہوئے کھڑے ہو جایئے۔ اگر فرض نماز پڑھ رہے ہیں تو تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں "**بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم**" اور "**اَلْحَمْدُ**" شریف پڑھئے! سورت ملانے کی ضرورت نہیں۔ باقی اَفعال اِسی طرح بجالایئے اور اگر سُنَّت و نَفْل ہوں تو "سورۂ فاتحہ" کے بعد سورت بھی ملایئے (ہاں! اگر اِمام کے پیچھے نَماز پڑھ رہے ہیں تو کسی بھی رَکعت کے قِیام میں قراءَت نہ کیجئے خاموش کھڑے رہئے) پھر چار رَکعتیں پوری کر کے قعدۂ اخیرہ میں تَشَہُّد کے بعد دُرُودِ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پڑھئے:

**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط**

**اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط**

پھر کوئی سی دُعائے ماثُورہ پڑھئے، مَثَلاً یہ دُعا پڑھ لیجئے:

**اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ**

ساتھ ہی یہ دعا بھی پڑھ لیجئے کہ مستحب ہے:

**رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ**

پھر نماز ختم کرنے کے لئے پہلے دائیں کندھے کی طرف منہ کر کے "**اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ**" کہئے اور اسی طرح بائیں طرف۔ اب نَماز ختم ہوئی۔ (مراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی، ص۲۷۸، غنیۃ المتملی، ص۲۹۸)

# نماز کے واجبات کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔ (عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ لابن السُّنِّیس ۳۳۶حدیث ۳۸۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!** **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نماز کے واجبات بیان کیجیے۔

**جواب:** دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۴۴۹ صفحات پر مشتمل کتاب **"نماز کے احکام"** صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۱ پر نماز کے **۳۰ واجبات** تحریر ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

**(۱)---** تکبیرِ تحریمہ میں لفظ "اللہ اکبر" کہنا۔ **(۲)---** فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنا، سورت ملانا یا قرآن پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ **(۳)---** الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا۔ **(۴)---** الحمد شریف اور سورت کے درمیان "آمین" اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھنا۔ **(۵)---** قراءت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔ **(۶)---** ایک سجدے کے بعد بالترتیب دوسرا سجدہ کرنا۔ **(۷)---** تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔ **(۸)---** قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ **(۹)---** جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ **(۱۰)---** قعدۂ اولیٰ واجب ہے اگرچہ نفل نماز ہو۔ **(۱۱)---** فرض وتر اور سنتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد (یعنی التحیات) کے بعد کچھ نہ بڑھانا۔ **(۱۲)---** دونوں قعدوں میں "تشہد مکمل پڑھنا۔ اگر ایک لفظ بھی چھوٹا تو واجب ترک ہو جائے گا اور سجدۂ سہو واجب ہو گا۔ **(۱۳)---** فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر بے خیالی میں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا" کہہ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔ **(۱۴)---** دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ "اَلسَّلَامُ" دونوں بار واجب ہے۔ لفظ "عَلَیْکُمْ" واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ **(۱۵)---** وتر میں تکبیر قنوت کہنا۔ **(۱۶)---** وتر میں

دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۷)۔۔۔ عیدین کی چھ تکبیریں۔ (۱۸)۔۔۔ عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لئے لفظ "اللہ اکبر" ہونا۔ (۱۹)۔۔۔ جہری نماز مثلاً مغرب وعشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور فجر، جمعہ عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر کی ہر رکعت میں امام کو جہر سے قراءت کرنا (جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ لوگ جو صفِ اوّل میں ہیں سن سکیں، یہ ادنی درجہ ہے اور اعلی درجے کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔) (۲۰)۔۔۔ غیر جہری نماز (مثلاً ظہر وعصر) میں آہستہ قراءت کرنا۔ (۲۱)۔۔۔ ہر فرض وواجب کا اس کی جگہ ہونا۔ (۲۲)۔۔۔ رکوع ہر رکعت میں ایک ہی بار کرنا۔ (۲۳)۔۔۔ سجدہ ہر رکعت میں دو ہی بار کرنا۔ (۲۴)۔۔۔ دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ (۲۵)۔۔۔ چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔ (۲۶)۔۔۔ آیتِ سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ (۲۷)۔۔۔ سجدۂ سہو واجب ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔ (۲۸)۔۔۔ دو فرض یا دو واجب یا فرض وواجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر (یعنی تین بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار) وقفہ نہ ہونا۔ (۲۹)۔۔۔ امام جب قراءت کرے خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ آواز سے مقتدی کا چپ رہنا۔ (۳۰)۔۔۔ قراءت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔ ("نماز کے احکام" صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۱)

**سوال:** سورۂ فاتحہ کتنی رکعات میں پڑھنا واجب ہے؟ نیز نماز میں قومہ یا جلسہ نہ کرنے سے کیا خرابی لازم آتی ہے؟

**جواب:** فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ باقی تمام نمازوں کی ہر رکعت میں امام و منفرد کے لئے الحمد شریف پڑھنا واجب ہے۔ قومہ (یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا) اور جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا) دونوں واجب ہیں بعض لوگ جلد بازی کی وجہ سے برابر سیدھے بیٹھنے سے پہلے ہی دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں اس طرح ان کا واجب ترک ہو جاتا ہے چاہے کتنی ہی جلدی ہو رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور پہلے سجدے کے بعد سیدھا بیٹھنا لازمی ہے ورنہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی۔

**سوال:** قراءت میں جہر کسے کہتے ہیں؟ نیز جہری نماز کون کون سی ہیں؟ اور ان میں جہر کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اتنی بلند آواز سے قراءت کرنا جسے کم سے کم تین آدمی سُن سکیں اسے جہر کہتے ہیں۔ نیز نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر جہری نمازیں ہیں، ان میں سے مغرب و عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور بقیہ نمازوں کی ہر رکعت میں امام کو جہر سے قراءت کرنا واجب ہے۔

**سوال** اگر کسی نے سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ لی تو نماز میں کیا فرق پڑے گا؟

**جواب**: الحمد شریف کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے لہذا اگر کسی نے اسے بعد میں پڑھا تو واجب کا ترک ہو گا۔

**سوال**: دو فرضوں کے درمیان تین تسبیحات کا فاصلہ دینا کیسا ہے؟

**جواب**: دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین تسبیح کی قدر یعنی تین بار "سُبْحٰنَ اللہ" کہنے کی مقدار وقفہ نہ دینا واجب ہے۔

# سجدۂ سہو کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔(اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

(ترمِذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث۳۳۹۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: نماز کے واجبات میں سے کوئی بھولے سے ترک ہو جائے یا فرائض و واجبات میں بھولے سے تاخیر ہو جائے تو نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

**جواب**: واجبات نماز میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے یا فرائض و واجبات نماز میں بھولے سے تاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اور جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(نماز کے احکام ص۲۷۶) (یاد رکھئے نماز کے واجبات میں سے کسی کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ اور اس سے توبہ کرنا واجب اور اب ایسی نماز کو مکمل کرنا بھی واجب ہے، پھر بعد میں اس کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے۔)

**سوال**: فرائض و واجبات نماز میں بھولے سے تاخیر ہونے کی مثال دیجئے۔

**جواب**: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار ''سُبْحٰنَ اللہ'' کہنے کے وقفہ ہوا ، سجدۂ سہو واجب ہے یا قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد'' تو سجدۂ سہو واجب ہے، اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی (جو کہ فرض ہے) تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا (یعنی خاموش بیٹھا رہا) جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

**سوال**: اگر نماز کا کوئی واجب جان بوجھ کر ترک ہو جائے تو کیا سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی؟

**جواب**: اگر جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ یاد رکھئے نماز کے واجبات میں سے کسی کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ اور اس سے توبہ کرنا واجب اور اب ایسی نماز کو مکمل کرنا بھی واجب ہے، پھر بعد میں اس کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے۔ (نماز کے احکام ص ۲۷۶)

**سوال**: مسبوق (یعنی جس کی ایک یا زائد رکعتیں رہ گئی ہوں ایسے مقتدی) نے اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں؟

**جواب**: کثیر اسلامی بھائی ناواقفیت کی بنا پر اپنی نماز ضائع کر بیٹھتے ہیں لہذا یہ مسئلہ خوب توجہ سے پڑھئے مسبوق (یعنی جو ایک یا کئی رکعتیں فوت ہونے کے بعد نماز میں شامل ہوا) کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصداً پھیرے گا تو نماز جاتی رہے گی اور اگر بھول کر امام کے ساتھ بلا وقفہ فوراً سلام پھیرا تو حرج نہیں لیکن یہ نادر صورت ہے (یعنی ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے) اور اگر بھول کر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے، اپنی نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ (نماز کے احکام ص ۲۷۸،۲۷۹)

**سوال**: اگر کسی نے نماز میں قرآن پاک خلافِ ترتیب پڑھا ہو تو کیا اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

**جواب**: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن پاک پڑھنا ترک واجب (اور گناہ) ہے مگر اس کا تعلق واجبات نماز سے نہیں بلکہ واجباتِ تلاوت سے ہے لہذا سجدۂ سہو نہیں (البتہ اس سے توبہ کرے)۔ (نماز کے احکام، ص ۲۷۶)

**سوال**: کسی پر سجدہ سہو واجب تھا سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو کیا اب بھی سجدۂ سہو کر سکتا ہے یا نہیں؟

**جواب**: سجدۂ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا، کرلے۔ میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہو یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گزرا، کرلے۔ جو چیز مانع بنا ہے مثلاً کلام وغیرہ منافی نماز اگر سلام کے بعد پائی گئی تو سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا۔ (نماز کے احکام ص ۲۸۱)

**سوال**: اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کے باوجود نہیں کیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز میں سجدۂ سہو واجب ہوا، اسے نہ کیا تو ایسی نماز لوٹانا واجب ہے۔

**سوال**: سجدۂ سہو واجب ہونے یا نہ ہونے کی چند اور صورتیں بیان کیجئے۔

**جواب**: نماز کے احکام صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸ پر مزید یہ صورتیں تحریر ہیں:

**(۱)۔۔۔** تعدیلِ ارکان (مثلاً رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا یا دو سجدوں کے درمیان ایک بار "سُبْحٰنَ الله" کہنے کی مقدار سیدھا بیٹھنا بھول گئے سجدۂ سہو واجب ہے۔ **(۲)۔۔۔** دعائے قنوت یا تکبیرِ قنوت بھول گئے، سجدۂ سہو واجب ہے۔ **(۳)۔۔۔** نماز میں اگرچہ دس واجبات ترک ہوئے سہو کے دو ہی سجدے سب کے لئے کافی ہیں۔ **(۴)۔۔۔** فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا دوبارہ پڑھئے۔ **(۵)۔۔۔** سنتیں یا مستحبات مثلاً ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین، تکبیراتِ انتقالات اور تسبیحات کے ترک سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا نماز ہو گئی۔ مگر دوبارہ پڑھ لینا مستحب ہے بھول کر ترک کیا ہو یا جان بوجھ کر۔ **(۶)۔۔۔** امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے۔ **(۷)۔۔۔** اگر مقتدی سے بحالت اقتداء سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو نہ امام پر واجب ہے اور نہ مقتدی پر، اور نماز لوٹانے کی بھی حاجت نہیں۔ (نماز کے احکام صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸)

**سوال**: سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ بیان فرما دیجئے۔

**جواب**: التحیات پڑھ کر بلکہ افضل یہ ہے کہ درود شریف بھی پڑھ لیجئے، پھر سیدھی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیجئے پھر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیجئے۔ (نماز کے احکام ص ۲۸۰)

**سوال**: فرض نماز میں قعدۂ اولی بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اب کیا کرے؟

**جواب**: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص ۶۶۱)

**سوال**: اگر قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: فرض، واجب اور سنّتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر

تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ ور کوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟" عرض کی، اس لئے کہ اس نے بُھول کر پڑھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تحسین فرمائی۔ یعنی درود شریف جیسی اتنی اہم عبادت کو بھول کر کیا ہے لہٰذا سجدۂ سہو کرے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۷)

**سوال:** قعدۂ اخیرہ بھول کر اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟

**جواب:** قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا تھا، مگر بقدر تشہد نہ ہوا تھا کہ کھڑا ہو گیا تو لوٹ آئے اور وہ جو پہلے کچھ دیر تک بیٹھا تھا محسوب ہو گا یعنی لوٹنے کے بعد جتنی دیر تک بیٹھا یہ اور پہلے کا قعدہ دونوں مل کر اگر بقدر تشہد ہو گئے فرض ادا ہو گیا مگر سجدۂ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملالے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۶۴)

**سوال:** اگر بقدرِ تشہد قعدۂ اخیرہ کر لینے کے بعد اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر قیام ہی کی حالت میں سلام پھیر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوئی اور اس صورت میں اگر امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہو لیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۶۷، ۶۶۹)

**سوال:** فرض نماز کے قیام میں بھول کر تشہد پڑھ دیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔ اور اگر آخری دو رکعتوں (یعنی تیسری و چوتھی) کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۷)

**سوال:** امام نے جہری نماز میں سرّی قراءت کی یا سرّی میں جہری تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** امام نے جہری نماز میں بقدر جوازِ نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سرّی میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔ منفرد نے سرّی نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸) (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۵۷)

**سوال:** قراءت وغیرہ میں سوچنے کی وجہ سے وقفہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدۂ سہو واجب ہے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۷)

**سوال:** امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا مگر پھر بھی کر لیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ''امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے، پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی'' اور امام کی ہو گئی۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۲۲) (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۹۱)

**سوال:** مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا یا نہیں؟ اگر کرے گا تو کیا سلام بھی پھیرے گا؟

**جواب:** اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ اللہ العزت فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: ''مسبوق سجدۂ سہو میں امام کی اتباع کرے لیکن سلام نہ کرے اور اگر اس نے سلام پھیر دیا تو اگر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) تھا تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بھول کر تھا تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اس پر سجدۂ سہو بھی نہیں کیونکہ وہ مقتدی ہے اور مقتدی کا سہو باطل ہوتا ہے''۔ (بدائع الصنائع فصل بیان من یجب علیہ سجود السھو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۷۶) (فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۰۶)

**سوال**: فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں بھولے سے سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھ دی تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے میں فُقَہا کا اختلاف ہے بعض فُقَہا کے نزدیک مستحَب ہے جبکہ بعض مکروہِ تنزیہی قرار دیتے ہیں۔ سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ نے اس اختلاف کی فتاویٰ رضویہ، جلد ۸، صفحہ ۱۹۵ پر اس طرح تطبیق ارشاد فرمائی ہے کہ جہاں فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورت کا ملانا مکروہ بتایا گیا ہے وہاں امام کا فاتحہ کے بعد اضافہ کرنا مراد ہے اور جہاں مستحب اور نفل ہونے کا قول کیا گیا وہاں مراد منفرد کا اضافہ کرنا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۸، صفحہ ۱۹۵)

لہٰذا اس تطبیق کی روشنی میں منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے میں کوئی حرج و مضائقہ نہیں بلکہ مستحَب ہے۔ البتّٰہ امام کے لئے فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت ملانا مکروہِ تنزیہی ہے۔ اور اگر سورت ملانے سے مقتدیوں کو اذیت ہو تو مکروہِ تحریمی یعنی قریب بحرام ہے۔ اور جہاں تک سجدۂ سہو کا تعلّق ہے تو سجدۂ سہو واجباتِ نماز میں سے کسی واجب کو بھولے سے چھوڑنے کے سبب واجب ہوتا ہے، اور فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملانے سے نماز کا کوئی واجب ترک نہیں ہوتا، لہٰذا امام یا منفرد نے قصداً سورت ملائی ہو یا بلا قصد، بہر صورت کسی پر بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔

**سوال**: قعدہ میں تشہد پڑھنے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: قیام کے سوا رکوع و سجود و قعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیتِ قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا کسی جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۳۴۹۔۳۵۰)

لہٰذا تشہد سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم اگر جان بوجھ کر پڑھا ہے تو نماز واجب الاعادہ اور اگر بھولے سے پڑھا ہے تو سجدۂ سہو واجب۔

# نماز کی سنّتوں کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیِّدُنا صدیقِ اکبر** رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم پر دُرُودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اِس قدر جلد مٹاتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اُتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجنا گردنیں (یعنی غلاموں کو) آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (تاریخِ بغداد ج۷ ص ۱۷۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: نماز کی سنّتیں بیان کیجئے۔

**جواب**: میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایۂ ناز تصنیف "نماز کے احکام" کے صفحہ نمبر ۲۲۱ سے ۲۳۲ تک میں نماز کی سنّتیں نقل فرماتے ہیں:

## تکبیرِ تحریمہ کی سنّتیں

(۱)---تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانا۔ (۲)---ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر (Normal) چھوڑنا، یعنی نہ بالکل ملایئے نہ ان میں تناؤ پیدا کیجئے۔ (۳)---ہتھیلیوں اور انگلیوں کا پیٹ قبلہ رو ہونا۔ (۴)---تکبیر کے وقت سر نہ جھکانا۔ (۵)---تکبیر شروع کرنے سے پہلے ہی دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا لینا۔ (۶)---تکبیرِ قنوت اور (۷)---تکبیراتِ عیدین میں بھی یہی سنّتیں ہیں۔ (در مختار، ردالمحتار ج ۲ ص ۲۰۷) (۸)---امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر۔ (۹)---سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور (۱۰)---سلام کہنا (حاجت سے زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے)۔ (۱۱)---تکبیر کے فوراً بعد ہاتھ باندھ لینا سنت ہے (بعض لوگ تکبیر اولیٰ کے بعد ہاتھ لٹکا دیتے ہیں یا کہنیاں پیچھے کی طرف جھلانے کے بعد ہاتھ باندھتے ہیں ان کا یہ فعل سنت سے ہٹ کر ہے)۔ (در مختار و ردالمحتار ج۲، ص۲۲۹)

## قیام کی سنّتیں

(۱۲)---مرد ناف کے نیچے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی الٹے ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر، چھنگلیاں اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل اور باقی انگلیاں ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے۔ (غنیۃ المستملی، ص۲۹۴) (۱۳)---پہلے ثناء۔ (۱۴)---پھر

تَعَوُّذ(تَ۔ عَوْ۔ وُذ) یعنی اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔**(۱۵)**۔۔۔پھر تَسْمِیَہ(تَس۔مِ۔یَہ) یعنی بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔**(۱۶)**۔۔۔ان تینوں کو ایک دوسرے کے فوراً بعد کہنا۔**(۱۷)**۔۔۔ان سب کو آہستہ پڑھنا۔(در مختار، رد المحتار ج ۲ ص ۲۱۰)**(۱۸)**۔۔۔آمین کہنا۔**(۱۹)**۔۔۔اس کو بھی اہستہ کہنا۔**(۲۰)**۔۔۔تکبیر اولیٰ کے فوراً بعد ثنا پڑھنا (نماز میں تعَوُّذ و تَسْمِیَہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قراءت نہیں لہٰذا تعَوُّذ وتَسْمِیَہ بھی مقتدی کے لئے سنت نہیں۔ہاں! جس مقتدی کی کوئی رکعت فوت ہوگئی ہو وہ اپنی باقی رکعت ادا کرتے وقت ان دونوں کو پڑھے۔(الھدایہ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۵۳)**(۲۱)**۔۔۔تَعَوُّذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور**(۲۲)**۔۔۔تَسْمِیَہ ہر رکعت کے شروع میں سنت ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۴)

## رکوع کی سنتیں

**(۲۳)**۔۔۔رکوع کے لئے اَللہُ اَکْبَر کہنا۔(الھدایۃ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۵۷)**(۲۴)**۔۔۔رکوع میں تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا۔**(۲۵)**۔۔۔مرد کا گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور**(۲۶)**۔۔۔اُنگلیاں خُوب کُھلی رکھنا۔**(۲۷)**۔۔۔رکوع میں ٹانگیں سیدھی رکھنا (بعض لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے)(عالمگیری ج ۱ ص ۷۴)**(۲۸)**۔۔۔رُکوع میں پیٹھ اچّھی طرح بچھی ہو حتّٰی کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔(مراقی الفلاح معہ حاشیہ الطحطاوی ص ۲۶۶)**(۲۹)**۔۔۔رُکوع میں سَر اُونچا نیچا نہ ہو پیٹھ کی سیدھ میں ہو۔سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اس کی نَماز ناکافی ہے(یعنی کامِل نہیں) جو رُکوع وسُجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا،،(السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۶ دارالکتب العلمیہ بیروت) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: رُکوع وسُجود کو پورا کرو کہ خدا عزّوجلّ کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۰)**(۳۰)** بہتر یہ ہے کہ اللہُ اکبر کہتا ہوا رکوع کو جائے یعنی جب رُکوع کے لئے جُھکنا شروع کرے اور ختمِ رُکوع پر تکبیر ختم کرے۔(عالمگیری ج ۱ ص ۶۹) اِس مَسافَت کو پورا کرنے کے لئے اللہ کی لام کو بڑھائے اکبر کی ب وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے۔(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۷۲ مدینۃ المرشد بریلی شریف) اگر اللہ یا اَکْبَر یا اَکْبَار کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(دُرِّ مختار، رد المحتار ج ۱ ص ۲۳۲)

## قومہ کی سنتیں

**(۳۱)**۔۔۔رکوع سے جب اٹھیں تو ہاتھ لٹکا دیجئے۔**(۳۲)**۔۔۔رکوع سے اٹھنے میں امام کے لئے سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا۔**(۳۳)**۔۔۔مقتدی کے لئے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد کہنا۔**(۳۴)**۔۔۔منفرد(یعنی تنہا نماز پڑھنے والے) کے

لئے دونوں کہنا سنت ہے۔ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْد کہنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر رَبَّنَا کے بعد "وَ" ہونا بہتر ہے "اَللّٰھُمَّ" ہونا اس سے بہتر، دونوں ہونا اور زیادہ بہتر ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہئے۔(غنیۃ المستملی ص ۳۱۰) **(۳۵)**۔۔۔مُنْفَرِدُ (مُنْ۔فَ۔رِد) سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے جب سیدھا کھڑا ہو چکے تو اب اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْد کہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۴)

## سجدے کی سنّتیں

**(۳۶)**۔۔۔سجدے میں جانے کے لئے اور **(۳۷)**۔۔۔سجدے سے اٹھنے کے لئے اللہ اکبر کہنا۔(الھدایۃ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۱) **(۳۸)**۔۔۔سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔ **(۳۹)**۔۔۔سجدے میں ہتھیلیاں زمین پر رکھنا۔ **(۴۰)**۔۔۔ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رخ کرنا۔ **(۴۱)**۔۔۔سجدے میں جائیں تو زمین پر پہلے گھٹنے پھر **(۴۲)**۔۔۔ہاتھ پھر **(۴۳)**۔۔۔ناک پھر **(۴۴)**۔۔۔پیشانی رکھنا **(۴۵)**۔۔۔جب سجدے سے اٹھیں تو اس کا الٹ کرنا یعنی۔ **(۴۶)**۔۔۔پہلے پیشانی پھر **(۴۷)**۔۔۔پھر ناک **(۴۸)**۔۔۔پھر ہاتھ **(۴۹)**۔۔۔پھر گھٹنے اٹھانا۔ **(۵۰)**۔۔۔مرد کے لئے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے اور **(۵۱)**۔۔۔رانیں پیٹ سے جدا ہوں۔(الھدایۃ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۶) **(۵۲)**۔۔۔کلائیاں زمین پر نہ بچھائے ہاں! جب صف میں ہوں تو بازو کروٹوں سے جدا نہ رکھئے۔(رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۷) **(۵۳)**۔۔۔سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ اس طرح زمین پر لگائیے کہ دسوں انگلیاں قبلہ رخ رہیں۔ (الھدایۃ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۷)

## جلسہ کی سنتیں

دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا اسے جلسہ کہتے ہیں۔ **(۵۴)**۔۔۔جلسہ میں سیدھا قدم کھڑا کرکے الٹا قدم بچھا کر اس پر بیٹھنا۔ **(۵۵)**۔۔۔سیدھے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا۔ **(۵۶)**۔۔۔دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔ (تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۱۱)

## دوسری رکعت کے لئے اٹھنے کی سنتیں

**(۵۷)**۔۔۔جب دونوں سجدے کر لیں تو دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل، **(۵۸)**۔۔۔گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہونا سنت ہے۔ ہاں! کمزوری یا پاؤں میں تکلیف وغیرہ مجبوری کی وجہ سے زمین پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے میں حرج نہیں۔(رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۲)

## قعدہ کی سنتیں

(۵۹)۔۔۔مرد کا دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہو کر بایاں پاؤں بچھا کر (۶۰)۔۔۔دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور (۶۱)۔۔۔سیدھا قدم کھڑا رکھنا۔(۶۲)۔۔۔سیدھے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا۔(الھدایۃ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۷۵)(۶۳)۔۔۔سیدھا ہاتھ سیدھی ران پر اور (۶۴)۔۔۔الٹا ہاتھ الٹی ران پر رکھنا۔(۶۵)۔۔۔انگلیاں اپنی حالت پر یعنی(Normal) چھوڑنا کہ نہ زیادہ کھلی ہوئیں نہ بالکل ملی ہوئیں۔(۶۶)۔۔۔انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہئے (در مختار معہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۶۵)۔(۶۷)۔۔۔اَلتَّحِیَّات میں شہادت پر اشارہ کرنا۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلیاں اور پاس والی کو بند کر لیجئے، انگوٹھے اور بیچ والی کا حلقہ باندھئے اور لا پر کلمہ کی انگلی اٹھایئے اس کو اِدھر اُدھر مت ہلایئے اور اِلَّا پر رکھ دیجئے اور سب انگلیاں سیدھی کر لیجئے۔(ردالمحتار ج ۲ ص ۲۶۶)۔(۶۸)۔۔۔دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھئے جس طرح پہلے میں بیٹھتے تھے اور تَشَہُّد بھی پڑھئے۔(۶۹)۔۔۔تَشَہُّد کے بعد درود شریف پڑھئے۔(الھدایۃ معہ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۷۴) درودِ ابراہیم پڑھنا افضل ہے۔(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۷۵)۔(۷۰)۔۔۔نوافل اور سنتِ غیر مؤکّدہ کے قعدۂ اولیٰ میں بھی تَشَہُّد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔(ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۲، غنیۃ المستملی ص ۳۲۲)(۷۱)۔۔۔درود شریف کے بعد دعا پڑھنا۔(در مختار معہ ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۳)

## سلام پھیرنے کی سنتیں

(۷۲)۔۔۔ان الفاظ کے ساتھ دو بار سلام پھیرنا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللہ۔(۷۳)۔۔۔پہلے سیدھی طرف پھر (۷۴)۔۔۔الٹی طرف منہ پھیرنا۔(۷۵)۔۔۔امام کے لئے دونوں سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے مگر دوسرا پہلی کی نسبت کم آواز سے کہے۔(عالمگیری ج ۱ ص ۷۶)(۷۶)۔۔۔پہلی بار کے سلام میں لفظِ "سلام" کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا اگرچہ عَلَیْکُمْ نہ کہا ہو، اس وقت اگر کوئی شریکِ جماعت ہو تو اقتداء صحیح نہ ہوئی، ہاں! اگر سلام کے بعد امام نے سجدۂ سہو کیا ہو بشرطیکہ اس پر سجدۂ سہو ہو تو اقتداء صحیح ہو گئی۔(در مختار ج ۱ ص ۳۵۲)(۷۷)۔۔۔امام داہنے سلام میں خطاب سے ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی، مگر عورت کی نیت نہ کرے اگرچہ شریکِ جماعت ہو نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی نیت کرے جن کو اللہ عزوجل نے حفاظت کے لئے مقرر کیا اور نیت میں کوئی عدد معین نہ کرے۔(در مختار ج ۲ ص ۲۹۳)(۷۸)۔۔۔مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اس

طرف والے مقتدیوں اور ملائکہ کی نیت کرے اور اگر امام اس کے محاذی (یعنی ٹھیک سامنے کی سیدھ میں) ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرے اور منفرد صرف ان فرشتوں ہی کی نیت کرے۔(در مختار ج ۱ ص ۳۵۶) **(۷۹)۔۔۔** مقتدی کے تمام انتقالات (یعنی رکوع، سجود وغیرہ) امام کے ساتھ ہونا۔

## سلام پھیرنے کے بعد کی سنّتیں

**(۸۰)۔۔۔** سلام کے بعد امام کے لئے سنّت یہ ہے کہ دائیں یا بائیں طرف رُخ کرلے، دائیں طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف رُخ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے جبکہ آخِری صَف تک کوئی بھی اس کے سامنے (یعنی اِس کے چہرے کی سیدھ میں) نَماز نہ پڑھتا ہو۔(غنیۃ المستملی ص ۳۴۰) **(۸۱)۔۔۔** مُنفَرِد بغیر رُخ بدلے اگر وہیں دُعا مانگے تو جائز ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۷)

## سنّتِ بَعدیّہ کی سنّتیں

**(۸۲)۔۔۔** جِن فرضوں کے بعد سُنّتیں ہیں ان میں بعدِ فرض کلام نہ کرنا چاہیئے اگرچہ سنّتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہو گا اور سنّتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے اِسی طرح بڑے بڑے اوراد ووَظائف کی بھی اجازت نہیں۔(غنیۃ المستملی ص ۳۳۱ ردالمحتار ج ۲ ص ۳۰۰) **(۸۳)۔۔۔** (فَرضوں کے بعد) قبلِ سنّت مختصر دعاء پر قناعت چاہیئے ورنہ سنّتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔(بہارِ شریعت حصّہ ۳ ص ۸۱ مدینۃ المرشد بریلی شریف) **(۸۴)۔۔۔** سنّت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے اَصح (یعنی دُرُست ترین) یِہی ہے کہ سنّت باطِل نہیں ہوتی البتّہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔یِہی حکم ہر اُس کام کا ہے جو مُنافیٔ تحریمہ ہے۔(تنویر الابصار معہ ردالمحتار ج ۲ ص ۵۵۸) **(۸۵)۔۔۔** سنّتیں وَہیں نہ پڑھے بلکہ دائیں بائیں، آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے یا گھر جا کر ادا کیجئے۔(عالمگیری ج ۱ ص ۷۷) (سنّتیں پڑھنے کے لئے گھر جانے کی وجہ سے جو فصل (یعنی فاصلہ) ہوا اُس میں حرج نہیں۔ جگہ بدلنے یا گھر جانے کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنا یا اُس کی طرف اپنا چہرہ کرنا گُناہ ہے اگر نکلنے کی جگہ نہ ملے تو وَہیں سنّتیں پڑھ لیجئے۔

## سنّتوں کا ایک اَھَمّ مسئلہ

جو اسلامی بھائی سنّتِ قَبلِیہ یا سنّتِ بَعدِیہ پڑھ کر آمد و رفت اور بات چیت میں لگ جاتے ہیں وہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس فتویٰ مُبارکہ سے درس حاصل کریں چُناچِہ ایک اِستِفتاء کے جواب میں ارشاد ہے: ”سنّتِ قَبلِیّہ میں اَولیٰ اوّل وقت ہے بشرطیکہ فَرض و سنّت کے درمیان کلام یا کوئی فعل مُنافیٔ نماز نہ کرے، اور سنّتِ بَعدیہ

میں مُستَحَب فرضوں سے اِتِّصال ہے مگر یہ کہ مکان پر آکر پڑھے تو فصل (یعنی فاصلہ) میں حَرَج نہیں، لیکن اجنبی افعال سے فصل نہ چاہئے یہ فصل (یعنی فاصلہ) سنّتِ قبلہ وبعدیہ دونوں کے ثواب کو ساقِط اور اُنہیں طریقۂ مَسنونہ سے خارج کرتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جدید ج ۵ ص ۱۳۹ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاھور)

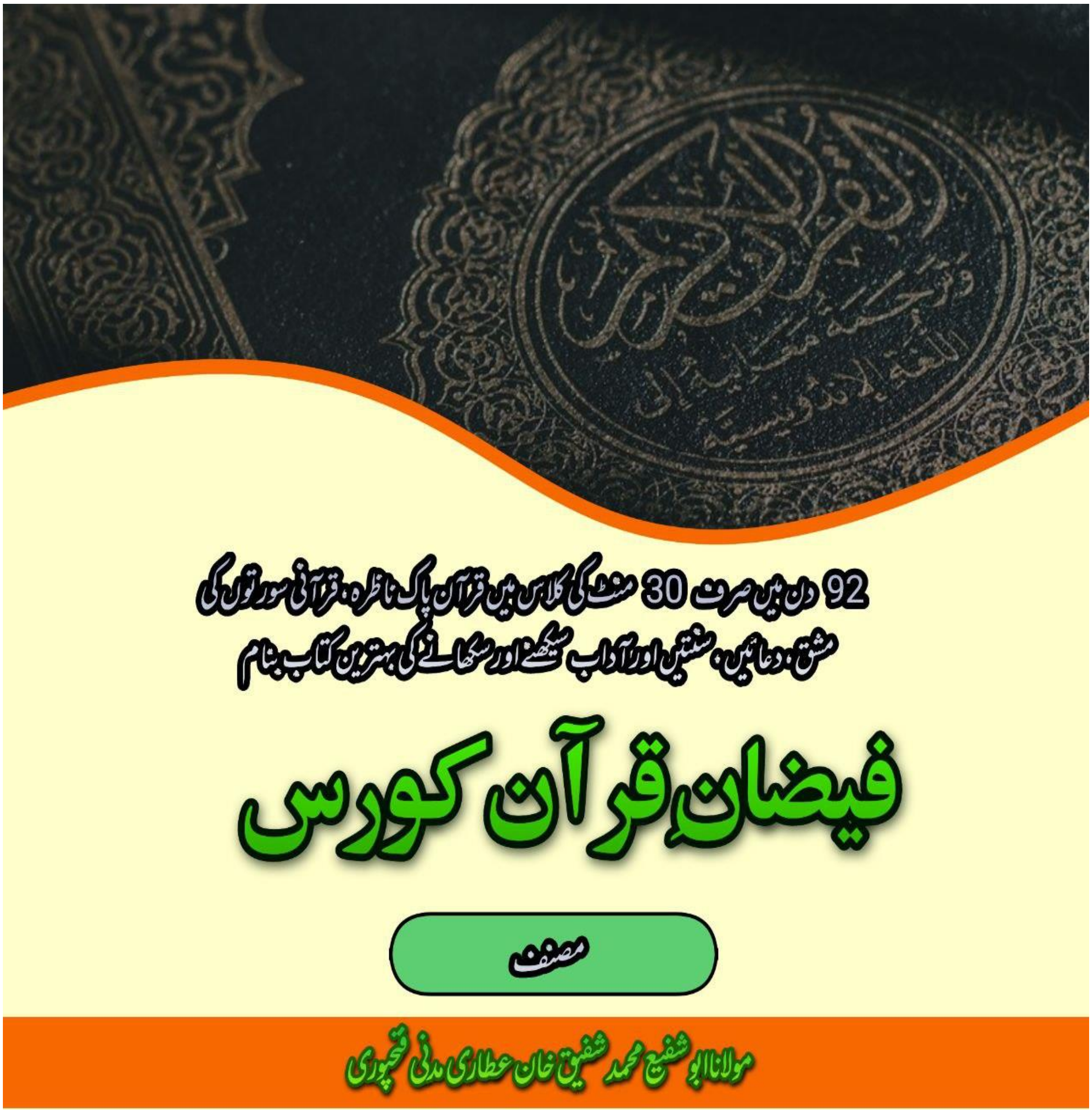

# نماز کے مفسدات کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیّدتنا عائشہ صدیقہ** رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھا ہے: تم اپنی مجالس کو نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو۔ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۲۱۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: نماز کے مفسدات بیان کیجئے۔

**جواب**: نماز کے احکام ص ۲۳۹ تا ۲۴۶ پر "بھائیو! نماز کے مفسدات سیکھنا فرض ہے" کے انیتس حروف کی نسبت سے نماز توڑنے والی ۲۹ باتیں بیان کی گئی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

**(۱)**۔۔۔ بات کرنا۔ **(۲)**۔۔۔ کسی کو سلام کرنا۔ **(۳)**۔۔۔ سلام کا جواب دینا۔ **(۴)**۔۔۔ چھینک کا جواب دینا (نماز میں خود کو چھینک آئے تو خاموش رہے) اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لے تب بھی حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔ **(۵)**۔۔۔ خوشخبری سن کر جواباً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا۔ **(۶)**۔۔۔ بری خبر (یا کسی کی موت کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہنا۔ **(۷)**۔۔۔ اذان کا جواب دینا۔ **(۸)**۔۔۔ اللہ عزوجل کا نام سن کر جواباً جَلَّ جَلَالُہٗ" کہنا۔ **(۹)**۔۔۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا اسم گرامی سن کر جواباً درود شریف پڑھنا مثلاً صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہنا (اگر جَلَّ جَلَالُہٗ یا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جواب کی نیت سے نہ کہا تو نماز نہ ٹوٹی)

### نماز میں رونا

**(۱۰)**۔۔۔ درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ الفاظ آہ، اُوْہ، اُف، تُف نکل گئے یا آواز سے رونے میں حرف پیدا ہو گئے نماز فاسد ہو گئی۔ اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے تو حرج نہیں۔ (اگر نماز میں امام کے پڑھنے کی آواز پر رونے لگا اور "اَرِے"، "نَعَمْ"، "ہاں" زبان سے جاری ہو گیا تو کوئی حرج نہیں کہ یہ خشوع کے باعث ہے اور اگر امام کی خوش الحانی کے سبب یہ الفاظ کہے تو نماز ٹوٹ گئی۔

### نماز میں کھانسنا

(۱۱)۔۔۔ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ! اُوہ! نکلا نماز نہ ٹوٹی یونہی چھینک، کھانسی جماہی، ڈکار وغیرہ میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں معاف ہیں۔ (۱۲)۔۔۔ پھونکنے میں اگر آواز نہ پیدا ہو تو وہ سانس کی مثل ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی مگر قصداً پھونکنا مکروہ، اور اگر حروف پیدا ہوں جیسے اُف، تُف تو نماز فاسد ہو گئی۔ (۱۳)۔۔۔ کھنکارنے میں جب دو خروف ظاہر ہوں جیسے اَح مفسدِ نماز ہے جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لئے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لئے یا امام سے غلطی ہو گئی ہے اس لئے کھنکارتا ہے کہ درست کر لے یا اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(بہار شریعت، ج ۱، ص ۶۰۸ حصہ: ۳)

## دورانِ نماز دیکھ کر پڑھنا

(۱۴)۔۔۔ نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسدِ نماز ہے، یونہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہو، اسے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں! اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف وغیرہ پر فقط نظر ہے تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت، ج ۱، ص ۶۰۹ حصہ: ۳) (۱۵)۔۔۔ اسلامی کتاب یا اسلامی مضمون دوران نماز جان بوجھ کر دیکھنا اور ارادتاً سمجھنا مکروہ ہے، دنیوی مضمون ہو تو زیادہ کراہیت ہے، لہذا نماز میں اپنے قریب کتابیں یا تحریر والے پیکٹ اور شاپنگ بیگ، موبائل فون یا گھڑی وغیرہ اس طرح رکھئے کہ ان کی لکھائی پر نظر نہ پڑے یا ان پر رومال وغیرہ اڑھا دیجئے، نیز دوران نماز ستون وغیرہ پر لگے ہوئے اسٹیکرز، اشتہار اور فریموں وغیرہ پر نظر ڈالنے سے بھی بچئے۔

## عملِ کثیر

(۱۶)۔۔۔ عملِ کثیر نماز کو فاسد کر دیتا ہے جبکہ نہ نماز کے اعمال سے ہو اور نہ ہی اصلاحِ نماز کے لئے کیا گیا ہو، جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ اگر گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں تب بھی عملِ کثیر ہے، اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شک و شبہہ ہے کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عملِ قلیل ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہو گی۔

**اعمال نماز کی مثال:** مثلاً صلوۃ التسبیح پڑھتے ہوئے کوئی قومہ یا جلسے میں تسبیحات پڑھنے کی وجہ سے زیادہ دیر ٹھہرتا ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ اعمالِ نماز سے ہے اگرچہ اس کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ نماز میں نہیں۔

**اصلاح نماز کی مثال:** جیسے کوئی نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے پر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد پھر سے دو سجدے کرے تو اگرچہ دور سے دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ اس کی نماز ختم ہو گئی مگر اس دیکھنے والے کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ عمل اصلاحِ نماز کے لئے کیا گیا ہے۔

## دورانِ نماز لباس پہننا

**(۱۷)۔۔۔** دورانِ نماز کرتا یا پاجامہ پہننا یا تہبند باندھنا۔ **(۱۸)۔۔۔** دوران نماز ستر کھل جانا اور اسی حالت میں کوئی رکن ادا کرنا یا تین بار "سُبْحٰنَ اللهِ" کہنے کی مقدار وقفہ گزر جانا۔

## نماز میں کچھ نگلنا

**(۱۹)۔۔۔** معمولی سا بھی کھانا یا پینا مثلاً تِل بغیر چبائے نگل لیا، یا قطرہ منہ میں گرا اور نگل لیا۔ **(۲۰)۔۔۔** نماز شروع کرنے سے پہلے ہی کوئی چیز دانتوں میں موجود تھی اسے نگل لیا تو اگر وہ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ تھی تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر چنے سے کم تھی تو مکروہ۔ **(۲۱)۔۔۔** نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اب اس کے اجزا منہ میں باقی نہیں صرف لعابِ دہن میں کچھ اثر رہ گیا ہے اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ **(۲۲)۔۔۔** منہ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے نماز فاسد ہو گئی۔ **(۲۳)۔۔۔** دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہو گی ورنہ ہو جائے گی، (غلبہ کی علامت یہ ہے کہ اگر حلق میں مزہ محسوس ہوا تو نماز فاسد ہو گئی، نماز توڑنے میں ذائقے کا اعتبار ہے اور وضو ٹوٹنے میں رنگ کا لہٰذا وضو اس وقت ٹوٹتا ہے جب تھوک سرخ ہو جائے اور اگر تھوک زرد (یعنی پیلا) ہے تو وضو باقی ہے۔)

## دورانِ نماز قبلہ سے انحراف

**(۲۴)۔۔۔** بلا عذر سینے کو سمت کعبہ سے ۴۵ درجہ سے زیادہ پھیرنا مفسدِ نماز ہے، اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں۔ مثلاً حَدَث (یعنی وضو ٹوٹ جانے) کا گمان ہوا اور منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اگر مسجد سے خارج نہ ہوا ہو نماز فاسد نہ ہو گی۔

## نماز میں سانپ مارنا

**(۲۵)۔۔۔** سانپ بچھو کو مارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جبکہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ فاسد ہو جائے گی۔ سانپ، بچھو کو مارنا اس وقت مباح ہے جبکہ سامنے سے گزریں، اور ایذا (یعنی تکلیف) دینے کا خوف

ہو، اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مارنا مکروہ ہے۔ **(۲۶)۔۔۔** پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار مارا نماز جاتی رہی اور اگر پے در پے نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی مگر مکروہ ہے۔

## نماز میں کھجانا

**(۲۷)۔۔۔** ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہٹا لیا یہ دوبار ہوا اگر اب اسی طرح تیسری بار کیا تو نماز جاتی رہے گی۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔

## "اللہ اکبر" کہنے میں غلطیاں

**(۲۸)۔۔۔** تکبیرات انتقالات میں اللہ اکبر کے الف کو دراز کیا یعنی **آللہ** یا **آکْبَر** کہا یا "ب" کے بعد الف بڑھایا یعنی "**اَکْبَار** کہا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر تکبیرِ تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی، اکثر مکبر (یعنی جماعت میں امام کی تکبیرات پر زور سے تکبیریں کہہ کر آواز پہنچانے والے) یہ غلطیاں زیادہ کرتے ہیں اور یوں اپنی اور دوسروں کی نمازیں غارت (یعنی خراب) کرتے ہیں، لہذا جو ان احکام کو اچھی طرح نہ جانتا ہو اسے مکبر نہیں بننا چاہئے۔

**(۲۹)۔۔۔** قراءت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

**سوال**: اگر کوئی نماز میں ایسا عمل کرے جو مفسدات نماز سے ہے تو نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

**جواب**: نماز فاسد ہو جائے گی اور ایسی نماز وقت کے اندر دوبارہ پڑھنا فرض ہے ورنہ قضاء ہو جائے گی۔

**سوال**: نماز کے دوران قبلہ سے سینہ قصداً پھیرا تو کیا حکم ہو گا؟ اور بلا قصد پھیرا تو کیا حکم ہے۔

**جواب**: بلا عذر سینے کو سمت کعبہ سے ۴۵ درجہ سے زیادہ پھیرنا مفسدِ نماز ہے، اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں۔ مثلاً حَدَث (یعنی وضو ٹوٹ جانے کا گمان ہوا اور منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اگر مسجد سے خارج نہ ہوا ہو نماز فاسد نہ ہو گی۔

**سوال**: کسی نمازی نے دورانِ نماز قرآن پاک یا کسی کاغذ وغیرہ میں لکھی ہوئی آیت دیکھ کر پڑھی تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہو گا؟ نیز اگر دیکھا سمجھا پڑھا نہیں تو؟ اور اگر دیکھ رہا ہے مگر پڑھا زبانی تو کیا حکم ہو گا؟

**جواب**: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً (یعنی تھوڑا پڑھا یا زیادہ) مفسدِ نماز ہے، یونہی محراب وغیرہ میں لکھے ہوئے سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں! اگر یاد پر پڑھتا ہو اور مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے تو حرج نہیں۔ کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اسے سمجھا نماز میں نقصان نہ آیا، یونہی اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی نماز فاسد نہ ہوئی، خواہ سمجھنے کے لئے اسے دیکھا یا نہیں، ہاں! اگر قصداً دیکھا اور بقصد سمجھا تو مکروہ ہے اور بلا قصد ہوا تو مکروہ بھی نہیں، یہی حکم ہر تحریر کا ہے اور جب غیر دینی ہو تو کراہت زیادہ۔ (بہار شریعت، ج ا ص ۶۰۹ حصہ: ۳)

**سوال**: نماز کے دوران معمولی سا کھانے یا پینے کا کیا حکم ہے اور اگر نماز شروع کرنے سے پہلے کچھ کھایا تھا اور اب منہ کے اندر کچھ رہ گیا ہو وہ کتنا ہو کہ اس کے کھانے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟ نیز کوئی میٹھی (یعنی گھل جانے والی) چیز کھائی تو کیا حکم ہو گا؟

**جواب**: معمولی سا بھی کھانا یا پینا مثلاً تل بغیر چبائے نگل لیا، قطرہ منہ میں گرا اور نگل لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور نماز شروع کرنے سے پہلے ہی کوئی چیز دانتوں میں موجود تھی اسے نگل لیا تو اگر وہ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ تھی تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر چنے سے کم تھی تو مکروہ۔ نیز نماز سے قبل کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اب اس کے اجزا منہ میں باقی نہیں صرف لعاب دہن میں کچھ اثر رہ گیا ہے اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ ہاں! اگر منہ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے نماز فاسد ہو گئی۔

# نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیّدُنا فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: بے شک دعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اُس سے کوئی چیز اوپر کی طرف نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبیٔ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرودِ پاک نہ پڑھ لو۔

(ترمذی ج۲ص۲۸حدیث۴۸۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! 　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: نماز کے مکروہاتِ تحریمہ کون کون سے ہیں؟

**جواب**: نماز کے مکروہاتِ تحریمہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ داڑھی، بدن یا لباس کے ساتھ کھیلنا۔ (۲)۔۔۔ کپڑا سمیٹنا جیسا کہ آج کل بعض لوگ سجدے میں جاتے وقت پاجامہ وغیرہ آگے یا پیچھے سے اٹھا لیتے ہیں، ہاں! اگر کپڑا بدن سے چپک جائے تو ایک ہاتھ سے چھڑانے میں حرج نہیں۔ (۳)۔۔۔ سدل یعنی کپڑا لٹکانا جیسے سر یا کندھے پر اس طرح سے چادر یا رومال وغیرہ ڈالنا کہ دونوں کے کنارے لٹکتے ہوں، ہاں! اگر ایک کنارہ دوسرے کندھے پر ڈال دیا (یعنی بل دے دیا) اور دوسرا الٹا کر رہا ہے تو حرج نہیں۔ (۴)۔۔۔ آج کل بعض لوگ ایک کندھے پر اس طرح رومال رکھتے ہیں کہ اس کا ایک سرا پیٹ پر لٹک رہا ہوتا ہے اور دوسرا پیٹھ پر اس طرح نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ (۵)۔۔۔ دونوں آستینوں میں سے اگر ایک آستین بھی آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہِ تحریمی ہو گی۔ (۶)۔۔۔ پیشاب، پاخانہ یا ریح کی شدت ہونا۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی شدت ہو تو وقت میں وسعت ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ ہاں! اگر ایسا ہے کہ فراغت اور وضو کے بعد نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو نماز پڑھ لیں پھر بعد میں اعادہ کریں۔ اگر دورانِ نماز یہ حالت پیدا ہوئی تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے، اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوں گے۔ (۷)۔۔۔ دورانِ نماز کنکریاں ہٹانا مکروہِ تحریمی ہے۔ ہاں! اگر سنت کے مطابق سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹانے کی اجازت ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہو تا ہو تو ہٹانا واجب ہے چاہے ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔ (۸)۔۔۔ نماز میں انگلیاں چٹخانا۔ (۹)۔۔۔ تَشْبِیْك یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔ نماز کے لئے جاتے وقت

اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں(یعنی انگلی چٹخانا اور تشبیک) مکروہِ تحریمی ہیں۔(۱۰)۔۔۔کمر پر ہاتھ رکھنا۔ (۱۱)۔۔۔ نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا۔ (۱۲)۔۔۔اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا۔چاہے پورا منہ پھیرا یا تھوڑا،ہاں! منہ پھیرے بغیر صرف آنکھیں پھرا کر اِدھر اُدھر بے ضرورت دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر کسی ضرورت کے تحت ہو تو حرج نہیں۔ (۱۳) ۔۔۔مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھانا۔ (۱۴) ۔۔۔ کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔دوسرے شخص کو نمازی کی طرف منہ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔(۱۵)۔۔۔نماز میں ناک اور منہ چھپانا۔(۱۶)۔۔۔بلا ضرورت کھنکار(یعنی بلغم وغیرہ) نکالنا۔ (۱۷)۔۔۔ قصداً جماہی لینا۔(اگر خود بخود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے)(۱۸)۔۔۔الٹا قرآن مجید پڑھنا۔(مثلاً پہلی رکعت میں ''تَبَّتْ'' پڑھی اور دوسری میں ''اِذَاجَاءَ'')(۱۹)۔۔۔کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً قومہ اور جلسہ میں پیٹھ سیدھی ہونے سے پہلے ہی رکوع یا دوسرے سجدے میں چلے جانا۔ (۲۰)۔۔۔قیام کے علاوہ کسی اور موقع پر قرآنِ مجید پڑھنا۔ (۲۱)۔۔۔قراءت رکوع میں پہنچ کر ختم کرنا ۔ (۲۲)۔۔۔امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجود وغیرہ میں چلا جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔(۲۳)۔۔۔دوسرا کپڑا ہونے کے باوجود صرف پاجامہ یا تہبند میں نماز پڑھنا۔(۲۴)۔۔۔کسی آنے والے شناسا کی خاطر (یعنی آؤ بھگت کے لئے) امام کا نماز کو طول دینا۔اگر اس کی نماز پر اعانت (یعنی مدد) کے لئے ایک دو تسبیح کی قدر طول دیا تو حرج نہیں۔(۲۵)۔۔۔ زمین مغصوبہ (یعنی ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو)۔یا(۲۶)۔۔۔پرایا کھیت جس میں زراعت(یعنی فصل) موجود ہو۔یا(۲۷)۔۔۔جتے ہوئے کھیت میں۔یا(۲۸)۔۔۔قبر کے سامنے جبکہ قبر اور نمازی کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو نماز پڑھنا۔(۲۹)۔۔۔کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔(۳۰)۔۔۔یونہی انگرکھے (ایک لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں،چولی اور دامن،اس) کے بند(یعنی بٹن)نہ باندھنا اور اچکن (یعنی ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے) وغیرہ کے بٹن نہ لگانا،اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہتِ تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہِ تنزیہی۔(بہار شریعت،ج۱ص۶۳۰) (۳۱)۔۔۔ جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں۔ (۳۲)۔۔۔ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں تصاویر ہوں تو نماز کے مکروہِ تحریمی ہونے کی چند صورتیں ہیں: اگر تصاویر پورے قد (یعنی سر سے پاؤں تک) کی ہوں

اور چھپی ہوئی بھی نہ ہوں اور نمازی کے آگے بروجہ تعظیم آویزاں ہوں یا رکھی ہوئی ہوں یا مصلے پر ہوں تو نماز اس جگہ مکروہِ تحریمی ہوگی کہ پڑھنی گناہ اور اگر پڑھ لی ہو تو دوبارہ اس کو پڑھنا واجب ہوگا اور اگر یہ تصاویر پورے قد کی نہ ہوں صرف چہرہ ہو یا نصف قد اعلی یا سینے تک کی تصاویر ہوں تو نماز ایسی جگہ مکروہِ تنزیہی ہوتی ہے۔اسی طرح اگر تصاویر پورے قد کی ہوں لیکن نمازی کے آگے نہ رکھی ہوئی ہوں بلکہ دائیں،بائیں تعظیم کے ساتھ رکھی ہوئی ہوں تو اس صورت میں بھی نماز مکروہِ تنزیہی ہوگی یعنی پڑھنا اگرچہ گناہ تو نہیں اور نہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے مگر بہتر یہ ہے کے ایسی جگہ نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے اور اگر تصویر نمازی کے آگے ہو یا دائیں بائیں ہو لیکن بروجہ تعظیم آویزاں نہ ہو اور نہ ہی مصلے پر ہو تو اس صورت میں نماز میں کوئی کراہت نہیں۔(فتوٰی دارالافتاء اہلسنت)

**سوال**: نماز شروع کرنے سے پہلے ہی یا دورانِ نماز پیشاب پاخانہ یا رِیح کی شدت ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: پیشاب، پاخانہ یا ریح کی شدت ہونا (نماز کے مکروہات تحریمہ میں سے ہے) اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی شدت ہو تو وقت میں وسعت ہونے کی صورت میں نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ہاں! اگر ایسا ہے کہ فراغت اور وضو کے بعد نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو نماز پڑھ لے اور بعد میں اس کا اعادہ کرے اور اگر دوران نماز یہ حالت پیدا ہوئی تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے، اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوں گے۔

**سوال**: جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز نمازی کے سامنے یا پیچھے اگر جاندار کی تصویر آویزاں ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: جاندار کی تصویر والا لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں۔(نماز کے احکام۔ص۲۵۸) تصویر کے سامنے نماز پڑھنا اُس وقت مکروہِ تحریمی ہے جب کہ تین شرطیں پائی جائیں ورنہ مکروہِ تنزیہی ہوگی اور وہ شرطیں یہ ہیں: (۱)۔۔۔تصویر پورے قد کی ہو۔(۲)۔۔۔نمازی کے سامنے ہو۔(۳)۔۔۔تعظیم کے طور پر رکھی ہو۔پس اگر اِن تین میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو نماز مکروہِ تنزیہی ہوگی۔

**سوال**: سدل کسے کہتے ہیں؟ نیز نماز میں سدل کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: سدل یعنی کپڑا لٹکانا۔ مثلاً سر یا کندھے پر اس طرح سے چادر یا رومال وغیرہ ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں ہاں! اگر ایک کنارا دوسرے کندھے پر ڈال دیا (یعنی بل دے دیا) اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں۔ آج کل بعض لوگ ایک کندھے پر اس طرح رومال رکھتے ہیں کہ اس کا ایک سرا پیٹ پر لٹک رہا ہوتا ہے اور دوسرا پیٹھ پر، اس طرح نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

**سوال**: نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنا کیسا ہے؟ اور اگر نماز میں صرف آنکھیں اِدھر اُدھر پھیر کر دیکھتا رہا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا، اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا، چاہے پورا منہ پھیرا یا تھوڑا، (یہ نماز کے مکروہاتِ تحریمہ میں سے ہے) منہ پھیرے بغیر صرف آنکھیں پھرا کر اِدھر اُدھر بے ضرورت دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر کسی ضرورت کے تحت ہو تو حرج نہیں۔

**سوال**: نمازی کے سجدے والی جگہ پر کنکریاں پڑی ہوں تو کیا کرے؟

**جواب**: دورانِ نماز کنکریاں ہٹانا مکروہِ تحریمی ہے۔ ہاں! اگر سنت کے مطابق سجدہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹانے کی اجازت ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، چاہے ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔

**سوال**: کسی آنے والے کو رکعت میں شامل کرنے کے لئے امام رکوع کو تھوڑا طول دے سکتا ہے؟

**جواب**: کسی آنے والے شناسا کی خاطر (یعنی آؤ بھگت کے لئے) امام کا نماز کو طول دینا (نماز کے مکروہات تحریمہ میں سے ہے) اگر اس کی نماز پر اعانت (یعنی مدد) کے لئے ایک دو تسبیح کی قدر طول دیا تو حرج نہیں۔

**سوال**: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر تحقیرِ نماز (یعنی نماز کی حقارت) مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان (یعنی اہم) چیز نہیں جس کے لئے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور خشوع خضوع کے لئے ننگے سر نماز پڑھی، تو مستحب ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة...إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، ج۲، ص۴۹۱)

**سوال**: نماز پڑھنے کی حالت میں ٹوپی گر جائے تو اٹھانے کے تعلق سے کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھالینا افضل ہے، جب کہ عملِ کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب في الکراہۃ التحریمیۃ والتنزیھیۃ، ج۲، ص۴۹۱)

**سوال**: اگر جیکٹ کی چین کھلی ہو یا واسکٹ کے بٹن کھلے ہوں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں جب کہ اندر کرتا وغیرہ پہنے ہو؟

**جواب**: نماز بلا کراہت ہو جائے گی بشرطکہ اندر پہنے ہوئے کپڑے سے سینہ بند ہو۔ امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ "انگرکھے پر جو صدری یا چغہ پہنتے ہیں اور عرف عام میں ان کا کوئی بوتام (یعنی بٹن) بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھتے تو اس میں حرج نہیں ہونا چاہئے کہ یہ خلاف معتاد نہیں" (فتاوی رضویہ مترجم ج ۷ ص ۳۸۶) لہذا اس طرح کپڑا پہن کر نماز پڑھی کہ نیچے کے کپڑے سے سینہ بند ہے اور اوپر شیروانی یا صدری کے کل یا بعض بٹن کھلے ہیں تو حرج نہیں، ہاں! صدری کے بٹن اور جیکٹ کی چین لگا لینا بہتر ہے۔ اور جو بہار شریعت میں مکروہ تنزیہی کا حکم کیا گیا ہے تو اعلی حضرت احمد رضا خان قدس سرہ کی مذکورہ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ وہ اس صورت میں ہے جہاں صدری یا شیروانی کے کل یا بعض بٹن کے کھلا رہنے کو معیوب سمجھا جاتا ہو۔

(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج ۱ ص ۱۷۴)

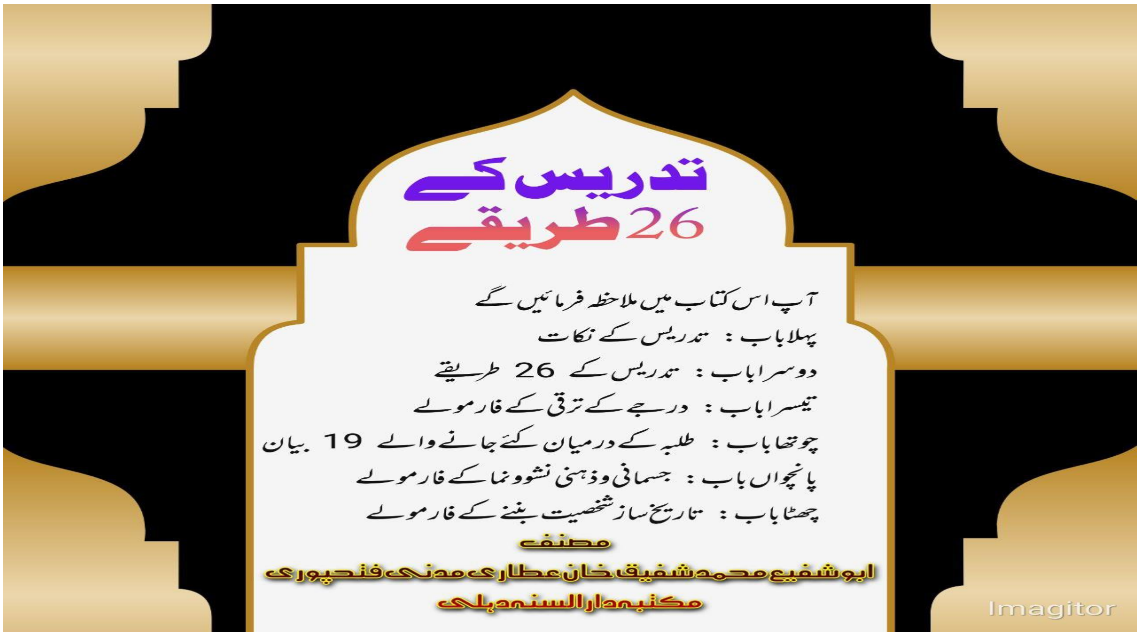

# نماز کو توڑنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہے: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آلِ محمد پر دُرُودِ پاک پڑھے۔ (مُعْجَم اَوسط ج۱ ص۲۱۱ حدیث ۷۲۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نماز توڑ دینا کب جائز ہے؟

**جواب:** سانپ وغیرہ کے مارنے کے لئے جب کہ ایذا کا صحیح اندیشہ ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لئے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یونہی اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دُودھ اُبل جائے گا یا گوشت، ترکاری، روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۰۹)

**سوال:** نماز توڑ دینا کب مستحب ہے؟

**جواب:** پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی جو مانع نماز نہ ہو (یعنی غلیظہ درہم سے کم اور خفیفہ چوتھائی سے کم)، یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے، بشرطیکہ وقت و جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا، البتہ فوتِ وقت کا لحاظ ہوگا۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار" کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب فی بیان المستحب...إلخ، ج۲، ص۵۱۴)

**سوال:** نماز توڑ دینا کب واجب ہے؟

**جواب:** کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو، اسی نمازی کو پُکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پُکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کوئیں میں گرا چاہتا ہو، ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے، جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب فی بیان المستحب...إلخ، ج۲، ص۵۱۴)

**سوال:** کیا ماں باپ کے بلانے پر بھی نماز توڑ سکتے ہیں؟

**جواب**: ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز توڑنا جائز نہیں، البتہ اگر ان کا پُکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لئے ہو، جیسے پیچھے مذکور ہوا تو توڑ دے، یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پُکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انہیں معلوم نہ ہو اور پُکارا تو توڑ دے اور جواب دے، اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ...إلخ، مطلب في بیان المستحب...إلخ، ج۲، ص۵۱۴)

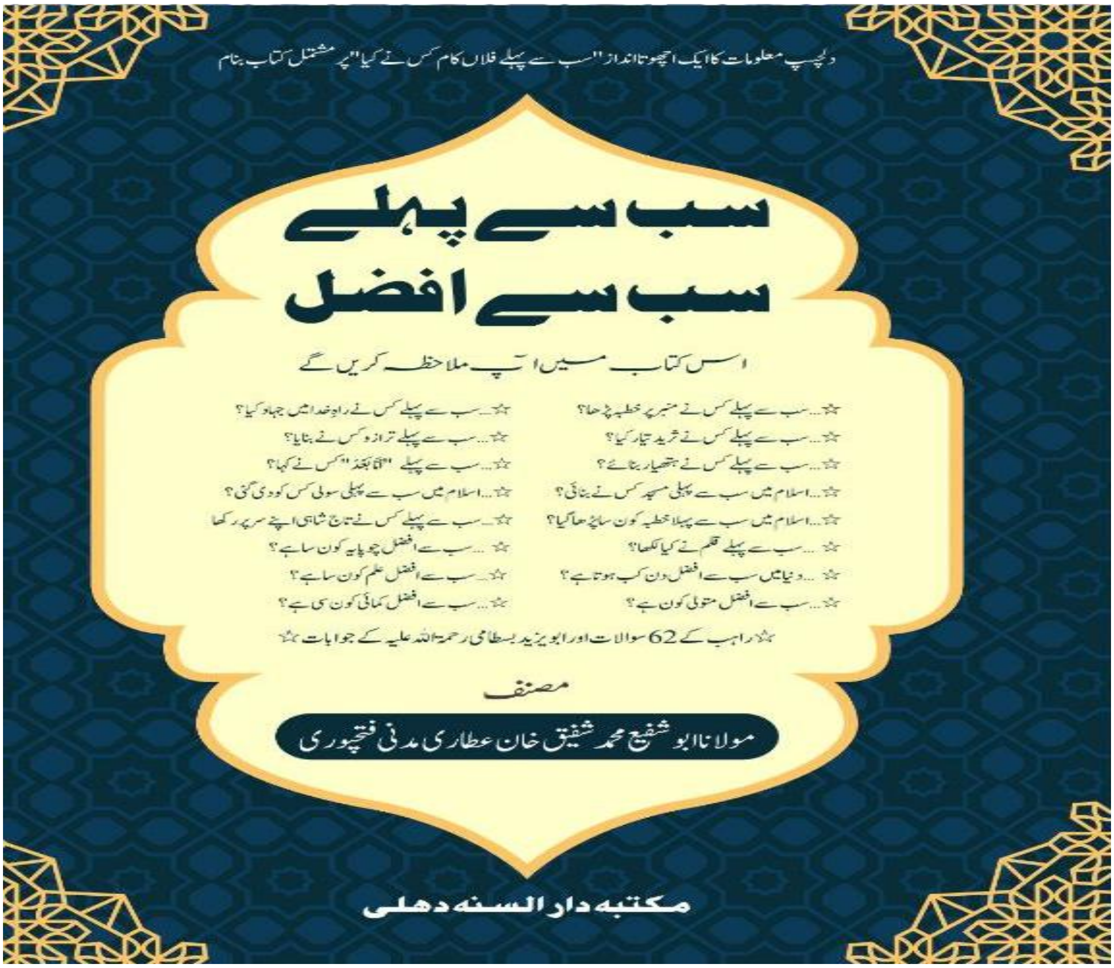

# امامت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیِّدُنا عبدُاللہ ابنِ عمرو بن عاص** رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا ہے: جو نبیِّ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھے گا اُس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے فرشتے 70 مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔

(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۶۱۴ حدیث ۶۷۶۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نماز کی امامت کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** نماز کی اِمامت کا مطلب ”ایک شخص کی نماز کا دوسرے شخص کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا“ ہے۔

(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۵۶۰)

**سوال:** امام کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟

**جواب:** بالغ مرد غیر معذور کے امام کے لئے چھ شرطیں ہیں: **(۱)**۔۔۔ صحیح العقیدہ مسلمان ہونا۔ **(۲)**۔۔۔ بالغ ہونا۔ **(۳)**۔۔۔ عاقل ہونا۔ **(۴)**۔۔۔ مرد ہونا۔ **(۵)**۔۔۔ قراءت صحیح ہونا۔ **(۶)**۔۔۔ معذور نہ ہونا۔

**سوال:** تراویح میں نابالغ کو امام بنانا کیسا؟

**جواب:** نابالغ کے پیچھے بالغین کی کوئی سی بھی نماز نہیں ہو گی یہاں تک کہ تراویح بھی نہیں ہو گی یہی صحیح ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۶۹۲)

**سوال:** کیا نابالغوں کے امام کے لئے بالغ ہونا شرط ہے؟

**جواب:** نابالغوں کے امام کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی اِمامت کر سکتا ہے، اگر سمجھ دار ہو۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبری، ج ۲، ص ۳۳۷)

**سوال:** بچّہ اور بچّی کب بالغ ہوتے ہیں؟

**جواب:** لڑکا بارہ سال اور لڑکی نو برس سے کم عمر تک ہر گز **بالغ و بالِغہ** نہ ہوں گے اور لڑکا لڑکی دونوں (ہجری سِن کے اِعتِبار سے) ۱۵ برس کی کامل عمر میں ضرور شرعاً بالغ و بالِغہ ہیں، اگرچہ آثارِ بُلُوغ (یعنی بالغ ہونے کی علامتیں)

کچھ ظاہِر نہ ہوں ۔ان عمروں کے اندر اگر آثار پائے جائیں ،یعنی خواہ لڑکے خواہ لڑکی کو سوتے خواہ جاگتے میں **اِنزال** ہو(یعنی منی نکلے)یالڑکی کو حَیض آئے یاجِماع سے لڑکا(کسی لڑکی کو)**حامِلہ** کردے یا(جِماع کی وجہ سے)لڑکی کو حَمَل رہ جائے تویقیناًبالغ وبالِغہ ہیں۔اور اگر **آثار** نہ ہوں،مگر وہ خود کہیں کہ ہم بالغ وبالِغہ ہیں اور ظاہِر حال ان کے قول کی تکذیب نہ کرتا(یعنی جھٹلاتا نہ)ہو تو بھی بالغ وبالِغہ سمجھے جائیں گے اور تمام اَحکام بُلُوغ کے نِفاذ پائیں گے اور(لڑکے کے)داڑھی مونچھ نکلنا یالڑکی کے پِستان(یعنی چھاتی)میں اُبھار پیدا ہونا کچھ **معتبر** نہیں۔(فتاوی رضویہ ج۱۹ص۶۳۰)

**سوال**:کیاپاگل یامجنون یامجذوب امامت کرواسکتاہے اگر نہیں تو کیوں؟

**جواب**:پاگل یامجنون یامجذوب امامت نہیں کرواسکتا کیونکہ امامت کی ایک شرط ہے عاقل ہوناجو کہ اس میں نہیں۔

**سوال**:کیاایک معذورِ شرعی دوسرے معذورِ شرعی کی امامت کر سکتاہے؟

**جواب**: معذوراپنے مثل یااپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کر سکتاہے،کم عذر والے کی اِمامت نہیں کر سکتااور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں،مثلاایک کو ریاح خارج ہونے کا مرض ہے،دوسرے کو قطرہ آنے کا،توایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا۔(''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ،باب الإمامۃ،مطلب:الواجب کفایۃ...إلخ،ج۲،ص۳۸۹)

**سوال**:امامت کازیادہ حقدار کون ہے؟

**جواب**:امامت کازیادہ حقدار ہونے کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

**(۱)---**سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتاہو،اگرچہ باقی علوم میں پوری مہارت نہ رکھتاہو،بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتاہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتاہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتاہو اور فواحش سے بچتاہو۔(یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتاہو،جو مروّت کے خلاف ہے)

**(۲)---**اس کے بعد وہ شخص جو تجوید و قراءت کازیادہ علم رکھتاہو اور اس کے موافق ادا کرتاہو۔

**(۳)۔۔۔** اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو پھر وہ شخص جو زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو۔

**(۴)۔۔۔** اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا۔

**(۵)۔۔۔** اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔

**(۶)۔۔۔** اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ **(۷)۔۔۔** پھر زیادہ خوبصورت۔ **(۸)۔۔۔** پھر زیادہ حسب والا۔ **(۹)۔۔۔** پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو۔ **(۱۰)۔۔۔** پھر زیادہ مالدار۔ **(۱۱)۔۔۔** پھر زیادہ عزت والا۔ **(۱۲)۔۔۔** پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں۔

غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ اِمامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص ۳۵۰۔ ۳۵۴)

اور اگر امام معین ہو تو وہ ہی اِمامت کا حق دار ہے، اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔ یعنی جب کہ وہ امام جامع شرائط امام ہو، ورنہ وہ اِمامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص ۳۵۴)

**سوال:** کسی شخص کی امامت سے لوگ ناراض ہوں تو اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** کسی شخص کی اِمامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں، تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی وجہِ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حقدار ہو، تو اسی کو امام ہونا چاہیئے۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص ۳۵۴)

**سوال:** کن لوگوں کی امامت مکروہِ تحریمی ہے؟

**جواب**:(۱)۔۔۔ایسا بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو۔ (۲)۔۔۔ فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زناکار، سود خور، چغل خور، وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالاعلان (یعنی کھلم کھلا) کرتے ہیں، ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: البدعۃ خمسۃ اقسام، ج۲، ص۳۵۶۔۳۶۰)

**سوال**: کن لوگوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟

**جواب**: وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، یا جس کی قراءت اتنی غلط ہو جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۴)

**سوال**: کیا فاسق کی اقتداء کسی نماز میں نہیں کی جائے گی؟

**جواب**: فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جاکر پڑھیں۔
(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج۲، ص۳۵۵)

**سوال**: کن لوگوں کی امامت مکروہِ تنزیہی ہے؟

**جواب**: مندرجہ ذیل لوگوں کی امامت مکروہِ تنزیہی ہے:

(۱)۔۔۔ غلام۔ (۲)۔۔۔ دہقانی (یعنی دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو)۔ (۳)۔۔۔ اندھے۔ (۴)۔۔۔ ولد الزنا۔ (۵)۔۔۔ امرد۔ (۶)۔۔۔ کوڑھی۔ (۷)۔۔۔ فالج کی بیماری والے۔ (۸)۔۔۔ برص والے جس کا برص ظاہر ہو۔ (۹)۔۔۔ سفیہ (یعنی بے وقوف) جو تصرّفات مثلاً بیع و شرا (یعنی خرید و فروخت) میں دھوکے کھاتا ہو اس کی اِمامت مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے کہ اس جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر نہ ہو اور اگر یہی مستحقِ اِمامت ہیں تو کراہت نہیں اور اندھے کی اِمامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۵۵۔۳۶۰) (''غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی''، ص۵۱۴)

**سوال**: کیا امی کو امام بنا سکتے ہیں؟

**جواب:** جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وہ اُمّی کی (یعنی اس کی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) اقتدا نہیں کر سکتا اور اُمّی اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں، وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔ (''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ، ج۲، ص۳۹۱)

**سوال:** امی نے امی اور قاری دونوں کی امامت کی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اُمّی نے اُمّی اور قاری کی (یعنی اس کی کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو) اِمامت کی، تو کسی کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: المواضع التی تفسد...إلخ، ج۲، ص۴۱۲)

**سوال:** امی کی اپنی نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرلے، ورنہ عند اللہ تعالیٰ معذور نہیں۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦)

جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں نا ممکن ہوں تو زمانۂ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی اِمامت بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا، دوسرا اس کو ادا کرلیتا ہے مگر کوئی دوسرا حرف اس سے ادا نہیں ہوتا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا اور اگر کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں اِمامت درکنار۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۷۱)

**سوال:** ہکلے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** ہکلا جس سے حرف مکرّر ادا ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی اپنی ہو جائے گی اور اپنے مثل یا اپنے سے کمتر (یعنی جو اس سے زیادہ ہکلاتا ہو) کی اِمامت بھی کر سکتا ہے۔ (''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی الالثغ، ج۲، ص۳۹۵)

**سوال:** امام کہاں کھڑا ہو؟

**جواب:** امام کو چاہئے کہ وسط (یعنی بیچ صف) میں کھڑا ہو، اگر دہنی یا بائیں جانب کھڑا ہوا، تو خلافِ سنت کیا۔
(''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ،الباب الخامس فی الإمامۃ،الفصل الخامس،ج۱،ص۸۹)

**سوال:** امام کا مسجد کے محراب کے اندر کھڑے ہو کر امامت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہِ تنزیہی ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا، سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یونہی اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ،الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ،الفصل الثانی،ج۱،ص۱۰۸) امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہِ تنزیہی ہے۔
(''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ،باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیہا،مطلب إذاتردد الحکم...إلخ،ج۲،ص۵۰۰)

**سوال:** کیا مرد اپنے گھر کی محارم عورتوں کی امامت کر سکتا ہے؟

**جواب:** یہ مسئلہ عوام میں بہت گردش کرتا ہے بالخصوص لاک ڈاون میں جبکہ گورمنٹ کی جانب سے مسجد میں پانچ لوگوں سے زیادہ کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی تو علما سے لوگ سوال کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کر سکتے ہیں؟ اور گھر کی خواتین ہمارے پیچھے نماز پڑھ سکتی ہیں؟ لہذا اس کا جواب ہے جی ہاں! کر وا سکتا ہے لیکن عورتوں کو اکیلے نماز پڑھنا افضل ہے، بہارِ شریعت میں ہے: جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں، اس میں مرد کو ان کی اِمامت ناجائز ہے، ہاں! اگر ان عورتوں میں مرد کی نسبی محارم جیسے ماں بہن وغیرہ ہوں یا بی بی ہو یا وہاں کوئی مرد بھی ہو، تو ناجائز نہیں۔ (''الدرالمختار''،کتاب الصلاۃ،باب الإمامۃ،ج۲،ص۳۶۷۔۳۶۸) (بہارِ شریعت ج۱،ص۵۸۴)

اور ہرگز عورتیں مردوں کی امام نہیں بن سکتیں۔ اور صرف عورتوں کی جماعت کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں۔ یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ (بہار شریعت،ج۳،ص۱۱۱)

**سوال:** جماعت کھڑی ہونے کے وقت امام کیا اعلان کرے؟

**جواب:** جماعت کھڑی ہونے کے وقت امام یہ اعلان کرے:

”اپنی ایڑیاں، گردنیں اور کندھے ایک سیدھ میں کر کے صَف سیدھی کر لیجئے، دو آدمیوں کے بیچ میں جگہ چھوڑنا گناہ ہے، کندھے سے کندھا مَس یعنی ٹچ (Touch) کیا ہوا رکھنا واجب، صف سیدھی رکھنا واجب اور جب تک اگلی

صَف کونے تک پوری نہ ہو جائے جان بوجھ کر پیچھے نماز شروع کر دینا ترکِ واجب، حرام اور گناہ ہے، ۱۵ سال سے چھوٹے نابالغ بچّوں کو صَفوں میں کھڑا نہ رکھئے، انہیں کونے میں بھی نہ بھیجئے چھوٹے بچّوں کی صَف سب سے آخِر میں بنائیے"۔(نماز کے احکام، ص۲۶۷، تفصیلی معلومات کیلئے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، ج۷، ص۲۱۹۔۲۲۵)

**سوال:** امام نے بھول کر بلا طہارت نماز پڑھادی بعد میں یاد آیا تو اب کیا کرے؟

**جواب:** امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی اِمامت صحیح نہ ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط کے ذریعہ سے، اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۳۴۵)

# دعامانگنے کے آداب کا بیان

**سوال:** دعامانگنے کی کیااہمیت ہے؟

**جواب:** دُعا کی اہمیت ہر مسلمان جانتا ہے۔ ہمیں **اللہ** پاک سے کیا، کن الفاظ سے، کس طرح مانگنا چاہئے اس کی اہمیت کا اندازہ اس حدیثِ پاک سے لگایا جا سکتا ہے۔ اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤمِنِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی دُعامؤمن کا ہتھیار، دِین کا سُتون اور آسمان وزمین کا نُور ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب الدعاء، الدعاء سلاح المؤمن...الخ، ۲/ ۱۶۲، حدیث: ۱۸۵۵)

ہمارا خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ کیسا کریم ہے کہ مانگنے والوں سے خوش ہوتا اور نہ مانگنے والوں پر غضب فرماتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اللہ کریم سے اپنی حاجات اور خیر طلب کرتے رہیں۔ اللہ پاک سے خیر طلب کرنے کو "دُعا" کہتے ہیں اور "دُعا" نہ صِرف عبادت ہے بلکہ نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ یعنی دُعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء، ۵/ ۲۴۳، حدیث: ۳۳۸۲)

دُعا ایسی عبادت ہے جو اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ گویا بندہ اللہ پاک سے ہم کلام ہے۔ دُعا کے ذریعے ہی بندہ اللہ کریم کی بارگاہ میں اپنی حاجات وضَروریات پیش کرتا ہے۔ دُعا بندے کو اپنے کریم ربّ کی جناب میں پہنچاتی، اس کے حضور عاجزی کرواتی اور اس کی عظمتوں کا کلمہ پڑھواتی ہے۔ جسے دُعا کی توفیق دی گئی، اسے بہت بڑی خیر کی توفیق دی گئی اور اس کے لئے بھلائی کے دروازے کھول دیئے گئے اور جس کے لئے دُعا کا دروازہ بند ہو گیا اس کے لئے خیر وعافیت کا دروازہ بند ہو گیا۔

**سوال:** کیا دعامانگنے کے آداب بھی ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! **دُعا** کی اَہمیت وفضیلت کے پیشِ نظر اس کے آداب کا جاننا اور دَورانِ دُعا انہیں بجالانا ضَروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اِنسان کو دُنیوی بادشاہ یا کسی بھی عہدہ دار سے کوئی غَرَض یا حاجت ہو تو اِنتہائی اَدب واِحترام اور توجُّہ کے ساتھ اس کو اپنی دَرخواست پیش کرتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اگر لاپرواہی اور غفلت سے کام لیا تو بات نہیں بنے گی۔ غور تو کیجئے جب دُنیوی بادشاہوں، اُن کے درباروں اور عُہدہ داروں کے پاس جانے کے آداب بجالانے کا یہ عالَم ہے تو اللہ پاک جو بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہے، اس کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنے میں کس قدر اِہتمام ہونا چاہئے۔

یہ ہر ذِی شُعور سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا جب بھی دُعا مانگیں تو اِنتہائی توجُّہ اور یکسوئی کے ساتھ دُعا کے آداب بجالاتے ہوئے مانگئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دُعا قبول ہو گی۔

**سوال**: کیا دُعا کے دوران بہترین الفاظ کا چناؤ ضروری ہے؟

**جواب**: جی ہاں! **دُعا** کے دوران بہترین الفاظ کا چناؤ بندے کو کسی مصیبت و پریشانی سے نجات دِلا سکتا ہے اور غیر محتاط الفاظ بندے کو آزمائش میں بھی مبتلا کر سکتے ہیں جسے اس واقعے سے سمجھا جاسکتا ہے:

**بنی اسرائیل** میں بَسُوس نام کا ایک شخص تھا، اسے حکم ہوا کہ تیری تین دعائیں قبول ہوں گی۔ اُس نے اپنی بیوی کے لئے بنی اسرائیل کی سب سے خوب صورت عورت بن جانے کی دعا کی، اس کی بیوی بنی اسرائیل کی خوب صورت ترین عورت بن گئی مگر خوب صورتی کے غرور نے بیوی کو شوہر کا نافرمان بنا دیا۔ تنگ آکر بَسُوس نے اسے بھونکنے والی کتیا بن جانے کی بد دعا دی، یہ بھی فوراً قبول ہوئی اور وہ کتیا بن گئی۔ بَسُوس کے بیٹوں نے اپنی ماں کی حالت دیکھ کر باپ سے سفارش کی تو اُس نے دعا کی: الٰہی! اسے پہلے والی شکل و صورت عطا کر دے۔ یہ دعا بھی قبول ہوئی اور اُسے پہلے جیسی صورت عطا کر دی گئی۔ یوں بَسُوس نے لفظوں کا غلط انتخاب کر کے قبولیت سے سرفراز ہونے والی تین دعائیں ضائع کر دیں۔ (تفسیر بغوی، پ۹، الاعراف:۱۷۵، ۲/۱۸۰)

**سوال**: دعا کے کیا آداب ہیں؟

**جواب**: **عُلَمائے کرام** کَثَّرَھُمُ اللہُ السَّلَام نے دعا کے کچھ آداب بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆---باطہارت ہو ☆---قبلہ کی جانِب رُخ ہو ☆---مکمل توجہ کے ساتھ دُعا کرے ☆---دُعا کے اوّل و آخر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود پڑھے ☆---ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھائے اور اپنی دُعا میں مسلمانوں کو بھی شامل کرے ☆---قبولیتِ دعا کے لمحات مثلاً جمعہ کے دن خطبہ کے وقت (افضل یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بغیر ہاتھ اٹھائے، بلا زبان ہلائے دل میں دعا مانگی جائے۔ (نماز کے احکام، ص ۴۱۲ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی) بارش برستے ہوئے، اِفطار کے وقت، رات کے تہائی پہر اور ختمِ قرآن کی مجلس وغیرہ کا لحاظ کرے۔

(روح المعانی، پ۸، الاعراف، تحت الآیۃ:۵۵، ۸/۵۲۷ ملتقطاً)

**سوال:** دعامیں ہاتھ اٹھانے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** **شیخِ طریقت**، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ دعا شروع کروانے سے پہلے ہاتھ اٹھانے کے آداب اس طرح بیان فرماتے ہیں: دعا کے آداب میں سے ہے کہ جب بھی دُعا مانگیں تو نگاہیں نیچی رکھیں ورنہ نظر کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ دعا کے لئے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ (۱) سینے کی سیدھ میں رہیں (۲) یا کندھوں کی سیدھ میں (۳) یا چہرے کی سیدھ میں (۴) یا اتنے بلند ہو جائیں کہ بغل کی سفیدی نظر آجائے، چاروں صورتوں میں ہتھیلیاں آسمان کی طرف پھیلی ہوئی رکھیں کہ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ (فضائل دُعا، ص۶۷، ۷۵ ملخصًا، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

**سوال:** کن باتوں کی دُعا کرنا منع ہے؟

**جواب:** دُعا کرنے والے کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ اللہ کریم کی بارگاہ سے کیا مانگنا ہے اور کس طرح مانگنا ہے؟ بسا اوقات ممنوع و ناجائز چیزوں کی دُعا مانگی جارہی ہوتی ہے اور کبھی دُعا تو جائز چیزوں کے متعلق ہوتی ہے مگر الفاظ ایسے استعمال کئے جاتے ہیں جو اللہ پاک کی شان کے لائق نہیں ہوتے اور کبھی عافیت مانگنے کے بجائے آفت مانگی جارہی ہوتی ہے جیسا کہ نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دُعا مانگنے والے شخص کو یہ کہتے سُنا: ”الٰہی! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں“ فرمایا: ”تُو آفت مانگ رہا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت مانگ۔“ (ترمذی، کتاب الدعوات، باب (ت:...)، ۵/ ۳۱۲، حدیث: ۳۵۳۸)

حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن ادریس شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک بیماری میں یوں دُعا کی: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تیری رضا اسی میں ہے تو اس بیماری میں اضافہ کر دے۔ یہ دُعا سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے استاد حضرت امام مسلم بن خالد زَنجی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اے محمد! رُک جاؤ، اللہ پاک سے صحت کا سوال کرو میں اور تم آزمائش (برداشت کرنے) والے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ (تنبیہ المغترین، ومن اخلاقھم تمنی الموت اذا خافوا الخ، ص۴۵ ملخصاً)

**سوال:** ”تو بخشنے پر آئے تو مشرک بھی بخشا جائے!“ دعا میں یہ کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** دعا میں اللہ پاک کی وسیع رحمت کا تذکرہ کرتے ہوئے بے توجہی کی بنا پر اس طرح کے الفاظ بھی نکل سکتے ہیں: ”**اے اللہ!** تو غفّار ہے، تو رحمٰن ہے، تو رحیم ہے، مولا! **تو بخشنے پر آئے تو کافر و مشرک کو بھی بخش دے**، مولا! ہم

تومسلمان ہیں تیرے محبوب کے اُمَّتی ہیں، مولا! ہمارے گناہ بخش دے" ان الفاظ میں یہ کہنا کہ "**اللہ تعالیٰ بخشنے پر آئے تو کافر و مشرک کو بھی بخش دے**" کلمۂ کُفر ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ جو کفر کی حالت میں مرا، اُس کی بخشش نہ فرمائے گا)۔ "(ایمان کی حفاظت، ص ۷۳) جیسا کہ پارہ ۵ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴۸ میں اِرشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ **ترجمۂ کنز الایمان:** بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

**سوال:** "اے سخی! سخاوت کر دے!" دعامیں یہ کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** اللہ پاک کے لئے "سخی" کا لفظ اِستعمال کرنے کی بجائے "جواد" کا لفظ استعمال کیجیے کہ مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: مُحاوَرۂ عَرَب میں عُموماً "سخی" اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کِھلائے۔ "جواد" وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کِھلائے۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ کو "سخی" نہیں کہا جاتا۔ (مراۃ المناجیح، ۱/۲۲۱) پارہ ۷ سورۃُ الانعام کی آیت نمبر ۱۴ میں اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: وَ هُوَ یُطْعِمُ وَ لَا یُطْعَمُ۔ **ترجمۂ کنز الایمان:** اور وہ کِھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔

**سوال:** "تو ہمیں مت بھول جانا!" دعا میں یہ کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** بعض اوقات دعا کرنے والا جذبات میں ایسے الفاظ کہہ دیتا ہے کہ "**یااللہ! ہم تجھے بھول گئے مگر تُو ہمیں نہ بھول جانا**" یہ جملہ کفریہ ہے اس لئے کہ اللہ پاک بھول جانے سے پاک ہے اور ہر وہ بات جس میں اللہ پاک کی طرف بُھول جانا ثابت کیا جائے خالِص کُفر ہے چُنانچِہ پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۵۲ میں ارشاد ہوتا ہے لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَى ﴿۵۲﴾ **ترجمۂ کنز الایمان:** میرا رب نہ بہکے نہ بُھولے۔

**سوال:** دعا میں "**اے اللہ پاک! تجھے تیرے سرکار کا واسطہ!**" کہنا کیسا ہے؟

**جواب:** دعا میں "اے اللہ پاک! تجھے تیرے سرکار کا واسطہ! تجھے تیرے آقا کا واسطہ!" یوں ہی یہ الفاظ بھی بے توجہی کے سبب زبان پر آسکتے ہیں: "اے اللہ! **اپنے آقا کا** جنت میں پڑوس نصیب فرما۔" وغیرہ نہیں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی سرکار، کوئی آقا نہیں۔ لہٰذا احتیاط کرتے ہوئے ان سب سے بچنا ضروری ہے۔

**سوال**: سلام پھیرنے کے بعد امام کس جانب رخ کر کے بیٹھے ؟

**جواب**: **حضرت** مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ علیہ لکھتے ہیں: حضور صَلَّی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلَّم اکثر (سلام پھیرنے کے بعد) داہنی (یعنی سیدھی) جانب منہ کر کے دعامانگتے تھے۔(مراۃ المناجیح ج۲ص ۱۱۲)

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** زید مجدہ وشرفہ و علمہ و عملہ اپنی مایہ ناز کتاب **"فیضانِ سنّت" جلد۳ کے باب "فیضانِ نماز"** کے صفحہ نمبر ۲۱۳ پر لکھتے ہیں: **اے عاشقانِ رسول!** امام کے لئے سنت یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ جائے یا مقتدیوں کی جانب اپنا رُخ کرلے، البتہ مقتدیوں کی طرف رُخ کرنے کی صورت میں اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ آخری صف تک کوئی بھی اس کے منہ کی سیدھ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔(فیضان نماز ص ۲۱۳)

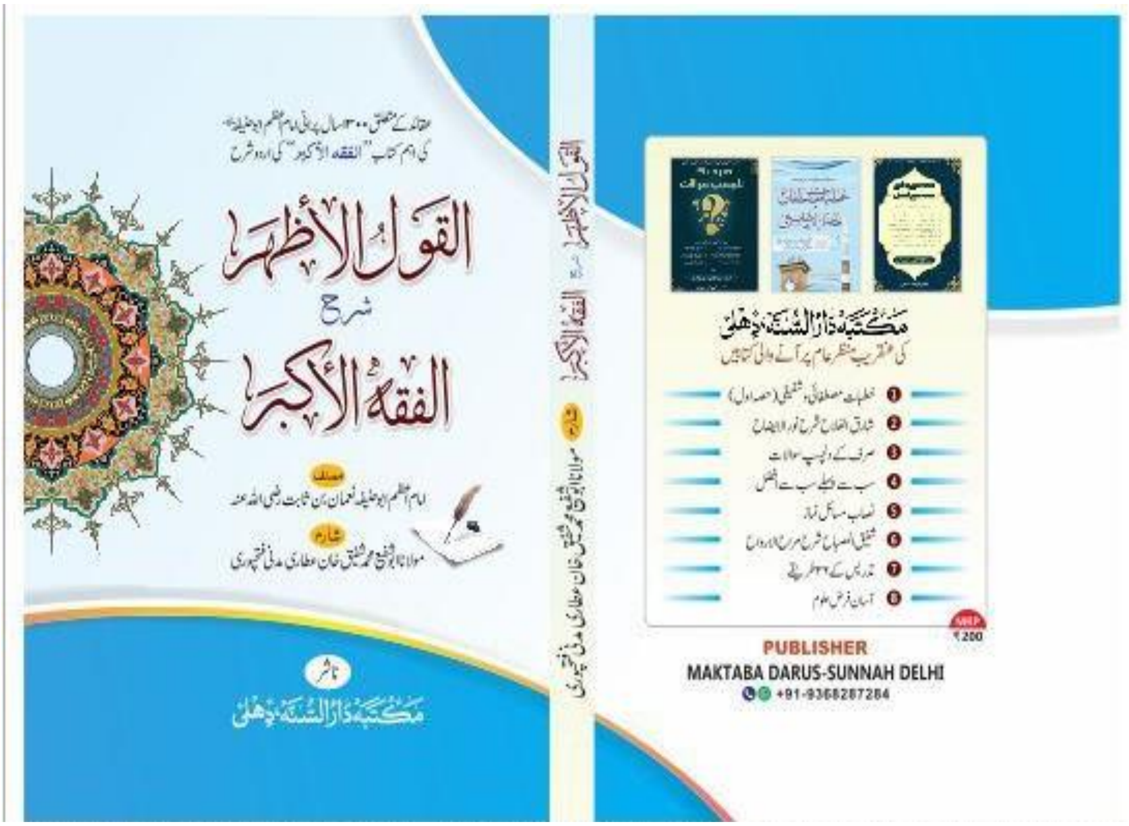

# معذورِ شرعی کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (مُسلِم ص ۲۱۶ حدیث ۴۰۸)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** شرعی معذور کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

**جواب:** قطرہ آنے، پیچھے سے ریح خارج ہونے، زخم بہنے، دکھتی آنکھ سے بوجہ مرض آنسو بہنے، یوں ہی بوجہ مرض کان، ناف، پستان سے پانی نکلنے، پھوڑے یا ناسور سے رطوبت بہنے اور دست آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس طرح کا مرض مسلسل جاری رہے اور شروع سے آخر تک پورا ایک وقت گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ شرعاً معذور ہے۔ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے۔ اس کا وضو اس مرض سے نہیں ٹوٹے گا۔ (نماز کے احکام، ص ۴۳)

اس مسئلے کو مزید آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اس قسم کے مریض اپنے معذور شرعی ہونے یا نہ ہونے کی جانچ اس طرح کریں کہ عذر شروع ہونے کے بعد کسی فرض نماز کو وقت میں پڑھنے کی کوشش کریں کہ وضو کر کے طہارت کے ساتھ کم از کم فرض رکعتیں ادا کی جا سکیں۔ اگر پورے وقت کے دوران بار بار کوشش کے باوجود اتنی مہلت نہیں مل پائی کہ کبھی دوران وضو ہی عذر لاحق ہو جاتا ہے اور کبھی وضو مکمل کر لینے کے بعد نماز ادا کرتے ہوئے حتی کہ آخری وقت آ گیا تو اب انہیں اجازت ہے کہ وضو کر کے اس وقت کی نماز ادا کریں نماز ہو جائے گی۔ اب چاہے دورانِ ادائیگیٔ نماز بیماری کے باعث نجاست بدن سے خارج ہی کیوں نہ ہو رہی ہو۔ فقہائے کرام رحمہ اللہ السلام فرماتے ہیں کسی شخص کی نکسیر پھوٹ گئی یا اس کا زخم بہہ نکلا تو وہ آخری وقت کا انتظار کرے اگر خون منقطع نہ ہو (بلکہ مسلسل یا وقفے وقفے سے جاری رہے) تو وقت نکلنے سے پہلے وضو کر کے نماز ادا کرے۔" (البحر الرائق، ج۱، ص ۳۷۳-۳۷۴)

**سوال:** معذور ہو جانے کے بعد اگلے وقتوں میں کتنی بار وہ عُذر پایا جائے تو معذور رہے گا نیز ایسا معذور شخص کس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھے گا اور کس صورت میں کھڑے ہو کر؟

**جواب**: جب عُذر ثابت ہو گیا تو جب تک نماز کے ایک پورے وقت میں ایک بار بھی وہ چیز پائی جائے معذور ہی رہے گا۔ مثلاً کسی کے زخم سے سارا وقت خون بہتا رہا اور اتنی مہلت ہی نہ ملی کہ وضو کر کے فرض ادا کر لے تو معذور ہو گیا۔ اب دوسرے اوقات میں اتنا موقع مل جاتا ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے مگر ایک آدھ دفعہ زخم سے خون بہہ جاتا ہے تو اب بھی معذور ہے۔ ہاں! اگر پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ایک بار بھی خون نہ بہا تو معذور نہ رہے گا اور پھر جب کبھی پہلی حالت آئی (یعنی سارا وقت مسلسل مرض ہوا) تو پھر معذور ہو جائے گا۔ (نماز کے احکام، ص ۴۴،۴۳)(نیز ایسے شخص کو نماز پڑھنے کے لئے) اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہو جائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے، مثلا کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔ (بہار شریعت، جلد ا، ص ۳۸۷)

**سوال**: کن صورتوں میں معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب**: اس کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو سورج غروب ہوتے ہی وضو جاتا رہا اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائے گا کیونکہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔ فرض نماز کا وقت جاتے ہی معذور کا وضو جاتا رہتا ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہو گا جب معذور کا عُذر دوران وضو یا بعد وضو ظاہر ہو، اگر ایسا نہ ہو اور دوسرا کوئی حدث (یعنی وضو توڑ نے والا معاملہ) بھی لاحق نہ ہو تو فرض نماز کا وقت جانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(۲)۔۔۔ معذور کا وضو اگرچہ اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے مگر دوسری کوئی چیز وضو توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہا مثلاً جس کو ریح خارج ہونے کا مرض ہے، زخم بہنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور جس کو زخم بہنے کا مرض ہے اس کا ریح خارج ہونے سے وضو جاتا رہے گا۔

(۳)۔۔۔ معذور نے کسی حدث (یعنی وضو توڑنے والے عمل) کے بعد وضو کیا اور وضو کرتے وقت وہ چیز نہیں ہے جس کے سبب معذور ہے پھر وضو کے بعد وہ عذر والی چیز پائی گئی تو وضو ٹوٹ گیا (یہ حکم اس صورت میں ہو گا جب معذور نے اپنے عذر کے بجائے کسی دوسرے سبب کی وجہ سے وضو کیا ہو اگر اپنے عذر کی وجہ سے وضو کیا تو بعد وضو عذر

پائے جانے کی صورت میں وضو نہ ٹوٹے گا۔) مثلاً جس کا زخم بہتا تھا اس کی ریح خارج ہوئی اور اس نے وضو کیا اور وضو کرتے وقت زخم نہیں بہا اور وضو کرنے کے بعد بہا تو وضو ٹوٹ گیا۔ ہاں! اگر وضو کے درمیان بہنا جاری تھا تو نہ گیا۔

(۴)۔۔۔معذور کے ایک نتھنے سے خون آرہا تھا، وضو کے بعد دوسرے نتھنے سے آیا وضو جاتا رہا، یا ایک زخم بہہ رہا تھا اب دوسرا بہا یہاں تک کہ چیچک کے ایک دانے سے پانی آرہا تھا جس کے سبب معذور تھا اب دوسرے دانے سے آیا وضو ٹوٹ گیا۔

**سوال**: اگر معذور کے عذر کی وجہ سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہوں تو انہیں پاک کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: معذور کو ایسا عُذر ہو کہ جس کے سبب کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں تو اگر ایک درہم سے زیادہ ناپاک ہو گئے اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو پاک کر کے نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی ناپاک ہو جائے گا تو اب دھونا ضروری نہیں۔ اسی سے پڑھے اگرچہ مصلیٰ بھی آلودہ ہو جائے تب بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔

**نوٹ**: (معذور کے وضو کے تفصیلی مسائل "فتاویٰ رضویہ مخرجہ جلد ۴ ص ۳۶۷ تا ۳۷۵" اور "بہار شریعت، جلد ۱، ص ۳۸۵ تا ۳۸۷" سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔)

# جماعت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جس نے دُنیا میں مجھ پر زیادہ دُرُودِ پاک پڑھے ہوں گے۔ (ترمِذی ج ۲ ص ۲۷ حدیث ۴۸۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** پانچوں فرض نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** عاقِل، بالغ، آزاد، قادر پر جماعت واجب ہے، بلاعذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ (''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبرٰی، ج۲، ص۳۴۰) (''غنیۃ المتملی''، فصل فی الإمامۃ وفیھا مباحث، ص۵۰۸)

**سوال:** جمعہ، عیدین، تراویح، وتر اور سورج گہن کی نماز کی جماعت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سُنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کرلی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، سورج گہن میں جماعت سنت ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر فی الصلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۵۲)

**سوال:** نفل کی جماعت کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** نوافل کی جماعت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: نوافل میں ہمارے ائمہ کا مذہب معلوم و مشہور ہے جو کہ مذہب کی عام کتابوں میں مذکور ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں اور تداعی کے ساتھ مکروہ۔ اور تداعی ایک دوسرے کو بلانا، جمع کرنا ہے۔ امام کے سوا دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ مقتدیوں میں بالاجماع مکروہ، تین اور چار میں اختلاف، اور اصح یہ کہ تین میں کراہت نہیں۔ اور اظہر یہ ہے کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے یعنی خلافِ اولٰی نہ کہ تحریمی کہ گناہ و ممنوع ہو۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۴۳۰۔۴۳۱)

**سوال:** مسجد میں جماعتِ ثانی یعنی دوسری جماعت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: مسجدِ محلہ میں جس کے لئے امام مقرر ہو، امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیئت اُولی پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعتِ ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعتِ ثانیہ نہ ہوگی۔ہیئت بدلنے کے لئے امام کا محراب سے دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے، شارع عام (یعنی راستوں) کی مسجد جس میں لوگ جوق در جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یونہی اسٹیشن و سرائے کی مسجدیں۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، ج۲، ص ۳۴۲۔۳۴۴)

**سوال**: ترکِ جماعت کے کون کون سے اعذار ہیں؟

**جواب**: ترکِ جماعت کے درج ذیل اعذار ہیں:

**(۱)**۔۔۔ مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقّت ہو۔ **(۲)**۔۔۔ اپاہج۔ **(۳)**۔۔۔ جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔ **(۴)**۔۔۔ جس پر فالج گرا ہو۔ **(۵)**۔۔۔ اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔ **(۶)**۔۔۔ اندھا اگرچہ اندھے کے لئے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔ **(۷)**۔۔۔ سخت بارش اور **(۸)**۔۔۔ شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔ **(۹)**۔۔۔ سخت سردی۔ **(۱۰)**۔۔۔ سخت تاریکی۔ **(۱۱)**۔۔۔ آندھی۔ **(۱۲)**۔۔۔ مال یا کھانے کے تلف (یعنی ضائع) ہونے کا اندیشہ ہو۔ **(۱۳)**۔۔۔ قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔ **(۱۴)**۔۔۔ ظالم کا خوف۔ **(۱۵)**۔۔۔ پاخانہ۔ **(۱۶)**۔۔۔ پیشاب۔ **(۱۷)**۔۔۔ ریاح کی حاجت شدید ہے۔ **(۱۸)**۔۔۔ کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔ **(۱۹)**۔۔۔ قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔ **(۲۰)**۔۔۔ مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لئے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترکِ جماعت کے لئے عذر ہیں۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص ۳۴۷۔۳۴۹)

**سوال**: کیا عورتوں پر بھی جماعت واجب ہے؟

**جواب:** عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۴۷۔۳۶۷)

**سوال:** امام کے پیچھے ایک مقتدی ہے تو کہاں کھڑا ہو؟ ایسے ہی دو ہوں یا دو سے زیادہ ہوں تو کہاں کھڑے ہوں؟

**جواب:** اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کی برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو سے زائد کا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔
(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۷۰)

**سوال:** امام کے برابر کھڑے ہونے سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** امام کے برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گِٹا اُس کے گِٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں، تو اگر امام کے برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہٰذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے، مگر پاؤں کا گِٹا امام کے گِٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں۔ یونہی اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ اُنگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں، جب کہ گِٹا آگے نہ ہو۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: إذا صلی الشافعي...إلخ، ج۲، ص۳۶۸)

**سوال:** ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا ایک اور آگیا تو کیا کرے؟

**جواب:** ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھینچا، خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں، جو ہو سکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا، اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لئے ہو، کچھ حرج نہیں۔
(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: هل الاساءة...إلخ، ج۲، ص۳۷۰)

**سوال:** صفوں کی ترتیب کیا ہونی چاہئے؟

**جواب:** مرد اور بچے اور خنثیٰ (ہیجڑا) اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۷۷)

**سوال:** صفیں بنانے میں کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

**جواب:** فتاوی رضویہ میں ہے صفیں بنانے میں چار چیزوں کا خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے:

**(۱)۔۔۔** "تَسْوِیَہ" (یعنی صف کا سیدھا ہونا) کہ صف برابر (یعنی سیدھی) ہو، خم (یعنی ترچھی) نہ ہو، کج (یعنی ٹیڑھی) نہ ہو، مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں، سب کی گردنیں، شانے (یعنی کندھے) ٹخنے آپس میں محاذِی (یعنی سیدھ میں) ایک خطِّ مستقیم (یعنی سیدھی لکیر) پر واقع ہوں۔

**(۲)۔۔۔** "اِتْمام" (یعنی اگلی صف کا دونوں کونوں تک پورا ہونا) کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری (شروع) نہ کریں،

**(۳)۔۔۔** "تَرَاص" "یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانے سے شانے چھلے (یعنی کندھے سے کندھا رگڑ کھائے)، **اللہ** پاک فرماتا ہے: صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ(۴) (پ۲۸، الصف:۴) ترجمہ: "ایسی صف کہ گویا وہ دیوار ہے رانگا (یعنی سیسہ) پلائی ہوئی۔"

**(۴)۔۔۔** "تقارُب" "کہ صفیں پاس پاس ہوں۔ (فتاوٰی رضویہ ج۷ ص۲۱۹تا۲۲۳)

**سوال:** اگر صف بنانے میں ان باتوں کا اہتمام نہ کیا جائے تو کیا نقصان ہے؟

**جواب:** ان باتوں کا اہتمام نہ کرنے کے نقصان کو بیان کرتے ہوئے حضرت سیِّدُنا ابو مسعود اَنصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگوں نے صفیں سیدھی کرنے کا اہتمام چھوڑ دیا، اس لئے تم میں آپس کے جھگڑے اور اختلافات پیدا ہو گئے۔ (مراٰۃ المناجیح ج۲ ص۱۸۳)

آج کل شاید ہی کہیں صفیں دُرست ہوتی ہوں، عُموماً ہر جگہ صفوں میں بے ترتیبی پائی جاتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ آپس میں لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں بلکہ اکثر گھر گویا میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں! براہِ کرم! اپنے حال پر رَحم کیجئے! اور صفوں کی دُرستی کا خوب اہتمام فرمائیے۔

**سوال**: جماعت میں کھڑے ہونے کی سب سے افضل جگہ کون سی ہے؟

**جواب**: مردوں کی پہلی صف جو امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مقتدی کے لئے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور دونوں طرف برابر ہوں، تو دہنی طرف افضل ہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹)

**سوال**: پہلی صف میں جگہ خالی ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو؟

**جواب**: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے لئے حدیث میں فرمایا: کہ "جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔"

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹) ('' مجمع الزوائد ''، کتاب الصلاۃ، باب صلۃ الصفوف سدّ الفرج، الحدیث: ۲۵۰۳، ج۲، ص۲۵۱)

یہ حکم وہاں ہے، جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔ اور آج کل مسائل نہ معلوم ہونے کی وجہ سے لوگ نماز ہی توڑ کر جانے والے سے لڑائی کر بیٹھیں گے، لہذا جہاں جگہ پائے کھڑا ہو جائے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۷)

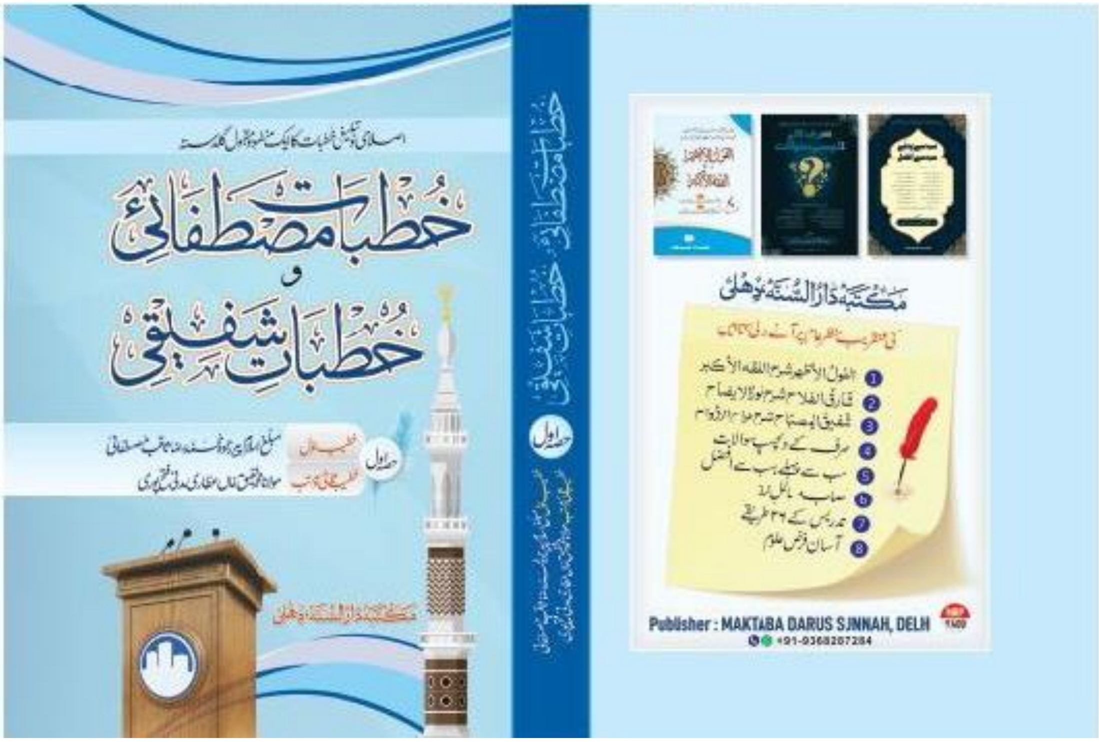

# فرضوں کی جماعت پانے کابیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔(ترمذی ج۲ص۲۸ حدیث ۴۸۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی (یعنی ابھی پہلی رکعت میں ہے) کہ جماعت قائم ہو گئی تو کیا کرے؟

**جواب**: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ (''تنویر الأبصار'' و''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۷۔۶۱۰)

**سوال**: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہو گئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب ان دو نمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہو سکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر في إدراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۱۹)

**سوال**: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو اب کیا کرے؟

**جواب**: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں، پھر جماعت میں شامل ہو جائے۔
(''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۰)

**سوال**: اور اگر دو پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اور اگر دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔ (''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۰)

**سوال**: اور اگر تین پڑھ لی پھر جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اور اگر تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہو گا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ باطلۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۰)

**سوال:** جماعت قائم ہونے سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مُراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کرے گا اگرچہ پہلی رکعت کا ابھی تک سجدہ نہ کیا ہو۔ جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۸) (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۸

**سوال:** نفل شروع کیا تھا اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** نفل شروع کیا تھا اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کر لے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے۔

(''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: صلاۃ رکعۃ واحدۃ...إلخ، ج۲، ص۶۱۱)

**سوال:** جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو کیا کرے؟

**جواب:** جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔

(''تنویر الأبصار'' و''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۱۱)

**سوال:** سنت یا قضا نماز شروع کی اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** سنت یا قضا نماز شروع کی اور فرض نماز کی جماعت قائم ہوئی تو پوری کر کے شامل ہو۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۶)

**سوال:** نماز کیسے توڑے گا؟

**جواب:** نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی حاجت نہیں، کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراک الفریضة، ج۱، ص۱۱۹)

# اقتداء کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔ (ابنِ ماجہ ج ۱ ص ۴۹۰ حدیث ۹۰۷)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: اقتداء صحیح ہونے کے لئے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب**: اقتداء صحیح ہونے کے لئے 13 شرائط ہیں:

**(۱)۔۔۔ نیتِ اقتدا:** یعنی امام کی اقتدا کی نیّت کرنا۔

**(۲)۔۔۔ نیتِ اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا:** یعنی نیت کرتے ہی تکبیرِ تحریمہ کہہ لی جائے یا تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کی ہو پھر تکبیر تحریمہ کہی، بشرطیکہ پہلے نیت ہونے کی صورت میں کوئی اجنبی کام نیت و تحریمہ میں جدائی ڈالنے والا نہ ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ نیت کرلی پھر کوئی اور کام مثلاً کھانا کھالیا اور اب دوبارہ نئی نیت نہیں کی بلکہ اسی نیت پر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کردی ایسی صورت میں اقتداء درست نہیں ہوگی۔

**(۳)۔۔۔ امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا:** (یعنی) امام یا مقتدی میں سے کوئی ایک سوار ہو تو دوسرا پیدل نہ ہو۔ () ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ ھل یسقط... إلخ، ج ۲، ص ۳۹۵

**(۴)۔۔۔ دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نمازِ مقتدی کو متضمن ہو:** یعنی اگر امام نفل پڑھ رہا ہے اور مقتدی بھی نفل تو ایک ہی نماز ہوگی اگر امام نفل پڑھ رہا ہے اور مقتدی فرض تو اقتداء درست نہیں ہوگی۔ ہاں! اگر امام کی نماز مقتدی کی نماز کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہو تو اقتداء درست ہوگی جیسے امام فرض پڑھ رہا ہو اور مقتدی نفل کی نیت کر لے تو اقتداء درست ہو جائے گی کیونکہ فرض کے اندر نفل موجود ہے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸۶)

**(۵)۔۔۔ امام کی نماز کا مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا:**

**(۶)۔۔۔ امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا:** یعنی امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو تو جب بھی اقتداء صحیح نہ ہوئی مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کئے امامت کی، حنفی اس کی اقتداء نہیں کر سکتا اگر کرے گا نماز باطل ہو گی اور اگر امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اس کی اقتداء صحیح نہیں ہے جبکہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت یا عضوِ تناسل چھونے کے بعد بغیر وضو کئے بھول کر امامت کی حنفی اس کی اقتداء کر سکتا ہے اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: شروط الإمامۃ الکبری، ج۲، ص۳۳۹) اور اگر شافعی امام عورت کو چھونے کے بعد جان بوجھ کر نماز پڑھائی تو حنفی مقتدی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا کہ امام کے مذہب پر نماز صحیح نہیں۔

**(۷)۔۔۔ شرائط کی موجودگی میں عورت کا محاذی (یعنی برابر) نہ ہونا:** یعنی عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا اس وقت مرد کے لئے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹)

**(۸)۔۔۔ مقتدی کا امام سے مقدم (یعنی آگے) نہ ہونا:** یعنی اگر امام کے برابر کھڑا ہو تو یہ ضروری ہے کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گٹا (یعنی ایڑی) امام کے گٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں۔

**(۹)۔۔۔ امام کے انتقالات کا علم ہونا:** یعنی امام اِس وقت رکوع میں ہے یا سجدہ میں اس کا علم ہونا ضروری ہے خواہ یہ علم امام کی آواز سن کر ہو یا مکبر کی آواز سے۔

**(۱۰)۔۔۔ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہونا:** یعنی امام اگرچہ مسافر ہی کیوں نہ ہو اس کی اقتداء درست ہو جائے گی جبکہ اس امام کا مسافر یا مقیم ہونے کا علم ہو۔

(یہ حقیقۃً صحتِ اقتداء کی شرط نہیں بلکہ حکمِ صحتِ اقتداء کے لئے شرط ہے لہٰذا بعدِ نماز اگر حال معلوم ہو جائے نماز صحیح ہو گئی۔)

**(۱۱)۔۔۔ارکان کی ادا میں شریک ہونا:** یعنی جب امام قیام کرے تو مقتدی بھی قیام میں ہو اس کے بعد رکوع سجود وغیرہ میں شامل رہے۔ امام سے پہلے رکوع وسجود وغیرہ ارکان ادا نہ کرے۔

**(۱۲)۔۔۔ارکان کی ادا میں مقتدی کا امام کے مثل ہونا یا کم ہونا:** یعنی اگر مقتدی رکوع وسجود پر قادر ہے تو امام بھی رکوع وسجود پر قادر ہو، اگر امام رکوع وسجود سے عاجز ہے یعنی کھڑے یا بیٹھے رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو تو اس کے پیچھے اس کی نماز نہیں ہوگی جو رکوع وسجود پر قادر ہے، ہاں! اگر مقتدی بھی رکوع وسجود سے عاجز ہے تو ہو جائے گی۔

("الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ...إلخ، ج۲، ص۳۹۱)

**(۱۳)۔۔۔یونہی شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا:** یعنی نماز کی شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا مثلاً مقتدی کا ستر چھپا ہو اور امام کا ستر کھلا ہو تو ستر چھپانے والے مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت، ج۱، ص ۵۶۲ تا ۵۶۷، ماخوذاً)

**سوال:** اقتدا کی ایک شرط "مکان کا ایک ہونا ہے" اس کی کیا وضاحت ہے؟

**جواب:** بہارِ شریعت ج۱، ص ۵۶۳ میں ہے: "امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ نہ ہو کہ جس میں ایک بیل گاڑی گزر سکے"۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الواجب کفایۃ ھل یسقط...إلخ، ج۲، ص ۳۹۵

بیل گاڑی والا حکم میدان کے بارے میں ہے اور رہا مسجد کے بارے میں تو بہارِ شریعت ج۱، ص ۵۶۴ میں ہے: "جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد (یعنی مسجد کے آخر) میں اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اور بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اس مکان کو بڑا کہیں گے، جو چالیس ہاتھ ہو۔

("ردالمحتار" کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: الکافي للحاکم...إلخ، ج۲، ص ۴۰۱)

مسجدِ عید گاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں ہو مانع اقتدا نہیں، اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامۃ، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۷)(بہارِ شریعت ج۱، ص ۵۶۳-۵۶۵)

**سوال:** حنفی مقتدی شافعی کی اقتداء کب کر سکتا ہے؟

**جواب:** شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کر سکتے ہیں، جب وہ مسائلِ طہارت و نماز میں ہمارے فرائضِ مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفیہ کے طور پر غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز اس قسم کی ہو کہ ہم اُسے فاسد کہیں پھر بھی حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر معلوم نہ ہو

کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے، نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ اور اگر معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت نہیں کی ہے، تو باطل محض ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص ۸۴)

**سوال:** عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی، اس کے لئے کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں؟

**جواب:** عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔ اس کے لئے چند شرطیں ہیں:

**(۱)۔۔۔ عورت مشتہاۃ ہو** یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگرچہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثّہ (یعنی بدن) اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتہاۃ ہے، وہ عورت اگرچہ اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

**(۲)۔۔۔ کوئی چیز اُنگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو**، نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے، نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی (یعنی برابر) نہ ہو۔

**(۳)۔۔۔ رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو**، اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

**(۴)۔۔۔ وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو** یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی، بلکہ مکروہ ہوگی۔

**(۵)۔۔۔ ادا میں مشترک ہو** کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں، حقیقۃً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے، نہ حقیقۃً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے۔

**(۶)۔۔۔ دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں** اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا منہ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ کے اندر پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی۔

**(۷)۔۔۔ عورت عاقلہ ہو**، مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

**(۸)۔۔۔ امام نے اِمامت زناں (یعنی عورتوں کی امامت) کی نیّت کر لی ہو،** اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر اِمامت زَناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں۔

**(۹)۔۔۔اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے** یعنی بقدر تین تسبیح کے۔

**(۱۰)۔۔۔دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں۔**

**(۱۱)۔۔۔مرد عاقل و بالغ ہو۔** (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۹)

**سوال:** عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو کتنے مردوں کی نماز ٹوٹے گی؟

**جواب:** ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی نماز جاتی رہے گی، دو دہنے بائیں اور ایک پیچھے والے کی۔ اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، دو دہنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دو دہنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں مردوں کی ہیں، ان سب کی نماز نہ ہوگی۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی الکلام علی الصّف الأوّل، ج۲، ص۳۸۰)

**سوال:** مقتدی کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** مقتدی کی چار قسمیں ہیں: **(۱)۔۔۔** مدرک۔ **(۲)۔۔۔** لاحق۔ **(۳)۔۔۔** مسبوق۔ **(۴)۔۔۔** لاحق مسبوق۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۸)

**سوال:** مدرک کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** مدرک اس نمازی کو کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی احکام المسبوق...إلخ، ج۲، ص۴۱۴)

**سوال:** لاحق کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** لاحق وہ مقتدی ہے جو امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعدِ اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں، جیسے نماز میں اسے حَدَث ہو گیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۸)

**سوال:** مسبوق کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** مسبوق وہ مقتدی ہے جو امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

(بہارِ شریعت ج۱، ص۳۸۸)

**سوال**: لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: لاحق مسبوق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی احکام المسبوق...إلخ، ج۲، ص۴۱۴)

**سوال**: لاحق کس طرح نماز پڑھے گا؟

**جواب**: لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کرے گا، نہ سہو سے سجدۂ سہو کرے گا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیتِ اقامت سے اس کا فرض متغیر نہ ہو گا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہو گا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا، تو امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہو گا، بلکہ جہاں سے باقی ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہو لیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہو گئی، مگر گنہگار ہوا۔

اسی طرح اگر تیسری رکعت میں سو گیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلا قراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہولے، ورنہ اُسے بھی بلا قراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی، پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہو گئی اور گنہگار ہوا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو اتی بالرکوع...إلخ، ج۲، ص۴۱۶)

**سوال**: مسبوق کے احکام کیا ہیں؟

**جواب**: مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کرے گا اور اس میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کرے گا۔

مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کر رہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو اتی بالرکوع...إلخ، ج۲، ص۴۱۶۔۴۱۷)

**سوال**: مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعت کیسے ادا کرے گا؟

**جواب**: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حق تشہد (یعنی رکعت کی تعداد) میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جو اب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ و سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کر دے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۱۸)

**سوال**: مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہئے، نماز فاسد ہو گئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔ ("الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب فیما لو اتی بالرکوع...إلخ، ج۲، ص۴۲۲)

**سوال**: لاحق مسبوق کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سو تارہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ قراءت کے ساتھ پڑھے۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۱۶)

**سوال**: وہ کون سی چیزیں ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے؟

**جواب**: پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے:

(۱)۔۔۔ تکبیرات عیدین۔ (۲)۔۔۔ قعدۂ اُولیٰ۔ (۳)۔۔۔ سجدۂ تلاوت۔ (۴)۔۔۔ سجدۂ سہو۔

(۵)۔۔۔ قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔

مگر امام قعدۂ اُولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں امام کی متابعت نہ کرے بلکہ اسے بتائے، تاکہ وہ واپس آئے، اگر واپس آگیا تو ٹھیک اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی، بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰)

**سوال**: وہ کون سی چیزیں ہیں کہ امام کرے تو مقتدی ساتھ نہ دے؟

**جواب**: وہ چار چیزیں ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دے:

(۱)۔۔۔ نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔ (۲)۔۔۔ تکبیراتِ عیدین میں اقوالِ صحابہ پر زیادتی کی۔ (۳)۔۔۔ جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔ (۴)۔۔۔ پانچویں رکعت کے لئے بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر اس صورت میں اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰)

**سوال**: وہ کون سی چیزیں ہیں کہ امام نہ کرے تو مقتدی پھر بھی کرے؟

**جواب**: وہ نو چیزیں ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے، بلکہ بجالائے:

(۱)۔۔۔ تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اُٹھانا۔ (۲)۔۔۔ ثنا پڑھنا، جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔ (۳)۔۔۔ رکوع۔ (۴)۔۔۔ سجود کی تکبیرات و (۵)۔۔۔ تسبیحات۔ (۶)۔۔۔ تسمیع۔ (۷)۔۔۔ تشہد پڑھنا۔ (۸)۔۔۔ سلام پھیرنا۔ (۹)۔۔۔ تکبیرات تشریق۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰)

**سوال**: اگر مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ میں چلا گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا، مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰)

# بنا کرنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

فَرمانِ مُصطَفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھ سے عرض کی کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے محمد! کیا تم اِس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا اُمّتی تم پر ایک سلام بھیجے، میں اُس پر دس سلام بھیجوں؟" (نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** دورانِ نماز کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** نماز میں جس کا وضو جاتا رہے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ نئے سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ("البحرالرائق"، کتاب الصلاۃ، باب الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۶۴۲۔ ۶۵۳)

**سوال:** نماز کے جس رکن میں وضو ٹوٹا کیا اس رکن کو پھر سے ادا کرنا ہو گا یا نہیں؟

**جواب:** جی ہاں! جس رکن میں حَدَث واقع ہو (یعنی وضو ٹوٹا) اُس کا اعادہ (یعنی پھر سے ادا) کرے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۳)

**سوال:** بنا کرنے کے لئے کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں؟

**جواب:** بنا کے لئے ۱۳ شرطیں ہیں، اگر ان میں سے ایک شرط بھی معدوم ہو (یعنی نہ پائی گئی) بنا جائز نہیں:

**(۱)۔۔۔** حدث مُوجبِ وُضو ہو: یعنی وضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی ہو، نماز میں موجب غسل پایا گیا، مثلاً تفکر وغیرہ سے انزال ہو گیا تو بنا نہیں ہو سکتی، نئے سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۳)

**(۲)۔۔۔** اُس کا وجود نادر نہ ہو: اگر وہ حدث نادرالوجود (یعنی کبھی کبھار) ہو، جیسے قہقہہ و بے ہوشی و جنون، تو بنا نہیں کر سکتا۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج ۱، ص ۹۳، ۹۴)

**(۳)۔۔۔** وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب: اگر وہ حدث سماوی نہ ہو، خواہ اس مُصلّی کی طرف سے ہو کہ قصداً اس نے اپنا وضو توڑ دیا (مثلاً بھر منہ قے کر دی یا نکسیر توڑ دی یا پھڑیا دبا دی کہ اس سے

مواد بہایا گھٹنے میں پُھڑیا تھی اور سجدہ میں گھٹنوں پر زور دیا کہ بہہ گئی) خواہ دوسرے کی طرف سے ہو، مثلاً کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا دبادی اور خون بہہ گیا یا چھت سے اس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا، وہ پتھر خود بخود گرا یا کسی کے چلنے سے، تو ان سب صورتوں میں نئے سرے سے پڑھے، بنا نہیں کر سکتا۔ یونہی اگر درخت سے پھل گرا جس سے یہ زخمی ہو گیا اور خون بہا یا پاؤں میں کانٹا چُبھا یا سجدہ میں پیشانی میں چُبھا اور خون بہا یا بھڑ نے کاٹا اور خون بہا، تو بنا نہیں ہو سکتی۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۴)

**(۴)**۔۔۔ وہ حدث اس کے بدن سے ہو: اگر کسی نے اس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اس کا بدن یا کپڑا ایک درہم سے زیادہ نجس ہو گیا، تو اُسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کر سکتا اور اگر اُسی حدث کے سبب نجس ہوا تو بنا کر سکتا ہے اور اگر خارج و حدث دونوں سے ہے، تو بنا نہیں ہو سکتی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج۱، ص۹۵)

**(۵)**۔۔۔ اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا اور بہ نیت ادائے رکن سر اُٹھایا یعنی رکوع سے سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سجدہ سے اَللہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے اُٹھا، یا وضو کے لئے جانے یا واپسی میں قراءت کی، نماز فاسد ہو گئی بنا نہیں کر سکتا، سُبْحَانَ اللہِ یا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ کہا، تو بنا کرنے میں حرج نہیں۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج۱، ص۹۴)

**(۶)**۔۔۔ نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو: حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے، اسے چھوڑ کر دور جگہ گیا بنا نہیں کر سکتا، یونہی بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا، تو بنا نہیں ہو سکتی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب السادس فی الحدث فی الصلاۃ، ج۱، ص۹۴)

**(۷)**۔۔۔ نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔

**(۸)**۔۔۔ کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔

**(۹)**۔۔۔ کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔

**(۱۰)**۔۔۔ اس حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔

**(۱۱)**۔۔۔ حدث کے بعد صاحبِ ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔

**(۱۲)**۔۔۔ مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔

**(۱۳)**۔۔۔ امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۲)

# نماز و امامت کے کچھ ضروری مسائل کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے اور دس دَرَجات بُلند فرماتا ہے۔ (نَسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** جو امام داڑھی منڈاتا ہو یا کترواکر ایک مٹھی سے کم کرواتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** داڑھی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اور ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بہت پیاری سنّت ہے۔ داڑھی منڈوانا اور ایک مٹھی سے گھٹانا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے:

”عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ أَوْفِرُوا اللِّحٰی وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنْہِکُوا الشَّوَارِبَ واعفُوا اللِّحٰی“۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کہا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کتراؤ اور ایک روایت میں ہے مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

(”صحیح البخاری“، کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار، الحدیث: ۵۸۹۳، ج۴، ص ۷۵، ”صحیح مسلم“، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، الحدیث: ۵۴۔ (۲۵۹) ص ۱۵۴)

لہٰذا داڑھی منڈانا یا کترواکر حدِ شرع یعنی ایک مشت سے کم کرانا ناجائز و حرام ہے چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول، ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ: داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے کہ ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا، حالانکہ نماز عید واجب ہے۔ (”اشعۃ اللمعات“، کتاب الطہارۃ، باب السواک، الفصل الأول، ج۱، ص ۲۲۸)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: داڑھی منڈانا اور کترواکر حدِ شرع سے کم کرانا دونوں حرام و فسق ہیں اور اس کا فسق بالاعلان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی (یعنی ظاہر و واضح) قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے اور فاسق معلن کی امامت ممنوع و گناہ ہے۔(فتاوی رضویہ ج۶،ص ۵۰۵)

مزید فرماتے ہیں: "داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب"۔(فتاوی رضویہ ج۶،ص ۶۰۳)

**سوال:** داڑھی رکھنے کا کیا فائدہ ہے؟

**جواب:** مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں : داڑھی کے بہت فائدے ہیں سب سے پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ داڑھی مرد کے چہرے کی زینت ہے اور منہ کا نور جیسے عورت کے لئے سر کے بال یا انسان کے لئے آنکھوں کی پلک اور بھویں زینت ہیں اسی طرح مرد کے لئے داڑھی۔ اگر عورت اپنے سر کے بال منڈادے تو بری معلوم ہوگی یا کوئی آدمی اپنی بھویں اور پلکیں صاف کرادے وہ بُرا معلوم ہوگا۔ اسی طرح مرد داڑھی منڈانے سے بُرا معلوم ہوتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: داڑھی مرد کو بہت سے گناہوں سے روکتی ہے کیونکہ داڑھی سے مرد پر بزرگی آجاتی ہے اس کو بُرے کام کرتے ہوئے یہ غیرت ہوتی ہے کہ اگر کوئی دیکھ لے گا تو کہے گا کہ ایسی داڑھی اور تیرے ایسے کام۔ داڑھی کی بھی تجھ کو لاج نہ آئی اس خیال سے وہ بہت سی بے حیائی کی باتوں اور کھلم کھلا بُرے کام سے بچ جاتا ہے۔(اسلامی زندگی، ص ۹۲ ملخصاً)

**سوال:** چہرے کے کون سے بال داڑھی میں شمار ہوتے ہیں؟

**جواب:** اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: داڑھی تین جگہوں پر:

(۱)۔۔۔ قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، (۲)۔۔۔ جبڑوں، (۳)۔۔۔ ٹھوڑی پر جمتی ہے۔ اور عَرضاً اس کا بالائی حِصّہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارِج ہیں، یوں ہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخِل نہیں یہ بال قدرتی طور پر مُوئے رِیش (یعنی داڑھی کے بالوں) سے جُدا و مُمتاز ہوتے ہیں اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک

مخروطی شکل پر جانبِ ذقن (یعنی ٹھوڑی کی طرف) جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جُدا ہوتے ہیں نہ ان میں مُوئے مَحاسِن (یعنی داڑھی کے بالوں) کے مِثل قوّتِ نامِیہ (یعنی بڑھنے کی قوّت) ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پَرورش باعثِ تشویہ ُخَلق وتَقْبِیحِ صورت (یعنی مخلوق کی تشویش اور چہرے کی بد صورتی کا سبب) ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۲/۵۹۶)

**سوال:** بچی کو منڈانا کیسا ہے؟ نیز اس کے ارد گرد کے بالوں کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** بچی اور اس کے اغل بغل کے بال داڑھی میں شامل ہیں ان کا منڈانا داڑھی کا منڈانا ہے۔ امام اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

"یہ بال بداہۃ سلسلہ ریش (یعنی داڑھی) میں واقع ہیں کہ اس سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتے تو انہیں داڑھی سے جدا ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ وسط میں جو بال ذرا سے چھوڑے جاتے ہیں جنہیں عربی میں عنفقۃ اور ہندی میں بچی کہتے ہیں۔ داخل ریش (یعنی داڑھی میں داخل) ہیں جیسا کہ امام بدرالدین عینی نے اس کی تصریح فرمائی اور ان سے سیرت شامیہ میں نقل کیا گیا۔ اور بچی کے دونوں طرف کے بال جنہیں عربی میں فنیکین ہندی میں کوٹھے کہتے ہیں کیونکر داڑھی سے خارج ہوسکتے ہیں داڑھی کے باب میں حکم احکم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم " أَوْفِرُوا اللِّحَی واعفُوا اللِّحَی "ترجمہ: داڑھیاں بڑھاؤ اور زیادہ کرو) ہے تو اس کے کسی جز کا مونڈنا جائز نہیں۔

( صحیح البخاری کتاب اللباس باب اعفاء اللحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۷۵)

لاجرم (یعنی یقیناً) علماء نے تصریح فرمائی کہ کوٹھوں کا نتف (یعنی اکھیڑنا) بدعت ہے اور کوٹھے بچی کے دونوں جانب کے بال ہیں اور بچی لب کے نیچے کے بال ہیں، ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی عدالت میں (کسی معاملے میں) گواہی دی اور وہ شخص دونوں کوٹھوں کے بال اکھاڑنے والا تھا آپ نے اس کی گواہی رد کردی۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲، ص ۵۹۷)

**سوال:** اگر سارے داڑھی منڈے جمع ہوں تو کیا ایک کو امام بنا سکتے ہیں؟

**جواب:** اگر سارے داڑھی منڈے جمع ہوں تو اکیلے اکیلے نماز پڑھیں گے، کہ ایک داڑھی منڈے کو امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوگی اور اس کو دوہرانا واجب ہے۔ امام اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرحمن فرماتے ہیں: ”جب مبتدع (یعنی بد عتی) یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تقدیم بکراہتِ تحریم اور واجب و مکروہ تحریم دونوں ایک مرتبہ میں ہیں، مفاسد کا دُور کرنا مصالح کے حصول سے اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ ہاں! اگر جمعہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جمعہ پڑھیں کہ وُہ فرض ہے اور فرض اہم“۔ (الاشباہ والنظائر الخامسۃ درء المفاسد اولی من جلب المصالح مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۱/۱۲۵) (فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۴۳۳)

فتاوی فیض الرسول میں ہے: ”داڑھی منڈانے والے فاسقِ مُعلِن کے پیچھے داڑھی منڈانے والوں کی نفسِ نماز (یعنی فرض) تو ہو جائے گی مگر پڑھنے والے گنہگار ہوں گے اور نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی، لہذا واجب (یعنی جماعت سے نماز پڑھنے) کے لئے مکروہِ تحریمی کا ارتکاب نہ کیا جائے کہ مکروہِ تحریمی سے بچنا واجب پر عمل کرنے سے اہم و افضل ہے“۔ (فتاوی فیض الرسول ج ۱، ص ۲۵۹)

**سوال**: کالا خضاب لگانے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: کالا خضاب لگانا حرام ہے اور لگانے والے کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے اور اگر پڑھی ہو تو اس کا لوٹانا واجب ہے۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے۔“

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ، المنھی عن الخضاب بالسواد، الحدیث: ۵۰۸۵، ص ۸۱۲)

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں ایک شخص نے نکاح کیا وہ سیاہ خضاب لگاتا تھا۔ جب خضاب اُترا تو بڑھاپا ظاہر ہو گیا عورت کے گھر والوں نے معاملہ عدالتِ فاروقی میں پیش کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا نکاح فسخ کر دیا اور اسے خوب مارا اور فرمایا: ”تو نے ان لوگوں کو جوانی کے ساتھ دھوکا دیا اور بڑھاپے کو چھپایا۔“ منقول ہے کہ سیاہ خضاب سب سے پہلے فرعون ملعون نے لگایا۔

(قوت القلوب، الفصل السادس والثلاثون فی فضائل اھل السنۃ...الخ، ج ۲، ص ۲۴۲)

مفتی وقار الدین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ”حدیث اور فقہ کی روشنی میں سیاہ خضاب کی ممانعت ثابت ہے، یہی عامۃ المشائخ کا مذہب ہے، اور اسی پر فتوی ہے، فقہائے کرام جب لفظِ مکروہ بلا قید بولتے ہیں تو مکروہِ تحریمی مراد

ہوتا ہے اور مکروہِ تحریمی حکم میں حرام کی طرح ہے۔ لہذا کالا خضاب لگانے والا فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اس کے پیچھے جو نماز پڑھی جائے گی اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (وقار الفتاوی ج۲، ص۱۷۴)

**سوال**: کفِ ثوب یعنی کپڑا فولڈ کر کے نماز پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟

**جواب**: پینٹ یا شلوار وغیرہ فولڈ نہ کریں کہ اس سے نماز مکروہِ تحریمی ہو جاتی ہے۔

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ۲/۴۳)

حدیثِ پاک میں کفِ ثوب سے منع فرمایا گیا ہے چنانچہ صحاح ستّہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةٍ وَاَنْ لَا اَکُفَّ شَعَراً وَلَاثَوْباً“ ترجمہ: مجھے سات اعضا پر سجدہ کا حکم ہے اور اس بات کا کہ میں بال اکٹھے نہ کروں اور نہ کپڑا اٹھاؤں،

(صحیح مسلم باب اعضاء السجود مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۱۹۳) (بخاری، کتاب الاذان، باب لایکف شعراً، ۱/۲۸۶، حدیث: ۸۱۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

در مختار میں ہے: کپڑے کا اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو مکروہ ہے جیسا کہ آستین اور دامن کا چڑھانا۔

(الدر المختار باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۱)

ان عبارات سے پتا چلا کہ نماز میں کفِ ثوب (یعنی کپڑا فولڈ کرنا) مکروہِ تحریمی ہے اور ایسی نماز کو ترکِ کفِ ثوب کے ساتھ دوبارہ پڑھنا واجب ہے لہذا کفِ ثوب کے ساتھ نماز پڑھنا یا پڑھانا دونوں ہی مکروہِ تحریمی ہوا۔

کپڑے فولڈ کرنے کو ہی کفِ ثوب بولتے ہیں اور ایسی نماز کپڑے دُرست کر کے دوبارہ پڑھنا ہو گی۔ بعض بڑے بوڑھے نماز کے وقت آواز لگاتے ہیں کہ پاجامہ اڑس لو اور پائنچے گھُرس لو حالانکہ ان بے چاروں کو پتا نہیں ہوتا اور اس طرح وہ گناہ کا اِعلان کرتے ہیں۔ اللہ پاک انہیں توبہ کی توفیق دے۔ اگر کسی کی شلوار لمبی ہے تو کھینچ کر اوپر کر سکتے ہیں، گھرسنے اڑسنے کی اِجازت نہیں ہے۔ اگر کھینچنے کے باوجود بھی ٹخنوں سے نیچے کپڑا ہے تو اسے نماز میں لٹکنے دیجئے۔ اس کے سبب نماز میں یہ خرابی پیدا ہو گی کہ ایسا کرنا (مکروہِ تنزیہی) ناپسندیدہ ہے لیکن گناہ نہیں ہے۔ اگر نماز میں اوپر یا نیچے سے کپڑا فولڈ کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ اگر نماز کے علاوہ کسی نے پائنچے فولڈ کر لئے تو اس میں گناہ نہیں ہے۔

**سوال**: کفِ ثوب یعنی کپڑا فولڈ کرنے کی اور کون کون سی صورتیں ہو سکتی ہیں؟

**جواب**: کفِ ثوب کی عام پیش آنے والی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھالینا۔ (۲)۔۔۔ شلوار یا پینٹ کو اوپر (یعنی نیفے) سے فولڈ کرنا۔
(۳)۔۔۔ شلوار یا پینٹ کو نیچے سے فولڈ کرنا۔ (۴)۔۔۔ تہبند کو پیچھے سے گھرس لینا۔ (۵)۔۔۔ دامن کو سمیٹنا وغیرہ۔
یاد رہے کہ شلوار کے نیفے کو باہر سے اندر کی طرف فولڈ کریں یا اندر سے باہر کی طرف فولڈ کریں، اسی طرح شلوار یا پینٹ کے پائچے کو باہر سے اندر کی طرف فولڈ کریں یا اندر سے باہر کی طرف فولڈ کریں، کفِ ثوب ہی ہے۔

**سوال:** مرد کا ریشمی کپڑا اور سونے، لوہے، پیتل وغیرہ دھات کی انگوٹھی یا دوسرا زیور پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا کیسا ہے؟

**جواب:** مرد کا سونے، لوہے، پیتل وغیرہ دھات کی انگوٹھی یا دوسرا زیور پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہِ تحریمی، نماز واجب الاعادہ ہے۔ امام اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”ریشمی کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب جبکہ اللہ عزوجل نے مرد کو ریشمیں کپڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دربار میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ گستاخی وبے ادبی ہوگا، جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانون سلطانی میں جرم ہو وہ خود بارگاہ سلطانی میں اس کے حضور کھڑے ہو کر کرنا کیسی صریح بیباکی اور بادشاہ کا موجبِ ناراضی ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور پُر ظاہر کہ نماز امام کی یہ کراہت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گی تو اُن سب کی نمازیں خراب وناقص ہونے کا یہی شخص باعث ہوا، بعینہٖ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا ناجائز ہے جیسے ریشمی کمربند یا مغرق ٹوپی یا وہ کپڑا جس پر ریشم یا چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بُوٹا چار انگل سے زیادہ عرض کا ہو یا ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی پیتل لوہے کے چھلّے یا کان میں بالی یا بُندا یا سونے خواہ تانبے پیتل لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام وناجائز ہیں اور اُن سے نماز مکروہ تحریمی اور تانبے پیتل لوہے کے زیور تو عورتوں کو بھی حرام ہیں انہیں پہن کر اُن کی نماز بھی مکروہ تحریمی۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۳۰۶۔۳۰۷)

**سوال:** سدل کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: پہننے کے کپڑے کو بے پہنے لٹکانا سدل کہلاتا ہے اور یہ مکروہِ تحریمی ہے اس حالت میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہِ تحریمی ہے۔ اگر کُرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی، جب بھی یہی حکم ہے۔ رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع و مکروہِ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۶۲۴)

**سوال**: سردیوں میں چادر یا کسی اور چیز سے منہ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب**: نماز میں ناک، منہ چھپانا مکروہِ تحریمی ہے۔ نیز کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہِ تحریمی ہے، بے ضرورت اس طرح لپٹنا نہ چاہئے اور خطرہ کی جگہ تو سخت ممنوع ہے۔ حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز میں ناک اور منہ کا چھپا لینا مجوسیوں سے مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب: الکلام علی اتخاذ المسبحۃ، ۲/۵۱۱)

**حضرت** علامہ ابن نُجیم مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی بھی شخص اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کی ناک چھپی ہوئی ہو۔
(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ۲/۲۵)

**سوال**: نماز میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نماز میں کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنے سے نماز مکروہِ تنزیہی ہوتی ہے اور اگر کپڑا تکبُّر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے رکھا تو نماز مکروہِ تحریمی ہو جائے گی یعنی ایسا کرنا ناجائز ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہئے، پاجامہ شلوار کرتا ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہئے کہ یہ سنّت ہے اور سنّت میں عظمت، بَرکت اور نجات ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۷/۳۸۸)

**سوال**: اگر امام تکبیرِ تحریمہ بلند آواز سے کہنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: "امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیراتِ انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔" (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۲۱) اور یہی سوال اعلی حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت سے ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اللہ اکبر پورا آواز کہنا مسنون ہے، سنّت ترک ہوئی نماز میں کراہتِ تنزیہی آئی مگر نماز ہو گئی"۔ (فتاوی رضویہ ج۳، ص۱۴۷)

**سوال:** امام کسے بنایا جائے؟

**جواب:** اس سوال کا جواب دیتے ہوئے میرے آقا، اعلی حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: امام اُسے کیا جائے جو سنّی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرأۃ مسائلِ نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو، نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص۶۲۶)

# احکامِ لقمہ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قِیامت شُہَدا ء کے ساتھ رکھے گا۔ (مُعجَم اَوسَط ج۵ ص۲۵۲ حدیث ۷۲۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: نماز میں لقمہ دینے کی تعریف اور اس کے جائز ہونے کی کیا وجہ ہے؟

**جواب**: اصل میں لقمہ دینا مقتدی کی طرف سے امام کو کچھ سکھانا اور امام کا مقتدی سے سیکھنا ہے۔ اور حالتِ نماز سیکھنے اور سکھانے کا موقع نہیں بلکہ یہ امور (یعنی سیکھنا اور سکھانا) نماز کو فاسد کرنے کے باعث ہیں مگر ضرورت کی جگہ پر یا ان مقامات پر جہاں لقمہ دینے کے بارے میں نص وارد ہے شریعت نے اس کی اجازت دی اور ضرورت و نص میں بیان کردہ جگہ کی حد تک نماز میں لقمہ دینے اور لینے والے پر سے نماز ٹوٹنے کا حکم معاف رکھا۔

لیکن جہاں کہیں بے محل (یعنی جہاں اجازت نہیں تھی وہاں) لقمہ دیا گیا تو نماز ٹوٹنے کا اصل حکم لوٹ آئے گا۔ مثلاً جب امام کو واپس آنے کی اجازت نہ ہو تو ایسے موقع پر لقمہ دینا بے محل ہے اور کسی نے لقمہ دیا تو اس کی نماز گئی۔ یعنی ٹوٹ گئی۔ (نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۲۶)

**نوٹ**: کہاں غلطی مفسدِ نماز ہے اور کہاں نہیں اس کا معلوم پڑنا اور وہ بھی نماز کی حالت میں ہر ایک کا کام نہیں، لہٰذا جہاں فسادِ معنی کا شبہ ہو وہاں اپنے طور پر کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے جید علما سے رجوع کیا جائے۔
(نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۲۶)

**سوال**: لقمہ دینے کا شرعی حکم بیان کیجئے۔

**جواب**: قوانین شریعت کے مطابق نماز میں اپنے امام کو لقمہ دینا بعض صورتوں میں فرض ہے، بعض صورتوں میں واجب اور بعض صورتوں میں جائز ہے۔یوں ہی بعض صورتوں میں حرام ہے،اور بعض صورتوں میں مکروہ ہے۔(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۰۔۲۸۱،ج۷رضافاؤنڈیشن لاہور)

**سوال**: لقمہ دینا کب فرض ہوتا ہے؟

**جواب**: امام جب ایسی غلطی کرے جو مُوجبِ فسادِ نماز ہو(یعنی وہ غلطی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہو) تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرضِ کفایہ ہے ان میں سے جو بتادے گا سب پر سے فرض اتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا توجتنے جاننے والے تھے سب مرتکبِ حرام ہوں گے اور سب کی نماز باطل ہو جائے گی،کیونکہ غلطی جب مفسدِ نماز ہو تو اس کی اصلاح کرنے کے بجائے خاموش رہنا نماز کو باطل کر دے گا،اور اللہ تعالی کے اس فرمان ”وَلَاتُبْطِلُوْٓا أَعْمَالَكُمْ“ (ترجمہ:اپنے اعمال باطل نہ کرو) کی وجہ سے نماز باطل کر دینا حرام ہے۔(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۱ج۷رضافاؤنڈیشن لاہور)

**نوٹ**: ایک کا بتانا سب پر سے فرض اس وقت ساقط کرے گا کہ امام مان لے اور کام چل جائے ورنہ اوروں پر بھی بتانا فرض ہو گا یہاں تک کہ حاجت پوری اور امام کو وثوق(یعنی اعتماد) حاصل ہو جائے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غلط یاد پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد شہادتیں اس کی غلطی پر گزریں تو یہاں فرض ہو گا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آجائے۔(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۰ج۷رضافاؤنڈیشن لاہور)

**سوال**: لقمہ دینا کب واجب ہوتا ہے؟

**جواب**: اگر غلطی ایسی ہے جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہِ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجبِ کفایہ ہو گا اور اگر ایک بتادے گا اور اس کے بتانے سے کارروائی ہو جائے تو سب پر سے واجب اتر جائے گا ورنہ سب گنہگار رہیں گے۔(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۱ج۷رضافاؤنڈیشن لاہور)

**سوال**: لقمہ دینا کب جائز ہوتا ہے؟

**جواب:** اگر قراءت میں غلطی ایسی ہو کہ جس سے نہ فسادِ نماز ہو تا ہو نہ ترکِ واجب، جب بھی ہر مقتدی کو مطلقاً بتانے کی اجازت ہے۔ (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۱ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جائز والی صورت میں بھی دو صورتوں میں لقمہ دینا واجب ہو جاتا ہے:

**(۱)---** یہ خطرہ ہو کہ امام تین مرتبہ "سبحن اللہ" کہنے کی مقدار چپ ہو جائے گا تو لقمہ دینا واجب ہے کہ تین مرتبہ "سبحن اللہ" کہنے کی مقدار سکوت کرنے سے نماز مکروہِ تحریمی ہو جاتی ہے۔

**(۲)---** امام کی عادت معلوم ہے کہ جب بھولتا ہے تو اس کے منہ سے "اُوں۔ آں" جیسے الفاظ نکلنے لگ جاتے ہیں تو اس صورت میں بھی لقمہ دینا واجب ہے کہ اس طرح کے الفاظ نکالنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۱ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

**سوال:** لقمہ دینا کب مکروہ ہوتا ہے؟

**جواب:** امام اگر قراءت میں رکے تو فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ تھوڑا توقف چاہئے کہ شاید امام خود نکال لے فتاوٰی شامی میں ہے۔ (رد المحتار ص ۳۸۲ ج ۲ مکتبہ امدادیہ) مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ (بہار شریعت ص ۱۵۱ حصہ ۳ مکتبہ رضویہ محیط برھانی ص ۱۵۴ ج ۲ ادارۃ القران)

**سوال:** لقمہ دینا کب حرام ہوتا ہے؟

**جواب:** بے محل لقمہ دینا حرام ہے اور اس سے لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام نے اس کا لقمہ لے لیا تو امام کی بھی نماز ٹوٹ جائے گی اور جب امام کی ٹوٹ جائے گی تو سارے مقتدیوں کی ٹوٹ جائے گی۔

(فتاوٰی عالمگیری ص ۱۱۰ جلد اول قدیمی کتب خانہ کراچی)

**سوال:** لقمہ دینے اور لینے کے کتنے اور کون کون سے محل ہیں؟

**جواب:** بنیادی طور پر لقمہ کے دو محل ہیں:

**(۱)---** جس مقام پر لقمہ دینا اور لینا احادیث سے ثابت ہو وہ لقمہ دینے اور لینے کا محل ہے۔

**(۲)---** جہاں لقمہ دینے اور لینے کی حاجت ہو، اور حاجت وہاں ہوتی ہے جہاں فسادِ نماز یا ترکِ واجب ہو رہا ہو۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۷، ص ۲۵۸)

**سوال**: کیا مقتدی اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب**: نہیں! ہر گز نہیں! اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینا اس کی نماز کو فاسد کر دے گا کہ لقمہ دینا تعلیم و تعلّم ہے (جو نماز میں حاجت کے وقت تو درست ہے) اور یہاں حاجت نہ ہونے کے باعث نماز فاسد کرنے کا باعث ہو گا ایسا ہی بحر میں ہے کہ "اپنے امام کے غیر کو لقمہ دینا" ان سب صورتوں کو شامل ہے جن میں مقتدی، مقتدی کو لقمہ دے، منفرد کو لقمہ دے، یا غیر نمازی کو لقمہ دے یا اس امام کو لقمہ دے جس کی اقتداء میں نہ ہو۔ یعنی ان صورتوں میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ردالمحتار ص ۳۸۱ ج ۲ مکتبہ امدایہ ملتان)

**سوال**: کیا بچہ بھی لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب**: جی ہاں! بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ بھی لقمہ دے سکتا ہے۔ جبکہ نماز آتی ہو یعنی جو ضروری مسائل سے آگاہ ہو۔ (نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۱۸)

**سوال**: لقمہ کے الفاظ کہتے وقت کیا نیّت ہونی چاہئے؟

**جواب**: جو شخص بھی لقمہ دے اس کو چاہئے کہ لقمہ دیتے وقت وہ قراءت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے، کیونکہ قراءت سے مقتدی کو منع کیا گیا ہے جبکہ لقمہ دینا اسے منع نہیں، لہٰذا جو منع ہے اس کی نیّت نہ کرے۔ (نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۱۹)

**سوال**: کتنی بار غلط لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

**جواب**: جہاں لقمہ نہیں دینا تھا وہاں ایک ہی دفعہ لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی، نماز ٹوٹنے کے لئے لقمہ کی تکرار شرط نہیں۔ (نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۲۴)

**سوال**: اگر غلطی پر امام سوچنے لگ جائے تو لقمہ دینے میں کتنا انتظار کرنا چاہئے؟

**جواب**: امام غلطی کر کے خود متنبّہ (یعنی باخبر) ہو گیا اور یاد نہیں آتا، یاد کرنے کے لئے رکا، اگر تین بار سبحن اللہ کہنے کی مقدار رکے گا تو نماز مکروہِ تحریمی ہو جائے گی اور سجدۂ سہو واجب ہو گا، تو اس صورت میں جب اسے

رکا دیکھیں، مقتدیوں پر بتانا واجب ہو گا کہ خاموشی قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔ یعنی امام کو تین مرتبہ سبحن اللہ کی مقدار خاموش رہنے کا موقع نہ دیا جائے۔ (نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۱۶)

**سوال**: کن الفاظ سے لقمہ دینا چاہئے؟

**جواب**: مختلف حالتوں میں مختلف طرح لقمہ دیا جا سکتا ہے:

**(۱)۔۔۔** جب امام قرآن بھولے تو جو بھولا ہے وہ بتائے، بہتر یہ ہے کہ جہاں سے بھولا ہے اس کے پیچھے کی آیت بتائے پھر وہ آیت جو یہ بھولا ہے۔

**(۲)۔۔۔** اگر امام سورت میں سے کچھ پڑھتے پڑھتے بھول گیا آگے یاد نہیں آتا تو یہ بھی جائز ہے کہ کسی اور سورت یا آیت کا لقمہ دے دیا جائے۔

**(۳)۔۔۔** جب انتقال رکن یعنی ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف آنے میں سہو ہو تو بہتر یہ ہے کہ تسبیح (یعنی سبحن اللہ) کے ذریعے لقمہ دے، تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کے ذریعے لقمہ دیا تو یہ بھی جائز ہے۔

(نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۳۰)

**سوال**: امام کو اس کے مقتدی کے علاوہ کسی نے لقمہ دیا لیکن امام کو خود یاد آگیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر دوسرے کے بتاتے وقت امام کو خود یاد آگیا اس کے بتانے سے نہیں یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آجاتا اس کے بتانے کو دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔ (ردالمحتار ص ۳۸۲ ج ۲ مکتبہ امدایہ)

**سوال**: اگر مقتدی کو خود نہیں آتا بلکہ اس نے غیر مقتدی سے سن کر لقمہ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر مقتدی نے دوسرے سے سُن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا، تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی جس نے لقمہ دیا ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ...إلخ، ج۲، ص۴۶۱)

**سوال**: کیا نفل نماز میں امام کو لقمہ دے سکتے ہے؟

**جواب**: جی ہاں! امام جب نماز یا قرآت میں غلطی کرے تو اسے بتانا یعنی لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا تراویح یا نفل۔ (فتاوی رضویہ ج ۷، ص ۲۸۹)

**سوال:** کیا لقمہ لینے سے امام پر سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے؟

**جواب:** لقمہ لینے سے سجدۂ سہو کی کچھ حاجت نہیں، ہاں! اگر بھولا اور تین بار سبحٰن اللہ کہنے کی دیر چپ کھڑا رہا تو سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۲۸۹)

**سوال:** کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہیں کروں گا، پھر اس کے پیچھے نماز پڑھی اور اسے نماز میں لقمہ دیا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟

**جواب:** قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ لقمہ دینا (جبکہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو) شرعاً کلام نہیں ہے۔ (الجوہرالنیرہ ج۱، ص۱۹۸)

**سوال:** امام سے غلطی ہوئی تو کیا لقمہ دینے کے بجائے کھنکار کر اسے تنبیہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

**جواب:** صورت مذکورہ میں نماز میں اصلاً کوئی خلل نہ آیا کھانسنا کھنکارنا جبکہ بعذر یا کسی غرض صحیح کے لئے ہو جیسے گلا صاف کرنا یا امام کو سہو پر متنبہ کرنا تو مذہبِ صحیح میں ہرگز مفسدِ نماز نہیں۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص۲۷۴)

**سوال:** امام نے قراءت میں غلطی کی، مقتدی نے لقمہ دیا، امام نے نہ لیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر وہ غلطی جو امام نے کی، مغیر معنیٰ مفسد نماز تھی اور مقتدی نے بتایا اور اس نے نہ لیا اُسی طرح غلط پڑھ کر آگے چل دیا تو امام کی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سے سب مقتدیوں کی بھی گئی اور اگر غلطی مفسدِ نماز نہ تھی تو سب کی نماز ہو گئی اگرچہ امام غلطی پر قائم رہا اور لقمہ نہ لیا اور امام نے صحیح پڑھا مقتدی کو دھوکا ہُوا کہ اس نے غلط بتایا تو اس مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی اور اگر لے لیا تو سب کی گئی۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص۳۳۰۔۳۳۱)

**سوال:** بہرے امام کو لقمہ دیا گیا اس نے نہ لیا نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** فتاوی رضویہ شریف میں ہے "اگر (بہرے امام کی) وہ غلطی مفسدِ نماز تھی تو نماز جاتی رہی ورنہ نہیں"۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص۲۱۷)

**سوال:** امام کو بیٹھنا تھا، بھول کر کھڑا ہونے لگا، مقتدی نے اسے کہا "بیٹھ جاؤ" تو مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: اس مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ”بیٹھ جاؤ“ کہنا کلام ہے اور کلام ہر صورت میں نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔(فتاوی ہندیہ ج۱، ص۹۸)

# سورۂ فاتحہ میں لقمہ کے مسائل کا بیان

**سوال:** امام کو ظہر و عصر میں سرّی قراءت کرنی تھی بھول کر بلند آواز سے شروع کر دی تو کیا امام کو لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب:** اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لئے چار باتیں ذہن نشین کر لیں:

**(۱)۔۔۔** "مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلوٰۃُ" (یعنی اتنی مقدار جس سے نماز کا فرض ادا ہو جاتا ہے) سرّی کرنی تھی لیکن بھول کر جہری کر دی، یا جہری کرنی تھی بھول کر سرّی کر دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ (فتاوی ہندیہ ج۱، ص۱۲۸)

اور "مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلوٰۃُ" کی مقدار مطلقاً ایک آیت کا پڑھنا ہے اور مطلقاً آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس میں بڑی یا چھوٹی آیت کا اعتبار نہ ہو نیز چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۲)

**(۲)۔۔۔** جہری نماز میں سرّی یا سرّی نماز میں جہری قراءت شروع کی تو ایک آیت پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہو گیا، مگر سورۂ فاتحہ نصف سے کم (یعنی تین آیت یا اس سے کم) پڑھی تھی کہ اصلاح کر لی اور شروع سے سورۂ فاتحہ کا اعادہ کر لیا تو وہ سجدۂ سہو جو واجب ہوا تھا وہ ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نصف سورۂ فاتحہ یا اس سے کم کی تکرار سجدۂ سہو اور نماز کے اعادہ کو واجب نہیں کرتا۔ (جد الممتار ج۳، ص۲۳۷)

**(۳)۔۔۔** اگر سورۂ فاتحہ نصف سے زیادہ پڑھ چکا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا، اور اب سورۂ فاتحہ کا اعادہ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ نصف سورۂ فاتحہ کا تکرار خود ترکِ واجب ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۱۱) (فتاوی امجدیہ ج۱، ص۲۸۲)

**(۴)۔۔۔** جس مقام پر ترکِ واجب ہو گیا ہو اور لقمہ دینے میں سجدۂ سہو ختم ہو سکے تو وہاں لقمہ دینا درست ہوتا ہے کہ وہ لقمہ کا محل ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۲۶۴)

ان چار باتوں کی روشنی میں سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ امام کو ظہر و عصر کی نماز میں سرّی (یعنی آہستہ) قراءت کرنی واجب ہے مگر بھول کر جہری (یعنی بلند آواز سے) قراءت شروع کر دی تو **"جب تک نصف سورۂ فاتحہ نہ پڑھا ہو، امام کو لقمہ دے سکتے ہیں کہ اگرچہ امام پر سجدۂ سہو واجب ہو چکا ہے مگر نصف سورۂ فاتحہ سے پہلے دوبارہ آہستہ شروع سے پڑھنے سے اس سجدۂ سہو کا ازالہ ممکن ہے لہٰذا یہ لقمہ کا محل ہے۔ ہاں! اگر نصف تک سورۂ فاتحہ جہر سے**

**پڑھ چکا ہے تو اب امام کو لقمہ نہیں دے سکتے کہ سجدۂ سہو کا ازالہ ممکن نہیں، لہذا اگر اس صورت میں جو بھی مقتدی لقمہ دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے لقمے کو امام لے گا تو امام کی بھی نماز ٹوٹ جائے گی اور جب امام کی ٹوٹ گئی تو سارے مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔"**

**سوال:** امام نے فجر، مغرب، عشاء یا جمعہ کی نماز میں قراءت شروع کرنے میں دیر کر دی جس سے مقتدیوں نے اندازہ لگایا کہ شاید امام نے بھول کر سرّی قراءت شروع کر دی ہے، تو کیا اس صورت میں امام کو لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب:** اس صورت میں مقتدیوں کے لئے لقمہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام نے ثناء، تعوذ و تسمیہ کو اتنی ترتیل سے پڑھا کہ ابھی تک سورۂ فاتحہ شروع ہی نہ کی ہو جس کی وجہ سے ابھی تک لقمہ کا محل ہی نہ ہوا ہو۔ اور اگر مقتدیوں کا اندازہ صحیح ہوا تو ہو سکتا ہے کہ امام نے نصف سورۂ فاتحہ یا اس سے زیادہ پڑھ چکا ہو، جس کی وجہ سے اب لقمہ کا محل نہ رہا کیونکہ جو سجدۂ سہو واجب ہونا تھا وہ واجب ہو گیا اب سجدۂ سہو کا ختم ہونا ممکن نہیں۔ ہاں! اگر امام قعدۂ اخیرہ میں ایک طرف سلام کے بعد اگر سجدۂ سہو چھوڑ کر دوسری طرف سلام پھیرنے لگے تو سجدۂ سہو کرنے کے لئے امام کو لقمہ دے سکتے ہیں کیونکہ اگر امام نے سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہو جائے گی۔

ہاں! اگر مقتدی اتنا قریب ہے کہ اس نے سن لیا کہ امام نے سورۂ فاتحہ آہستہ شروع کر دی ہے، تو نصف سورۂ فاتحہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے لقمہ دے سکتا ہے، کہ یہ لقمہ کا محل ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ کے اعادہ سے سجدۂ سہو ختم ہو سکتا ہے۔

لیکن اس صورت میں یہ خیال رہے کہ محض شبہہ کی بنیاد پر لقمہ دینا جائز نہیں ہے، مقتدی لقمہ اسی وقت دے سکتا ہے جب اس کو یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ امام نے سورۂ فاتحہ آہستہ شروع کر دی ہے اور ابھی نصف تک نہیں پہنچا ہے۔ اور یقین ہونے کی صورت یہ ہے کہ (۱)۔۔۔ مقتدی قریب تھا کہ اسے امام کے پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ (۲)۔۔۔ یا ایک آدھ کلمہ امام سے بلند آواز کے ساتھ نکل گیا جس کو مقتدیوں نے سن لیا۔

پس اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی نہیں ہے اور مقتدی نے بس یہ خیال کر کے کہ "اتنی دیر ثناء پڑھنے میں نہیں لگتی" لقمہ دے دیا تو اس کا اس طرح لقمہ دینا جائز نہیں کیونکہ لقمہ دینا حقیقت میں کلام ہے اور نماز میں کلام مفسدِ نماز ہے، ہاں! ضرورت کی بنا پر لقمہ لینا اور دینا جائز کیا گیا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۲۸۷) (فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۱۲)

**سوال**: امام صاحب نے بھول کر مغرب کی تیسری یا عشاء کی تیسری یا چوتھی میں جہری قراءت شروع کر دی تو کیا لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب**: یہاں لقمہ دینے کے حوالے سے وہی حکم ہے جو ظہر و عصر کی پہلی یا دوسری رکعت میں جہری قراءت کرنے کا ہے یعنی مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سرّی قراءت کرنا واجب ہے۔ اور بھول کر بلند آواز کے ساتھ ایک آیت کی مقدار پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں! اگر امام ابھی نصف سے کم پڑھا ہے تو لقمہ دے سکتے ہیں کیونکہ اگر امام نے سورۂ فاتحہ کا اعادہ کر لے گا تو جو سجدۂ سہو واجب ہوا تھا وہ ختم ہو جائے گا۔ اور اگر امام نصف یا نصف سے زیادہ پڑھ چکا ہے تو لقمہ نہیں دے سکتے کیونکہ جو سجدۂ سہو واجب ہونا تھا وہ ہو گیا، اب اس کا ارتفاع (یعنی ازالہ) آخر نماز تک نہیں ہو سکتا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۴۴) (فتاوی رضویہ ج۷، ص۲۶۴)

# قراءت میں لقمہ کے مسائل کا بیان

**سوال:** امام بقدرِ واجب قراءت کر چکا ہو اور بھول جائے تو کیا مقتدی اس کو لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! لقمہ دے سکتا ہے، فتاوی رضویہ میں ہے: "امام جہاں غلطی کرے مقتدی کو جائز ہے کہ اُسے لقمہ دے اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو، یہی صحیح ہے"۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص۳۷۱)

**سوال:** امام قراءت میں بھولا تو مقتدی کتنی دیر بعد لقمہ دے؟

**جواب:** فوراً ہی لقمہ دینا مکروہِ تنزیہی ہے جیسا کہ **"احکامِ لقمہ کے بیان"** میں گزرا، پس تھوڑا توقف چاہئے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے، تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...إلخ، ج۲، ص۴۶۱)

**سوال:** امام قراءت میں بھولا تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے، بشرطیکہ اس کا وصل مفسدِ نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت (یعنی خاموش) کھڑا رہے۔ مگر وہ غلطی اگر ایسی ہے، جس میں فسادِ معنی تھا تو اصلاحِ نماز کے لئے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے، تو نماز گئی۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ...إلخ، ج۲، ص۴۶۱)

**سوال:** ایک آیت کو چھوڑ کر کسی دوسری آیت کو شروع کرنا کب مفسدِ نماز ہے اور کب نہیں؟

**جواب:** ایک آیت کو چھوڑ کر دوسری آیت شروع کر دی تو اس کی تین صورتیں ہیں:

**(۱)۔۔۔** پہلی آیت پر وقف کیا پھر دوسری آیت کو پڑھا تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی چاہے ملا کر پڑھنے سے معنی فاسد ہوں یا نہ ہوں۔

**(۲)۔۔۔** اور اگر وصل کیا (یعنی ملا کر پڑھا) اور معنی فاسد نہ ہوئے تو نماز ہو جائے گی۔

**(۳)۔۔۔** اور اگر وصل کیا (یعنی ملا کر پڑھا) اور معنی فاسد ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت کے جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۵۵۶ پر ہے: ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ(پ۳۰، العصر:۱۔۲) پر وقف کر کے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۲۲﴾ (پ۳۰، المطففین:۲۲) پڑھا، یا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر وقف کیا، پھر پڑھا اُولٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ﴿۶﴾ (پ۳۰، البینۃ:۶) نماز ہو گئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ(پ۱۶، الکھف:۱۰۷) کی جگہ فَلَهُمْ جَزَآؤُنِ الْحُسْنٰی پڑھا، نماز ہو گئی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۰)

**سوال:** بقدرِ حاجت پڑھنے سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** بقدرِ حاجت پڑھنے سے مراد قراءت کی وہ کم سے کم مقدار ہے جو واجب ہے یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۷)

**سوال:** امام نے صحیح قراءت کی مقتدی کو شبہہ ہوا کہ امام نے غلط پڑھا اور مقتدی نے لقمہ دے دیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** امام نے صحیح پڑھا مقتدی کو شبہہ ہُوا کہ اس نے غلط پڑھا اور اس شبہہ کی بنیاد پر مقتدی نے لقمہ دیا تو مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی اور اگر امام نے اس کا غلط لقمہ لے لیا تو سب کی گئی۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص۳۳۱)

یہ مسئلہ تراویح کے علاوہ دیگر نمازوں کا ہے، تراویح میں اگر اس طرح ہوا تو مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہو گی، یہ مسئلہ ان شاءاللہ **"تراویح میں لقمہ کے مسائل کے بیان"** میں آئے گا۔

**سوال:** امام نے نماز میں خلافِ ترتیب قرآن پڑھا تو کیا حکم ہے؟ اور کیا اس صورت میں لقمہ دیا جا سکتا ہے؟

**جواب:** امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص تو کچھ حرج نہیں، اور اگر قصداً پڑھیں تو گنہگار ہوا، مگر نماز میں کچھ خلل واقع نہیں ہو گا نماز ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی لازم نہیں ہو گا کیونکہ ترتیب سے قرآن پڑھنا قراءت کا واجب ہے نہ کہ نماز کا واجب، اور سجدۂ سہو نماز

کے واجب کے ترک سے لازم ہوتا ہے۔(فتاوی رضویہ ج۶،ص۲۳۹) پس ایسی صورت میں لقمہ دینا مفسدِ نماز ہے کہ بے محل ہے کیونکہ امام کو اوپر والی سورت شروع کرنے کے بعد اسی کو پورا کرنے کا حکم ہے، اسے چھوڑ کر بعد والی سورت کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے لہذا لقمہ دینے سے مقتدی کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لقمہ لے گا تو اس کی بھی ٹوٹ جائے گی اور جب امام کی ٹوٹ گئی تو سارے مقتدیوں کی ٹوٹ جائے گی۔(فتاوی فقیہ ملت ج۱،ص۱۶۵)

# رکوع میں لقمہ کے مسائل کا بیان

**سوال**: امام فرضوں کی پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا تو کیا مقتدی لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب**: اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے تین باتیں ذہن نشین کر لیجئے:

**(۱)۔۔۔** فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو یا ایک چھوٹی سورت ملانا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۵۱۷)

**(۲)۔۔۔** کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھے بغیر بھول کر رکوع میں چلا جائے، اور پھر رکوع میں یاد آئے تو حکم ہے کہ واپس آئے اور مقدارِ واجب پڑھ کر پھر دوبارہ رکوع کرے کہ پہلا رکوع لوٹنے سے باطل ہو جائے گا، اور آخر میں سجدۂ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔ اور اگر اسے رکوع میں یاد نہ آیا بلکہ سجدے میں یاد آیا تو آخر میں سجدۂ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔ (فتاوی رضویہ ج۸، ص۱۹۶)

**(۳)۔۔۔** سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھے بغیر بھول کر رکوع میں چلا جائے، اور پھر رکوع میں یاد آنے پر جو لوٹتا ہے وہ فرض سے واجب کی طرف نہیں بلکہ فرض سے فرض کی طرف ہے کیونکہ قراءت کا وہ حصہ اگرچہ واجب ہے مگر قراءت "مِنْ حَيْثُ الْقِرَاءَة" فرض ہے اور وہ قراءت کی طرف لوٹ رہا ہے۔ (ردالمحتار ج۲، ص۶۵۶)

ان امور کو ذہن نشین کرنے کے بعد مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ جب امام مقدارِ واجب کو چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا، اب اگر امام کو لقمہ نہ بھی دیا جائے تو سجدۂ سہو کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا، لہٰذا اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں کہ جو سجدۂ سہو واجب ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب اس کے بتانے سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی، اگر لقمہ دے گا تو اس کی اور اگر امام لقمہ لے کر پلٹا تو امام کی اور اس کے ساتھ سارے مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں! اگر امام کو خود یاد آیا اور وہ پلٹا تو اس کا یہ پلٹنا صحیح ہے لیکن سجدۂ سہو تب بھی واجب ہوا۔

# قعدۂ اولی میں لقمہ کے مسائل کا بیان

**سوال**: چار رکعت والی نماز میں امام دوسری کا سجدہ کر کے قعدۂ اولی کئے بغیر تیسری کے لئے کھڑا ہونے لگا تو کیا لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب**: اگر امام ابھی پورا سیدھا کھڑا نہ ہونے پایا تھا کہ مقتدی نے لقمہ دیا اور وہ بیٹھ گیا تو سب کی نماز ہو گئی کہ یہ لقمہ کا محل ہے اور سجدہ سہو کی بھی حاجت نہیں۔ یہاں پر لقمہ دینا اس لئے جائز ہے کہ اگر لقمہ نہ دیا گیا تو امام پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۱۴)

**سوال**: چار رکعت والی نماز میں امام دوسری کا سجدہ کر کے قعدۂ اولی کئے بغیر تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے تو کیا لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب**: اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے بتایا تو مقتدی کی نماز اسی وقت جاتی رہی اور جب اس کے کہنے سے امام لوٹا تو اس کی بھی گئی اور سب کی گئی۔ (فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۱۴)

اور اگر مقتدی نے اس وقت بتایا تھا کہ امام ابھی پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں پورا سیدھا کھڑا ہو گیا اس کے بعد لوٹا تو مذہب اصح میں نماز ہو تو سب کی گئی مگر مخالفِ حکم کے سبب مکروہ ہوئی کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد قعدۂ اولٰی کے لئے لوٹنا جائز نہیں، نماز کا اعادہ کریں خصوصاً ایک مذہب قوی پر نماز ہوئی ہی نہیں، تو اعادہ فرض ہے۔
(فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۱۴)

**سوال**: چار رکعت والی نماز میں امام قعدۂ اولی میں بیٹھا اور کافی دیر لگا دی تو کیا ایسی حالت میں مقتدی لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب**: اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینا جائز نہیں ہے اگر لقمہ دے گا تو دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام لے گا تو امام کی اور سب مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں! اگر امام سلام پھیرنے لگے تو اب لقمہ دے سکتا ہے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جب امام کو قعدۂ اولٰی میں دیر ہوئی اور مقتدی نے اس گمان سے لقمہ دیا کہ امام نے شاید قعدۂ اخیرہ سمجھا ہے تو یہ دو حال سے خالی نہیں:

**(۱)۔۔۔** یاتو واقعی میں مقتدی کا گمان غلط ہو گا یعنی امام قعدۂ اولیٰ ہی سمجھا ہے اور دیر اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے اس بار التحیات زیادہ ترتیل سے ادا کی، جب تو ظاہر ہے مقتدی کا بتانا نہ صرف بے ضرورت بلکہ محض غلط واقع ہوا تو یقیناً مفسدِ نماز ہوا۔

**(۲)۔۔۔** دوسرا یہ کہ مقتدی کا گمان واقعی درست تھا یعنی امام نے قعدۂ اولیٰ کو قعدۂ اخیرہ سمجھا تھا تب بھی مقتدی کا بتانا محض لغو وبے حاجت ہے اور اصلاحِ نماز سے اس کا کوئی تعلق نہیں کہ جب امام اتنی تاخیر کر چکا جس سے مقتدی اس کے سہو پر مطلع ہوا تو یقیناً یہ تاخیر بقدرِ کثیر ہوئی اور جو کچھ ہونا تھا یعنی واجب کا ترک ہونا اور سجدۂ سہو کا لازم ہونا وہ ہو چکا، اب اس کے بتانے سے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا اور اس سے زیادہ کسی دوسرے خلل کا اندیشہ بھی نہیں جس سے بچنے کو یہ فعل (یعنی لقمہ دینا) کیا جائے لہٰذا اس صورت میں بھی فسادِ نماز ہے"۔ (فتاوی رضویہ ج۷، ص۲۶۴)

ہاں! اگر مقتدی اتنا قریب ہے کہ امام کی آواز اس نے سنی کہ التحیات کے بعد اس نے درود شریف شروع کیا تو جب تک امام "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی" سے آگے نہیں بڑھا ہے یہ امام کو لقمہ دے اور اگر "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کہہ لیا ہے تو اب بتانا جائز نہیں بلکہ انتظار کرے، اگر امام کو خود یاد آئے اور کھڑا ہو جائے فبہا (یعنی ٹھیک) اور اگر سلام پھیرنے لگے تو اس وقت بتائے، اس سے پہلے بتائے گا تو بتانے والے کی نماز جاتی رہے گی اور اس کے بتانے سے امام لے گا تو اس کی اور سب کی جائے گی۔ (فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۱۲)

**سوال:** چار رکعت والی نماز میں امام نے غلطی سے دو رکعت میں سلام پھیرنے لگے تو کیا لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب:** چار رکعت والی نماز میں امام نے غلطی سے دو رکعت پر سلام پھیرنے لگے تو مقتدیوں کو لقمہ دینا چاہئے اور جب مقتدی نے لقمہ دے دیا تو امام کو تیسری اور چوتھی رکعت پوری کر لینا چاہئے اور آخر میں سجدۂ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔ (وقار الفتاوی ج۲، ص۲۳۳)

**سوال:** اگر امام نے بھول کر پہلی یا تیسری رکعت کے بعد بیٹھ گیا تو کب تک لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب:** اگر امام نے بھول کر پہلی یا تیسری رکعت کے بعد بیٹھ گیا اور ابھی امام کو بیٹھے تین بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار وقفہ نہیں گزرا تو لقمہ دے سکتے ہیں کیونکہ اس مقدار سے کم میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، لہٰذا یہ لقمہ کا محل

ہے۔اور اگر امام تین بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار بیٹھ چکا ہے تو اب اس پر سجدۂ سہو واجب ہو گیا اب مقتدی لقمہ نہیں دے سکتا کیونکہ اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ کچھ نہیں ہو گا، ہاں! اگر امام قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو ادا کئے بغیر سلام پھیرنے لگے تو اب لقمہ دے سکتا ہے کہ امام نماز کو فاسد کر سکتا ہے۔(حبیب الفتاوی ص ۴۲۷)

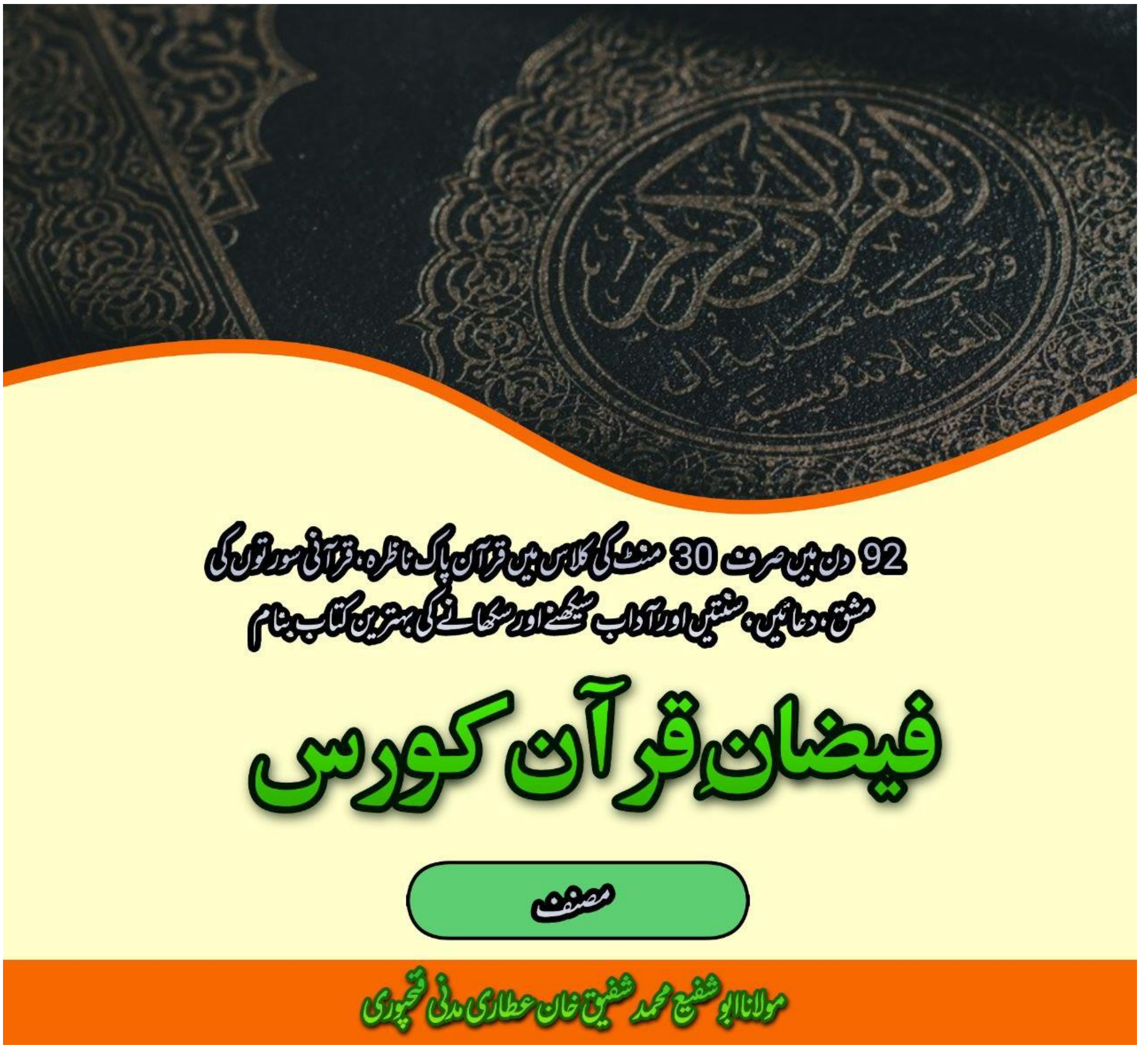

# قعدۂ اخیرہ میں لقمہ کے مسائل کا بیان

**سوال**: امام قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو گیا تو کیا اسے لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! اگر امام قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو گیا تو لقمہ دے سکتے ہیں۔ مراقی الفلاح میں ہے: امام قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو گیا تو مقتدی نہ کھڑے ہوں بلکہ امام کا انتظار کریں اور لقمہ دیتے رہیں یہاں تک کہ امام واپس آجائے، اور اگر امام واپس نہیں آیا یہاں تک کہ پانچویں رکعت کو سجدہ سے مقید کر دیا تو مقتدی اکیلے سلام پھیر دیں نماز ہو جائے گی۔ اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنتِ ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی۔

(مراقی الفلاح ص ۳۱۰) (''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۷، ۶۶۹)

**سوال**: امام قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھے بغیر بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو گیا تو کیا اسے لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب**: جی ہاں! اس صورت میں لقمہ دے سکتے ہیں کہ جب امام قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی انتظار کرے گا اور امام کو لقمہ دیتا رہے گا اور امام جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے نماز ہو گئی۔ اور اگر امام نے لقمہ نہ لیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔ (''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۲، ص ۶۶۴) اور فرض پھر سے ادا کرے۔

# تراویح میں لقمہ کے مسائل کا بیان

**سوال:** اگر رمضان میں سماعت کرنے والا حافظ کسی عذر کی وجہ سے نمازِ تراویح نہ پڑھ سکتا ہو تو کیا وہ امام کے پاس بیٹھ کر لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب:** اس طرح کرنا ہر گز جائز نہیں ہے، اس حافظ کا لقمہ لینے سے امام کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام کی ٹوٹنے کی وجہ سے سب مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔(فتاوی رضویہ ج۸، ص۲۱۷) کہ یہ غیرِ مقتدی کا لقمہ لینا ہے اور اپنے مقتدی کے علاوہ کا لقمہ لینا مفسدِ نماز ہے۔

**سوال:** سامع کا قرآنِ مجید سے دیکھ کر لقمہ دینا کیسا ہے؟

**جواب:** نماز کے اندر دیکھ کر قرآنِ مجید پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، لہٰذا دیکھ کر لقمہ دینے سے سامع کی نماز ٹوٹ گئی اور اگر امام نے اس کا لقمہ لیا تو امام کی اور سب مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔(فتاوی ہندیہ ج۱، ص۱۰۱)

**سوال:** کیا سامع کے علاوہ دوسرا مقتدی بھی لقمہ دے سکتا ہے؟

**جواب:** جسے سامع مقرر کیا گیا اس کے علاوہ دوسرا مقتدی بھی لقمہ دے سکتا ہے جیسا کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں "قوم کا کسی کو سامع مقرر کر دینے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیالات سے یہ قصد کرے بھی تو اس کی ممانعت سے وہ حق جو شریعت نے عام مقتدیوں کو دیا کیونکر سلب (یعنی ختم) ہو سکتا ہے"۔

(فتاوی رضویہ شریف ص۲۸۴ ج۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

**سوال:** امام تراویح میں اٹکے اور آگے نہ پڑھ پائے یا ایسا ہوا کہ روانی میں پڑھتے ہوئے کوئی آیت یا آیت کا حصہ چھوڑ کر بغیر رکے یا اٹکے آگے نکل جائے تو کیا لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب:** امام تراویح میں اٹکے اور آگے نہ پڑھ پائے یا ایسا ہوا کہ روانی میں پڑھتے ہوئے کوئی آیت یا آیت کا حصہ چھوڑ کر بغیر رکے یا اٹکے آگے نکل جائے اور ناجائز مقدار تک خاموش رہنا بھی نہ پایا جائے، نہ ہی معنی فاسد ہوتے ہوں تب بھی مقتدی کو بتانا چاہئے کیونکہ امام کے نہ ٹھہرنے یا فسادِ معنی نہ ہونے کے سبب اگرچہ نماز پر اثر نہیں پڑے گا لیکن چونکہ تراویح میں پورے قرآن عظیم کا ختم کرنا مقصود ہوتا ہے اور کچھ حصہ رہ جانے سے یہ مقصود پورا نہیں ہو

گا۔ چنانچہ امامِ اہل سنت رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:"تراویح میں ختمِ قرآن عظیم ہو تو مقتدی کو بتانا چاہئے جبکہ امام سے نہ نکلے یا وہ آگے رواں ہو جائے اگرچہ اس غلطی سے نماز میں کچھ خرابی نہ ہو کہ مقصود ختمِ کتابِ عزیز ہے اور وہ کسی غلطی کے ساتھ پورا نہ ہو گا۔ (فتاوی رضویہ شریف ص ۲۸۲ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

**سوال**: تراویح میں اگر امام نے کسی جگہ کوئی آیت چھوڑا لیکن مقتدیوں نے لقمہ نہ دیا تو اب کیا کریں؟

**جواب**: تراویح میں اگر امام نے کسی جگہ کوئی آیت چھوڑا لیکن مقتدیوں نے نہ بتایا اور چھوڑنا بھی ایسا تھا کہ اس سے نماز میں کوئی فساد یا کراہت نہ آئی تب بھی مقتدی کو چاہیئے کہ بعدِ سلام امام کو اطلاع دے، امام تراویح کی دوسری رکعت میں اتنے الفاظِ کریمہ کا صحیح طور پر اعادہ کرلے مگر اولی یہی تھا کہ اسی وقت بتایا جائے۔
(ماخوذ از فتاوی رضویہ شریف ص ۲۸۲ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

**سوال**: تراویح میں امام کو پریشان کرنے کے لئے لقمہ دینا کیسا ہے؟

**جواب**: دیکھا گیا ہے کہ ایک تراویح پڑھانے والے کے پیچھے کئی کئی حافظ کھڑے لقمے دے رہے ہوتے ہیں انہیں اپنی نیت کے بارے میں محتاط رہنا چاہئے، اگر ان کی نیت حافظ صاحب کو پریشان کرنے کی ہوئی تو ایسا کرنا حرام ہو گا، امامِ اہلِ سنّت، مجددِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں "قاری (یعنی پڑھنے والے) کو پریشان کرنے کی نیت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:"لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دلاؤ، آسانی پیدا کرو تنگی نہ کرو"۔ اور بے شک آج بہت سے حفاظ کا یہ شیوہ ہے، یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقۃً یہود کے اس فعل میں داخل ہے (جس کا ذکر قران پاک میں ہوا، فرمایا گیا) لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ۔ (پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدۃ آیت ۲۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** (کافر کہتے ہیں) یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غل (یعنی شور) کرو۔
(فتاوی رضویہ شریف ص ۲۸۷ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اگر کسی کی نیت امام کو پریشان کرنے کی تو نہ ہو مگر اپنا حفظ جتلانا مقصود ہو تو یہ بھی حرام ہے۔ جیسا کہ امامِ اہل سنّت مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "اپنا حفظ جتانے کے لئے ذرا ذرا شبہ پر روکنا ریا ہے اور ریا حرام ہے خصوصاً نماز میں۔ (فتاوی رضویہ شریف ص ۲۸۷ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

**سوال**: تراویح میں مقتدی نے سہواً غلط لقمہ دیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** تراویح میں سہواً غلط بتانا مفسد نماز نہیں تیسیراً یہی حکم ہے۔ (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۸۴ ج ۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

**سوال:** رمضان کے وتر میں امام دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا تو کیا لقمہ دے سکتے ہیں؟

**جواب:** جو شخص دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ دعائے قنوت پڑھنے کے لئے رکوع سے پلٹے بلکہ حکم ہے کہ وہ نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے پھر اگر خود ہی یاد آجائے اور رکوع سے پلٹ کر دعائے قنوت پڑھے تو اصح یہ ہے کہ گناہ گار ہوا مگر نماز فاسد نہ ہوئی۔ جیسا کہ امامِ اہلِ سنّت، مجددِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "(رکوع میں) تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی کچھ نہ پڑھنے پایا ہو اُسے قنوت پڑھنے کے لئے رکوع چھوڑنے کی اجازت نہیں اگر قنوت کے لئے قیام کی طرف عود کیا گناہ کیا پھر قنوت پڑھے یا نہ پڑھے اُس پر سجدۂ سہو ہے" (جبکہ بھول کر واپس آیا ہو)۔ (فتاوٰی رضویہ ص ۲۱۲ ج ۸ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

چنانچہ صورت مذکورہ میں مقتدی نے نماز کی اصلاح کی خاطر جو لقمہ دیا وہ درست نہ تھا کہ اس کا لقمہ دینا اس جگہ اصلاحِ نماز نہیں کہ خود امام کو رکوع سے دعائے قنوت پڑھنے کی طرف لوٹنا منع ہے لہٰذا اس نے بے محل لقمہ دیا جس کی بنا پر اس کی نماز فاسد ہو گئی پھر امام اس کے بتانے سے پلٹا تو امام کی بھی فاسد ہو گئی کہ اس نے اس کا لقمہ لیا جو نماز سے باہر تھا اور اس کے سبب کسی کی بھی نماز نہیں ہوئی۔ یہی حکم فتاوٰی فیض الرسول میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

(فتاوٰی فیض الرسول ص ۳۸۶ جلد اول شبیر برادرز لاہور)

**سوال:** زید تراویح پڑھا رہا تھا کہ دو رکعت پر تشہد میں بیٹھا، پچھلی صفوں میں سے نمازیوں نے لقمہ دیا ان کے گمان میں ایک رکعت ہوئی تھی امام نے ان کا لقمہ نہیں لیا بلکہ تشہد پڑھ کر سلام پھیرا لقمہ دینے والوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

**جواب:** صورت مذکورہ میں جو لقمہ دیا گیا وہ بے محل دیا گیا اور بے حاجت لقمہ دینے کا حکم یہ ہے کہ ایسا لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا جنہوں نے لقمہ دیا ان کی نماز فاسد ہو گئی۔ (نماز میں لقمہ کے مسائل ص ۳۵)

**سوال:** زید نے عید کی امامت کے لئے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھے اور ثنا پڑھنے کے بعد قراءت سے پہلے تکبیر کہنے کے بجائے قراءت شروع کر دی یہاں تک کہ سورۃ الفاتحہ ختم ہو گئی اور دوسری سورت کی پہلی ہی آیت

شروع کی تھی کہ زید کو لقمہ دیا گیا اور زید نے لقمہ لے کر تینوں تکبیریں کہیں اور الحمد سے پھر سے قراءت شروع کر کے نماز ختم کی، نماز کے بعد کچھ لوگوں نے کہا کہ نماز نہیں ہوئی مگر زید نے کہا کہ نماز ہو گئی کس کا موقف درست ہے؟

**جواب**: لقمہ دینے اور لینے والے بلکہ ساری جماعت ہی کی نماز نہ ہوئی کہ قوانین شریعت کی رو سے حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت میں امام تکبیراتِ زوائد بھول جائے تو سورۂ فاتحہ ختم ہونے تک یاد آجائے تو اسی وقت تکبیراتِ زوائد کہہ لے اور سورۂ فاتحہ کا اعادہ کرے لیکن اگر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت شروع کر دے تو درمیان میں تکبیر نہ کہے بلکہ قراءت مکمل کرنے کے بعد کہے۔ (ردالمختار ص ۵۵ ج ۳ مکتبہ امدادیہ)

جب امام تکبیراتِ عید بھول جائے یہاں تک کہ وہ قرأت شروع کر دے تو وہ قرأت کے بعد تکبیر کہے گا یا رکوع میں کہے گا جب تک کہ سر نہ اٹھالے اسی طرح تاتار خانیہ میں ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری ۱۶۷ ج اول قدیمی کتب خانہ)

لہٰذا امام پر لازم تھا کہ جب وہ سورت شروع کر چکا تو مقتدی کا لقمہ نہ لیتا اور قرأت مکمل کرنے کے بعد تکبیراتِ زوائد کہتا۔ مگر اس نے لقمہ لیا تو حکم شرع کے خلاف بے جا لقمہ لیا اور بے جا لقمہ دینے اور لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے پس صورتِ مذکورہ میں نماز فاسد ہو گئی۔ صورت مذکورہ میں فساد نماز ہی کا حکم فتاوٰی فیض رسول میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ (فتاوٰی فیض رسول ص ۳۸۶ ج ۱ شبیر برادر لاہور)

# احکامِ مسجد کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُرُودِ پاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی ہاتھ ملاؤں) گا۔ (اَلْقُرْبَۃُ اِلٰی ربِّ الغلمین، لابن بشکوال ص ۹۰ حدیث ۹۰)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** مسجد کا دروازہ بند کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر اسبابِ مسجد جاتے رہنے (یعنی چوری ہونے) کا خوف ہو، تو علاوہ اوقاتِ نماز بند کرنے کی اجازت ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ...إلخ، فصل کرہ غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۰۹)

**سوال:** مسجد میں نجاست لے کر جانا کیسا ہے؟

**جواب:** مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی إحکام المسجد، ج۲، ص۵۱۷)

**سوال:** ناسمجھ بچے اور پاگل کو مسجد میں لے جانا کیسا ہے؟

**جواب:** بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ، جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں، ان کو اس کا خیال کرنا چاہئے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا، سوءِ ادب (یعنی بے ادبی) ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج۲، ص۵۱۸)

**سوال:** وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں ٹپکانا کیسا ہے؟

**جواب:** آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں ٹپکاتے اور جھاڑتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۶۴۷)

**سوال:** مسجد میں سوال کرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔ مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ حدیث میں ہے، "جب دیکھو کہ کُمی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے، تو کہو، خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ کرے کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔" ('' صحیح مسلم ''، کتاب المساجد... إلخ، باب النھی عن نشد الضالۃ فی المسجد... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۰، ص ۷۶۵)

**سوال**: مسجد میں کھانا، پینا اور سونا کیسا ہے؟

**جواب**: مسجد میں کھانا، پینا، سونا، معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں، لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۲۵) ('' صغیری ''، فصل فی إحکام المسجد، ص ۳۰۲)

**سوال**: مسجد میں کب جانے کی ممانعت ہے؟

**جواب**: مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔" ( صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب نھی من إکل ثوما... إلخ، الحدیث: ۵۶۴، ص ۲۸۲) یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبُو ہو۔ جیسے گندنا، (یعنی ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے) مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبُودار زخم ہو یا کوئی دوا بدبُودار لگائی ہو، تو جب تک بُو منقطع (یعنی ختم) نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یونہی قصاب اور مچھلی بیچنے والے (یعنی جبکہ ان دونوں کے بدن یا کپڑے میں بو ہو، قصاب سے مراد قوم قصاب نہیں بلکہ وہ جو گوشت بیچتا ہو، چاہے وہ کسی قوم کا ہو) اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا۔

(''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ... إلخ، و مطلب فی الغرس فی المسجد، ج ۲، ص ۵۲۵)

**سوال**: سب مسجدوں میں افضل مسجد کون سی ہے؟

**جواب**: سب مسجدوں میں سے افضل مسجدِ حرام شریف ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قُدس، پھر مسجد قُبا، پھر اور جامع مسجدیں، پھر مسجد محلّہ، پھر مسجد شارع (یعنی راستوں کی مسجد)۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی إفضل المسجد، ج ۲، ص ۵۲۱)

**سوال:** مسجدِ محلہ میں نماز پڑھے یا جامع مسجد میں؟

**جواب:** مسجد محلہ میں نماز پڑھنا، اگر چہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے، اگر چہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجد محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔ (''صغیری''، فصل فی إحکام المسجد، ص ۳۰۲)

**سوال:** مسجد میں دنیوی جائز گفتگو کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں، نہ آواز بلند کرنا جائز۔ افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے، یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ج ۲، ص ۵۲۶) (''صغیری''، فصل فی إحکام المسجد، ص ۳۰۲)

**سوال:** اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا: کہ "اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا، مگر منافق۔" لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لئے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یونہی جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہیئے۔ (''مراسیل إبی داود'' مع ''سنن إبی داود''، باب ماجاء فی الاذان، ص ۶) (''غنیۃ المتملی''، إحکام المسجد، ص ۶۱۳)

اگر اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے، تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے، مگر ظہر و عشا میں اقامت ہو گئی تو نہ جائے، نفل کی نیت سے شریک ہو جانے کا حکم ہے۔ اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے، تو باہر نکل جانا واجب ہے۔ ("غنیة المتملي"، أحکام المسجد، ص ۶۱۴، وغیرہا)

**سوال:** کیا مسجد کا پانی گھروں یا دوسری کسی جگہ استعمال کر سکتے ہیں؟

**جواب:** مسجد کے سقائے یا حوض جو اہلِ جماعتِ مسجد کی طہارت کو بھرے جاتے ہیں اگر مالِ وقف سے بھرے گئے ہوں تو مطلقاً جب تک ابتدا سے واقف کی اجازت ثابت نہ ہو اور نہ کسی نے اپنی ملک سے بھروائے ہوں تو بے اس کی اجازتِ قدیم خواہ جدید کے گھروں میں ان کا پانی اگر چہ طہارت ہی کے لئے ہو لے جانا روا نہیں، طہارت ہو جائے گی مگر گناہ ہو گا۔ (خصوصاً) جاڑوں (یعنی سردیوں) میں کہ سقائے گرم کئے جاتے ہیں بعض لوگ گھروں میں پانی

لے جاتے ہیں اس میں بہت احتیاط چاہئے کہ غالباً بے صورتِ جواز واقع ہوتا ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲، کتاب الطہارۃ، ص ۴۹۰)لہذا جب یقینی طور پر معلوم ہو کہ اس پانی کو ذاتی استعمال کر سکتے ہیں تو ہی استعمال کیجیے۔

**سوال**: مسجد کے کچھ آداب بیان کریں۔

**جواب**: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدِّدِ دین وملت، الشاہ، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ملفوظات شریفہ سے بعض آدابِ مسجد پیش خدمت ہیں:

- مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا، جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔
- وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک بھی پانی کی چھینٹ فرشِ مسجد پر نہ گرے۔
- مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت (مثلاً صحن میں داخل ہوں تب بھی اور صحن سے اندرونی حصّے میں جائیں جب بھی) سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی سیدھا قدم رکھیں اور جب وہاں سے ہٹیں تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھیں (یعنی آتے جاتے ہر بچھی ہوئی صف پر پہلے سیدھا قدم رکھیں) یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے، پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو (بھی) سیدھا قدم اتارے۔
- مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کریں آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو، خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم (یعنی بزرگ) کے سامنے بے تہذیبی ہے۔ حدیث میں ہے، "ایک شخص نے دربارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈکار لی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔"(شرح السنۃ، ج ۷ ص ۲۹۴، حدیث: ۲۹۴۴)
- جماہی میں آواز کہیں بھی نہیں نکالنی چاہئے۔اگرچہ مسجد سے باہر تنہا ہو کیونکہ یہ شیطان کا قہقہہ ہے۔ جماہی جب آئے حتیٰ الامکان منہ بند رکھیں منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔اگر یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالیں اور اس طرح بھی نہ رکے تو حتی الامکان منہ کم کھولیں اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر

رکھ لیں۔ چونکہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں لہذا جماہی آئے تو یہ تصور کریں کہ "انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جماہی نہیں آتی۔" ان شاءاللہ عزوجل فوراًرک جائے گی۔

- تمسخر (یعنی مسخرہ پن) ویسے ہی ممنوع ہے مسجد میں سخت ناجائز۔
- مسجد میں ہنسا منع ہے کہ قبر میں تاریکی (یعنی اندھیرا) لاتا ہے۔ موقع کے لحاظ سے تبسم میں حرج نہیں۔
- مسجد کے فرش پر کوئی چیز پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے۔ موسمِ گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی، چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اس کی ممانعت ہے۔ غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (مسجد میں ٹوپی، چادر وغیرہ بھی نہ پھینکیں، اسی طرح چادر یا رومال سے فرش اس طرح نہ جھاڑیں کہ آواز پیدا ہو)۔
- مسجد میں حدث (یعنی ریح خارج کرنا) منع ہے ضرورت ہو تو (جو اعتکاف میں نہیں وہ) باہر چلے جائیں۔ لہذا معتکف کو چاہئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے، پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اِخراج ریح کی حاجت نہ ہو۔ کہ معتکف اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔ (البتہ احاطۂ مسجد میں موجود بیت الخلاء میں ریح خارج کرنے کے لئے جاسکتا ہے)۔
- قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے۔ مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ یہ خلاف آدابِ دربار ہے۔ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی مسجد میں تنہا بیٹھے تھے، پاؤں پھیلا لیا، گوشۂ مسجد سے ہاتف نے آواز دی، "ابراہیم! بادشاہوں کے حضور میں یوں ہی بیٹھتے ہیں؟" معاً (یعنی فوراً) پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔ چھوٹے بچوں کو بھی پیار کرتے، اٹھاتے اور لٹاتے وقت احتیاط کریں کہ ان کے پاؤں قبلہ کی طرف نہ ہوں اور پیشاب (یعنی پوٹی کرواتے) وقت بھی ضروری ہے کہ ان کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو۔
- استعمالی جوتا مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص ۳۲۳)

**سوال**: مسجِد کے صَندو قچے کا جَمع شُدہ چندہ نیز جُمعہ یا بڑی راتوں کو مسجِد کے لئے جو چندہ ملتا ہے وہ کس طرح استِعمال کیا جائے؟

**جواب**: مسجِد کے نام پر ملا ہوا چندہ وہاں کے عُرف (یعنی رَواج) کے مطابِق اِستِعمال کرنا ہو گا مَثَلًا امام، مُؤَذِّن اور خادِم کی تنخواہیں، مسجِد کی بجلی کا بِل، عمارتِ مسجِد یا اُس کی اَشیا کی حسبِ ضَرورت مَرَمَّت، ضَرورتِ مسجِد کی چیزیں مَثَلًا لوٹے، جھاڑو، پائیدان، بتّی، پنکھے، چٹائی وغیرہ۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں "وقف کرنے والے نے زمین و دکانیں جس غَرَض کے لئے مسجِد پر وَقف کی ہوں ان میں صَرف کیا جائے گا اور اس کے سوا دوسری غَرَض میں اُس کا صَرف کرنا حرام حرام سخت حرام اگرچِہ وُہ دینی مدرسہ کو بنانا ہو۔ (دُرِّمُختار ج ٦ ص ٦٦٤) حتّٰی کہ اگر اس نے صِرف تعمیرِ مسجِد کے لئے (رقم) وَقف کی تو مَرمّتِ شِکَست و ریخت (یعنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمّت) کے سوا مسجِد کے لوٹے چٹائی میں بھی صَرف نہیں کر سکتے (اور) اِفطاری وغیرہ (تو) دَر کنار، اور نہ اسے تنخواہِ مُدَرِّسین وغیرہ میں صَرف کر سکتے ہیں کہ یہ اَشیاء مَصارفِ مسجِد (یعنی مسجِد کے اَخراجات) سے نہیں۔

ہاں! اگر وقف کرنے والے نے ان چیزوں کی بھی صَراحۃ (یعنی واضح لفظوں میں) اجازت شرائطِ وقف میں رکھی یا مَصارِفِ خیر کی تعمیم (تَع۔مِیم) کر دی (یعنی ہر قسم کا اچھا کام کر سکتے ہیں یہ کہہ دیا) یا یوں کہا کہ دیگر مَصارفِ خیر حسبِ صَوابدیدِ مُتَوَلّی (یعنی مُتَوَلّی کو دیگر بھلائی کے مصارف میں خرچ کرنے کے کُلّی اختیارات دیئے) تو ان میں بھی مُطلقاً یا حسبِ صَوابدیدِ مُتَوَلّی (یعنی مُتَوَلّی کی صوابدید کے مطابِق) صَرف ہو سکے گا۔ غَرَض ہر طرح اس کے شرائط کا اِتِّباع کیا جائے گا اور اگر شرائط معلوم نہیں تو اس کے مُتَوَلّیوں کا قدیم (یعنی شروع ہی) سے جو عملدرآمد رہا اس پر نظر ہو گی، اگر ہمیشہ سے اِفطاری و شیرینی و روشنیٔ ختم (شریف) کُل یا بعض میں صَرف ہوتا رہا (تو) اس میں اب بھی ہو گا ورنہ اَصلاً نہیں اور اِحداثِ مدرَسہ (یعنی نیا مدرَسہ بنانا) بالکل ناجائز۔ (فتاوٰی رضویہ ج ١٦ ص ٤٨٦، ٤٨٥) (چندے کے بارے میں سوال وجواب ص ٢٦۔٢٩)

**سوال**: قدیم سے ہونے کے کیا معنٰی ہیں؟

**جواب**: قدیم سے ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ اس کا حُدُوث (یعنی وُجُود میں آنا) (معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ یہ بِلا شَرط بعد کو حادِث ہوا (یعنی پہلے نہ تھا بعد میں جاری ہوا) تو قدیم نہیں اگرچِہ ١٠٠، برس سے ہو۔

(فتاوٰی رضویہ ج ١٦ ص ٤٨٦، ٤٨٥) (چندے کے بارے میں سوال وجواب ص ٢٦۔٢٩)

**سُوال**: مسجِد کے نام پر کیا ہوا چندہ گیارہویں شریف کی نیاز کے کھانے پر صَرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

**جواب:** اگر کسی مسجد کا قدیم سے عُرف چلتا آرہا ہے تو گیارہویں شریف اُس مسجد کے چندے سے کرسکتے ہیں ورنہ نہیں کرسکتے۔ چندے کا اُصول یہ ہے کہ جس مَدّ (یعنی عُنوان) میں وُصول کیا اُس کے علاوہ کسی اور مَدّ میں اِستِعمال کرنا گناہ ہے۔ (چندے کے بارے میں سوال وجواب ص ۲۰) اور قدیم سے ہونے کے وہی معنیٰ ہیں جو اوپر بیان ہوا۔

**سُوال:** مسجد کے چندے کی رقم سے مسجِد پر جشنِ ولادت کے دِنوں میں چَراغاں کرنا کیسا؟

**جواب:** اگر چندہ دینے والوں کی صَراحۃً یا دَلالۃً اجازت ہو تو کرسکتے ہیں ورنہ نہیں۔ صَراحۃً سے مُراد یہ ہے کہ مسجِد کے لئے چندہ لیتے وقت کہہ دیا کہ ہم آپ کے چندے سے جشنِ ولادت اور گیارھویں شریف، شبِ براءَت وغیرہ بڑی راتوں کے مواقع پر نیز رَمَضانُ المبارَک میں مسجِد میں روشنی بھی کریں گے اور اُس نے اجازت دے دی۔ دَلَالۃً یہ ہے کہ چندہ دینے والے کو معلوم ہے کہ اِس مسجِد پر جشنِ ولادت اور دیگر بڑی راتوں کے مواقع پر اور رَمَضانُ المبارَک میں چَراغاں ہوتا ہے اور اُس میں مسجِد ہی کا چندہ استِعمال کیا جاتا ہے۔ مگر عافیّت اِسی میں ہے کہ چَراغاں وغیرہ کے لئے الگ سے چندہ کیا جائے، جتنا چندہ ہو جائے اُسی سے چَراغاں کرلیا جائے اور چَراغاں میں جو کچھ بجلی خرچ ہوئی اُس کے پیسے بھی اُسی سے ادا کئے جائیں۔ (چندے کے بارے میں سوال وجواب ص ۲۰)

**سُوال:** اگر چندے کے صندوقچے سے نکلی ہوئی رقم کا غَلَط استِعمال ہو گیا مَثَلاً مُتَوَلّیانِ مسجِد نے اِتّفاقِ رائے سے کسی غریب مُقتدی کو اُس میں سے کچھ رقم اُدھار دے دی اور وہ اب ادا نہیں کرتا۔ اِس کا حل کیا ہے؟

**جواب:** اَوَّل تو یِہی گناہ کا کام تھا کہ مسجِد کا چندہ کسی مقتدی کو اُدھار دے دیا اِس لئے کہ جو چندہ مسجِد کے لئے کیا جاتا ہے اُس میں مقتدیوں کو اُدھار دینے کا عُرف (یعنی رَواج) نہیں۔ توبہ کرنی ہوگی اور وہ رقم ڈوب جانے کی صورت میں جس جس نے قرض دینے کے حق میں فیصلہ کیا اُن کو رقم اپنے پلّے سے ادا کرنی ہوگی۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: مُتَوَلّی کو روا (یعنی جائز) نہیں کہ مالِ وقف کسی کو قرض دے یا بطورِ قرض اپنے تَصرُّف میں لائے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۶ ص ۵۷۴)

**سُوال:** چندہ غیر مصرف میں خرچ کر دیا اب اس کا تاوان (یعنی ضَمان) ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: ایسے معاملے میں تاوان (یعنی ضَمان) ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس نے چندہ دیا اُسے اِطّلاع کرے کہ میں نے آپ کے بتائے ہوئے مَصرَف (یعنی آپ نے جہاں جہاں خرچ کرنے کا کہا تھا یا جن کاموں میں خرچ کیا جانا چاہئے تھا اس) کے علاوہ میں خرچ کر دیا ہے، اگر چندہ دینے والا اسے دُرُست قرار دے دے (یعنی مَثَلاً کہہ دے کوئی حرج نہیں) تو یہ بَرِیُّ الذِّمّہ ہو جائے گا اور اگر وہ اسے دُرُست نہ قرار دے تو جس کے چندے کی جتنی رقم غَلَط استِعمال کر دی اُتنی ہی رقم پلّے سے چندہ دینے والے کو ادا، اور وہ فوت ہو چکا ہو تو اُس کے وارِثوں کو دے، اگر بالغ وارِث کسی اور نیک کام میں صَرف کرنے کی اجازت دے دیں تو جو جو اِجازت دے گا اُسی کے حصّے میں سے صَرف کیا جا سکتا ہے اور اگر ان میں نابالغ یا پاگل بھی ہیں تو ان کا حصّہ ہر صورت میں ادا کرنا واجِب ہے، کیونکہ وہ اجازت دینے کے شرعاً اہل نہیں۔ اگر چندہ دینے والے کا کوئی وارِث نہ ہو یا کسی طرح چندہ دینے والے کا پتا نہ لگے تو اب چندہ جس مَدّ میں (یعنی جس کام کے لئے) لیا تھا اُسی طرح کے کام میں تاوان والی رقم خرچ کر دے، اگر یہ بھی نہ بن پڑے تو اس کا حکم لُقطے کے مال (یعنی گری پڑی ملنے والی چیز) کی طرح ہے یعنی مساکین میں خیرات کر دے یا کسی بھی مَصرَفِ خیر مَثَلاً مسجد و مدرَسہ وغیرہ میں بھی صَرف کر سکتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۲۳ ص ۵۶۳) (چندے کے بارے میں سوال و جواب ص ۲۶-۲۹)

**سُوال**: جو مالِ وقف کا غَلَط استِعمال کرے اُس کے لئے کوئی وعید بھی ہے؟

**جواب**: جو مالِ وقف کا غَلَط استِعمال کرے اُس کے لئے وعید بھی ہے چنانچہ اس ضمن میں دو احادیثِ مبارَکہ مُلاحَظہ فرمایئے:

**(۱)۔۔۔** راحتِ قلبِ ناشاد، محبوبِ ربُّ العباد، رسولِ کریم وصلی اللہ علیہ و الہ و سلم کا ارشادِ عبرت بُنیاد ہے: "کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق تصرُّف کرتے ہیں، قِیامت کے دن ان کے لئے جہنم ہے۔"
(صَحیحُ البُخارِی ج ۲ ص ۳۴۸ حدیث ۳۱۱۸)

**(۲)۔۔۔** حُضُور سیِّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلِہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: کتنے ہی لوگ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کے مال میں سے جس چیز کو ان کا دل چاہتا ہے اپنے تصرُّف میں لے آتے ہیں قیامت کے دن ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ (سُنَنُ التِّرمِذِیّ ج ۴ ص ۱۶۵-۱۶۶ حدیث ۲۳۸۱)

**سوال**: کفار سے چندہ مانگنا کیسا ہے؟

**جواب**: ممنوع ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: کسی دینی کام کے لئے کُفّار سے چندہ لینا اول تو خود ہی ممنوع اور سخت معیوب ہے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے۔ (سُنَنُ اَبِی دَاو،د ج ۳ ص ۱۰۰ احدیث ۲۷۳۲، فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۵۶۶)

# نمازِ وتر کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔ (اَلتَّرغِیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین ص ۱۴ حدیث ۱۹)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: نمازِ وتر کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحبِ ترتیب کے لئے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے، خواہ شروع کرنے سے پہلے یاد ہو یا درمیان نماز میں یاد آجائے۔ (''الدرالمختار'' معہ ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۲۹۔ ۵۳۲، وغیرہ)

**سوال**: نمازِ وتر پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدۂ اُولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اُولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اُسی طرح کرے اور اگر قعدۂ اُولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔ (''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۶۶۲) وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب ہے۔ تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔(غنية المتملي ، ص ۴۱۷) دعائے قنوت پڑھنے کے بعد رکوع کرے اور پھر بقیہ نماز دیگر نمازوں کی طرح مکمل کرے۔

**سوال**: کیا وتر کی نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب**: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص ۵۳۲)

**سوال**: دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھی جائے یا آہستہ پڑھی جائے؟

**جواب**: دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔
(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی منکر الوتر... إلخ، ج۲، ص ۵۳۶)

**سوال**: جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے؟

**جواب**: جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھے: (۱)۔۔۔ ''رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ'' (۲)۔۔۔ یا تین بار یہ پڑھے: ''اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ'' (۳)۔۔۔ یا تین بار یہ پڑھے: ''یَا رَبِّ''
("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱) (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی ، ص۳۸۵)(ردالمحتار ، ۲/ ۵۳۵)

**سوال**: اگر دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے تو کیا کرے؟

**جواب**: اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرے، نماز ہو جائے گی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص ۱۱۱)

**سوال**: اگر یاد آتے ہی رکوع سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر یاد آتے ہی رکوع سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا تو اب حکم ہے کہ دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے نماز ہو جائے گی۔ اور اگر دوبارہ رکوع نہ کیا، تو بھی نماز فاسد نہ ہو گی، مگر گنہگار ہو گا۔
(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص ۱۱۱)

**سوال**: اور اگر صرف الحمد شریف پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور اب یاد آیا کہ دعائے قنوت تو پڑھا نہیں تو کیا کرے؟

**جواب:** اور اگر صرف الحمد شریف پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر الحمد بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱)

**سوال:** مقتدی دعائے قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کیا کرے؟

**جواب:** اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا، تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اُس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، بلکہ مطلقاً کوئی دُعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، ج۱، ص۱۱۱)

**سوال:** بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو کیا تیسری رکعت میں پڑھنا ہو گا؟

**جواب:** جی ہاں! بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری رکعت میں پھر پڑھے، یہی راجح ہے۔ (''غنیۃ المتملی''، صلاۃ الوتر، ص۴۲۲. و''البحر الرائق''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۷۳)

**سوال:** مسبوق اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو دعائے قنوت پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** مسبوق اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو رکعتیں پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے کیونکہ تیسری رکعت اسے مل گئی ہے۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱)

**سوال:** وتر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں؟

**جواب:** بہتر یہ ہے کہ پہلی میں ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' یا ''اِنَّآ اَنْزَلْنَا'' دوسری میں ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' تیسری میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھے۔ اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۶۵۴)

# نمازِ جمعہ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شب جمعہ اور روزِ جمعہ (یعنی جمعرات کے غروبِ آفتاب سے لے کر جمعہ کا سورج ڈوبنے تک) مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کر لیا کرو، جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ بنوں گا۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ص ۱۱۱ حدیث ۳۰۳۳)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!** **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نمازِ جمعہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** جمعہ فرضِ عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکّد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۵)

**سوال:** جمعہ قائم کرنے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب:** جمعہ قائم کرنے کے لئے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو (یعنی نہ پائی جائے) تو جمعہ ہو گا ہی نہیں۔

**(۱)**۔۔۔مصر (یعنی شہر) یا فنائے مصر ہو۔ **(۲)**۔۔۔سلطانِ اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا ہو۔ **(۳)**۔۔۔وقتِ ظہر ہو۔ **(۴)**۔۔۔خطبہ۔ **(۵)**۔۔۔ جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہوں۔

**(۶)**۔۔۔اِذنِ عام ہو۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۶۲)

**سوال:** مصر اور فنائے مصر کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کُوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ (یعنی ضلع کا حصہ) ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

اور مصر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لئے ہو اسے "فنائے مصر" کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔ لہٰذا جمعہ شہر، قصبہ اور ان کی فنا میں پڑھا جائے، اور گاؤں میں جائز نہیں۔ (''غنیۃ المتملی''، فصل فی صلاۃ الجمعۃ، ص۵۴۹۔۵۵۱)

**سوال:** کیا شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے، خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔ مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائرِ اسلام سے ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکتِ اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی ہے، نیز دفع حرج کے لئے تعدد جائز رکھا گیا ہے۔
(''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۱۸، و''الفتاوی الرضویۃ''، ج۸، ص۳۱۲)

**سوال:** جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جمعہ کون قائم کرے گا؟

**جواب:** جمعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سُلطانِ اسلام کے قائم مقام ہے، لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہو سکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۶۴)

**سوال:** جمعہ کی شرائط میں ''وقتِ ظہر'' سے کیا مراد ہے؟ نیز خطبۂ جمعہ کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں

**جواب:** یعنی وقت ظہر میں جمعہ کی نماز پوری ہو جائے، تو اگر نماز کے درمیان میں اگرچہ تشہد مکمل پڑھ لینے کے بعد عصر کا وقت آگیا، جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ج۱، ص۱۴۶)

خطبۂ جمعہ میں چار شرطیں ہیں: (۱)۔۔۔ خطبہ وقتِ ظہر میں ہو۔ (۲)۔۔۔ خطبہ نماز سے پہلے ہو۔ (۳)۔۔۔ خطبہ ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لئے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے علاوہ تین مرد۔ (۴)۔۔۔ خطبہ تنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۶۶)

**سوال:** خطبہ کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۲۲)

**سوال:** کیا خطبہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں بھی دیا جاسکتا ہے؟

**جواب:** غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان میں خطبہ خلط کرنا (یعنی ملا کر پڑھنا) خلاف سنتِ متوارثہ ہے (یعنی زمانۂ رسالت سے اب تک چلی آنے والی سنت کے خلاف کرنا ہے)۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۶۹)

**سوال:** جمعہ کی ایک شرط ''اذنِ عام'' ہونا بھی ہے اس سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** اِذنِ عام یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو، اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہو گئے دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا نہ ہوا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۷۰)

**سوال:** فی زمانہ دیہات میں جمعہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق جمعہ صرف وہیں جائز ہے جہاں مذکورہ چھ شرائط پائی جائیں، لیکن امامِ ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ان آبادی میں بھی جمعہ جائز ہیں ''جہاں اتنے مسلمان مرد عاقل و بالغ جن پر جمعہ فرض ہو سکے آباد ہوں کہ اگر وہ وہاں کی سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو سمانہ سکیں'' تو وہاں جمعہ قائم کرنا جائز ہے کہ ایسی جگہ شہر سمجھی جائے گی۔

اگرچہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا یہ قول اصل مذہب (یعنی امامِ اعظم) کے خلاف ہے مگر فی زمانہ تعامل اور دفعِ حرج کی بنا پر علمائے کرام کی اکثریت اس قول پر عمل کرنے میں حرج نہیں جانتی، لہٰذا اس تعریف پر پورے اترنے والے قصبات میں قائم ہونے والی نمازِ جمعہ و عیدین درست ہیں۔

ہاں! جو آبادیاں اس تعریف پر بھی پوری نہیں اترتی ہوں وہاں جمعہ و عیدین جائز نہیں۔ اور اگر گاؤں کے لوگ جہالت کی وجہ سے جمعہ ادا کرتے ہوں تو انہیں نہ روکا جائے کہ عوام جس طرح بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام لیں غنیمت ہے، بلکہ نرمی سے صحیح مسئلہ سمجھایا جائے کہ ظہر کے فرض آپ کے ذمہ ہے اس کے

تارک نہ بنیں بلکہ اپنی آبادی میں با جماعت ظہر ادا کیجئے نہ کہ جمعہ، بہرِ صورت اس کالحاظ رکھا جائے کہ کسی قسم کا فتنہ نہ ہو۔

**سوال:** ادائیگی جمعہ فرض ہونے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب:** جمعہ کی ادائیگی فرض ہونے کی 11 شرائط ہیں:

(۱)۔۔۔شہر میں مقیم ہونالہٰذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔ (۲)۔۔۔صحّت یعنی تندرست ہونا لہٰذا مریض پر جُمُعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے جو مسجدِ جُمُعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھّا ہو گا۔ شیخِ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ (۳)۔۔۔آزاد ہونا، لہٰذا غلام پر جُمُعہ فرض نہیں اور اُس کا آقا منَع کر سکتا ہے۔ (۴)۔۔۔مرد ہونا لہٰذا عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ (۵)۔۔۔بالغ ہونا لہٰذا نابالغ پر جمعہ فرض نہیں۔ (۶)۔۔۔عاقِل ہونا لہٰذا پاگل پر جمعہ فرض نہیں۔ (۷)۔۔۔انکھیارا ہونا (اندھا نہ ہو)۔ (۸)۔۔۔چلنے پر قادِر ہونا۔ (۹)۔۔۔قَید میں نہ ہونا لہٰذا قیدی پر جمعہ فرض نہیں۔ (۱۰)۔۔۔بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا۔ (۱۱)۔۔۔بارش یا آندھی یا اَولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اِس قَدَر کہ ان سے نقصان کا خوفِ صحیح ہو۔

(بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲ ۷۷، ۰ ۷۷)

**سوال:** اگر نابینا کو مسجد تک لے جانے والا موجود ہو تو کیا اس پر جمعہ واجب ہو گا؟

**جواب:** یک چشم (یعنی جس کی ایک آنکھ صحیح اور ایک خراب ہو) اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یوہیں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو ہو اس پر جمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو خود مسجد جمعہ تک بلا تکلّف نہ جا سکتا ہو اگرچہ مسجد تک کوئی لے جانے والا ہو، اُجرتِ مثل پر لے جائے یا بلا اُجرت اس پر جمعہ فرض نہیں۔ ہاں! بعض نابینا بلا تکلّف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں، راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بلا پُوچھے جاسکتے ہیں ان پر جمعہ فرض ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲ ۷۷، ۱ ۷۷)

**سوال:** جس پر کسی عذر کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں یا جمعہ کی جماعت نہ ملی ہو تو وہ کون سی نماز پڑھیں گے؟

**جواب:** جس پر کسی عذر کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں یا جمعہ کی جماعت نہ ملی ہو، وہ ظہر کی نماز پڑھیں گے۔ مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ

ظہر پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ جمعہ ہونے سے پہلے جماعت کریں یا بعد میں۔ یوہیں جنہیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں، جماعت ان کے لئے بھی ممنوع ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱ص۷۷۴، ۷۷۳)

**سوال:** جس پر جمعہ فرض نہیں کیا وہ جمعہ کی امامت کر سکتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! جمعہ کی امامت ہر وہ مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو سکتا ہو اگرچہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض، مسافر اور غلام۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳)

**سوال:** خطبہ کے وقت کون کون سی چیزیں حرام ہیں؟

**جواب:** جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام و جوابِ سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف (یعنی نیکی کی دعوت دینا)، ہاں! خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے، اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۹)

**سوال:** جمعہ کے لئے سعی کب واجب ہوتی ہے؟

**جواب:** پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور خرید و فروخت وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب، یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے، جمعہ کے لئے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔ ("الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۴۲)

("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱۴۹)

## خطبۂ جُمُعَہ

## جمعہ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا ط وَاَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّآئِیْنَ الْهَالِكِیْنَ شَفِیْعًا ط فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ ط وَعَلٰى كُلِّ مَنْ هُوَ مَحْبُوْبٌ

وَّمَرْضِیٌّ لَّدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ؕ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ! فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ ؕ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍوَّحَجَرٍ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ؕ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ؕ وَاقْتَفُوْٓا اٰثَارَ سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ؕ فَاِنَّ السُّنَنَ ھِیَ الْاَنْوَارُ وَزَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ فَاِنَّ الْحُبَّ ھُوَالْاِیْمَانُ کُلُّہٗ ؕ اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ؕ اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِہٖ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ اَکْرَمُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ ؕ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ؕ وَاسْتَعْمَلَنَا وَاِیَّاکُمْ بِسُنَّتِہٖ ؕ وَحَیَّانَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَتَوَفَّانَا وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَحَشَرَنَا وَاِیَّاکُمْ فِیْ زُمْرَتِہٖ ؕ وَسَقَانَا وَاِیَّاکُمْ مِنْ شَرْبَتِہٖ شَرَابًا ھَنِیْئًا مَّرِیْئًا سَآئِغًا لَّانَظْمَأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا وَاَدْخَلَنَا وَاِیَّاکُمْ فِیْ جَنَّتِہٖ بِمَنِّہٖ وَرَحْمَتِہٖ وَکَرَمِہٖ وَرَاْفَتِہٖ ؕ اِنَّہٗ ھُوَالرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ؕ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ اَلْبِرُّ لَایَبْلٰی وَالذَّنْبُ لَایُنْسٰی وَالدَّیَّانُ لَایَمُوْتُ اِعْمَلْ مَاشِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ ؕ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ؕ ۷ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ؕ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ؕ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؕ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ؕ

## جمعہ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ؕ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ؕ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ؕ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ؕ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ ؕ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ اَبَدًا ؕ لَاسِیَّمَا عَلٰی اَوَّلِھِمْ بِالتَّصْدِیْقِ ؕ وَاَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ ؕ اَلْمَوْلَی الْاِمَامِ الصِّدِّیْقِ ؕ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُشَاھِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ؕ وَعَلٰی

اَعْدَلِ الْاَصْحَابِؕ مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِؕ اَلْمُوَافِقِ رَاْیُہٗ لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابِؕ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِؕ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَغَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَؕ اِمَامِ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَؕ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُؕ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَالْاِیْمَانِؕ مُجَهِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَةِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِؕ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِؕ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَؕ اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُؕ وَعَلٰٓی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِؕ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِؕ حَلَّالِ الْمُشْکِلَاتِ وَالنَّوَآئِبِؕ دَفَّاعِ الْمُعْضِلَاتِ وَالْمَصَآئِبِؕ اَخِ الرَّسُوْلِ وَزَوْجِ الْبَتُوْلِؕ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِؕ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَؕ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْمِؕ وَعَلٰی ابْنَیْهِ الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّهِیْدَیْنِؕ اَلْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ النَّیِّرَیْنِؕ اَلزَّاهِرَیْنِ الْبَاهِرَیْنِ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاهِرَیْنِؕ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَاؕ وَعَلٰٓی اُمِّهِمَا سَیِّدَةِ النِّسَاءِؕ اَلْبَتُوْلِ الزَّهْرَآءِؕ فِلْذَةِ کَبِدِ خَیْرِ الْاَنْبِیَآءِؕ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهٗ عَلٰٓی اَبِیْهَا الْکَرِیْمِؕ وَعَلَیْهَا وَعَلٰی بَعْلِهَا وَابْنَیْهَاؕ وَعَلٰی عَمَّیْهِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَهَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِؕ سَیِّدَیْنَآ اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَاؕ وَعَلٰی سَآئِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِؕ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ یَآ اَهْلَ التَّقْوٰی وَاَهْلَ الْمَغْفِرَةِؕ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَؕ رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَؕ رَبَّنَا یَا مَوْلٰنَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْؕ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَکُمُ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَؕ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُؕ

# نمازِ عیدین کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطَفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔ (مُعجَم کبیر ج۱۸ ص ۳۶۲ حدیث ۹۲۸)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: عیدین کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور یہ کس کس پر پڑھنا واجب ہے؟

**جواب**: **عیدَین** یعنی عید الفطر اور بقر عید کی نماز واجِب ہے مگر سب پر نہیں صِرف ان پر جن پر **جمعہ** واجِب ہے۔ (''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص ۱۱۹)

**سوال**: اِن دونوں نمازوں کا وقت کب سے کب تک ہوتا ہے؟

**جواب**: **ان** دونوں نمازوں کا وَقت سورج کے بقدر ایک نیزہ بلند ہونے (یعنی طلوعِ آفتاب کے ۲۰ مِنَٹ کے بعد) سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید اضحی میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے۔ (نماز کے احکام ص ۴۴۱)

**سوال**: کیا عیدین کی نماز کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں؟ نیز اس میں خطبہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: **عیدَین** کی ادا کی وُہی شرطیں ہیں جو جمعہ کی ہیں، صِرف اتنا فرق ہے کہ **(۱)**۔۔۔ جمعہ کا خُطبہ شرط ہے اور **عیدَین** میں سُنَّت۔ **(۲)**۔۔۔ جمعہ کا خطبہ نَماز سے پہلے ہے اور **عیدَین** کا نَماز کے بعد۔ **(۳)**۔۔۔ جمعہ میں اذان و اقامت ہے جبکہ عیدین میں نہیں۔ (نماز کے احکام ص ۴۴۱)

**سوال**: نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

**جواب**: **پہلے** اِس طرح نیّت کیجئے: **''میں نیّت کرتا ہوں دو رَکْعَت نَماز عید الفطر یا عید الاضحی کی، ساتھ چھ زائد تکبیروں کے، واسطے اللہ پاک کے، پیچھے اِس امام کے''** پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اَللہُ اَکْبَر کہہ کر حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیجئے اور **ثناء** پڑھئے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اَللہُ اَکْبَر کہتے ہوئے لٹکا دیجئے۔ پھر ہاتھ

کانوں تک اٹھایئے اوراللہُ اَکْبَر کہہ کر لٹکا دیجئے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھایئے اوراللہُ اَکْبَر کہہ کر باندھ لیجئے یعنی پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھئے اس کے بعد دوسری اور تیسری تکبیر میں لٹکایئے اور چوتھی میں ہاتھ باندھ لیجئے۔ اس کو یوں یاد رکھئے کہ **جہاں قِیام میں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھتے ہیں اور جہاں نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ لٹکاتے ہیں۔** پھر امام **تعوّذ** اور **تسمیہ** آہستہ پڑھ کر **الحمد شریف** اور سورت جہر (یعنی بُلند آواز) کے ساتھ پڑھے، پھر رُکوع کرے۔ دوسری رَکعَت میں پہلے **الحمد شریف** اور سُورت جہر کے ساتھ پڑھے، پھر تین بار کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہُ اَکْبَر کہئے اور ہاتھ نہ باندھئے اور چوتھی بار بِغیر ہاتھ اُٹھائے اللہُ اَکْبَر کہتے ہوئے رُکوع میں جایئے اور قاعِدے کے مطابِق نَماز مکمَّل کر لیجئے۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین بار "سُبْحٰنَ اللہ" کہنے کی مِقدار چُپ کھڑا رَہنا ہے۔ (نماز کے احکام ص ۴۴۰)

**سوال:** اگر کسی کو عید کی نماز ادھوری ملی تو وہ کس طرح پڑھے؟

**جواب:** پہلی رَکعَت میں امام کے تکبیریں کہنے کے بعد مقتدی شامِل ہوا تو اُسی وَقت (تکبیرِ تَحریمہ کے علاوہ مزید) تین تکبیریں کہہ لے اگرچِہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے اگرچِہ امام نے تین سے زِیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رُکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رُکوع میں جائے اور رُکوع میں تکبیریں کہہ لے اور اگر امام کو رُکوع میں پایا اور غالِب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رُکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رُکوع میں جائے ورنہ اللہُ اَکْبَر کہہ کر رُکوع میں جائے اور رُکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رُکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اُٹھالیا تو باقی ساقِط ہو گئیں (یعنی بَقِیَّہ تکبیریں اب نہ کہے) اور اگر امام کے رُکوع سے اُٹھنے کے بعد شامِل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) جب اپنی (بَقِیَّہ) پڑھے اُس وَقت کہے۔ اور رُکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا اُس میں ہاتھ نہ اُٹھائے اور اگر دوسری رَکعَت میں شامِل ہوا تو پہلی رَکعَت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اُس وَقت کہے۔ دوسری رَکعَت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے فَبِھا (یعنی تو بہتر)۔ ورنہ اس میں بھی وُہی تفصیل ہے جو پہلی رَکعَت کے بارے میں مذکور ہوئی۔ (نماز کے احکام ص ۴۴۳)

**سوال:** اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی تو کیا کرے؟

**جواب:** **امام** نے نَماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامِل ہی نہ ہوا تھا یا شامِل تو ہوا مگر اُس کی نَماز فاسد ہو گئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ (بِغیر جماعت کے) نہیں پڑھ سکتا۔ہاں! بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رَکعَت چاشت کی نَماز پڑھے۔(نماز کے احکام ص ۴۴۳)

**سوال:** عید کے دن کے مستحبات کیا ہیں؟

**جواب:** عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

(۱)۔۔۔حجامت بنوانا۔ (۲)۔۔۔ناخن ترشوانا۔ (۳)۔۔۔غسل کرنا۔ (۴)۔۔۔مسواک کرنا۔ (۵)۔۔۔اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا ہوا۔ (۶)۔۔۔انگوٹھی پہننا۔ (۷)۔۔۔خوشبو لگانا۔ (۸)۔۔۔صبح کی نماز مسجدِ محلّہ میں پڑھنا۔ (۹)۔۔۔عید گاہ جلد چلا جانا۔(۱۰)۔۔۔نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔(۱۱)۔۔۔عید گاہ کو پیدل جانا۔ (۱۲)۔۔۔دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۳)۔۔۔نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب (یعنی سرزنش) کیا جائے گا۔ (۱۴)۔۔۔خوشی ظاہر کرنا۔ (۱۵)۔۔۔کثرت سے صدقہ دینا۔ (۱۶)۔۔۔عید گاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کئے جانا۔ (۱۷)۔۔۔آپس میں مبارک باد دینا مستحب ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۶) (بہارِ شریعت ج۱، ص۷۷۹۔۷۸۱)

**سوال:** عید الفطر اور عید الاضحی میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** عید الاضحی تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عید الاضحی کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، بارہویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔ ("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۲)

**سوال:** تکبیرِ تشریق کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعتِ مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل، اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنانہ کر سکے، اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے۔

(''تنویر الأبصار''، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج ۳، ص ۷۱، ۷۴) (''الدر المختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار اِن الذبیح إسماعیل، ج ۳، ص ۷۳)

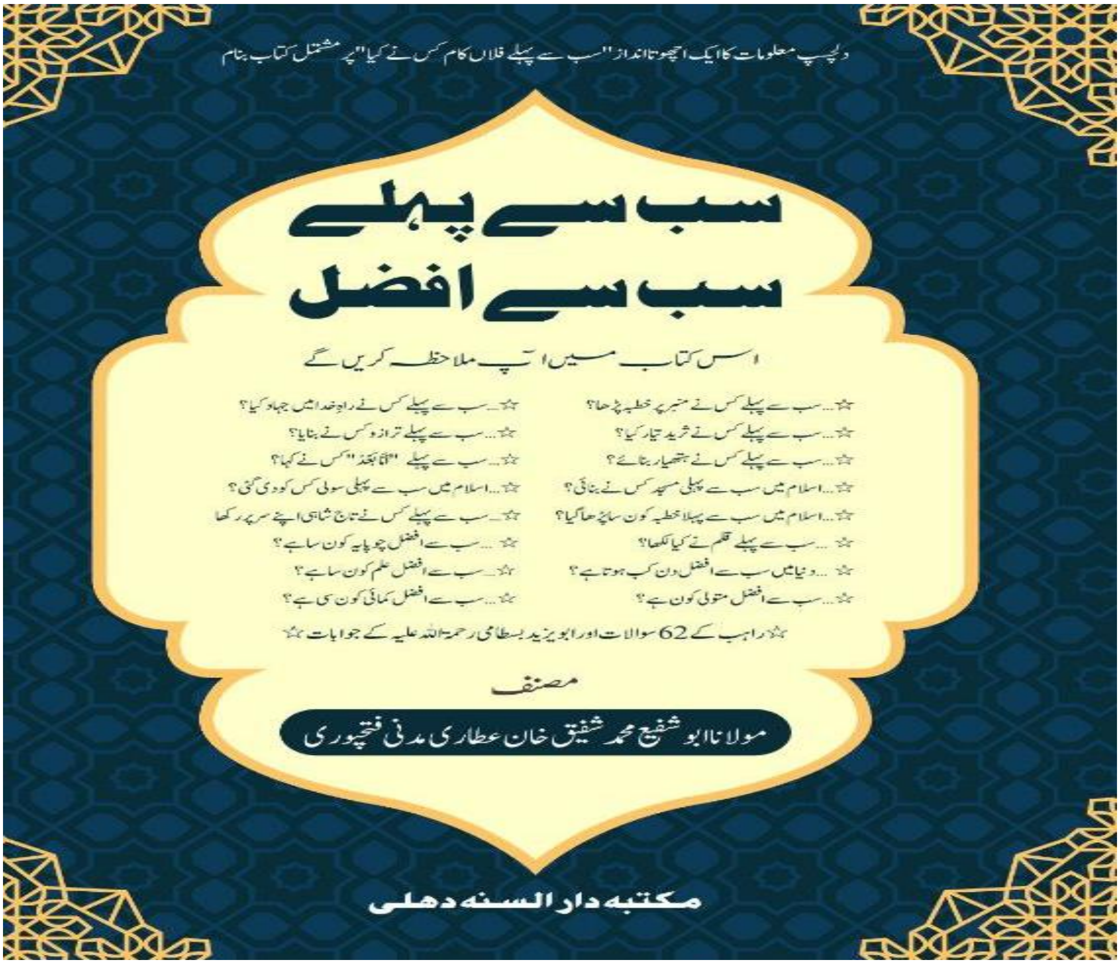

# سنن ونوافل کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔
(مُعجم کبیر ج۳ ص۸۲ حدیث ۲۷۲۹)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نفل کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ کیا ہے؟

**جواب:** نفل کا لغوی معنیٰ زیادتی کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں نفل اس عبادت کو کہتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو، اور کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے گناہ نہ ہو۔

**سوال:** کتبِ فقہ میں نفل و سنّت کو اکٹھا کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟

**جواب:** نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے (یعنی بولا جاتا ہے) اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لئے کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا، جہاں استثناء نہ ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں گے۔ پس ہر سنّت نماز نفل ہے مگر ہر نفل نماز سنّت نہیں ہے۔

**سوال:** سنّت نماز کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں اور ان کا حکم کیا ہے؟

**جواب:** سنّت نماز کی دو قسمیں ہیں کہ:

**(۱)۔۔۔** بعض سنّتیں مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی ہے۔ بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ (یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہیں) اور مستحق نار ہے۔ اور بعض ائمہ نے فرمایا: کہ "وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔" تلویح میں ہے، کہ اس کا ترک قریب بحرام ہے۔ اس کا تارک اس بات کا مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہو

جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میری سنت کو ترک کرے گا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔" سنت مؤکدہ کو سنن الہدی بھی کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۱، ص ۶۶۲)

**(۲)۔۔۔** دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، کبھی اس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت ج ۱، ص ۶۶۲)

**سوال:** سنّتِ موکّدہ کون کون سی نمازیں ہیں؟

**جواب:** سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ **(۱)۔۔۔** دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے۔ **(۲)۔۔۔** چار ظہر کے پہلے۔ **(۳)۔۔۔** دو ظہر کے بعد۔ **(۴)۔۔۔** دو مغرب کے بعد۔ **(۵)۔۔۔** دو عشا کے بعد۔ **(۶)۔۔۔** چار جمعہ سے پہلے۔ **(۷)۔۔۔** چار جمعہ کے بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر سولہ رکعتیں سنتِ موکّدہ ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں سنتِ موکّدہ ہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۴۵.) جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۵.)

**سوال:** سب سنّتِ موکّدہ میں قوّت کے اعتبار سے کیا ترتیب ہے؟

**جواب:** سب سنتوں میں قوی تر سنتِ فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہہ یا براہ جہل ہو تو خوف کُفر ہے اور اگر دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) بلاشبہہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی و لہٰذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر، نہ چلتی گاڑی پر، اس کا حکم ان باتوں میں بالکل مثلِ وتر ہے۔ اس کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر کے بعد کی پھر عشا کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں، اور اصح یہ ہے کہ سنتِ فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا: کہ "جو انہیں ترک کرے گا، اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔" ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل، ج ۲، ص ۵۴۸۔۵۵۰.)

**سوال:** مستحب (یعنی سنّتِ غیر موکّدہ) نمازیں کون کون سی ہیں؟

**جواب:** مستحب (یعنی سنّتِ غیر موکّدہ) نمازیں درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** چار رکعت عشا سے پہلے۔ **(۲)۔۔۔** چار رکعت عصر کے پہلے۔ **(۳)۔۔۔** عشا کے بعد چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یو ہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا: "جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام فرمادے گا۔" ("جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، الحديث: ۴۲۷، ج۱، ص۴۳۵.) **(۴)۔۔۔** مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں، ان کو صلاۃ الاوّابین کہتے ہیں، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في السنن والنوافل، ج۲، ص۵۴۷.)

**سوال:** چار رکعت والی سنّتِ مؤکدہ اور نفل نماز ادا کرنے میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** جو سنتِ مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا تو **سُبْحٰنَكَ** اور **اَعُوْذُ** بھی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں **سُبْحٰنَكَ** اور **اَعُوْذُ** بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا **سُبْحٰنَكَ** اور **اَعُوْذُ** کافی ہے، منت کی نماز کے بھی قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھے اور تیسری میں ثناو تعوذ۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۵۲)

**سوال:** اگر کوئی شخص دو رکعت سے زیادہ نفل نماز پڑھے اور درمیانی قعدہ میں نہ بیٹھے تو کیا حکم ہو گا؟

**جواب:** اگر کسی شخص نے دو رکعت سے زیادہ مثلاً چار رکعت نفل پڑھی اور درمیانی قعدہ میں نہیں بیٹھا بلکہ چار رکعت کے آخر میں قعدہ کیا تو سجدۂ سہو کے ساتھ اس کی نماز عندالشیخین استحساناً جائز ہے اگرچہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے کیونکہ نفل نماز کی ہر دو رکعت علیحدہ نماز ہے لہذا اس کا ہر قعدہ فرض ہوا اور وہ یہاں پر ترک ہو گیا پس جب پہلی دو فاسد ہو گئی تو دوسری دو کا شروع ہونا بھی درست نہ ہوا اس لئے پوری نماز فاسد ہو گی اور یہی قول امام زفر و محمد کا ہے اور قیاس کا جواب یہ ہے کہ جب پہلا قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے کل نماز کو نماز واحد بنا لیا اور یہ فرض کے مشابہ ہو گئی اور قعدۂ اولی فرض سے واجب ہو گیا لہذا واجب کے ترک کی وجہ سے قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے نماز ہو گئی۔ جیسے کہ بہارِ شریعت میں ہے۔

چار رکعت نفل پڑھے اور قعدۂ اولیٰ فوت ہو گیا بلکہ قصداً بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اور بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو عود نہ کرے اور سجدۂ سہو کرلے نماز کامل ادا ہوگی، اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کئے تیسری کے لئے کھڑا ہو گیا تو عود کرے ورنہ فاسد ہو جائے گی۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب التاسع فی النوافل،ج۱،ص۱۱۳.)(بہارِ شریعت ج۱،ص۶۶۷)

**سوال**: اکٹھے کتنی رکعات نوافل بلا کراہت پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب**: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور امامِ اعظم کے نزدیک افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔(بہارِ شریعت ج۱،ص۶۶۷) ("الدرالمختار"،کتاب الصلاۃ،باب الوتر والنوافل،ج۲،ص۵۵۰.)

**سوال**: رات کے نوافل افضل ہیں یا دن کے؟

**جواب**: رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔(" صحیح مسلم"،کتاب الصیام،باب فضل صوم المحرم،الحدیث:۱۱۶۳،ص۵۹۱.)

اور طبرانی نے مرفوعاًروایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دُوہ لیتے ہیں اور عشا کے فرض کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلاۃ اللیل ہے۔("المعجم الکبیر"،باب الألف،الحدیث:۷۸۷،ج۱،ص۲۷۱.)

**سوال**: طولِ قیام افضل ہے یا کثرتِ رکعات؟

**جواب**: نماز میں قیام طویل ہونا کثرتِ رکعات سے افضل ہے یعنی جب کہ کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے مثلاً دو رکعت میں چار رکعت کے برابر وقت صرف کر دینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔("الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ،باب الوتر والنوافل،مطلب: قولھم کل شفع من النفل الصلاۃ لیس مطردا،ج۲،ص۵۵۴.) کیونکہ حضرتِ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے پوچھا گیا کہ "کون سی نماز سب سے افضل ہے؟" ارشاد فرمایا، "طویل قیام والی نماز۔" ( صحیح مسلم،کتاب صلوۃ المسافرین، قصرھا،باب افضل الصلوۃ طول القنوت،رقم ۷۵۶،ص۳۸۰) اور اس لئے بھی کہ طویل قیام سے قراءت زیادہ ہوتی ہے جبکہ کثرتِ سجود سے تسبیحات زیادہ ہوتی ہیں اور قراءت تسبیحات سے افضل ہے۔

**سوال:** کیا نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟ اگر ہاں! تو کس طرح؟

**جواب:** کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں۔ ("تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۴) مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: "بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے۔" (۔"صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب جواز النافلۃ قائماو قاعدا...إلخ، الحدیث:۷۳۵، ص۳۷۰.)

اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں، ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔ صحیح نہیں کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخصوصات میں سے ہے۔ ("صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب صلاۃ اللیل...إلخ، الحدیث:۱۲۶۔(۷۳۸)، ص۳۷۲)(بہار شریعت ج۱، ص۶۷۰)

نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۶۷۱)

**سوال:** اگر کسی نے نفل کھڑے ہو کر شروع کی تو کیا درمیان میں بیٹھ کر مکمل کر سکتا ہے؟

**جواب:** اگر کسی نے نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا تو اصح قول کے مطابق دونوں صورتیں جائز ہیں، خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل الستۃ عشریۃ، ج۲، ص۵۸۴)

**سوال:** کیا نفل نماز سواری پر پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** بیرون شہر (یعنی شہر کے باہر) سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں استقبالِ قبلہ شرط نہیں بلکہ سواری جس رُخ کو جا رہی ہو ادھر ہی منہ ہو اور اگر اُدھر منہ نہ ہو تو نماز جائز نہیں اور شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط نہیں بلکہ سواری جدھر جا رہی ہے اُس طرف ہو اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہو (یعنی زیادہ جھک کر ہو)۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلاۃ علی الدابۃ، ج۲، ص۵۸۸)

سواری پر نفل پڑھنے میں اگر ہانکنے کی ضرورت ہو اور عملِ قلیل سے ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں چابک ہے اُس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلاضرورت جائز نہیں۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في الصلاۃ علی الدابۃ، ج۲، ص۵۸۹.)

**سوال:** کیا نفل پڑھنے والا کسی چیز پر ٹیک لگا سکتا ہے؟

**جواب:** کھڑے ہو کر نفل پڑھتا تھا اور تھک گیا تو عصا یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں حرج نہیں۔ اور بغیر تھکے بھی اگر ایسا کرے تو کراہت تنزیہی ہے کہ ادب کے خلاف ہے مگر نماز ہو جائے گی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۴)

**سوال:** نفل نماز کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** نفل نمازیں تو بہت ہیں، اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وائمۂ دین رحمھم اللہ المبین سے مروی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

**(۱)۔۔۔ تحیۃ الوضو:** وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔

(''تنویر الأبصار'' و''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۶۳)

**(۲)۔۔۔ تحیۃ مسجد:** جو شخص مسجد میں آئے اسے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینا سنت ہے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوئی اب پڑھے۔ (''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۵۵۷)

**(۳)۔۔۔ نمازِ اشراق:** جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکرِ خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں پڑھیں "تو اُسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔" (''جامع الترمذی''، ابواب السفر، باب ماذکر ممایستحب من الجلوس فی المسجد...إلخ، الحدیث ۵۸۶، ج۲، ص۱۰۰)

**(۴)۔۔۔ نمازِ چاشت:** کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں، اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج۱، ص۱۱۲)

**(۵)۔۔۔ نمازِ اوابین:** مغرب کے فرض وسنّت کے بعد چھ رکعتیں پڑھنا، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔

(''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل، ج۲، ص۵۴۷)

**(۶)۔۔۔ نمازِ تہجد:** عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ اللیل، ج۲، ص۵۶۶)

**(۷)۔۔۔ صلوۃ اللیل:** رات میں عشا کی نماز کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۶۷۷)

**(۸)۔۔۔ نمازِ سفر:** سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے۔ (''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی رکعتی السفر، ج۲، ص۵۶۵)

**(۹)۔۔۔ نمازِ واپسی سفر:** سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب في رکعتی السفر، ج۲، ص۵۶۵)

**(۱۰)۔۔۔ نمازِ استخارہ:** استخارہ کرنے کے لئے جو نماز پڑھی جائے اسے نمازِ استخارہ کہتے ہیں۔

**(۱۱)۔۔۔ نمازِ حاجت:** جو کسی حاجت کے لئے نماز پڑھی جائے اسے نمازِ حاجت کہتے ہیں۔

**(۱۲)۔۔۔ صلوۃ الاسرار:** یہ بھی قضائے حاجت (یعنی حاجت پوری ہونے) کے لئے پڑھی جاتی ہے جو کہ غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے مروی ہے۔

**(۱۳)۔۔۔ صلوۃ التسبیح:** یہ ایک مخصوص قسم کی نماز ہے جس میں بے انتہا ثواب ہے، یہ چار رکعت ہے جس میں ۳۰۰بار ''سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرْ'' تسبیح پڑھی جاتی ہے۔

**(۱۴)۔۔۔ نمازِ توبہ:** گناہوں کی معافی کے لئے جو نماز پڑھی جائے اسے نمازِ توبہ کہتے ہیں۔

**(۱۵)۔۔۔ صلوۃ الرغائب:** رجب کی پہلی شبِ جمعہ، شعبان کی پندرہویں شب اور شبِ قدر میں جو نوافل جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں انہیں صلوۃ الرغائب کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱،ص۶۸۷)

# قضا نمازوں کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک تمہارے نام مَع شناخْت مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا مجھ پر اَحسن (یعنی بہترین الفاظ میں) دُرودِ پاک پڑھو۔ (مُصَنَّفعَبدالرَّزّاق ج ۲ ص ۱۴۰ حدیث ۳۱۱۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** ادا، قضا اور اعادہ کی کیا تعریف ہے؟

**جواب:** جس چیز کا بندوں کو حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو **ادا** کہتے ہیں۔ وقت کے ختم ہونے کے بعد عمل میں لانا **قضا** ہے۔ اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اس خرابی کو دور کرنے کے لئے وہ عمل دوبارہ بجالانا **اعادہ** کہلاتا ہے۔ (نماز کے احکام ص ۳۳۰)

**سوال:** کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بھی نمازیں مؤخر ہوئی ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! غزوۂ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: انہوں نے اذان و اقامت کہی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشا کی پڑھی۔ (''السنن الکبرٰی'' للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ للفائتۃ، الحدیث: ۱۸۹۲، ج ۱، ص ۵۹۲)

**سوال:** بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا کیسا ہے؟

**جواب:** بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ۶۲۶)

**سوال:** نماز قضا کرنے کے کیا اعذار ہیں؟

**جواب:** نماز قضا کرنے کے اعذار درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔ دشمن کا خوف ہونا:** نماز قضا کر دینے کے لئے عذر ہے، مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو۔

(''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص ۶۲۷)

(۲)۔۔۔جنائی (یعنی دائی، بچہ جنانے والی) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مر جانے کا اندیشہ ہے نماز قضا کرنے کے لئے یہ عذر ہے۔ (''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص ۶۲۷)

**سوال:** وقت کے اندر تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی مگر درمیانِ نماز وقت ختم ہوگیا تو کیا یہ نماز ادا ہوئی؟

**جواب:** وقت کے اندر اگر تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے اگرچہ دورانِ نماز وقت ختم ہو جائے۔ مگر نماز فجر وجمعہ وعیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی، کیونکہ وقت کے اندر ان کا سلام پھر جانا ضروری ہے۔ (''الدرالمختار''،کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص ۶۲۸)

**سوال:** سو گیا یا بھول گیا اور نماز کا وقت نکل گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: "جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔" مگر دخولِ وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو یقیناً گنہگار ہوا جب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہوسکتی جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور گمان ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

(''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص ۱۲۱)

جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔

(''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ، مطلب فی طلوع الشمس من مغربھا، ج۲، ص ۳۳)

**سوال:** قضا نماز کس وقت پڑھنا چاہئے؟

**جواب:** قضا کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بریُ الذّمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت نہ پڑھے کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ، الباب الأول فی المواقیت ومایتصل بھا، الفصل الثالث، ج۱، ص ۵۲)

**سوال:** جنون (یعنی پاگل ہونے) کی حالت میں جو نماز قضا ہوئیں کیا ان کی قضا کرنی ہوگی؟

**جواب:** مجنون کی حالتِ جنون میں جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔ یہی حکم بیہوشی کا بھی ہے، (''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص ۱۲۱)

**سوال:** نشے کی حالت میں اگر چھ یا اس سے زیادہ نمازیں قضا ہو گئیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** شراب یا دیگر نشیلی چیز پی اگرچہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگرچہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوہیں اگر دوسرے نے مجبور کرکے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج۱، ص۱۳۷)

**سوال:** سوتے رہنے سے جو نماز قضا ہوئیں کیا ان کی قضا کرنی ہو گی؟

**جواب:** سوتا رہا جس کی وجہ سے نماز جاتی رہی تو قضا فرض ہے اگرچہ نیند پورے چھ یا زیادہ وقت کو گھیر لے۔ کیونکہ نیند کا حکم جنون و بیہوشی سے مختلف ہے کہ اتنی لمبی نیند شاذ و نادر ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج۲، ص۶۹۲)

**سوال:** کیا حالتِ ارتداد کی نمازوں کی قضا ہے؟

**جواب:** جو شخص معاذ اللہ مُرتَد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانۂ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے زمانۂ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان بالختمات والتھالیل، ج۲، ص۶۴۷)

**سوال:** سفر کی قضا نمازیں اگر گھر میں پڑھ رہا ہے تو کیسے پڑھے گا؟

**جواب:** جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۱)

**سوال:** کیا قضا نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے؟

**جواب:** پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا اور بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گئی تو اُسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو نہ ہو گی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۱)

**سوال:** ترتیب کب ساقط ہو جاتی ہے؟

**جواب:** تین صورتوں میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے:

**(۱)۔۔۔وقت میں تنگی:** اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے، مثلاً نماز عشا و وتر قضا ہو گئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو عشا و فجر پڑھے۔ (''شرح الوقایۃ''، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج۱، ص۲۱۷)

**(۲)۔۔۔بھول جانا:** قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہو گئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۲)

**(۳)۔۔۔چھ یا اس سے زیادہ نمازوں کا قضا ہو جانا:** چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئیں مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھیں یا متفرق طور پر قضا ہوئیں مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا۔ (''الدر المختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الإعادۃ، ج۲، ص۶۳۷)

**سوال:** ترتیب کب لوٹتی ہے؟

**جواب:** جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہو گئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہو گی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہو گی۔ (''الدر المختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الإعادۃ، ج۲، ص۶۴۰)

**سوال:** کیا نوافل و سنن کی جگہ قضا نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضا نمازیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور روزانہ کی بارہ رکعتیں سنتِ مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

(''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی بطلان الوصیۃ بالختمات والتھالیل، ج۲، ص۶۴۶)

**سوال:** جس کے ذمہ بہت زیادہ قضا نمازیں ہوں تو کیا وہ تاخیر سے پڑھ سکتا ہے؟

**جواب**: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش (یعنی کھانے پینے) اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۴۶)

**سوال**: جس کے ذمہ بہت زیادہ قضا نمازیں ہوں تو کیا اس کے لئے کچھ رعایت بھی ہے؟

**جواب**: جی ہاں! جس پر بکثرت قَضا نَمازیں ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یُوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رُکوع اور ہر سَجدے میں تین تین بار **سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم۔ سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے۔ مگر یہ ہمیشہ اور ہر طرح کی نَماز میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب رُکُوع میں پورا پہنچ جائے اُس وقت سُبْحٰن کا "سین" شُروع کرے اور جب عظیم کا "میم" ختم کر چکے اُس وقت رُکوع سے سر اٹھائے۔ اِسی طرح سَجدے میں بھی کرے۔ **ایک** تَخفیف (یعنی کمی) تو یہ ہوئی اور **دوسری** یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رَکعَت میں سورۂ فاتحہ کی جگہ فقط "سُبْحٰنَ الله" تین بار کہہ کر رُکوع کرلے۔ مگر وِتر کی تینوں رَکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سُورت دونوں ضَرور پڑھی جائیں۔ **تیسری** تَخفیف (یعنی کمی) یہ کہ قعدۂ اَخیرہ میں تشہد یعنی التحیات کے بعد دونوں دُرُودوں اور دعا کی جگہ صِرف **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ** کہہ کر سلام پھیر دے۔ **چوتھی** تَخفیف (یعنی کمی) یہ کہ وِتر کی تیسری رَکعت میں دعائے قُنُوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک بار یا تین بار **رَبِّ اغْفِرْلِی** کہے۔ (مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۸ ص۱۵۷) یاد رکھئے! تَخفیف (یعنی کمی) کے اس طریقے کی عادت ہر گز نہ بنایئے، معمول کی نمازیں سنّت کے مطابِق ہی پڑھئے اور ان میں فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ سُنَن اور مستحبات و آداب کی بھی رِعایت کیجئے۔

**سوال**: جس کے ذمہ بہت زیادہ قضا نمازیں ہوں تو کیا یاد رکھنے کے لئے کوئی آسان طریقہ ہے؟

**جواب**: جی ہاں! ہر روز ایک دن کی قضا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ ظہر میں دو نفل کی جگہ فجر کی قضا، عصر کی چار رکعت سنّتِ غیرِ مؤکدہ کی جگہ عصر کی قضا، مغرب کے دو نفل کی جگہ ظہر کی قضا، عشا کے چار سنت غیر مؤکدہ کی جگہ عشا کی قضا، وتر سے پہلے دو نفل کی جگہ مغرب کی قضا، اور وتر کے بعد دو نفل کی جگہ وتر کی قضا پڑھ لے۔ یا یوں بھی کر سکتے ہیں کہ پہلے ساری فجر کی قضا پڑھ لیں پھر ساری ظہر، عصر، مغرب، عشا اور پھر ساری وتر کی قضا۔

# مریض کی نماز کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بے شک جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے بِشارت دی: جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر رحمت بھیجتا ہے اور جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سلامتی بھیجتا ہے۔(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۰۷ حدیث ۱۶۶۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** کیا مرض کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے تکلیف ہو گی یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا چکّر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد ناقابلِ برداشت پیدا ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

(''تنویر الأبصار'' و''الدر المختار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۱)

**سوال:** کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟

**جواب:** بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض پر جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ ہاں! دوزانو بیٹھنا آسان ہو تو دوزانو بہتر ہے ورنہ جو آسان ہو اختیار کرے۔

(''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۶)

**سوال:** کھڑے ہونے پر تو قادر ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا تو کیا کرے؟

**جواب:** کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ یہی بہتر ہے۔ اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے سجدہ کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ خود اسی نے وہ چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے۔

(''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۴۔۶۸۵)

**سوال:** مریض اگر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے تو کیسے پڑھے؟

**جواب:** اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص جو وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہو گی۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃالمریض، ج۲، ص۶۸۲)

**سوال:** مریض کس طرح لیٹ کر نماز پڑھے؟

**جواب:** مریض بیٹھنے پر قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے، خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے، کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔

**سوال:** اگر مریض لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھنے پر قادر نہیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارہ سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں، اور اگر چھ نمازوں سے پہلے صحت یاب ہو گیا (یعنی اگرچہ اشارہ کر کے پڑھنے پر قادر ہوا) تو ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔

(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃالمریض، ج۲، ص۶۸۶۔۶۸۷)

**سوال:** بیماری کی حالت کی قضا نمازیں بعد صحت کیسے ادا کرے گا؟

**جواب:** بیمار کی نمازیں قضا ہو گئیں اب اچھا ہو کر انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے اگر اسی طرح پڑھیں تو نہ ہوئیں اور صحت کی حالت میں قضا ہوئیں بیماری میں انہیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائیں گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٨)

# سجدۂ تلاوت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر صبح وشام دس دس بار دُرُودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (مَجْمَعُ الزَّوائِد ج ۱۰ ص ۱۶۳ حدیث ۱۷۰۲۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: سجدۂ تلاوت کب کیا جاتا ہے؟

**جواب**: آیتِ سجدہ پڑھنے یا سُننے سے سجدہ واجِب ہو جاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اِتنی آواز میں ہو کہ اگر کوئی عُذر نہ ہو تو خود سُن سکے، سُننے والے کے لئے یہ ضَروری نہیں کہ بالقَصد (یعنی جان بوجھ کر) سنی ہو، بِلا قصد سُننے سے بھی سَجدہ واجِب ہو جاتا ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۴ ص ۷۷)

**سوال**: سجدۂ تلاوت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: **سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ** یہ ہے کہ: باوضو کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا سَجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ شروع اور بعد میں، دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا سنّت ہے اور کھڑے ہو کر سَجدے میں جانا اور سَجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قِیام مُستَحَب۔ سجدۂ تلاوت کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے وقت نہ ہاتھ اُٹھانا ہے نہ اس میں تَشَھُّد ہے نہ سلام۔

**سوال**: آیتِ سجدہ پڑھی یا سنی تو کتنی دیر گزرنے کے بعد سجدہ کرے؟ نیز تاخیر کا حکم بھی بتایئے۔

**جواب**: سَجدۂ تلاوت نَماز میں فوراً کرنا واجِب ہے اگر تاخیر کی یعنی تین آیات سے زیادہ پڑھ لیا تو گنہگار ہو گا اور جب تک نَماز میں ہے یا سلام پھیرنے کے بعد کوئی نَماز کے مُنافی فعل نہیں کیا تو سجدۂ تلاوت کر کے سجدۂ سَہو بجالائے۔ اور اگر آیتِ سَجدہ بیرونِ نَماز (یعنی نماز کے باہر) پڑھی یا سنی تو فوراً سجدہ کرلینا واجِب نہیں ہے البتّہ وُضو ہو تو تاخیر مکروہِ تنزیہی ہے۔ (نماز کے احکام ص ۲۸۳)

**سوال**: کیا سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت کا پڑھنا ضروری ہے؟

**جواب**: سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔("ردالمحتار"،کتاب الصلاۃ،باب سجود التلاوۃ،ج۲،ص۶۹۴.)

**سوال**: آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھنے یا سننے سے کیا سجدۂ تلاوت واجب ہو گا؟

**جواب**: فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ اسے نامعلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔
("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ،ج۱،ص۱۳۳.)

**سوال**: چند لوگوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیتِ سجدہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیتِ سجدہ ہو گیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوا۔ یوہیں آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہو گا۔ یوہیں پرندے سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔ (''الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الصلاۃ،الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ،ج۱،ص۱۳۲، ۱۳۳)

**سوال**: آیتِ سجدہ کو لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے کیا سجدہ واجب ہو جاتا ہے؟

**جواب**: آیتِ سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔ (''غنیۃ المتملی''، سجدۃ التلاوۃ،ص۵۰۰)

**سوال**: سجدۂ تلاوت کے لئے کیا شرائط ہیں؟

**جواب**: سجدۂ تلاوت کے لئے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لئے ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت (یعنی غیر مکروہ وقت)، ستر عورت، لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تیمم کر کے سجدہ کرنا جائز نہیں۔
(''الدرالمختار''،کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ،ج۲،ص۶۹۹)

**سوال**: سجدۂ تلاوت کن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟

**جواب**: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً جان بوجھ کر وضو یا غسل فرض کر لینا اور کلام و قہقہہ۔ (''الدرالمختار''،کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ،ج۲،ص۶۹۹)

**سوال**: کیا نماز کے رکوع اور سجدے سے بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! نماز کا سجدۂ تلاوت سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی، مگر رکوع سے جب ادا ہو گا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور جس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا کیا خواہ وہ رکوع رکوعِ نماز ہو یا اس کے علاوہ۔ اگر رکوعِ نماز ہے تو اس میں ادائے سجدہ کی نیت کر لے اور اگر خاص سجدہ ہی کے لئے یہ رکوع کیا تو اس رکوع سے اٹھنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ دو تین آیتیں یا زیادہ پڑھ کر دوبارہ رکوعِ نماز کرے فوراً نہ کرے۔ اور اگر آیت سجدہ پر سورت ختم ہے اور سجدہ کے لئے رکوع کیا تو دوسری سورت کی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرے۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۱۳۳، ۱۳۴)

**سوال:** ایک مجلس میں آیتِ سجدہ بار بار پڑھی یا سنی تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

**جواب:** ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص ۷۱۲) ہاں! اگر ایک مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرے ایک کافی نہیں۔ ("شرح الوقایۃ"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۱، ص ۲۳۲)

**سوال:** پوری سورت پڑھنا اور آیتِ سجدہ چھوڑ دینا کیسا ہے؟

**جواب:** پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہِ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملالے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص ۷۱۷)

**سوال:** آیتِ سجدہ کتنی اور کن کن سورتوں میں ہیں؟

**جواب:** سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں وہ یہ ہیں:

**(۱)۔۔۔** سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۶

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ یَسْجُدُوْنَ ۩ ۲۰۶﴾ (پ۹، الاعراف:۲۰۶.)

**(۲)۔۔۔** سورۂ رعد آیت نمبر ۱۵

﴿وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۩ ۱۵﴾ (پ۱۳، الرعد:۱۵.)

**(۳)۔۔۔** سورۂ نحل کی آیت نمبر ۴۹

﴿ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ﴾ (پ۱۴، النحل:۴۹.)

**(۴)۔۔۔** سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۹

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ ﴾ (پ۱۵، بنی اسرآءیل:۱۰۷۔۱۰۹.)

**(۵)۔۔۔** سورۂ مریم آیت نمبر ۵۸

﴿ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ﴿۵۸﴾ ﴾ (پ۱۶، مریم:۵۸.)

**(۶)۔۔۔** سورۂ حج میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے یعنی آیت نمبر ۱۸

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۸﴾ ﴾ (پ۱۷، الحج:۱۸.)

**(۷)۔۔۔** سورۂ فرقان آیت نمبر ۶۰

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ۚ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ﴾ (پ۱۹، الفرقان:۶۰.)

**(۸)۔۔۔** سورۂ نمل آیت نمبر ۲۶

﴿ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ ﴾ (پ۱۹، النمل:۲۵۔۲۶.)

**(۹)۔۔۔** سورۂ الم تنزیل آیت نمبر ۱۵

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ﴾ (پ۲۱، السجدۃ:۱۵.)

**(۱۰)۔۔۔** سورۂ ص آیت نمبر ۲۴

﴿ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ ﴾ (پ۲۳، ص،۲۵،۲۴)

**(۱۱)۔۔۔** سورۂ حم السجدۃ آیت نمبر ۳۸

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْــٴَـمُوْنَ ﴿۳۸﴾ ﴾ (پ۲۴، حٰم السجدۃ:۳۷۔۳۸.)

**(۱۲)۔۔۔** سورۂ نجم آیت نمبر ۶۲

﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ ﴾ (پ۲۷، النجم:۶۲.)

**(۱۳)۔۔۔** سورۂ انشقاق آیت نمبر ۲۱

﴿ فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ ﴾ (پ۳۰، الانشقاق:۲۰۔۲۱.)

**(۱۴)۔۔۔** سورۂ اقراء آیت نمبر ۱۹

﴿ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ ﴾ (پ۳۰، العلق:۱۹.)

**سوال:** تمام آیاتِ سجدہ ایک مجلس میں پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب:** جس مقصد کے لئے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرما دے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۹. و"غنیۃ المتملي"، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۷)

# مسافر کی نماز کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔ (مُسْنَدُ اَبِی یَعْلٰی ج ۵ ص ۴۵۸ حدیث ۶۳۸۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! 　　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** شرعی مسافر کسے کہتے ہیں؟ نیز کیا اُس پر شرعی احکامات سفر شروع کرتے ہی نافذ ہو جائیں گے؟

**جواب:** **شرعاً** مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کے فاصلے تک جانے کے ارادے سے اپنے مقامِ اِقامت مَثَلاً شہر یا گاؤں سے باہَر ہو گیا۔ خشکی میں سفر پر تین دن کی مسافت سے مراد ساڑھے ستاون میل (تقریباً ۹۲ کلو میٹر) کا فاصلہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۷۴۰، ۷۴۱)

**سوال:** جس نے مسافتِ سفر پر جانے کا ارادہ کر لیا تو کیا نیت کرنے سے مسافر ہو جائے گا؟

**جواب:** **محض** نیّتِ سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اُس وَقت ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے، شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے **متصل** (مُت۔تَ۔صل) یعنی ملی ہوئی) ہے اس سے بھی باہر آ جائے۔ فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لئے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضروری نہیں۔ (دُرِّمُختار و رَدُّالْمُحتار ج ۲ ص ۷۲۲)

**سوال:** مسافر کب تک مسافر رہے گا؟

**جواب:** **مسافر** اُس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیّت نہ کر لے۔ یہ اُس وقت ہے جب پورے تین دن کی راہ (یعنی تقریباً ۹۲ کلو میٹر) چل چکا ہو، اگر تین منزل (یعنی تقریباً ۹۲ کلو میٹر) پہنچنے سے پہلے واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔ (دُرِّمُختار ج ۲ ص ۷۲۸)

**سوال:** کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافتِ سفر ہے جبکہ دوسرے سے نہیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے

اختیار کرنے میں اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص ۱۳۸)

**سوال:** مسافر پر نماز میں قصر کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس نے نماز میں قصر نہ کی بلکہ چار فرض مکمل ادا کر لئے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مسافر پر واجب ہے کہ نَماز میں قصر کرے یعنی چار رَکعَت والے فرض کو دو پڑھے اِس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گناہ گار وعذابِ نار کا حق دار ہے کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے۔ اور اگر دورَکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نَماز نفل ہو گئی ہاں! اگر تیسری رَکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر اِقامت کی نیت کر لی تو فرض باطل نہ ہوں گے مگر قیام ورُکوع کا اِعادہ کرنا ہو گا اور اگر تیسری کے سجدے میں نیت کی تو اب فرض جاتے رہے یو نہی اگر پہلی دونوں یا ایک میں قراءت نہ کی نَماز فاسد ہو گئی۔ (بہارِ شریعت ج۱ ص ۷۴۳)

**سوال:** مسافر نے قصر کے بجائے چار رکعت فرض کی نیّت باندھ لی مگر یاد آنے پر دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا تو کیا ایسی نماز ہو جائے گی؟

**جواب:** مسافر نے قصر کے بجائے چار رَکعت فرض کی نیت باندھ لی پھر یاد آنے پر دو پر سلام پھیر دیا تو نَماز ہو جائے گی۔ اِسی طرح مقیم نے چار رَکعَت فرض کی جگہ دورَکعَت فرض کی نیّت کی اور چار پر سلام پھیرا تو اُس کی بھی نَماز ہو گئی۔ فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں: "نیتِ نماز میں رکعتوں کی تعداد مقرر کرنا ضروری نہیں کیونکہ یہ ضمناً حاصل ہے۔ نیت میں تعداد معین (یعنی مقرّر) کرنے میں خطا (یعنی غلطی) نقصان دِہ نہیں۔" (دُرِّ مُختار ج۲ ص ۱۲۰)

**سوال:** کیا سنتوں میں بھی قصر ہے؟

**جواب:** سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی (یعنی گھبراہٹ) کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص ۱۳۹)

**سوال:** مسافر نے دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیّت کی تو کیا مقیم ہو جائے گا؟

**جواب:** دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکّہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۰)

**سوال:** ایک شخص نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیّت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ وہ پندرہ دن نہیں ٹھہر سکے گا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** جس نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں، مثلاً حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکۂ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا پھر اتنے دنوں مکۂ معظمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۹)

**سوال:** پندرہ دن رکنے کی نیّت نہیں ہے بلکہ جب کام ہو جائے گا چلا جائے گا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** مسافر کسی کام کے لئے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا، یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور دونوں صورتوں میں اگر آجکل آجکل کرتے برسیں گزر جائیں مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۳۹)

**سوال:** کیا مسافر کے پیچھے مقیم نماز پڑھ سکتا ہے؟

**جواب:** ادا و قضا دونوں میں مقیم مقتدی مسافر امام کی اقتدا کر سکتا ہے اور مسافر امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان دو رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔
(''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۵)

**سوال:** کیا مقیم کے پیچھے مسافر نماز پڑھ سکتا ہے؟

**جواب:** وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کر سکتا ہے وقت میں اقتدا کی تھی نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا جب بھی اقتدا صحیح ہے۔
(''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۶)

**سوال**:وطن کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**:وَطن کی دو قسمیں ہیں:

**(1)۔۔۔وَطنِ اصلی:** یعنی وہ جگہ جہاں اس کی پیدائش ہوئی ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سُکونت (یعنی رہائش اختیار) کرلی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

**(۲)۔۔۔وطنِ اِقامت:** یعنی وہ جگہ کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔

(عالمگیری ج ا ص ۱۴۲)

**سوال**:وطنِ اقامت کب باطل ہوتا ہے؟

**جواب**:وَطن اقامت تین چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے:

**(ا)۔۔۔**ایک **وطن** اِقامت دوسرے وطنِ اِقامت کو باطِل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادے سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادے سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی۔ دونوں کے درمیان مسافتِ سفر ہو یا نہ ہو۔ **(۲)۔۔۔**یونہی وطنِ اِقامت وطنِ اصلی اور **(۳)۔۔۔**سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔

(دُرِّمُختار ج ۲ ص ۷۳۹، بہارِ شریعت ج ا ص ۷۵۱)

**سوال**:کیا وطنِ اصلی بھی باطل (یعنی ختم) ہو جاتا ہے؟

**جواب**:جی ہاں! ایک جگہ آدمی کا وطنِ اصلی ہے، اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا، خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔

("الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، مطلب فی الوطن الأصلی ووطن الاقامۃ، ج ۲، ص ۷۳۹)

**سوال**:عورت بیاہ (یعنی رخصتی ہو) کر سسرال گئی، تو اب اس کا وطنِ اصلی کون سا ہے؟

**جواب**: عورت بیاہ کر سُسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لئے وطنِ اصلی نہ رہا یعنی اگر سُسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا نماز پوری پڑھے۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۷۵۱)

**سوال**:کیا عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے؟

**جواب**: عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا مَعتُوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی، ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔ محرم کے لئے ضروری ہے کہ سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔("الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۶۵۷)

**سوال**: سفر کی قضا نمازیں اگر گھر میں پڑھ رہا ہے تو کیسے پڑھے گا؟

**جواب**: اس سوال کا جواب **"قضا نمازوں کا بیان"** میں گزر چکا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه و اله و سلم وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه و اله و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان فَرض عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الْجَنَائِز

☆...میت کا بیان

☆...غسلِ میت کا بیان

☆...کفنِ میت کا بیان

☆...جنازہ لے کر چلنے کا بیان

☆...نمازِ جنازہ کا بیان

☆...دفنِ میت کا بیان

☆...زیارتِ قبور کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# میّت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (معجم کبیر ج۵ ص۲۵ حدیث ۴۴۸۰)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** جان کنی کی علامات کیا ہیں؟

**جواب:** پاؤں کا سست ہو جانا کہ کھڑے نہ ہو سکیں، ناک کا ٹیڑھا ہو جانا، دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا، منہ کی کھال کا سخت ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

**سوال:** جان کنی کے وقت کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۱،) جان کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں: **اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ** مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۰.)

جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں! اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ہو۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.)

قریب الموت کو تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیز گار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.)

**سوال:** قریب الموت کے پاس رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو آنا کیسا ہے؟

**جواب:** قریب الموت کے پاس رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو آنا مستحب ہے۔

**سوال:** قریب الموت کے پاس قرآن کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** اس وقت وہاں سورۂ یٰس شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب ہے، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگا دیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.)

**سوال:** نزع کے وقت حائضہ، نفساء اور جنبی کے رہنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب:** موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.) مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنب کو آنا نہ چاہئے۔ اور کوشش کرے کہ مکان میں کوئی تصویر یا کُتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملائکۂ رحمت نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لئے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰس و سورۂ رعد پڑھیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۸۰۸)

**سوال:** جب روح نکل جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** جب روح نکل جائے تو درج ذیل کام کریں:

(۱)۔۔۔ ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ (یعنی گانٹھ) دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے۔

(۲)۔۔۔ آنکھیں بند کر دی جائیں۔ اور آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَیْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْهِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ

("الدر المختار"،کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۷)

(۳)۔۔۔ انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱)

(۴)۔۔۔ اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷)

**(۵)۔۔۔** میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپادیں۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷)

**(۶)۔۔۔** اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷)

**(۷)۔۔۔** اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کر دیں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱) کہ حدیث میں ہے، "میّت اپنے دَین (یعنی قرض) میں مقید ہے۔" ایک روایت میں ہے، "اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔" ("جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء عن النبی انہ قال...الخ، الحدیث:۱۰۸۱، ج۲، ص۳۴۱)

**سوال:** مرتے وقت معاذ اللہ مرنے والے کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کیا کفر کا حکم دیں گے؟

**جواب:** مرتے وقت معاذ اللہ مرنے والے کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کر لے دشوار ہوتا ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۶)

**سوال:** مردے کے پاس تلاوت و ذکر کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** میّت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في القراءۃ عند المیت، ج۳، ص۹۸۔۱۰۰)

**سوال:** لوگوں کو مردے کی موت کی خبر دینا کیسا ہے؟

**جواب:** پڑوسیوں اور اس کے دوست و احباب کو اطلاع کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لئے دُعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور دُعا کریں۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷)

بازار و شارع عام پر اس کی موت کی خبر دینے کے لئے بلند آواز سے پکارنا بعض نے مکروہ بتایا، مگر اصح یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں، مگر اس کی تعریف میں بڑے بڑے القابات استعمال نہ کریں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۱)

# غسلِ میّت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصطَفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُود پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس میں رہے گا فرشتے اُس کے لئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۴۹۷ حدیث ۱۸۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** تجہیز کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** تجہیز باب تفعیل سے جَھَّزَ فعل کا مصدر ہے جس کا معنی تیار کرنا، سامانِ ضرورت دینا ہے۔ پس اصطلاح شرع میں تجہیز سے مراد میت کو غسل و کفن دے کر دفن کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔

**سوال:** میّت کو غسل دینے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۸)

**سوال:** میت کے غسل و کفن و دفن میں جلدی کرنا چاہیے یا تاخیر؟

**جواب:** غسل و کفن و دفن میں جلدی کرنا چاہئے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۱)

**سوال:** غسلِ میت کا طریقہ بیان کر دیں۔

**جواب:** نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میّت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میّت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے، ہاں! کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا

ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتّے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھوڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت، جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کرلیں کہ سوا نہلانے والوں اور مدد گاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کرکے یا جو آسان ہو کریں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸)

**سوال**: غسل میں روئی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: نہلانے کے بعد اگر ناک کان منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۴۔۱۰۵)

**سوال**: میت کی داڑھی میں کنگھی کرنا اور ناخن وبال کاٹنا کیسا ہے؟

**جواب**: میّت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کردیں، ہاں! اگر ناخن ٹوٹا ہو تو الگ کرسکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸)

**سوال**: کیا عورت اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی عورت کو غسل دے سکتے ہیں؟

**جواب**: عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذاللہ مرتد ہوگئی، اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہوگئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہوگئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.)

عورت مرجائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۵.)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ **"شوہر اپنی عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے"**، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

**سوال**: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ اسے نہلا دے تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کرنے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔ ("الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۱۰)

**سوال**: خنثیٰ مشکل کو غسل دینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: خُنثیٰ مشکل کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔ خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورت بھی۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰)

**سوال**: وہ لڑکا اور لڑکی جو ابھی حدِّ شہوت کو نہیں پہنچے انہیں کون غسل دے سکتا ہے؟

**جواب**: میّت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔ ("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰)

**سوال**: میت کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

**جواب**: میت کے ساتھ محبت ہونے کی وجہ سے یا اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے بوسہ دے سکتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر شہوت سے ہو تو حرام ہے۔

# کفنِ میّت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں (یعنی گھبراہٹوں) اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔ (اَلفِردَوس بمأثور الْخِطاب ج۵ ص۲۷۷ حدیث ۸۱۷۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** میت کو کفن دینے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے یعنی بعض لوگوں نے دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔

**سوال:** کفن کے کتنے درجے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب:** کفن کے تین درجے ہیں۔ (۱)---کفنِ سنّت۔ (۲)---کفنِ کفایت۔ (۳)---کفنِ ضرورت۔ (بہار شریعت ج۱، ص۸۱۷)

**سوال:** مرد کے لئے سنّت کفن کیا ہے؟

**جواب:** مرد کے لئے سنت کفن تین کپڑے ہیں:

(۱)---لفافہ۔ (۲)---اِزار۔ (۳)---قمیص۔ (بہار شریعت ج۱، ص۸۱۷)

**سوال:** عورت کے لئے سنّت کفن کیا ہے؟

**جواب:** عورت کے لئے سنت کفن پانچ کپڑے ہیں:

(۱)---لفافہ۔ (۲)---اِزار۔ (۳)---قمیص۔ (۴)---اوڑھنی۔ (۵)---سینہ بند۔ (بہار شریعت ج۱، ص۸۱۷)

**سوال:** مرد وعورت کے لئے کفنِ کفایت کیا ہے؟

**جواب:** کفنِ کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں: (۱)---لفافہ۔ (۲)---اِزار۔

اور عورت کے لئے تین۔ (۱)---لفافہ (۲)---اِزار (۳)---اوڑھنی۔

یا (۱)---لفافہ۔ (۲)---قمیص۔ (۳)---اوڑھنی۔ بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز ومکروہ ہے۔

("الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،مطلب في الکفن،ج۳،ص۱۱۵)

**سوال**:مرد وعورت کے لئے کفنِ ضرورت کیا ہے؟

**جواب**: کفنِ ضرورت دونوں کے لئے یہ ہے کہ جو مُیسّر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

("الدرالمختار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،ج۳،ص ۱۱۲۔۱۱۶)

**سوال**:لفافہ،ازار،قمیص،اوڑھنی اور سینہ بند کی مقدار کتنی ہونی چاہیے؟

**جواب**:ان سب کی مقدار (یعنی لمبائی چوڑائی) درج ذیل ہے:

**(۱)۔۔۔لفافہ**:یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میّت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

**(۲)۔۔۔اِزار**:یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لئے زیادہ تھا۔

**(۳)۔۔۔قمیص**: جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے،چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے،مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف۔

**(۴)۔۔۔اوڑھنی**: تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز۔

**(۵)۔۔۔سینہ بند**:پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل الثالث،ج۱،ص۱۶۰)

**سوال**:کفن کا کپڑا کیسا ہونا چاہیے؟

**جواب**: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین وجمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔حدیث میں ہے،"مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں،سفید کفن بہتر ہے۔کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:"اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔" ("غنیۃ المتملي"،فصل في الجنائز،ص۵۸۱۔۵۸۲)

**سوال**:میت کو عمامہ پہنانا کیسا ہے؟

**جواب**: اصح قول کے مطابق میت کو عمامہ پہنانا مکروہ ہے، لیکن بعض علمانے اس کو مستحسن قرار دیا ہے مگر سب کے لئے نہیں، پس علما کے سر پر باندھا جائے اور عوام کے سر پر نہ باندھا جائے۔

**سوال**: کفن پہنانے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میّت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈالدیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سُنت ہے پھر بدستور اِزار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱.)

**سوال**: بیوی کا کفن کس پر واجب ہے؟

**جواب**: عورت نے اگرچہ مال چھوڑا اُس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا ہے، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱.)

**سوال**: فقیر و مسکین کا کفن کس پر لازم ہے؟

**جواب**: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو، جیسے ہمارے یہاں

ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے، اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر لوگوں سے سوال کرلیں۔ (بہار شریعت ج۱، ص۸۲۰)

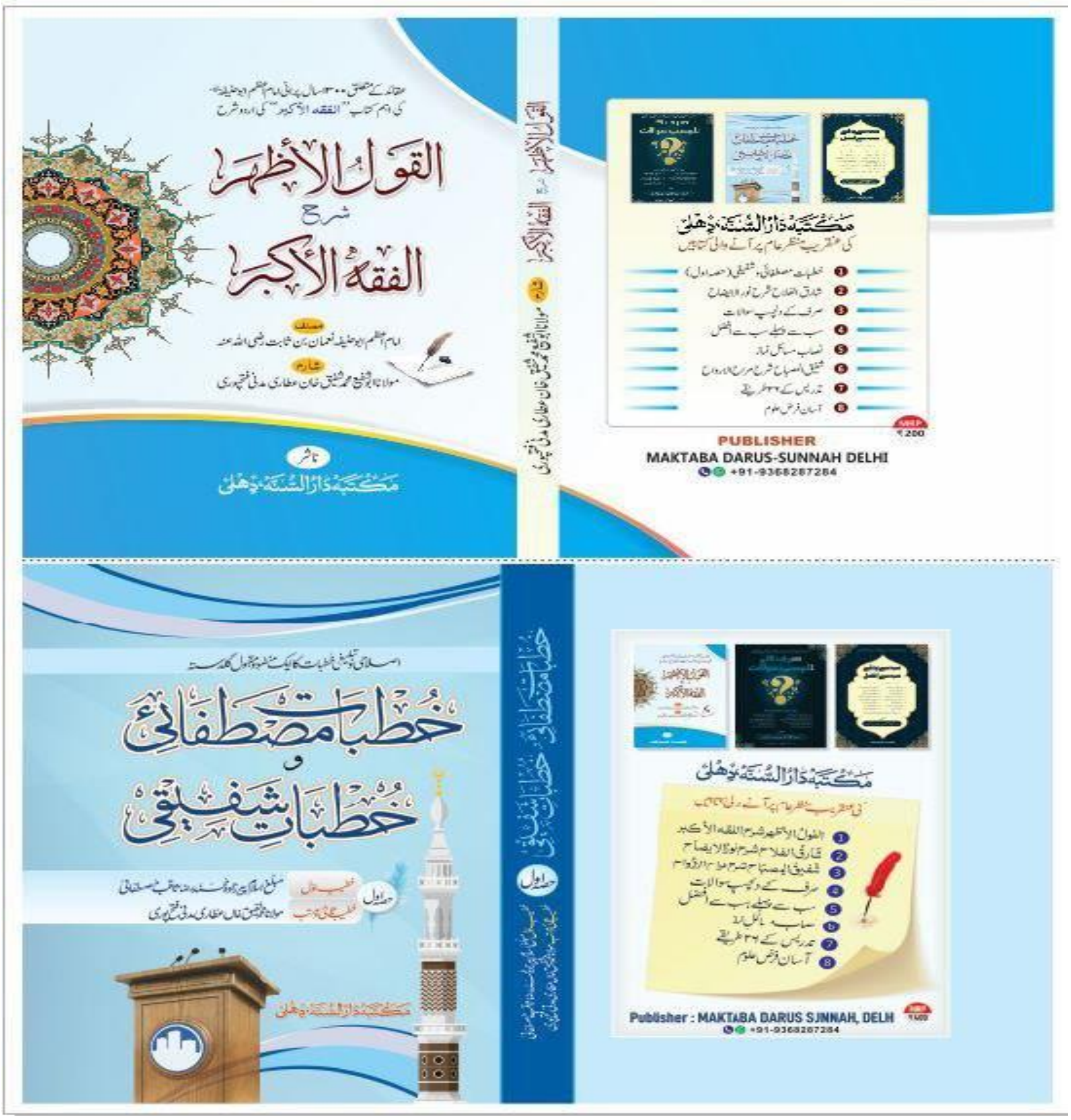

# جنازہ لے کر چلنے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لئے مغفرت ہے۔(اِبنِ عَساکِر ج ۶۱ ص ۳۸۱)

**صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**:جنازہ کو قبرستان لے جانے کی سنتیں اور آداب کیا ہیں؟

**جواب**:جنازہ کو قبرستان لے جانے کی سنتیں اور آداب درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے، ہر شخص کو چاہئے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،ص ۱۳۹)

(۲)۔۔۔سنّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الرابع،ج ۱،ص ۱۶۲)

(۳)۔۔۔سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے،"جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔" نیز حدیث میں ہے،"جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔"

(۔"الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،ص ۱۳۹)

(۴)۔۔۔جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، دیگر سامان کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے، چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔ ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

('الدرالمختار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،ج ۳،ص ۱۵۸۔۱۵۹)

**(۵)۔۔۔** چھوٹا بچّہ شیر خوار یا ابھی دُودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لئے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔("غنیۃ المتملي، فصل في الجنائز، ص ۵۹۲.)

**(۶)۔۔۔** میّت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص ۱۶۲)

**(۷)۔۔۔** جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص ۱۶۲)

**سوال:** جنازہ کو لے جانے میں چلنے کی رفتار کیا ہونی چاہئے؟ نیز جنازہ کے پیچھے چلے یا آگے؟

**جواب:** جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہئے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔("صغیری"، فصل في الجنائز، ص ۲۹۲)
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص ۱۶۲)

**سوال:** عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا کیسا ہے؟

**جواب:** عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سُنّت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے بُرا جانے اور شریک ہو۔("الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص ۱۶۲.)

**سوال:** جنازے کے جلوس میں ذکر بلند آواز سے کریں یا آہستہ آواز میں؟

**جواب:** جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہئے۔ موت اور احوال و اہوالِ قبر کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ

ہنستے دیکھا، فرمایا: "تُو جنازہ میں ہنستا ہے، تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔" اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں۔ اب اس قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ بلحاظ حالِ زمانہ اب علمانے ذکر بالجہر (یعنی بلند آواز سے ذکر کرنے) کی بھی اجازت دی ہے۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۱۴۰.)

**سوال**: جنازے کو زمین پر رکھنے سے پہلے لوگوں کا بیٹھنا کیسا ہے؟

**جواب**: جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لئے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں، ہاں! جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے، جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ آڑا رکھیں کہ دہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲.)

# نمازِ جنازہ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر ایک بار دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔(مُصَنَّف عَبدُ الرَّزّاق ج۱ ص۳۹ حدیث ۱۵۳)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: نمازِ جنازہ فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ؟ اگر فرضِ کفایہ ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ نیز غائبانہ نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: **نمازِ جنازہ** "فرضِ کفایہ" ہے یعنی کوئی ایک بھی ادا کر لے تو سب بَرِیُّ الذِّمَّہ ہو گئے ورنہ جن جن کو خبر پہنچی تھی اور نہیں آئے وہ سب گنہگار ہوں گے۔ اِس کے لئے جماعت شَرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ اس کی فرضیّت کا انکار کفر ہے۔(بہارِ شریعت ج۱ ص ۸۲۵)

**سوال**: غائبانہ نمازِ جنازہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: میّت کا سامنے ہونا ضروری ہے، لہٰذا غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں ہو سکتی۔(نماز کے احکام ص ۳۸۵)

**سوال**: نمازِ جنازہ میں نمازی کے لئے کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب**: **مصلّی** (یعنی نمازی) کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی **(۱)---**طہارت: یعنی مصلّی کا نجاستِ حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا۔ **(۲)---** سترِ عورت۔ **(۳)---** قبلہ کو منہ ہونا۔ **(۴)---** نیت، اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیرِ تحریمہ (نمازِ جنازہ کا) رُکن ہے شرط نہیں۔(بہارِ شریعت ج۱، ص ۸۲۵)

**سوال**: نمازِ جنازہ میں میّت سے متعلق کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب**: نمازِ جنازہ میں میّت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں:

**(۱)--- میّت کا مسلمان ہونا**: میّت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا، تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

**(۲)۔۔۔میّت کے بدن و کفن کا پاک ہونا:** بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل نا ممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُس کے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔

**(۳)۔۔۔جنازہ کا وہاں موجود ہونا:** یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔

**(۴)۔۔۔جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہونا:** مگر قریب ہو، اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہو گی۔

**(۵)۔۔۔جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ کو ہونا:** اگر مصلّی کے پیچھے ہو گا نماز صحیح نہ ہو گی۔ اور اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے دہنے میّت کا قدم ہو تو نماز ہو جائے گی، مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔

**(۶)۔۔۔میّت کا وہ حصہ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چُھپا ہونا۔**

**(۷)۔۔۔میّت امام کے محاذی ہو:** یعنی اگر ایک میّت ہے تو اُس کا کوئی حصہ بدن امام کے محاذی (یعنی برابر) ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصہ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص ۸۲۶۔۸۲۸)

**سوال:** نمازِ جنازہ کے کتنے ارکان اور کتنی سنّتیں ہیں؟

**جواب:** نمازِ جنازہ کے **دو رُکن** (یعنی فرض) ہیں: **(۱)۔۔۔** چار بار "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا۔ **(۲)۔۔۔** قِیام۔

اور اس میں **تین سنّتِ مؤکدہ** ہیں: **(۱)۔۔۔** ثَناء۔ **(۲)۔۔۔** دُرُود شریف۔ **(۳)۔۔۔** میّت کیلئے دُعا۔

(بہارِ شریعت ج ۱ ص ۸۲۹)

**سوال:** نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ بیان کیجئے۔

**جواب:** **مقتدی** اِس طرح نیّت کرے: "میں نیّت کرتا ہوں اِس جنازے کی نَماز کی واسطے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے، دُعا اِس میّت کیلئے، پیچھے اِس امام کے" اب امام و مُقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے فوراً حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور **ثناء** پڑھیں۔ اس میں "وَتَعَالٰی جَدُّكَ" کے بعد "وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ" پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہیں، پھر **دُرُودِ ابراہیم** پڑھیں، پھر بغیر ہاتھ اٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہیں اور دُعا

پڑھیں (امام تکبیریں بُلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ۔ باقی تمام اَذکار امام و مقتدی سب آہِستہ پڑھیں) دُعا کے بعد پھر بغیر ہاتھ اٹھائے "اَللہُ اَکْبَرْ" کہیں اور ہاتھ لٹکا دیں پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔(نماز کے احکام ص ۳۸۲)

**سوال:** کسی کو جنازے کی ادھوری جماعت ملی تو بقیہ کس طرح پوری کرے؟

**جواب:** مَسبوق (یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہو گئیں وہ) اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اَندیشہ ہو کہ دُعاء وغیرہ پڑھے گا تو پوری کرنے سے قَبل لوگ جنازے کو کندھے تک اُٹھالیں گے تو صِرف تکبیریں کہہ لے دُعاء وغیرہ چھوڑ دے۔ چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہیں پھیرا شامِل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار "اَللہُ اَکْبَرْ" کہے۔ پھر سلام پھیر دے۔(دُرِّ مُختار ج۳ ص۱۳۶)

**سوال:** جوتا چپل پہن کر نمازِ جنازہ پڑھی تو کس چیز کی احتیاط کرنا ضروری ہے؟

**جواب:** جوتا چپل پہن کر اگر نماز جنازہ پڑھیں تو جوتے اور زمین دونوں کا پاک ہونا ضَروری ہے اور جوتا اُتار کر اُس پر کھڑے ہو کر پڑھیں تو جوتے کے تلے اور زمین کا پاک ہونا ضَروری نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمٰن ایک سوال کے جواب میں اِرشاد فرماتے ہیں: "اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی، احتیاط یہی ہے کہ جوتا اُتار کر اُس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۹ ص۱۸۸)

**سوال:** کیا مکروہ وقت میں نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ (یعنی کسی مکروہ وقت) میں لایا گیا تو اُسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں، کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر (یعنی پہلے) سے تیار موجود ہے اور دیر کی، یہاں تک کہ وقت کراہت آگیا۔
(بہارِ شریعت ج۱، ص ۸۵۴)

**سوال:** اگر کئی جنازے جمع ہوں تو کیا ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نیز اس صورت میں امام کے سامنے جنازوں کو رکھنے کی ترتیب کیا ہوگی؟

**جواب:** چند جنازے ایک ساتھ بھی پڑھے جاسکتے ہیں، اس میں اِختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے سامنے ہو یا قِطار بند۔ یعنی ایک کے پاؤں کی سیدھ میں دوسرے کا سرہانا اور دوسرے کے پاؤں کی سیدھ میں تیسرے کا سرہانا وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس (یعنی اسی پر قِیاس کیجئے)۔ (بہارِ شریعت ج۱ص ۸۳۹)

**سوال:** بالغ مرد و عورت کے جنازے کی نماز میں کون سی دعا پڑھی جائے گی؟

**جواب:** بالغ مرد و عورت کے جنازے کی نماز میں یہ دعا پڑھی جائے گی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَان

**سوال:** مجنون اور بچوں کے جنازے کی نماز میں کون سی دعا پڑھی جائے گی؟

**جواب:** میت مجنون (یعنی پاگل) یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

اور لڑکی ہو تو۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً

("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص ۱۳۸.)

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا، کہ وہ کبھی مکلّف ہی نہ ہوا، اور اگر جنون عارضی ہے یعنی بالغ ہونے کے بعد پاگل ہوا تو اس کی مغفرت کی دُعا کی جائے، جیسے اوروں کے لئے کی جاتی ہے کہ جنون سے پہلے تو وہ مکلّف تھا اور جنون سے پہلے کے گناہ جنون سے جاتے نہ رہے۔ ("غنیۃ المتملي"، فصل في الجنائز، ص ۵۸۷.)

**سوال:** کیا بالغ اور نابالغ کا جنازہ ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟ اگر ہاں! تو دعا کون سی پڑھیں گے؟

**جواب:** بالغ اور نابالغ کا جنازہ ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور جب بالغ اور نابالغ کا جنازہ ایک ساتھ پڑھا جائے تو درودِ پاک پڑھنے کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر پہلے بالغین والی دعا پڑھی جائے، پھر نابالغوں والی دعا پڑھی جائے اور ایک ساتھ جتنے جنازے موجود ہوں، پڑھ سکتے ہیں، شریعتِ مطہرہ نے اس معاملے میں کوئی معین تعداد بیان نہیں کی، البتہ بہتر یہ ہے کہ ہر میت پر الگ سے جنازہ پڑھا جائے۔ امام اہل سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے فتاویٰ رضویہ میں سوال ہوا کہ کتنے لوگوں کا جنازہ اکٹھا ہو سکتا ہے تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: "سو، دوسو جتنے جنازے جمع ہوں سب پر

ایک ساتھ ایک نماز ہوسکتی ہے۔" مزید اگلے صفحے پر بالغ اور نابالغ کا جنازہ ایک ساتھ پڑھنے کے بارے میں فرمایا:"بالغوں کے ساتھ نابالغوں کی نماز بھی ہوسکتی ہے۔ دونوں دعائیں (یعنی بالغ اور نابالغ والی) پڑھی جائیں، پہلے بالغوں کی پھر نابالغوں کی۔ اور بہر حال اگر دقّت نہ ہو تو ہر جنازے پر جدا نماز بہتر ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج۲۴، ص۱۹۹، ۲۰۰)

**سوال**: نمازِ جنازہ میں امامت کا حق کسے ہے؟

**جواب**: نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ، پھر ولی کو، امام محلہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت کے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔ ("غنیۃ المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸۴.)

**سوال**: میت کے ولی سے مراد کون ہے؟

**جواب**: ولی سے مراد میّت کے عصبہ (یعنی قریبی رشتہ دار مثلاً چچا زاد وغیرہ) ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیاء کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میّت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر، البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے، اور اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں۔

("الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولی الأمر واجب، ج۳، ص۱۴۱.)

میّت کا وَلِیِّ اَقْرَب (یعنی سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور وَلِیِّ اَبْعَدْ (یعنی دُور کا رشتہ والا) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے، غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔

("رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولی الأمر واجب، ج۳، ص۱۴۱.)

عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے، وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۴۳.)

عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔ ("الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۳.)

**سوال**: جس شخص کو آگے ہونے کا حق ہے کیا وہ دوسرے کو اجازت دے سکتا ہے؟

**جواب**: ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دے۔

("الدر المختار" و"رد المحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم... إلخ، ج۳، ص۱۴۱۔۱۴۴.)

**سوال:** غیر حقدار نے ولی کی اجازت کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھادی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہو گیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امام محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھادی تو دوسرے اولیاء اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذنِ ولی پڑھائی۔ ("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل الخامس،ج۱،ص۱۶۳.)

**سوال:** اگر میت نے کسی کے لئے وصیت کی کہ فُلاں میری نمازِ جنازہ پڑھائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** میّت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فُلاں پڑھائے یا مجھے فُلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں! ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اُس سے پڑھوادے۔
("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،الفصل الخامس،ج۱،ص۱۶۳،وغیرہ.)

**سوال:** میت کو بغیر نماز جنازہ پڑھائے دفن کر دیا تو کب تک اس کی نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

**جواب:** میّت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میّت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے، گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں دیر سے، تر یا شور زمین میں جلد اور خشک اور غیر شور میں دیر سے، فربہ جسم جلد اور لاغر دیر میں۔ ("الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،مطلب: تعظیم أولی الأمر واجب،ج۳،ص۱۴۶.)

**سوال:** مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

**جواب:** مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔ ("الدرالمختار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،ج۳،ص۱۴۸.) شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ یعنی جب کہ مالکِ زمین منع کرتا ہو۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في کراھۃ صلاۃ الجنازۃ في المسجد، ج۳، ص۱۴۸.)

**سوال:** بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا یا مردہ پیدا ہوا تو نمازِ جنازہ کے تعلق سے کیا حکم ہے؟

**جواب:** مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل وکفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اُس کے لئے غسل وکفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: مھم إذا قال...إلخ، ج۳، ص۱۵۲۔۱۵۴.)

**سوال:** کن لوگوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؟

**جواب:** مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اُن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔

(۲)۔۔۔ ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

(۳)۔۔۔ جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آکر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں! اُن کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

(۴)۔۔۔ جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

(۵)۔۔۔ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

(۶)۔۔۔ جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

(۷)۔۔۔ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۳،)

**سوال**: کیاخود کشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی؟

**جواب**: جس نے خود کشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خود کشی کی ہو، جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا، اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔

("الدر المختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲۷)

# دفنِ میّت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوتے وَقت اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے راضی ہو اُسے چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے۔(فِردَوسُ الاَخبار بماثُورالخِطاب ج ۲ ص ۲۸۴ حدیث ۶۰۸۳)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** میت کو دفن کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** میّت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کرکے بند کردیں۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس،ج۱،ص۱۶۵.)

**سوال:** قبر کی لمبائی چوڑائی کتنی ہونی چاہئے؟

**جواب:** قبر کی لمبائی میّت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو،یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔("ردالمحتار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،مطلب فی دفن المیت،ج۳،ص۱۶۴)

**سوال:** قبر کتنی قسم کی ہوتی ہے؟

**جواب:** قبر دو قسم کی ہوتی ہے:

(۱)۔۔۔لحد: کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میّت کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔

(۲)۔۔۔صندوق: وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے۔

لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں اور شق سے مراد صندوقی قبر ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الصلاۃ،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس،ج۱،ص۱۶۵.)

**سوال:** میت کو قبر میں کس جانب سے اتارا جائے؟ نیز اتارنے والا کیا کہے؟

**جواب:** جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے،یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔(۔"الدرالمختار"،کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ الجنازۃ،ج۳،ص۱۶۶،وغیرہ.)

عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.) اور میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں: **بِسۡمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ۔** اور ایک روایت میں **بِسۡمِ اللّٰهِ** کے بعد **وَفِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ** بھی آیا ہے۔ ("تنویر الأبصار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۶.)

**سوال**: میت کو قبر میں کیسے لٹائیں؟

**جواب**: میّت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہیے اُدھر پاؤں کئے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔ ("الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۴۰.)

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۷.)

**سوال**: قبر میں اینٹ لگانا کیسا ہے؟

**جواب**: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۷.)

قبر کے اس حصہ میں جو میّت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶، وغیرہ.)

**سوال**: دفناتے وقت قبر کو چھپانا کیسا ہے؟ نیز تختے لگانے کے بعد کیا کریں؟

**جواب**: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر بارش وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۶۸.)

**سوال**: مٹی کب دی جائے؟ نیز مٹی دیتے وقت کون سی دعا پڑھیں؟

**جواب**: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے، مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار کہیں: **مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ**. دوسری بار: **وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ**. تیسری بار: **وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى**. یا پہلی بار: **اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ**. دوسری بار: **اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ**. تیسری بار: **اَللّٰهُمَّ زَوِّجْهُ مِنْ حُوْرِ الْعِيْنِ** اور میّت عورت ہو تو، تیسری بار یہ کہیں: **اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ**. باقی مٹی ہاتھ یا کُھرپی یا کدال وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔ ("الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱.)

**سوال**: قبر کیسی بنائیں؟

**جواب**: قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف (یعنی ہلکی سی) زیادہ۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۶.)

**سوال**: قبر پر عمارت بنانا کیسا ہے؟

**جواب**: علما و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔ یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام (یعنی کچا) ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔ ("الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۹)

**سوال**: قبر پر نشان کے لئے نام وغیرہ لکھنا کیسا ہے؟

**جواب**: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔ ("الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ۱۴۱.)

**سوال**: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میّت بالغ ہو یا نابالغ۔ نیز گنبد دار کوٹھری میں دفن کرنا بھی مکروہ ہے۔ ("الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج ۳، ص ۱۶۶.)

**سوال**: ایک قبر میں ایک سے زیادہ مُردوں کو دفن کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میّتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں۔ ("الفتاوی الهندية"،کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.)

**سوال**: میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ قبلِ دفن اور بعدِ دفن منتقل کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھالے جائیں تو اکثر علمانے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔ ("الفتاوی الهندية"،کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۷.)

**سوال**: کن صورتوں میں میت کو بعدِ دفن دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے؟

**جواب**: دوسرے کی زمین میں بلا اجازتِ مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میّت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کر کے اس میں کھیتی کرے۔ یوہیں اگر وہ زمین شفعہ میں لے لی گئی یا غصب کئے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلوا سکتا ہے۔ ("ردالمحتار"،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۷۱.)

**سوال**: دوسری میت کی کھودی ہوئی قبر میں دفنانا کیسا ہے؟

**جواب**: دوسری میت کی کھودی ہوئی قبر میں اپنا مردہ دفن کر دیا تو اس مردے کو نکالنے کی اجازت نہیں ہے البتہ قبر کی کھدوائی میں جو خرچہ لگا ہے وہ دیا جائے گا جیسے کہ بہار شریعت جلد۔۱۔ص ۸۴۷ مسئلہ نمبر ۲۷ میں ہے:

وقفی قبرستان میں کسی نے قبر تیار کرائی اس میں دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبرستان میں جگہ ہے، تو مکروہ ہے اور اگر دفن کر دیا تو قبر کھودوانے والا مردہ کو نہیں نکلوا سکتا جو خرچ ہوا ہے لے لے۔

("الفتاوی الهندية"،کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.)

**سوال**: کن صورتوں میں قبر کھولی جاسکتی ہے اور کن صورتوں میں نہیں کھولی جاسکتی؟

**جواب**: مندرجہ ذیل صورتوں میں قبر کھولی جاسکتی ہے:

(۱)۔۔۔ اگر قبر کے اندر کوئی سامان گر گیا۔

(۲)۔۔۔میت کو غصب کئے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

(۳)۔۔۔میت کے ساتھ کچھ مال دفن ہو گیا تو اس کو نکالنے کے لئے قبر کھولنا جائز ہے جیسے کہ بہار شریعت جلد ا۔ ص ۸۴۷ مسئلہ نمبر ۲۹ میں ہے: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثہ موجود نہ تھے ان ورثہ کو قبر کھودنے کی اجازت ہے، کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱۶۷.)

**مندرجہ ذیل صورتوں میں قبر نہیں کھولی جائے گی:**

(۱)۔۔۔میت کو غیر قبلہ رخ دفن کر دیا تو میت کو قبلہ رخ کرنے کے لئے قبر نہیں کھولی جائے گی۔

(۲)۔۔۔میت کو بائیں کروٹ پر دفن کر دیا تو دائیں کروٹ پر لٹانے کے لئے قبر نہیں کھولی جائے گی۔

**سوال:** قبر میں مردے کو تلقین کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** قبر میں مردے کو تلقین کرنے کے متعلق تین قول ہیں:

(۱)۔۔۔پہلا اہلسنت کا اور وہ یہ کہ مُردے کو قبر میں تلقین کرنا مشروع (یعنی جائز) ہے۔

(۲)۔۔۔دوسرا معتزلہ کا اور وہ یہ ہے کہ مُردے کو قبر میں تلقین نہ کی جائے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۳)۔۔۔اور تیسرا یہ کہ نہ تلقین کرنے کا حکم دیا جائے اور نہ اس سے روکا جائے۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح)

**سوال:** قبر میں مردے کو تلقین کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ نیز اس کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب:** حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کی مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے یافلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یافلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یافلاں بن فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا

**ترجمہ**: تو اُسے یاد کر، جس پر تُو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ تُو اللہ عزوجل کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوّا کی طرف نسبت کرے۔" ("المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ۷۹۷۹، ج۸، ص۲۴۹۔۲۵۰.)

**سوال**: قبر میں مُردے کو دفن کرکے کون سے کام کئے جائیں؟

**جواب**: قبر میں مُردے کو دفن کرکے درج ذیل کام کئے جائیں:

**(۱)**۔۔۔مُردے کو تلقین کی جائے۔

**(۲)**۔۔۔دفن کے بعد سرہانے سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْنَ اور قدموں کی طرف آخری رکوع اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختمِ سورۃ تک پڑھنا مستحب ہے۔ (جوهرة نيرة، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ص۱۴۱)

**(۳)**۔۔۔قبر کے سرہانے قبلہ رُو کھڑے ہو کر اَذان دیجئے کہ میت کے لئے نہایت نفع بخش ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۵/ ۳۷۰ ماخوذاً)

# زیارتِ قبور کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرض حج کرو، بے شک اِس کا اجر بیس غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ ہے اور مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھنا اِس کے برابر ہے۔ (ایضاً ج۱ ص۳۳۹ حدیث ۲۴۸۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال:** زیارتِ قبور کرنا کیسا ہے؟

**جواب:** زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکرِ شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔

("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۷.)

**سوال:** کیا زیارتِ قبور کے لئے عورتیں بھی جاسکتی ہیں؟

**جواب:** عورتوں کے لئے بعض علمانے زیارتِ قبور کو جائز بتایا، درمختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی، لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کے لئے ممنوع۔ اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۵۳۸.)

**سوال:** زیارتِ قبور کا طریقہ کیا ہے؟

**جواب:** زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جاکر میّت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ میّت کے لئے باعثِ تکلیف ہے یعنی میّت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے:

**اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّاِنَّا اِنْ شَآءَ اللہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ یَرْحَمُ اللہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِیَۃِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ اَدْخِلْ ھٰذِہِ الْقُبُوْرِ مِنْکَ رَوْحًا وَّرَیْحَانًا وَّمِنَّا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا۔**

پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹.)

قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور **الٓمّٓ** سے **مُفْلِحُوْنَ** تک اور آیۃ الکرسی اور **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ** سے آخر سورہ تک اور سورۂ یٰسں اور **تَبٰرَکَ الَّذِیْ** اور **اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ** ایک ایک بار اور **قُلْ ھُوَ اللہُ** بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے: "جو گیارہ بار **قُلْ ھُوَ اللہُ** شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔" ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹.)

**سوال:** مردوں کو کن کن چیزوں کا ثواب پہنچا سکتے ہیں؟

**جواب:** نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في القراءۃ للمیت...إلخ، ج۳، ص۱۸۰.)

بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لئے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس نیکی ملی، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس وعلیٰ ہذا القیاس۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۶۲۳۔۶۲۹.)

نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اُس کا ثواب مُردہ کو پہنچایا تو اِن شَاءَ اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔ ("الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۶۲۹۔۶۴۲.)

**سوال:** قبر کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

**جواب:** قبر کو بوسہ دینا بعض علما نے جائز کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔ ("اشعۃ اللمعات"، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج۱، ص۷۶۳.)

اور قبر کا طوافِ تعظیمی منع ہے اور اگر برکت لینے کے لئے گرد مزار پھرا تو حرج نہیں، مگر عوام منع کئے جائیں بلکہ عوام کے سامنے کیا بھی نہ جائے کہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔(بہار شریعت ج۱، ص۸۵۰)

**سوال**: قبر پر سورۂ یٰس پڑھنے کی فضیلت کیا ہے؟

**جواب**: جو شخص قبرستان میں جائے اور سورۂ یٰس پڑھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب سے اس دن عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو اتنی نیکیاں ملیں گی جتنے مردے قبرستان میں ہیں۔(نور الایضاح)

**سوال**: قبر پر اور قبرستان میں کون سی چیزیں منع ہیں؟

**جواب**: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔("الفتاوی الهندیة"،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.)

ہاں! تلاوت کی غرض سے قبر کے پاس بیٹھ سکتے ہیں، اور قبر سے تر گھاس اور درخت نوچنا اور اکھاڑنا نہیں چاہیے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو انس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ ہاں! اگر گھاس اور درخت سوکھ جائیں تو ان کو اکھاڑنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسَان

# فَرض عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الصَّوْم

☆...روزے کا بیان

☆...روزہ نہ رکھنے کے اعذار کا بیان

☆...چاند دیکھنے کا بیان

☆...روزے کا توڑنے والی چیزوں کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# روزے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قیامت کے روز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا، تین شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یَا رَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: (۱)۔۔۔وہ شخص جو میرے اُمّتی کی پریشانی دُور کرے۔ (۲)۔۔۔میری سُنّت کو زِندہ کرنے والا۔ (۳)۔۔۔مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔ (اَلبُدورُالسّافرۃ لِلسُّیُوطی ص ۱۳۱ حدیث ۳۶۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** صَوْم کا لغوی اور شرعی معنیٰ کیا ہے؟

**جواب:** صَوْم کا لغوی معنیٰ مطلقاً اِمساک یعنی رکنا ہے، خواہ کسی چیز سے رکنا ہو، اور شریعت میں صبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک اس شخص کا جو روزے کی اہلیت رکھتا ہو یعنی حائضہ اور نفساء، کافر و مجنون نہ ہو کسی چیز کو خواہ وہ ماکول (یعنی کھائی جانے والی چیز) ہو یا غیر ماکول پیٹ میں یا جو پیٹ کا حکم رکھتا ہے مثلاً دماغ میں داخل کرنے سے اور فرج کی شہوت سے خواہ جماع ہو یا جو فرج کی شہوت کا حکم رکھتا ہو مثلاً چھیڑ چھاڑ (جس سے انزال ہو جائے) عبادت کی نیت سے رکنے کا نام صوم ہے۔ روزہ عرفِ شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴.)

**سوال:** روزہ رکھنے کی کیا حکمت ہے؟

**جواب:** روزہ رکھنے کی چند حکمتیں ہیں:

(۱)۔۔۔پیٹ بھرنے سے نفس قوی ہوتا ہے اور خالی رہنے سے روح میں قوّت آتی ہے، اور انسان کے لئے یہ دونوں ضروری ہیں کیونکہ روح اور نفس گویا ہمارے دو بازو ہیں یا انسانی زندگی کے دو پہیے، پس پیٹ بھر کر کچھ دن نفس کو غذا دو اور بھوکا رہ کر کچھ دن روح کو غذا دو۔

(۲)۔۔۔روزہ پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج ہے کہ اگر کوئی ہر ماہ تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو وہ شکمی (یعنی پیٹ کے) امراض سے محفوظ رہے گا۔

(۳)۔۔۔روزہ رکھنے سے فقیر اور فاقہ کی قدر معلوم ہوتی ہے جس سے فقراء و مساکین کی امداد کرنے کو دل چاہتا ہے۔

(۴)۔۔۔روزہ رکھنے سے اپنی بندگی اور رب کی مِلکیت کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم اپنی کسی چیز کے مستقل مالک نہیں کہ گھر میں سب کچھ ہے مگر رب تعالی نے روک دیا تو کچھ استعمال نہیں کر سکتے۔

(۵)۔۔۔روزہ رکھنے سے بھوک برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے، اب اگر کبھی فقر و فاقہ کی حالت درپیش ہو تو وہ صبر سے اسے کاٹ لے گا۔ (اسرار الاحکام ص ۱۸)

**سوال**: روزوں کے لازم ہونے کا سبب کیا ہے؟

**جواب**: روزوں کے لازم ہونے کے مختلف اسباب ہیں، مثلاً رمضان کے روزوں کا سبب ماہِ رمضان کا آنا، روزۂ نذر کا سبب منت ماننا، روزۂ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔ ("الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص ۱۹۴)

**سوال**: رمضان کے روزے کس پر فرض ہیں؟

**جواب**: رمضان کے روزے اداءً رکھنا فرض ہے، اور اگر رمضان میں اداء نہ کر سکا تو بعد رمضان ان کی قضا فرض ہے، اور یہ اس شخص پر فرض ہے جس میں یہ چار شرطیں پائی جائیں:

(۱)۔۔۔**مسلمان ہونا**: لہذا کافر پر رمضان کے روزے فرض نہیں۔ (۲)۔۔۔**عاقل ہونا**: لہذا مجنون پر روزۂ رمضان فرض نہیں۔ (۳)۔۔۔**بالغ ہونا**: لہذا نابالغ پر روزۂ رمضان فرض نہیں۔ (۴)۔۔۔**روزے کی فرضیت کا علم ہونا**: یعنی جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا ہو اس کو رمضان کے روزوں کی فرضیت کا علم ہونا لہذا جسے علم نہ ہو تو اس پر روزۂ رمضان فرض نہیں اور جو دار الاسلام میں ہو اور مسلمان ہوا، تو اس پر ہر حال میں روزۂ رمضان فرض ہے اگرچہ اس کو روزے کی فرضیت کا علم نہ ہو، کیونکہ دار الاسلام میں روزے کی فرضیت سے بے علم ہونا عذر نہیں ہے۔

(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۲)

**سوال**: روزے کا رکن کیا ہے؟

**جواب**: روزے کا رکن اپنے آپ کو کھانے پینے اور جماع سے روکے رکھنا ہے۔(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۲)

**سوال**: روزے کا حکم کیا ہے؟

**جواب**: روزے کا حکم یعنی اثر یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کے ذمہ سے فرض اتر جاتا ہے اور آخرت میں ثواب پاتا ہے۔(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۲)

**سوال**: روزے کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: صاحبِ بہار شریعت، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے روزے کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں: (۱)۔۔۔فرض۔(۲)۔۔۔واجب۔(۳)۔۔۔نفل۔(۴)۔۔۔مکروہِ تنزیہی۔(۵)۔۔۔مکروہِ تحریمی۔
(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۹۶۶)

**سوال**: فرض روزے کون سے ہیں؟

**جواب**: فرض روزے کی دو قسمیں ہیں: (۱) معیّن اور (۲) غیر معیّن۔ (۱)فرضِ معیّن جیسے ادائے رمضان۔(۲)فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور ظہار و قتل و قسم کے کفارے کے روزے۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۹۶۶)

**سوال**: واجب روزے کون سے ہیں؟

**جواب**: واجب کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) معیّن اور (۲) غیر معیّن۔(۱)واجب معیّن جیسے نذر معیّن، مثلاً کسی نے منّت مانی کہ میں جمعرات کے دن روزہ رکھوں گا۔(۲)واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق، مثلاً کسی نے منّت مانی کہ میں ایک روزہ رکھوں گا، پس اس نے اس منّت میں کسی دن کو معین نہیں کیا ہے، بلکہ کبھی بھی رکھ سکتا ہے۔اور نفل کی قضا واجب ہے مثلاً کسی نے نفل روزہ شروع کرنے کے بعد اس کو فاسد کر دیا تو اس روزے کی قضا واجب ہے، خواہ قصداً توڑا ہو یا بلا قصد۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۹۶۶)

**سوال**: نفل روزے کون سے ہیں؟

**جواب**: نفل کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔نفل مسنون: جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی۔(۲)۔۔۔نفل مستحب: جیسے ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا

روزہ، شش عید کے روزے (یعنی عید الفطر کے بعد شوّال کے مہینے میں چھ روزے رکھنا)، صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔ (بہارِ شریعت ج ا، ص ۹۶۶) نیز جس کے متعلق کوئی کراہت ثابت نہ ہو وہ نفل روزے ہیں۔
(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۴۹۵)

**سوال**: مکروہِ تنزیہی روزے کون سے ہیں؟

**جواب**: مکروہِ تنزیہی جیسے تنہا عاشوراء کا روزہ بغیر نویں کے، صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ صرف جمعہ کے دن، نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہِ تنزیہی ہیں۔
(بہار شریعت جلد ۔ا۔ص ۹۶۷) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴)

**سوال**: مکروہِ تحریمی کون سے روزے ہیں؟

**جواب**: مکروہِ تحریمی جیسے عید اور ایّام تشریق کے روزے یعنی عید الفطر، عید الاضحی اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا۔ (بہار شریعت جلد ۔ا۔ص ۹۶۷) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴)

**سوال**: کن روزوں میں نیّت کو معین کرنا اور رات سے ارادہ کرنا شرط نہیں؟

**جواب**: (۱)۔۔۔ ادائے روزۂ رمضان۔ (۲)۔۔۔ اور نذرِ معین۔ (۳)۔۔۔ اور نفل کے روزوں کے لئے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔ ("الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳.) اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیّت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیّت کر لینا مستحب ہے۔ ("الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ۱۷۵.)

**سوال**: کیا رمضان، نذر معین اور نفل روزے مطلق روزے کی نیّت سے ادا ہو جائیں گے؟

**جواب**: یہ تینوں یعنی رمضان کا ادا روزہ اور نفل و نذر معین، مطلقاً روزے کی نیّت سے ہو جاتے ہیں، خاص انہیں کی نیّت ضروری نہیں۔ یونہی نفل کی نیّت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و غیر مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیّت کی جب بھی اسی رمضان کا ہو گا۔ ("الدر المختار"، كتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳.)

**سوال**: کن روزوں میں نیّت کو متعین کرنا اور رات سے نیّت کرنا شرط ہے؟

**جواب**: ادائے رمضان اور نذر معیّن اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معیّن اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معیّن کی قضا اور کفّارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور حجِ تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیّت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معیّن کی نیّت کرے اور اُن روزوں کی نیّت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے توڑے گا تو قضا واجب ہو گی۔

("الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳)

# روزہ نہ رکھنے کے اعذار کا بیان

**سوال**: کن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

**جواب**: درج ذیل صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے:

**(۱)۔۔۔سفر**: اگر کوئی مسافر ہے تو اسے اجازت ہے کہ حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھے بلکہ عید بعد قضا کرلے۔ سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت یعنی ۹۲ کلو میٹر ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔ ( "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۶۳)

**(۲)۔۔۔حمل اور بچے کو دودھ پلانا**: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچے کی جان کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۶۳)

**(۳)۔۔۔مرض**: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم و خادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں، عید بعد رکھیں۔ ("الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص۱۸۳)

**(۴)۔۔۔بڑھاپا**: اتنا بوڑھا ہے کہ روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے بلکہ عید بعد رکھے۔

**(۵)۔۔۔خوفِ ہلاکت**: جس کو روزہ رکھنے سے ہلاک ہونے کا صحیح خوف ہو مثلاً بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاکت کا خوفِ صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ بلکہ عید بعد رکھے۔
("الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج۱، ص۲۰۷)

**(۶)۔۔۔اکراہ**: کسی کو مجبور کیا گیا کہ اگر روزہ رکھے گا تو جان سے مار دیا جائے گا یا کوئی عضو کاٹ دیا جائے گا تو اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے بلکہ عید بعد رکھے۔

**(۷)۔۔۔نقصانِ عقل**: روزہ رکھنے سے پاگل ہونے کا صحیح اندیشہ ہو تو اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے بلکہ عید بعد رکھے۔

**(۸)۔۔۔جہاد:** جہاد بھی روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہے، بلکہ جہاد سے فارغ ہو کر رکھے۔ پس اگر کوئی مذکورہ وجوہات کی بنا پر روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ ("الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۶۲.)

**سوال:** غالب گمان کب حاصل ہو گا؟

**جواب:** خوف کی صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

**(۱)۔۔۔** اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہو۔ **(۲)۔۔۔** یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہو۔ **(۳)۔۔۔** یا کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۶۴.)

آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ اعتبار نہیں، ان کے کہنے پر روزہ افطار نہ کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر (یعنی نقصان دہ) ہے کس میں نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۱۰۰۳۔۱۰۰۴)

**سوال:** جن کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اگر وہ اسی عذر میں مر گئے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیّت کی تو تہائی مال میں جاری ہو گی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیّت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اَولیٰ وصیّت کرنا واجب ہے اور وصیّت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔

("الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج۱، ص۲۰۷)

**سوال:** کیا ان لوگوں کے لئے قضا روزہ ترتیب وار رکھنا اور لگاتار رکھنا ضروری ہے؟

**جواب:** جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ لہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہو گئے، مگر حکم یہ

ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔ حدیث میں فرمایا: "جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔"

("المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي ہریرۃ، الحدیث: ۸۶۲۹، ج ۳، ص ۲۶۶.)

**سوال**: شیخِ فانی اور عجوز فانیہ کسے کہتے ہیں؟ نیز ان کو روزہ رکھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب**: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا۔

اور عجوز فانیہ وہ بوڑھیا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتی جائے گی، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتی ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گی۔

پس ان کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔

("الدر المختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱، وغیرہ.)

اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرلے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲.)

اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ لے گا تو فدیہ صدقۂ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷)

**سوال**: روزہ کا فدیہ کیا ہے؟

**جواب**: ہر ایک روزہ کا فدیہ صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر ہے اور ایک صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع (یعنی ۲ کلو ۴۵ گرام) گیہوں یا ایک صاع (یعنی ۴ کلو ۹۰ گرام) جو یا کھجور یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت دینا ہے۔

(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۱۰۰۵)

**سوال**: جو شخص فدیہ دینے پر قادر نہ ہو تو کیا کرے؟

**جواب**: جس شخص پر روزے کے فدیہ واجب ہیں اور وہ تنگدستی کی وجہ سے اس کو ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو اللہ عزوجل سے استغفار کرے اور اللہ عزوجل کے حق کی آدائیگی میں قصور واقع ہونے کی معافی مانگتا رہے۔

(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۵۳۳)

**سوال**: کیا دعوت کی وجہ سے نفل روزہ توڑ سکتے ہیں؟

**جواب**: نفل روزہ بلاعذر توڑ دینا ناجائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہو گا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہو گی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لئے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوہ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر سے پہلے تک توڑ سکتا ہے بعدِ عصر نہیں۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج۱، ص۲۰۸)

اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوہ کبریٰ کے قبل نفل روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔

("الدر المختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۷)

**سوال**: کس نفل روزے کو توڑنے پر قضا ہے اور کس پر نہیں؟

**جواب**: نفل روزہ شروع کرنے کے بعد درمیان میں توڑنے سے قضا لازم ہے خواہ عذر سے توڑا یا بلا عذر، اور اگر پانچ ممنوعہ دنوں میں روزہ رکھا اور درمیان میں توڑ دیا تو اس پر قضا لازم نہیں ہے بلکہ توڑ دینا واجب ہے ان ایام میں روزہ رکھنا منع ہے اور وہ پانچ ممنوعہ ایام یہ ہیں **(۱)۔۔۔** عید الفطر کی پہلی تاریخ۔ **(۲)۔۔۔** عید الاضحیٰ یعنی دسویں ذی الحجہ۔ **(۳)۔۔۔** ایام تشریق کے تین دن یعنی ذی الحجہ کی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ تاریخ۔ (شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص ۵۳۵)

# چاند دیکھنے کا بیان

**سوال:** کن مہینوں کا چاند دیکھنا ضروری ہے؟

**جواب:** پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔ **(۱)۔۔۔ شعبان کا:** اس لئے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت اَبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں۔ **(۲)۔۔۔ رمضان کا:** روزہ رکھنے کے لئے ۔ **(۳)۔۔۔ شوال کا:** روزہ ختم کرنے کے لئے۔۔ **(۴)۔۔۔ ذی قعدہ کا:** ذی الحجہ کے لئے ۔ **(۵)۔۔۔ ذی الحجہ کا:** بقر عید کے لئے۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۱۰ص۴۴۹۔۴۵۱.)

**سوال:** رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے کتنے گواہوں کی گواہی ضروری ہے؟

**جواب:** اَبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی یا غلام یا اس پر تہمتِ زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہو۔ عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم یوم الشک، ج۳، ص۴۰۶)

اور اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا، رہا یہ کہ اس کے لئے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا۔
("الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۹)

**سوال:** مستور کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابقِ شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قابلِ قبول نہیں۔ (بہار شریعت جلد۔۱۔ص۹۷۶)

**سوال:** کیا رمضان اور غیر رمضان کے چاند کی گواہی میں لفظِ شہادت کہنا ضروری ہے؟

**جواب:** ہر گواہی میں یہ کہنا ضروری ہے کہ "میں گواہی دیتا ہوں" بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر اَبر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کو کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ "میں نے اپنی آنکھ سے اِس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے"۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیة الهلال، ج۱، ص۱۹۷.)

**سوال**:اگر دن میں چاند دکھے تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہو گا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۷.)

**سوال**: کیا ٹیلیفون سے رویتِ ہلال ثابت ہو جائے گی؟

**جواب**: ٹیلیفون سے رویتِ ہلال نہیں ثابت ہو سکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ (بہار شریعت جلد۔۱۔ص۹۸۰)

**سوال**: کیا علمِ ہیئت سے رویتِ ہلال ثابت ہو جائے گی؟

**جواب**: جو شخص علم ہیئت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیئت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کیونکہ شریعت میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔
("الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۷)

**سوال**: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لئے ہے یا دوسری جگہ کے لئے بھی ہو سکتا ہے؟

**جواب**: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لئے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لئے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے۔
(بہارِ شریعت، ج۱، ص۹۷۹)

**سوال**: رویتِ ہلال کے شرعی ثبوت کے لئے کتنے اور کون کون سے طریقے ہیں؟

**جواب**: مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمن فرماتے ہیں: کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لئے شریعت میں سات طریقے ہیں:

(۱)۔۔۔خود شہادتِ رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

**(۲)۔۔۔** شہادۃ علی الشہادۃ۔یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔

**(۳)۔۔۔** شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضئ اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

**(۴)۔۔۔** کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضئ شرع جسے سلطانِ اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو، گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

**(۵)۔۔۔** استفاضہ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویتِ ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

**(۶)۔۔۔** اکمالِ مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس ۳۰ دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال اپنے آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

**(۷)۔۔۔** اسلامی شہر میں حاکمِ شرع کے حکم سے انیتس ۲۹ کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرد اگر دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔(انظر: "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۴۰۵۔۴۲۰، ملخصاً)

# روزے کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

**سوال**: روزہ توڑنے والی چیزوں کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: روزہ توڑنے والی چیز دو قسم کی ہیں:۔(۱)۔۔۔ جن سے صرف قضا لازم ہوتی ہے۔(۲)۔۔۔ جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔(شارق الفلاح شرح نور الایضاح ص)

**سوال**: وہ صورتیں کون کون سی ہیں جن سے صرف قضا لازم ہوتی ہے؟

**جواب**: وہ صورتیں جن سے صرف قضا لازم ہوتی ہے درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا، پیا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو روزہ نہ ہوا، اِس روزے کی قضا کرنا ضروری ہے یعنی اِس روزے کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا ہوگا۔(بہار شریعت ج۱ ص۹۸۹، رَدُّالمُحتار ج۳ ص۴۳۰)

(۲)۔۔۔ کھانے پر سخت مجبور کیا گیا یعنی اِکراہِ شرعی پایا گیا، اب چونکہ مجبوری ہے، لہٰذا خواہ اپنے ہاتھ سے ہی کھایا ہو صرف قضا لازِم ہے۔(بہار شریعت ج۱ ص۹۸۹) اس مسئلے کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا شدید مار لگانے کی صحیح دھمکی دے کر کہے کہ روزہ توڑ ڈال! اگر روزہ دار یہ سمجھے کہ دھمکی دینے والا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا تو اب "اِکراہِ شرعی" پایا گیا اور ایسی صورت میں روزہ توڑ ڈالنے کی رخصت ہے مگر بعد میں اِس روزے کی قضا لازِمی ہے۔

(۳)۔۔۔ بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے اِنزال ہوا تھا(یعنی منی نکل گئی تھی) یا اِحتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورَتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا، اب قصداً(یعنی جان بوجھ کر) کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔(دُرِّ مُختار ج۳ ص۴۳۱)

(۴)۔۔۔ روزے کی حالت میں ناک میں دَوا چڑھائی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اِس کی قضا لازِم ہے۔(دُرِّ مُختار ج۳ ص۴۳۲)

(۵)۔۔۔ پتھر، کنکری، مٹی، رُوئی، گھاس، کاغذ وغیرہ ایسی چیز کھائی جن سے لوگ گِھن کرتے ہوں، اِن سے روزہ تو ٹوٹ گیا مگر صرف قضا کرنا ہوگا۔(دُرِّ مُختار ج۳ ص۴۳۳ مُلَخّصاً)

(۶)۔۔۔ بارِش کا پانی یا اولا حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا لازِم ہے۔(دُرِّ مُختار ج۳ ص۴۳۴ مُلَخّصاً)

(۷)۔۔۔ بہت سارا پسینہ یا آنسو نِگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا کرنا ہوگا۔(بہار شریعت ج۱ ص۹۸۹)

(۸)۔۔۔گمان کیا کہ ابھی تَو رات باقی ہے، سحری کھاتے رہے اور بعد میں پتا چلا کہ سحری کا وَقْت ختم ہو چکا تھا۔اِس صورت میں بھی روزہ گیا اور قضا کرنا ہو گا۔(دُرِّ مُختار ج۳ص۴۳۶)

(۹)۔۔۔اِسی طرح گمان کرکے کہ سورج غروب ہو چکا ہے، کھاپی لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ سورج نہیں ڈوبا تھا جب بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضا کریں۔(دُرِّ مُختار ج۳ص۴۳۶، بہار شریعت ج۱ص۹۸۹)

(۱۰)۔۔۔اگر غروبِ آفتاب سے پہلے ہی سائرن کی آواز گونج اُٹھی یا اذانِ مغرب شروع ہو گئی اور روزہ اِفطار کر لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ سائرن یا اَذان وَقت سے پہلے ہی شروع ہو گئے تھے، روزہ ٹوٹ گیا قضا کرنا ہو گا۔
(رَدُّالْمُحتار ج۳ص۴۳۹ماخوذاً)

آج کل بے پروائی کا دَور دَورا ہے، ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے روزے کی خود حفاظت کرے۔سائرن، ریڈیو، ٹی وی کے اِعلان بلکہ مسجِد کی اذان پر بھی اکتِفا کرنے کے بجائے خود سحری واِفطار کے وَقت کی صحیح صحیح معلومات رکھے۔

(۱۱)۔۔۔وضو کر رہا تھا پانی ناک میں ڈالا اور دِماغ تک چڑھ گیا یا حلق کے نیچے اُتر گیا، روزہ دار ہونا یاد تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضا لازِم ہے۔ہاں! اُس وَقت روزہ دار ہونا یاد نہیں تھا تو روزہ نہ گیا۔(عالمگیری ج۱ص۲۰۲)

**سوال:** روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ لازم ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

**جواب:** روزہ کی قضا کے ساتھ کفارہ لازم ہونے کی شرط مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔روزہ توڑنے والا وہ فعل عمداً کرے یعنی اپنی مرضی سے کرے۔

(۲)۔۔۔رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔
(جوہرہ ج۱ص۱۸۰)

(۳)۔۔۔روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی ہو جیسے عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے۔

(۴)۔۔۔کفارہ واجب ہونے کے لئے بھر پیٹ کھانا ضروری نہیں بلکہ تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔

**(۵)۔۔۔** جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفّارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ اُن میں کفّارہ دینا ہوگا۔

("الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص۴۴۰.)

**سوال:** جن صورتوں میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے ان کو مفصلاً بیان کریں۔

**جواب:** جن صورتوں میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے جو ادائے روزۂ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو، یا اس نے روزہ دار کے ساتھ جماع کیا۔ اور جس سے جماع کیا جائے اگر اس کی رضامندی سے ہوا ہو تو اس مفعول بہ پر بھی قضا کے ساتھ کفارہ لازم ہوگا۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۹۹۱)

**(۲)۔۔۔** اگر روزہ دار نے غذا یا دوا کے طور پر کوئی چیز عمداً کھایا پی لی تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ اور غذا کی تشریح یہ ہے کہ وہ چیز ایسی ہو جس کے کھانے کی طبیعت کو رغبت ہو اور اس سے پیٹ کی خواہش پوری ہو۔ اور دوا سے مراد ایسی چیز ہے جس سے بدن کی اصلاح ہو۔(بہارِ شریعت ج۱، ص۹۹۱)

**(۳)۔۔۔** اگر بارش کے قطرے کو اپنے قصد سے نگل گیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

**(۴)۔۔۔** اگر کسی روزہ دار نے کچا گوشت کھالیا تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ لیکن اگر اس گوشت میں کیڑے پڑگئے ہوں تو اس کے کھانے سے کفارہ واجب نہ ہوگا کیونکہ وہ غذائیت سے خارج ہوگیا اور مضر صحت میں داخل ہوگیا لہٰذا اس سے بدن کی اصلاح نہ ہوگی۔

("ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج۳، ص۴۴۴۔۴۴۵)

**(۵)۔۔۔** کچی چربی کے کھانے سے کفارہ لازم ہونے میں اختلاف ہے۔ مگر صحیح و مختار قول کے مطابق کفارہ واجب ہے۔

**(٦)۔۔۔** اور سکھائے ہوئے گوشت کے کھانے سے بالاتفاق یعنی سب کے نزدیک قضا و کفارہ لازم ہوگا، کیونکہ وہ عادتاً اسی طرح کھایا جاتا ہے۔ یعنی سوکھا گوشت کھایا جاتا ہے۔

(۷)۔۔۔ گیہوں کو کھانے سے یا گیہوں کا دانہ چبایا اور کھالیا تو قضاو کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ مگر یہ کہ گیہوں کا دانہ اتنا چھوٹا ہو کہ اس کے منہ میں ہی منتشر ہو کر ختم ہو گیا اور حلق میں اس کا ذائقہ محسوس نہ ہوا تو روزہ بھی نہ ٹوٹا اور کفارہ بھی لازم نہ ہو گا۔

(۸)۔۔۔ اگر کسی نے گیہوں کا دانہ یا تل یا تل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ لازم۔

(۹)۔۔۔ اگر کسی نے کوئی ایسی مٹی کھائی جو دوا کے طور پر کھائی جاتی ہے جیسے گُلِ اَرْمَنی تو کفارہ لازم ہو گا۔ خواہ اس کے کھانے کی عادت ہو یا نہ ہو اس لئے کہ اس کو بطور دوا کھایا جاتا ہے۔

اور گل ارمنی کے علاوہ دوسری مٹی (جو دوا کے طور پر نہیں کھائی جاتی) کے کھانے کی عادت ہو تو اس کے کھانے سے کفارہ واجب ہے اور اگر عادت نہیں ہے تو صرف قضا لازم ہے۔

(۱۰)۔۔۔ اگر روزہ دار نے تھوڑا نمک کھایا تو کفارہ و قضا دونوں لازم ہوں گے اور اگر زیادہ مقدار میں کھایا تو کفارہ واجب نہیں صرف قضا ہے، اور قلیل مقدار وہ ہے جس کے ایک دم کھانے کی عادت ہو۔

(۱۱)۔۔۔ اگر کسی روزے دار نے اپنی بیوی یا اپنے کسی دوست یا معظم دینی کا تھوک نگل لیا تو قضا و کفارہ لازم ہوں گے کیونکہ ان کے تھوک سے کراہت نہیں ہوتی، بلکہ لذت حاصل کی جاتی ہے۔ لہذا یہ مُصْلِحِ بدن کے حکم میں ہو گیا۔ اور ان کے علاوہ کسی اور کا تھوک نگلنے سے صرف قضا ہے کفارہ نہیں کیونکہ اس سے نفرت کی جاتی ہے۔ لہذا یہ مصلح بدن کے حکم میں نہیں ہو گا۔

(۱۲)۔۔۔ اگر روزہ دار نے کوئی ایسا فعل کیا جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر اس نے خیال کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اسی خیال کی بنا پر قصداً کھاپی لیا تو روزے کی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ مثلاً: غیبت کرنے کے بعد قصداً کھاپی لینا، پچھنہ لگوانے کے بعد، عورت کو شہوت سے چھونے کے بعد، شہوت سے بوسہ لینے کے بعد، انزال کے بغیر لیٹنے کے بعد، مونچھ میں تیل لگانے کے بعد یہ خیال کیا کہ میرا روزہ جاتا رہا (حالانکہ ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا) اور پھر قصداً کھا یا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

**(۱۳)۔۔۔**زید پر جبر کیا گیا کہ وہ جماع کرے اور ہندہ بخوشی آمادہ ہوگئی یعنی ہندہ پر کوئی جبر نہیں تو ہندہ پر قضاو کفارہ دونوں لازم ہوں گے جبکہ زید پر صرف قضالازم ہوگا۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۵، وغیرہ)

**سوال:** روزہ کا کفارہ کیا ہے؟

**جواب:** روزہ توڑنے کا کَفَّارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کرسکے مَثَلاً اِس کے پاس نہ لونڈی، غلام ہے نہ اتنا مال کہ خرید سکے، یا مال تو ہے مگر غلام میسر نہیں، جیسا کہ آج کل لونڈی غلام نہیں ملتے تواب پے دَرْپے ساٹھ روزے رکھے۔ (یاد رہے! اگر سن ہجری کے مہینے کی یکم (پہلی) سے شروع کریں تو دوماہ پورے روزے رکھئے، ہوسکتا ہے کہ دونوں مہینے انیتس انیتس کے ہوں تو ۵۸ روزوں سے کفارہ ادا ہوجائے گا اور اگر یکم کے بعد کسی دن سے روزے شروع کریں تواب پے دَرپے ۶۰ روزے رکھنے ہوں گے) یہ بھی اگر ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وَقت کھانا کھلائے یہ ضروری ہے کہ جس کو ایک وقت کھلایا دوسرے وقت بھی اُسی کو کھلائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ساٹھ مساکین کو ایک ایک صدقۂ فطر (مَثَلاً ۲ کلو ۴۵ گرام گیہوں یا اُس کی رقم) کا مالک کردیا جائے۔ ایک ہی مسکین کو اکٹھے ساٹھ صدقۂ فطر نہیں دے سکتے، ہاں! یہ کرسکتے ہیں کہ ایک ہی کو ساٹھ دن تک روزانہ ایک ایک صدقۂ فطر دیں[1]۔ رَوزوں کی صورَت میں (دَورانِ کفارہ) اگر درمیان میں ایک دِن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے پہلے کے روزے شامِل حساب نہ ہوں گے اگرچہ اُنسٹھ (۵۹) رکھ چکا تھا، چاہے بیماری وغیرہ کسی بھی عذر کے سبب چھوٹا ہو۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۹۹۴ مُلخصاً)

اگر عورت نے رَمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفّارے میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آگیا تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں اُن کا رکھنا کافی ہے۔ ہاں! اگر اس حیض کے بعد ''آئسہ'' ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا، تو سرے سے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے درپے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر اِثنائے کفّارہ میں (یعنی کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران) عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ (بہارِ شریعت ج ۲ ص ۲۱۴)

**سوال:** اگر کسی نے کئی روزے توڑے تو سب کی جانب سے کتنے کفارے ادا کرے گا؟

**جواب**: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لئے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لئے کافی ہے۔

("ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الكفارة، ج۳، ص۴۴۹)("الجوہرة النيرة"، كتاب الصوم، ص۱۸۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان فرض علوم

سوالاً جواباً

# کِتَابُ الزَّکوٰۃ

☆...زکوۃ کا بیان

☆... مصارفِ زکوۃ کا بیان

☆... صدقۂ فطر کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# زکوۃ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے یہ کہا: "جَزَی اللہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّاھُوَاَھْلُہٗ" 70 فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۸۲ حدیث ۲۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: زکاۃ کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: زکاۃ شریعت میں اللہ عزوجل کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کر لے۔

("تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۳ ۔ ۲۰۶)

**سوال**: زکاۃ کا حکم کیا ہے؟

**جواب**: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ ("الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۰)

**سوال**: زکاۃ کتنے قسم کے مال پر ہے؟

**جواب**: زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے: (۱)۔۔۔ ثمن یعنی سونا چاندی۔ (۲)۔۔۔ مال تجارت۔ (۳)۔۔۔ سائمہ یعنی چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور۔ ("الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ۱۷۴)

**سوال**: زکاۃ کن لوگوں پر فرض ہے؟

**جواب**: زکاۃ فرض ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں:

**(۱)۔۔۔ مسلمان ہونا**: لہذا کافر پر زکاۃ فرض نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔ ("ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوہ، ج ۳، ص ۲۰۷.)

**(۲)۔۔۔ بالغ ہونا**: لہذا نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں۔

**(۳)۔۔۔عاقل ہونا:** جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔("ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوہ، ج۳، ص۲۰۷)

**(۴)۔۔۔آزاد ہونا:** لہٰذا غلام پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو)۔("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱)

**(۵)۔۔۔مال بقدر نصاب اُس کی مِلک میں ہونا:** اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہ ہوئی۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲)

**(۶)۔۔۔پورے طور پر نصاب کا مالک ہونا:** یعنی اس پر قابض بھی ہو۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲)

جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیُون نے دَین سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔

("الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱۸)

**(۷)۔۔۔نصاب کا دَین سے فارغ ہونا:** نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین (یعنی قرض) ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِ ثمن (کسی خریدی گئی چیز کے دام) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دَین ہو، جیسے زکاۃ، خراج۔("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲۔۱۷۳)

**(۸)۔۔۔نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا:** حاجت اصلیہ یعنی جس چیز کی زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لئے لونڈی غلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لئے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لئے غلّہ وغیرہ۔("ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۲)

**(۹)۔۔۔مال کا نامی ہونا:** یعنی بڑھنے والا، خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھ جائے۔

**(۱۰)۔۔۔سال کا گزرنا:** سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہو گئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاۃ واجب ہے۔
("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵)

**سوال:** مالکِ نصاب ہونے سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رقم، یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد سامان ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصّہ ۵، ص ۹۰۲تا۹۰۵، ۹۲۸)

**سوال:** جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُس کی زکاۃ کے متعلق کیا حکم ہے؟

**جواب:** جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لئے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو، اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لئے نیا سال شمار ہو گا۔
("الجوہرة النیرة"، کتاب الزکاة، باب الزکاة الخیل، ص۱۵۵)

**سوال:** درمیانِ سال نصاب کم ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** چونکہ زکاۃ کی فرضیت میں سال کے شروع اور آخر کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لئے اگر سال مکمل ہونے پر نصابِ زکاۃ پورا ہے تو دورانِ سال نصاب میں ہونے والی کمی کا کوئی نقصان نہیں، موجودہ مال کی زکاۃ دی جائے گی۔
(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج۳، ص۲۷۸، و الفتاوی الهندیة، کتاب الزکاة، الباب الاول فی نضیرها....الخ، ج۱، ص۱۷۵)

**سوال:** ہیرے جواہرات کی زکاۃ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** موتی اور جواہر پر زکاۃ فرض نہیں، اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں! اگر تجارت کی نیّت سے لئے تو فرض ہو گی کیونکہ اب مالِ تجارت ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج۳، ص۲۳۰)

**سوال:** نصاب کا مالک تھا اور سال گزرنے پر زکاۃ نہ نکالی کہ مال ہلاک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارا مال ہلاک ہو گیا اور اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہو گیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہٰذا اس کی زکاۃ دینا فرض نہیں۔ اور ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہو گیا، مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً خرچ کر ڈالا یا پھینک دیا یا مالدار آدمی کو ہبہ کر دیا تو زکاۃ بدستور واجب الادا ہے، ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہو گا اگرچہ بالکل نادار ہو۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱)

**سوال**: کیا پیشگی زکاۃ ادا کر سکتے ہیں؟

**جواب**: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالک نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہو گیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاۃ نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہو گیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاۃ میں محسوب نہ ہو گا۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶)

# مصارفِ زکوۃ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب تم رسولوں عَلَیْھِمُ السَّلَام پر دُرُودِ پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے ربّ کا رسول ہوں۔(جَمْعُ الْجَوامِع للسُّیوطی ج۱ ص۳۲۰ حدیث ۲۳۵۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: زکاۃ کسے دی جائے؟

**جواب**: درج ذیل لوگوں کو زکاۃ دی جاسکتی ہے:

(۱)---فقیر۔ (۲)---مِسکین۔ (۳)---عامِل۔ (۴)---رِقاب۔

(۵)---غارِم۔ (۶)---فِیْ سَبِیْلِ اللہ۔ (۷)---اِبنِ سبیل (یعنی مسافر)

(الفتاوی الھندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۷)

**سوال**: فقیر کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: فقیر کی چند صورتیں ہیں:

(۱)---جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پہنچ جائے۔

(۲)---یا نِصاب کی قَدَر تو ہو مگر اس کی حاجتِ اَصلِیہ (یعنی ضَروریاتِ زندگی) میں مُستَغرَق (یعنی گھِرا ہوا) ہو۔ مثلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان، سُواری کے جانور (یا اسکوٹر یا کار) کاریگروں کے اَوزار، پہننے کے کپڑے، خِدمت کے لئے لونڈی، غلام، عِلمی شُغل رکھنے والے کے لئے اسلامی کتابیں جو اس کی ضَرورت سے زائد نہ ہوں۔

(۳)---اِسی طرح اگر مَدیون (یعنی مَقروض) ہے اور دَین (قرضہ) نکالنے کے بعد نِصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نِصابیں ہوں۔ (رَدُّالْمُحتَار ج۳ ص۳۳۳، بھارِ شریعت، ج۱، مسئلہ نمبر۲، حصہ ۵ ص ۹۲۴) اگرچہ یہ فقیر تندرست ہو اور کمانے کی طاقت و قوت رکھتا ہو پھر بھی اسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔

**سوال**: مسکین کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: مِسکین: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کے لئے اِس کا مُحتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے اور اسے سُوال حلال ہے۔فقیر کو (یعنی جس کے پاس کم از کم ایک دن کا کھانے کے لئے اور پہننے کے لئے موجود ہے) بِغیر ضَرورت و مجبوری سُوال حرام ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ, کتاب الزکاۃ, الباب السابع فی المصارف, ج۱, ص۱۸۷)

**سوال**: عامل کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: عامِل: وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکاۃ اور عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔ (الفتاوی الھندیۃ, کتاب الزکاۃ, الباب السابع فی المصارف, ج۱, ص۱۸۸)

آجکل عامل نہیں پائے جاتے اور جو لوگ مدارس کے لئے چندہ کرتے ہیں وہ عامل کے حکم میں نہیں آتے وہ تو صرف وکیل ہوتے ہیں۔

**سوال**: رِقاب کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: رِقاب سے مراد مکاتب غلام ہے۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے آقا نے اس کی آزادی کے لئے کچھ قیمت ادا کرنا طے کی ہو کہ اتنا مال دے دو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔فی زمانہ رقاب موجود نہیں ہیں۔ ("الفتاوی الھندیۃ", کتاب الزکاۃ, الباب السابع في المصارف, ج۱, ص۱۸۸)

**سوال**: غارم کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: غارِم سے مراد مقروض ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ دینے کے بعد زکاۃ کا نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا بھی دوسروں پر قرض باقی ہو مگر لینے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ (الدر المختار مع ردالمحتار, کتاب الزکاۃ, باب المصرف, ج۳, ص۳۳۹)

**سوال**: فی سبیل اللہ کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: فِی سَبِیلِ اللہ یعنی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا۔اس کی چند صورتیں ہیں:

**(۱)**۔۔۔کوئی شخص محتاج ہے اور جہاد میں جانا چاہتا ہے مگر اس کے پاس سواری اور زادِ راہ نہیں ہیں تو اسے مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو۔

**(۲)**۔۔۔کوئی حج کے لئے جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے تو اسے بھی زکاۃ دے سکتے ہیں لیکن اسے حج کے لئے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

**(۳)۔۔۔** طالبِ علم جو کہ علمِ دین پڑھتا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کو بھی زکاۃ دے سکتے ہیں بلکہ طالبِ علم سوال کر کے بھی مالِ زکاۃ لے سکتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے فارغ کر رکھا ہو، اگرچہ وہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو۔

**(۴)۔۔۔** اسی طرح ہر نیک کام میں مالِ زکاۃ استعمال کرنا بھی فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا ہے۔مالِ زکاۃ میں دوسرے کو مالک بنا دینا ضروری ہے بغیر مالک کئے زکاۃ ادا نہیں ہو سکتی۔

(بہارِ شریعت، ج۱، مسئلہ نمبر۱۴، حصہ ۵، ص۹۲۶، ملخصًا) (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۰، ۳۳۵)

**سوال:** ابن سبیل کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** ابن سبیل یعنی وہ مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا، یہ زکاۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو مگر اسی قدر لے کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں اور اگر اسے قرض مل سکتا ہو تو بہتر ہے کہ قرض لے لے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۸)

**سوال:** کیا ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے؟

**جواب:** صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ انہیں زکاۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوائے عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن سبیل (یعنی مسافر) اگرچہ غنی ہو اس وقت فقیر کے حکم میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاۃ نہیں دے سکتے۔" (بہارِ شریعت، ج۱، مسئلہ نمبر۴۴ حصہ ۵، ص۹۳۲)

**سوال:** کیا زکوۃ ساتوں قسم کے لوگوں کو دینا ضروری ہے؟

**جواب:** زکوۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دیدے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکاۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہو گئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون (یعنی اس پر کسی کا قرضہ) نہ ہو اور مدیُون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یونہی اگر وہ

فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ دی ہوئی زکوۃ نصاب یا نصاب سے زیادہ ہے، مگر اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸)

**سوال**: کیا ان لوگوں کو زکاۃ دینے میں مالک بنانا ضروری ہے؟

**جواب**: جی ہاں! زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں، اباحت کافی نہیں۔

**سوال**: کیا زکاۃ کا مال مسجد وغیرہ میں لگا سکتے ہیں؟

**جواب**: مالِ زکاۃ مسجد میں صَرف کرنا یا اُس سے میّت کو کفن دینا یا میّت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پُل، سرائے، سقایہ، سڑک بنوا دینا، نہر یا کنواں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینے سے زکاۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ ان صورتوں میں مالک بنانا نہیں پایا جاتا۔ ("تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۱۔۳۴۳)

**سوال**: کافر اور بدمذہب کو زکاۃ دینا کیسا ہے؟

**جواب**: کافر کو زکاۃ دینے سے زکاۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور بدمذہب کو زکاۃ دینا حرام ہے اور ان کو دینے سے زکاۃ ادا بھی نہیں ہوگی۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۹۰) (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۹۰)

**سوال**: کن لوگوں کو زکاۃ نہیں دے سکتے؟

**جواب**: اِن مسلمانوں کو زکاۃ نہیں دے سکتے اگرچہ شرعی فقیر ہوں:

**(۱)---** بنوہاشم (یعنی ساداتِ کرام) چاہے دینے والا ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی۔

**(۲)---** اپنی اَصل (یعنی جن کی اولاد میں سے زکاۃ دینے والا ہو) جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ۔

**(۳)---** اپنی فُرُوع (یعنی جو اس کی اولاد میں سے ہوں) جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ۔

**(۴)---** میاں بیوی ایک دوسرے کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور عورت عدت میں ہو تو نہیں دے سکتا اور اگر عدت گزار چکی ہو تو دے سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، مسئلہ نمبر ۲۶، حصہ ۵، ص۹۲۸)

(الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۵)

**(۵)---** غنی کے نابالغ بچے (کیونکہ وہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتے ہیں۔)

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۹، ۳۵۰، ۳۴۴، فتاوٰی رضویہ، ج۱۰، ص۱۰۹)

**سوال**: کن رشتہ داروں کو زکاۃ دے سکتے ہیں؟

**جواب**: درج ذیل رشتہ داروں کو زکاۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکاۃ کے مستحق (یعنی فقیر) ہوں:

(۱)۔۔۔بہن۔ (۲)۔۔۔بھائی۔ (۳)۔۔۔چچا۔(۴)۔۔۔ پھوپھی۔(۵)۔۔۔خالہ۔ (۶)۔۔۔ماموں۔ (۷)۔۔۔بہو۔(۸)۔۔۔داماد۔(۹)۔۔۔سوتیلا باپ۔(۱۰)۔۔۔سوتیلی ماں۔(۱۱)۔۔۔شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد (۱۲)۔۔۔بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۱۰)

**سوال**: ساداتِ کرام کو زکاۃ نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

**جواب**: ساداتِ کرام اور دیگر بنوہاشم کو زکاۃ اس لئے نہیں دے سکتے کہ سادات کرام اور دیگر بنوہاشم پر زکاۃ حرامِ قطعی ہے جس پر چاروں مذاہب (یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے ائمہ کرام کا اجماع ہے۔ فتاوٰی رضویہ میں ہے:"باتفاقِ ائمہ اربعہ بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویه مُخَرَّجه، ج۱۰، ص۹۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے "یہ صدقات لوگوں کے مَیل ہیں، نہ یہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو حلال ہیں اور نہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی آل کو۔" (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ترك استعمال...الخ، الحديث۱۰۷۲، ص۵۴۰)

حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:"یہ حدیث ایسی واضح اور صاف ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی یعنی مجھے اور میری اولاد کو زکاۃ لینا اس لئے حرام ہے کہ یہ مال کا میل ہے، لوگ ہمارے میل سے ستھرے ہوں ہم کسی کا میل کیوں لیں۔" (مراٰۃ المناجیح، ج۳، ص۴۶)

**سوال**: بنوہاشم کون ہیں؟

**جواب**: بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب سے مراد پانچ خاندان ہیں:

(۱)۔۔۔آلِ علی۔(۲)۔۔۔آلِ عباس۔(۳)۔۔۔آلِ جعفر۔(۴)۔۔۔آلِ عقیل۔(۵)۔۔۔آلِ حارث بن عبدالمطلب۔ ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی اِعانت نہ کی، مثلاً ابولہب اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولاد بنوہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔

(الفتاوى الهندية، كتاب الزكاة، الباب السابع فى المصارف، ج۱، ص۱۸۹ و بہارِ شریعت، ج۱، حصه۵، مسئله ۹، ص۹۳۱)

**سوال**: کس کو زکاۃ دینا افضل ہے؟

**جواب**: اگر بہن بھائی غریب ہوں تو پہلے ان کا حق ہے، پھر ان کی اولاد کا پھر چچا اور پھوپھیوں کا، پھر ان کی اولاد کا، پھر ماموؤں اور خالاؤں کا، پھر ان کی اولاد کا، پھر ذَوِی الْاَرْحام (یعنی وہ رشتے دار جو ماں، بہن، بیوی یا لڑکیوں کی طرف سے منسوب ہوں) کا، پھر پڑوسیوں کا، پھر اپنے اہلِ پیشہ کا، پھر اہلِ شہر کا (یعنی جہاں اس کا مال ہو)۔

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ص۱۹۰)

**سوال**: کیا زکاۃ لینے والے کو اس کا علم ہونا ضروری ہے کہ یہ زکاۃ ہے؟

**جواب**: زکاۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیّتِ زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیّت زکاۃ کی ہو ادا ہو گئی۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱)

یوہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی، ادا ہو گئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انہیں زکاۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکاۃ کا لفظ نہ کہے۔

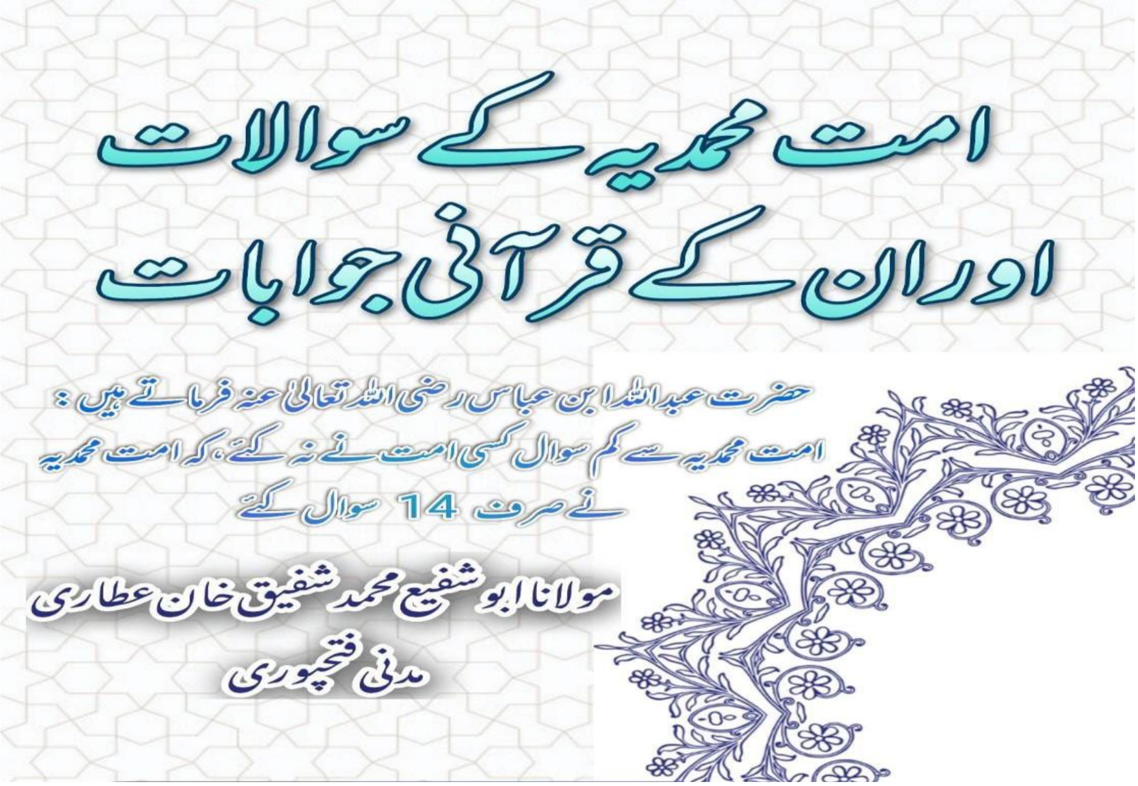

# صدقۂ فطر کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرْمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے قراٰنِ پاک پڑھا، ربّ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرود شریف پڑھا نیز اپنے ربّ سے مغفرت طلب کی تو اُس نے بھلائی اُس کی جگہ سے تلاش کر لی۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۲ص ۳۷۳حدیث ۲۰۸۴)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** صدقہ ٔفطر کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کیوں نکالا جاتا ہے؟ اس کی حکمت کیا ہے؟

**جواب:** بعدِ رمضان نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل دیا جانے والا صدقہ ٔواجبہ، صدقہ ٔفطر کہلاتا ہے۔ خلیلِ ملّت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں "صدقہ ٔفطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تاکہ لغو اور بے ہودہ کاموں سے روزے کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں، ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔" (ہمارا اسلام، حصہ ۷، ص ۸۷)

سرکارِ مدینہ منوّرہ، سردارِ مکّہ مکرّمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ بَرکت نشان ہے "جو تمہارے مالدار ہیں اللہ تعالیٰ (صدقہ ٔفطر دینے کی وجہ سے) انہیں پاک فرمادے گا اور جو تمہارے غریب ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اس سے بھی زیادہ دے گا۔" (سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب روی من ضاع من قمح، الحدیث ۱۶۱۹، ج ۲، ص ۱۶۱)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءوف رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روزوں کو لغو اور بے حیائی کی بات سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کو کھلانے کے لئے صدقہ ٔفطر مقرر فرمایا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر، الحدیث ۱۶۰۹، ج ۲، ص ۱۵۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یعنی فطرہ واجب کرنے میں ۲ حکمتیں ہیں: (۱)۔۔۔ ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوتاہیوں کی معافی۔ کہ اکثر روزے میں غصہ بڑھ جاتا ہے تو بلاوجہ لڑ پڑتا ہے، کبھی جھوٹ غیبت وغیرہ بھی ہو جاتے ہیں، رب تعالیٰ اس فطرے کی برکت سے وہ کوتاہیاں معاف کر دے گا کیونکہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۲)۔۔۔ دوسرے مساکین کی روزی کا انتظام۔ (مرأۃ المناجیح، ج ۳، ص ۴۳)

**سوال:** صدقۂ فطر کب مشروع ہوا؟

**جواب:** ۲ ہجری میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال عید سے دو دن پہلے صدقۂ فطر کا حکم دیا گیا۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۲)

**سوال:** صدقۂ فطر کا شرعی حکم کیا ہے؟

**جواب:** صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۲) صحیح بخاری میں حضرتِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر صدقۂ فطر مقرر کیا۔ (صحیح البخاري، کتاب الزکاۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث: ۱۵۰۳، ج۱، ص۵۰۷، ملخصاً)

**سوال:** صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

**جواب:** صدقۂ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو اور اس کا نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔ (ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۵)

**سوال:** مالکِ نصاب کون ہوتا ہے؟

**جواب:** مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رقم، یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد سامان ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، ص۹۰۲ تا ۹۰۵، ۹۲۸)

**سوال:** وجوبِ فطرہ کا وقت کیا ہے؟

**جواب:** عید کے دن صبحِ صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا، اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔
(الفتاوی الهندية، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲)

**سوال:** زکاۃ اور صدقۂ فطر میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** زکاۃ میں سال کا گزرنا، عاقل بالغ اور نصابِ نامی (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیّت) ہونا شرط ہے جبکہ صدقۂ فطر میں یہ شرائط نہیں ہیں۔ چنانچہ اگر گھر میں زائد سامان ہو تو مالِ نامی نہ ہونے کے باوجود اگر اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا۔

(ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۵، ۲۱۴، ۲۰۷)

**سوال:** فطرہ کی ادائیگی کی شرائط کیا ہیں؟

**جواب:** صدقۂ فطر میں بھی نیت کرنا اور مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینا شرط ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۸۰)

**سوال:** کیا نابالغ پر صدقۂ فطر واجب ہے؟

**جواب:** نابالغ اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ اس کا ولی اس کے مال سے فطرہ ادا کرے۔ (ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۲۱۴، ۲۰۷۔ ۳۶۵)

**سوال:** ماں کے پیٹ میں موجود بچے کے فطرہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو، اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲)

**سوال:** چھوٹے بھائی کا فطرہ کس پر واجب ہے؟

**جواب:** اگر بڑا بھائی اپنے چھوٹے غریب بھائی کی پرورش کرتا ہو تو اس کا صدقۂ فطر مالدار باپ پر واجب ہے نہ کہ بڑے بھائی پر۔ فتاوی عالمگیری میں ہے "چھوٹے بھائی کی طرف سے صدقہ واجب نہیں اگرچہ وہ اس کی عیال میں شامل ہوں۔" (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۳)

**سوال:** صدقۂ فطر کون کس کا نکالے گا؟

**جواب:** مالِکِ نِصاب مَرد اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے اور اگر کوئی مَجْنُون (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے پھر وہ پاگل اولاد بالغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ادا کرے۔ ہاں! اگر وہ بچّہ یا مَجْنُون خود صاحِبِ نِصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فِطرہ ادا کر دے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲)

**سوال:** غریب باپ کے بچوں کا فطرہ کون نکالے گا؟

**جواب:** باپ غریب ہو تو اس کی جگہ مالک نصاب دادا پر اپنے غریب پوتے، پوتی کی طرف سے صدقہ ٔفطر دینا واجب ہے جبکہ بچے مالدار نہ ہوں۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸) اگر باپ نہ ہو تو ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ ٔفطر دینا واجب نہیں ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸)

**سوال:** مرد کن کا صدقہ ٔفطر نہیں نکالے گا؟

**جواب:** اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ مرد کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔ ہاں! اگر وہ اپنی خوشی سے ان کا نکالے تو جائز ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۰)

**سوال:** صدقہ ٔفطر کن چیزوں سے ادا ہوتا ہے؟ اور کتنی مقدار ہے؟

**جواب:** گندم یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا مُنَقّٰی یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ ان چار چیزوں (یعنی گیہوں، جو، کھجور، منقی) کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (بہار شریعت حصہ پنجم، ص ۹۳۹ ملتقطاً)

**سوال:** صاع کی مقدار کتنی ہے؟

**جواب:** صاع کی تحقیق میں اختلاف ہونے کے سبب صدقہ ٔفطر کی مقدار میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: احتیاط یہ ہے کہ جَو کے صاع سے گیہوں دیئے جائیں، جَو کے صاع میں گیہوں تین سو اکاون ۳۵۱ روپے بھر آتے ہیں تو نصف صاع ایک سو پچھتر ۱۷۵ روپے آٹھ آنے بھر ہوا۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۵)

اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھیں کہ ایک سو پَچَھتَّر روپے اَٹھنّی بھر اوپر "(یعنی دو سیر تین چھٹانک آدھا تَولہ، یا ۲ کلو اور تقریباً ۴۵ گرام) وزن گیہوں یا اُس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صدقہ ٔفطر کی مِقدار ہے۔ اگر کھجور یا مُنَقّٰی (یعنی کشمش) یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو یا ان کی قیمت دینا چاہیں تو "تین سو اِکاون روپے بھر" (یعنی ۴ کلو اور تقریباً ۹۰ گرام) ایک صدقہ ٔفطر کی مقدار ہے۔ (بہارِ شریعت جلد اوّل حصہ ۵ ص ۹۳۸)

**سوال:** صدقۂ فطر میں کیا دینا افضل ہے؟

**جواب:** گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر زمانۂ قحط میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے۔

(الفتاوی الهندیه ،کتاب الزکاۃ ،الباب الثامن فی صدقة الفطر ، ج۱،ص۱۹۱۔ ۱۹۲ ونور الایضاح، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر ، ص۱۷۳۔ ۱۷۴ ملتقطا)

بلکہ صدقۂ فطر میں وہ چیز دی جائے جس چیز کی فقیر کو حاجت ہے۔ اور قیمت دینا اور اچھا ہے کہ اس سے فقیر جو چاہے خرید لے۔

**سوال:** فطرہ کے مصارف کون ہیں یعنی کس کو دیا جائے؟

**جواب:** صدقۂ فطر کے مصَارِف وُہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۴) یعنی جِن کو زکاۃ دے سکتے ہیں اِنہیں فِطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکاۃ نہیں دے سکتے اُن کو فِطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ (فتاوٰی امجدیہ ج ۱ ص ۳۷۶ ملخصًا)

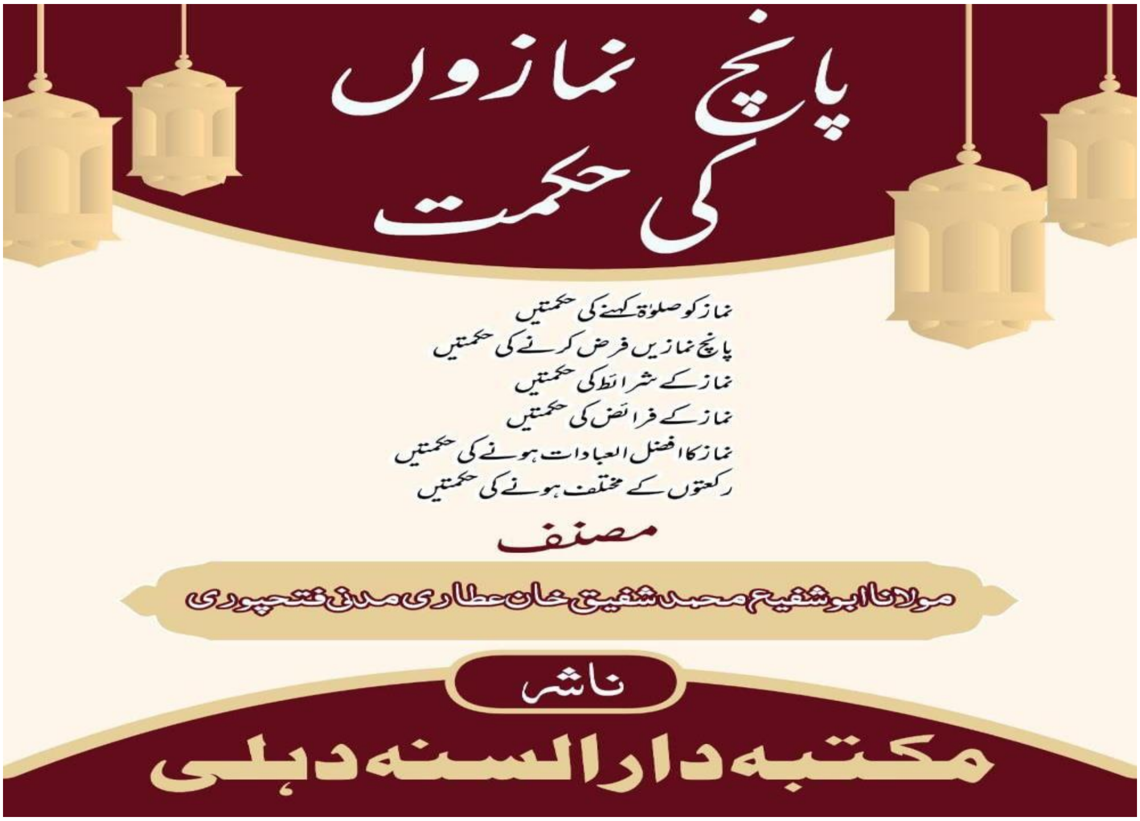

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان

# فَرض عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الْحَج

☆...حج کا بیان

☆...حج کی قسموں کا بیان

☆...حج کرنے کا طریقہ

☆...عمرہ کا بیان

☆...زیارۃ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# حج کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرْمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ پر دُرُود شریف پڑھ کر اپنی مجالس کو آراستہ کرو کہ تمہارا دُرُودِ پاک پڑھنا بروزِ قِیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔ (فردوسُ الاخبار ج ۱ ص ۴۲۲ حدیث ۳۱۴۹)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حج کا لغوی معنی کیا ہے؟ نیز کعبہ شریف کے بارے میں کچھ بتائیں۔

**جواب:** حج کے معنی ہیں قصد اور ارادہ، عبادت کی نیت سے کعبہ شریف کا ارادہ کرنا حج ہے۔ حج کا سبب کعبۂ معظمہ ہے، کعبہ شریف سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا بیت المعمور کے مقابل اسی کا نام فرشتوں کے ہاں ضراح تھا، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے سے فرشتے اس کا حج کرتے تھے، پھر آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف انبیائے کرام نے حج کعبہ کیا۔ مراۃ المناجیح جلد۔۳۔ص ۱۲۱

**سوال:** کعبہ شریف وجود میں کیسے آیا؟

**جواب:** مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان **"تفسیر نعیمی"** میں نَقْل فرماتے ہیں: (صاحِبِ تفسیرِ) رُوحُ الْبَیان اور (صاحبِ تفسیرِ) عَزِیزی نے فرمایا کہ زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ قُدرَتی طور پر دو ہزار سال پہلے کعبے کی جگہ اس پر **سفید جھاگ** پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا گیا پھر جب فِرِشتوں کو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی خبر دی تو اُنہوں نے اپنا خِلافت کا اِستِحقاق (یعنی حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اِس جُرأت کی معذرت میں توبہ کی نیّت سے سات برس عرشِ اعظم کا **طواف** کیا، حکمِ الٰہی ہوا کہ زمین میں بھی اِسی **جھاگ** کی جگہ نشان لگا دو جہاں میرے بندے خطا کر کے اس کے **طواف** سے مجھے راضی کیا کریں۔ (تفسیرنعیمی ج ۱ ص ۶۷۱، تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۲۳۰)

**سوال:** حج کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب:** حج کرنے کا حکم خود اللہ تبارک وتعالی نے دیا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ(پ۲البقرۃ۱۹۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔

حج کی فضیلت پر پانچ احادیث پیشِ خدمت ہیں:

**(۱)۔۔۔** بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الحج المبرور، الحدیث۱۵۲۱، ج۱، ص۵۱۲)

**(۲)۔۔۔** بزار نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (مسند البزار، مسند أبي موسیٰ الاشعری رضی اللّٰہ عنہ، الحدیث ۳۱۹۶، ج۸، ص۱۶۹)

**(۳)۔۔۔** ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے۔" ("سنن ابن ماجه"، أبواب المناسک، باب الحج جهاد النساء، الحدیث: ۲۹۰۲، ج۳، ص۴۱۴)

**(۴)۔۔۔** ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں، جیسے بھٹّی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔"

("جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء في ثواب الحج و العمرة، الحدیث: ۸۱۰، ج۲، ص۲۱۸)

**(۵)۔۔۔** ابن خزیمہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ کہا گیا، حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔"

("المستدرک" للحاکم، کتاب المناسک، باب فضیلة الحج ماشیا، الحدیث: ۱۷۳۵، ج۲، ص۱۱۴)

تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں۔

**سوال:** اصطلاحِ شرع میں حج کسے کہتے ہیں؟ اور کب فرض ہوا؟ اور زندگی میں کتنی بار فرض ہے؟

**جواب**: حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ معظمہ کے طواف کا اور اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ ۹ ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته...إلخ، ج۱، ص۲۱۶)

**سوال**: حج کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب**: حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک (یعنی دو مہینے اور دس دن تک) ہے کہ اس سے پیشتر (پہلے) حج کے افعال نہیں ہوسکتے، سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۵۴۳)

**سوال**: حج کے فرض ہونے کی کتنی شرائط ہیں؟

**جواب**: حج کے فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں۔

**سوال**: پہلی شرط کون سی ہے؟

**جواب**: اسلام: لہٰذا اگر مسلمان ہونے سے پیشتر استطاعت تھی پھر فقیر ہو گیا اور اسلام لایا تو زمانۂ کفر کی استطاعت کی بنا پر اسلام لانے کے بعد حج فرض نہ ہوگا، کہ جب استطاعت تھی اس کا اہل نہ تھا اور اب کہ اہل ہوا استطاعت نہیں اور مسلمان کو اگر استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا اب فقیر ہو گیا تو اب بھی فرض ہے۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۲۱)

**سوال**: دوسری شرط کون سی ہے؟

**جواب**: عاقل ہونا: مجنون پر فرض نہیں۔ مجنون تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جنون جاتا رہا اور نیا احرام باندھ کر حج کیا تو یہ حج حجۃ الاسلام ہو گیا ورنہ نہیں۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته...إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

**سوال**: تیسری شرط کون سی ہے؟

**جواب**: بلوغ: لہٰذا نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ جبکہ سمجھدار ہو یا اُس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ نا سمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا، حجۃ الاسلام یعنی حجِ فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

("الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته...إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

**سوال:** چوتھی شرط کون سی ہے؟

**جواب:** آزاد ہونا: لہٰذا باندی غلام پر حج فرض نہیں اگرچہ مُدَبَّر یا مُکَاتَب یا اُمِّ وَلَد ہوں۔ اگرچہ اُن کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دیدی ہو اگرچہ وہ مکہ ہی میں ہوں۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

**سوال:** پانچویں شرط کون سی ہے؟

**جواب:** وقت: یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر دُور کا رہنے والا ہو تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔ یونہی اگر عادت کے موافق سفر کرے تو نہیں پہنچے گا اور تیزی اور رَوارَوی (جلدی) کرکے جائے تو پہنچ جائے گا جب بھی فرض نہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ نمازیں پڑھ سکے، اگر اتنا وقت ہے کہ نمازیں وقت میں پڑھے گا تو نہ پہنچے گا اور نہ پڑھے تو پہنچ جائے گا تو فرض نہیں۔ ("ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۳۴)

**سوال:** چھٹی شرط کون سی ہے؟

**جواب:** سفر کے خرچ کا مالک ہونا اگرچہ مکہ میں ہو: پس جس کی بسر اوقات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک بال بچوں کی خوراک نکال لے تو اتنا باقی رہے گا، جس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گزر بسر کے کرسکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہے اور پیشہ والوں کے لئے ان کے پیشہ کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۸)

**سوال:** ساتویں شرط کون سی ہے؟

**جواب:** سواری پر قادر ہونا: خواہ سواری اس کی مِلک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔ کسی نے حج کے لئے اس کو اتنا مال مُباح کردیا کہ حج کرلے تو حج فرض نہ ہوا کہ اِباحت سے مِلک نہیں ہوتی اور فرض ہونے کے لئے مِلک درکار ہے۔ ("الفتاوی الهندية"، كتاب المناسک، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷)

**سوال:** آٹھویں شرط کون سی ہے؟

**جواب**: دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔ لہٰذا جس وقت استطاعت تھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہوا اس وقت استطاعت نہ ہو تو فرض نہ ہوا اور جاننے کا ذریعہ یہ ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو، اُسے خبر دیں اور ایک عادل نے خبر دی، جب بھی واجب ہو گیا اور دارالاسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته...إلخ، ج۱، ص۲۱۸)

**سوال**: خود حج ادا کرنے کی کتنی اور کون کون سی شرطیں ہیں؟

**جواب**: اس سے پہلے حج فرض ہونے کی شرائط کا بیان ہوا اور شرائطِ ادا کہ جب وہ پائے جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائے جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو ورنہ خود بھی کرنا ضروری ہو گا۔ وہ شرائط پانچ ہیں:

**(۱)۔۔۔ تندرست ہونا:** کہ حج کو جا سکے، اعضا سلامت ہوں، انکھیارا ہو، اپاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر جو سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یونہی اندھے پر بھی واجب نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اُسے ملے۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته...إلخ، ج۱، ص۲۱۸)

**(۲)۔۔۔ قید میں نہ ہونا:** پس اگر کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج۳، ص۵۲۴)

**(۳)۔۔۔ راستہ میں امن ہونا:** یعنی اگر غالب گمان سلامتی ہو تو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو جانا ضروری نہیں، جانے کے زمانے میں امن ہونا شرط ہے پہلے کی بدامنی قابلِ لحاظ نہیں۔

("الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسک، الباب الأول، ج۱، ص۲۱۸)

**(۴)۔۔۔ عورت کا عدت میں نہ ہونا:** یعنی جانے کے زمانے میں عورت عدّت میں نہ ہو، وہ عدّت وفات کی ہو یا طلاق کی، بائن کی ہو یا رجعی کی۔ ("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۲۴)

**(۵)۔۔۔عورت کے ساتھ کسی محارم کا ہونا:** عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کو ساتھ لئے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو گناہ گار ہو گی۔(فتاوی رضویہ ، کتاب الحج ، ج۱۰ص ۶۵۷)

**سوال:** احرام کہاں سے باندھا جائے گا؟

**جواب:** میقات سے احرام باندھنا واجب ہے، یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرے اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔

**سوال:** میقات کس جگہ کو کہتے ہیں؟ نیز میقات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

**جواب:** میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔("الھدایة"، کتاب الحج، ج۱، ص ۱۳۳۔۱۳۴)

میقات پانچ ہیں:

**(۱)۔۔۔ ذُو الْحُلَیْفَہ:** یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔ اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِ علی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو تو وہ بھی ذُوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

**(۲)۔۔۔ذَاتِ عِرْق:** یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

**(۳)۔۔۔ جُحْفَہ:** یہ شامیوں کی میقات ہے مگر جحفہ اب بالکل معدوم سا ہو گیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ جحفہ رابغ کے قریب ہے۔

**(۴)۔۔۔قَرْنُ الْمَنَازِل:** یہ نجد (موجودہ ریاض) والوں کی میقات ہے، یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔ اب اس کا نام "السیل الکبیر" ہے۔

**(۵)۔۔۔یَلَمْلَم:** یہ اہلِ یمن کی مِیقات ہے اور پاک وہند والوں کیلئے مِیقات **یَلَمْلَم** کی مُحاذات ہے۔

پانچوں میقات کو اس نقشہ میں دیکھیں:

**سوال**: حرم کتنا بڑا ہے اور اس کی حدود کیا ہیں؟

**جواب**: حَرَم کی وَضاحَت: **عام** بول چال میں لوگ "**مسجدِ حرام**" کو **حَرَم شریف** کہتے ہیں، اِس میں کوئی شک نہیں کہ **مسجدِ حرام شریف حرمِ محترم ہی میں داخل ہے** مگر حرم شریف مَکّہ مکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً سَمیت اُس کے اِرد گرد مِیلوں تک پھیلا ہوا ہے اور ہر طرف اس کی حَدیں بنی ہوئی ہیں۔ مَثَلاً جَدّہ شریف سے آتے ہوئے **مَکّہ مُعَظّمہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً سے قبل **۲۳ کلومیٹر** پہلے پولیس چوکی آتی ہے، یہاں سڑک کے اُوپر بورڈ پر جَلی حُروف میں لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ فَقَط (یعنی صِرف مسلمانوں کے لئے) لکھا ہوا ہے۔ اِسی سڑک پر جب مزید آگے بڑھتے ہیں تو بِیۡرِشَمِیۡس یعنی حُدَیۡبِیہ کا مقام ہے، اِس سَمت پر "**حرم شریف**" کی حَد یہاں سے شُروع ہو جاتی ہے۔ "ایک مُؤَرِّخ کی جدید پیمائش کے حساب سے **حرم** کے رَقبے کا دائرہ ۱۲۷ کلومیٹر ہے جبکہ کُل رقبہ ۵۵۰ مُرَبَّع کلومیٹر ہے۔"

(تاریخ مکہ مکرمہ ص ۱۵)

حدودِ حرم کو اس نقشے میں دیکھیں:

**سوال**: کون سی باتیں احرام میں حرام ہیں؟

**جواب**: مندرجہ ذیل چیزیں حالتِ احرام میں احرام باندھتے ہی حرام ہو جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔ عورت سے صحبت کرنا۔ (۲)۔۔۔ بوسہ لینا۔ (۳)۔۔۔ مساس۔ (۴)۔۔۔ گلے لگانا۔ (۵)۔۔۔ اُس کی اندام نہانی (یعنی شرمگاہ) پر نگاہ کرنا۔ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں۔ (۶)۔۔۔ عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا۔ (۷)۔۔۔ فحش کے کام کرنا۔ (۸)۔۔۔ گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔ (۹)۔۔۔ کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔ (۱۰)۔۔۔ جنگل کا شکار۔ (۱۱)۔۔۔ اُس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ (۱۲)۔۔۔ یا کسی طرح بتانا۔ (۱۳)۔۔۔ بندوق یا بارود یا اُس کے ذبح کرنے کو چُھری دینا۔ (۱۴)۔۔۔ اس کے انڈے توڑنا۔ (۱۵)۔۔۔ پرندے کے پَر اُکھیڑنا۔ (۱۶)۔۔۔ پاؤں یا بازو توڑنا۔ (۱۷)۔۔۔ اُس کا دودھ دوہنا۔ (۱۸)۔۔۔ اُس کا گوشت ۔ یا (۱۹)۔۔۔ انڈے پکانا، بھوننا۔ (۲۰)۔۔۔ بیچنا۔ (۲۱)۔۔۔ خریدنا۔ (۲۲)۔۔۔ کھانا۔ (۲۳)۔۔۔ اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔ (۲۴)۔۔۔ سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا۔ (۲۵)۔۔۔ منہ ، یا (۲۶)۔۔۔ سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔ (۲۷)۔۔۔ بستہ یا کپڑے کی گٹھری سر پر رکھنا۔ (۲۸)۔۔۔ عمامہ باندھنا۔ (۲۹)۔۔۔ بُرقع پہننا۔ (۳۰)۔۔۔ دستانے پہننا۔ (۳۱)۔۔۔ موزے یا جُرابیں وغیرہ جو وسطِ قدم کو چھپائے

(جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔ (۳۲) ۔۔۔ سِلا کپڑا پہننا۔ (۳۳)۔۔۔ خوشبو بالوں، یا(۳۴)۔۔۔ بدن، یا(۳۵)۔۔۔ کپڑوں میں لگانا۔ (۳۶)۔۔۔ ملاگیری یا کسم، کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔(۳۷)۔۔۔ خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دار چینی، زنجبیل وغیرہ کھانا۔ (۳۸)۔۔۔ ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مُشک، عنبر، زعفران۔ (۳۹)۔۔۔ سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔ (۴۰)۔۔۔ وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔ (۴۱)۔۔۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔ (۴۲)۔۔۔ زیتون، یا(۴۳)۔۔۔ تِل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔(۴۴)۔۔۔ کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اُس کا احرام نہ ہو۔ (۴۵)۔۔۔ جُوں مارنا۔(۴۶)۔۔۔ پھینکنا۔(۴۷)۔۔۔ کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔(۴۸)۔۔۔ کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ یا(۴۹)۔۔۔ دھوپ میں ڈالنا۔(۵۰)۔۔۔ بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جُوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔ ("الفتاوی الرضوية"،ج۱۰،ص۷۳۲)

**سوال:** محرم (یعنی حج یا عمرے کا احرام باندھنے والے) سے ذکر کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی سرزد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** محرم (یعنی حج یا عمرے کا احرام باندھنے والے) سے مذکورہ چیزوں میں سے کوئی سرزد ہو جانے سے کبھی دم کبھی بدنہ اور کبھی صدقہ لازم آتا ہے۔ ان تینوں چیزوں کی مکمل تفصیل بہارِ شریعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

**سوال:** دم، بدنہ اور صدقہ کی کیا تعریف ہے؟

**جواب:** دم، بدنہ اور صدقہ کی تعریف درج ذیل ہے:

**(۱)۔۔۔ دَم** یعنی ایک بکرا۔ (اِس میں نَر، مادہ، دُنبہ، بَھیڑ، نیز گائے یا اُونٹ کا ساتواں حصّہ سب شامل ہیں) قربان کرنا۔

**(۲)۔۔۔ بدَنہ** یعنی اُونٹ یا گائے۔ (اِس میں بیل، بھینس وغیرہ شامل ہیں) قربان کرنا۔ گائے بکرا وغیرہ یہ تمام جانور اُن ہی شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں۔ نیز **دَم** اور **بدَنہ** کے جانور کا حَرَم میں ذَبح ہونا شَرط ہے۔

**(۳)۔۔۔** صَدَقہ یعنی صَدَقۂ فِطر کی مِقدار ادا کرنا۔ **صَدَقہ** اور کھانا اگر حَرَم کے مَساکین کو پیش کر دیا جائے تو یہ افضل ہے۔

**سوال:** تلبیہ کسے کہتے ہیں؟ اور کتنی بار کہنا ہے؟

**جواب:** خواہ **عُمرے** کی نیّت کریں یا **حج** کی یا **حجِّ قِران** کی تینوں صورَتوں میں نیّت کے بعد کم اَز کم ایک بار لَبَّیْك کہنا لازِمی ہے اور تین بار کہنا افضل، اسی لبّیک کو تلبیہ کہتے ہیں۔ لَبَّیْك یہ ہے:

لَبَّیْكَ ؕ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ؕ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ؕ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ؕ لَاشَرِیْكَ لَكَ

**اِحرام** اور نیتِ حج وعمرہ کرنے کے بعد، اب یہ لَبَّیْك ہی وَظیفہ اور وِرد ہے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اِس کا خوب وِرد کیجئے۔

**سوال:** تلبیہ کہنے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب:** تلبیہ کہنے کی فضیلت پر **دو فرامینِ مصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** جب لَبَّیْك کہنے والا لَبَّیْك کہتا ہے تو اسے **خوشخبری** دی جاتی ہے۔ عرض کی گئی: یارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کیا جنّت کی خوشخبری دی جاتی ہے؟ اِرشاد فرمایا: ”ہاں“ (مُعْجَم اَوْسَط ج۵ ص۴۱۰ حدیث ۷۷۷۹)

**(۲)۔۔۔** جب مسلمان ”لَبَّیْك“ **کہتا** ہے تو اُس کے دائیں اور بائیں زمین کے آخِری سِرے تک جو بھی پتھر، دَرَخت اور ڈھیلا ہے وہ سب **لَبَّیْك** کہتے ہیں۔ (تِرْمِذی ج۲ ص۲۲۶ حدیث ۸۲۹)

# حج کی قسموں کا بیان

**سوال:** حج کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** حج کی تین قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔قِرَان۔(۲)۔۔۔ تَمَتُّع۔(۳)۔۔۔اِفراد

**سوال:** حجِ قِرَان کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** حجِ قِرَان: یہ سب سے افضل ہے، قِران کرنے والا "قَارِن" کہلاتا ہے، اِس میں عُمرہ اور حج کا اِحرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے مگر عُمرہ کرنے کے بعد "قارِن" حَلْق یا "قَصر" نہیں کرواسکتا اِسے بدستور اِحرام میں رہنا ہوگا، دسویں، گیارہویں یا بارہویں ذُوالْحِجَّہ کو قربانی کرنے کے بعد حَلْق یا قَصر کرواکے اِحرام کھول دے۔ مزید اس کے احکام آگے چاٹ کی شکل میں آرہے ہیں۔

**سوال:** حجِ قِرَان میں کون کون سے اعمال کئے جاتے ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** حجِ قِرَان میں ۱۳، اعمال کئے جاتے ہیں جو کہ حکم کے ساتھ درج ذیل ہیں:

| حجِ قِرَان | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| **ش** | **عمل** | **حکم** | **ش** | **عمل** | **حکم** |
| 1 | حج اور عمرہ کا احرام | شرط | 8 | جمرۂ عقَبَہ کی رمی | واجب |
| 2 | عمرہ کا طواف | فرض | 9 | قربانی | واجب |
| 3 | عمرہ کی سعی (صفاو مروہ) | واجب | 10 | سر منڈانا یا بال کتروانا | واجب |
| 4 | رمل کے ساتھ طوافِ قدوم | سنّت | 11 | طوافِ زیارت | فرض |
| 5 | صفاو مروہ کی سعی | واجب | 12 | رمیِ جمار (تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا) | واجب |
| 6 | وقوفِ عرفات | فرض | 13 | طوافِ وداع (طوافِ رخصت) | واجب |
| 7 | وقوفِ مزدلفہ | واجب | | | |

**سوال**: حجِ تمتع کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: حجِ تَمَتُّع: تمتع ادا کرنے والے کو "مُتَمَتِّع" کہتے ہیں۔ یہ اَشہُرِ حج میں "مِیقات" کے باہر سے آنے والے ادا کرسکتے ہیں۔ مثلاً پاک و ہند سے آنے والے عُموماً تَمَتُّع ہی کیا کرتے ہیں کہ آسانی یہ ہے کہ اس میں عُمرہ تو ہوتا ہی ہے لیکن عُمرہ ادا کرنے کے بعد "حَلْق یا قَصر" کرواکے اِحرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر ۸ ذُوالحِجَّۃ یا اِس سے قبل حج کا اِحرام باندھا جاتا ہے۔ مزید اس کے احکام آگے چاٹ کی شکل میں آرہے ہیں۔

**سوال**: حجِ تَمَتُّع میں کون کون سے اعمال کئے جاتے ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: حجِ تَمَتُّع میں ۱۴، اعمال کئے جاتے ہیں جو کہ حکم کے ساتھ درج ذیل ہیں:

| حجِ تَمَتُّع | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ش | عمل | حکم | ش | عمل | حکم |
| 1 | عمرہ کا احرام | شرط | 8 | جمرۂ عَقَبَہ کی رمی | واجب |
| 2 | عمرہ کا طواف | فرض | 9 | قربانی | واجب |
| 3 | عمرہ کی سعی (صفاومروہ) | واجب | 10 | سر منڈانا یا بال کتروانا | واجب |
| 4 | سر منڈانا یا بال کتروانا | واجب | 11 | طوافِ زیارت | فرض |
| 5 | ۸ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنا | شرط | 12 | صفا اور مروہ کی سعی | واجب |
| 6 | وقوفِ عرفات | فرض | 13 | رمیِ جمار (تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا) | واجب |
| 7 | وقوفِ مزدلفہ | واجب | 14 | طوافِ وداع (طوافِ رخصت) | واجب |

**سوال**: حجِ اِفْرَاد کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: حجِ اِفْرَاد: اِفراد کرنے والے حاجی کو "مُفْرِد" کہتے ہیں۔ اِس حج میں "عُمرہ" شامل نہیں ہے اِس میں صرف حج کا "اِحرام" باندھا جاتا ہے۔ اہلِ مکّہ اور "حِلِّی" یعنی مِیقات اور حُدُودِ حرم کے درمِیان میں رہنے والے باشندے (مَثَلًا اہلیانِ جدَّہ شریف) "حجِ اِفراد" کرتے ہیں۔ قِران یا تمتُّع کریں گے تو دم واجِب ہو گا، آفاقی چاہے تو "اِفراد" کر سکتا ہے۔

**سوال**: حجِ اِفْرَاد میں کون کون سے اعمال کئے جاتے ہیں؟ اور ان کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: حجِ اِفْرَاد میں ۱۱، اعمال کئے جاتے ہیں جو کہ حکم کے ساتھ درج ذیل ہیں:

| حج افراد | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| **ش** | **عمل** | **حکم** | **ش** | **عمل** | **حکم** |
| 1 | حج کا احرام | شرط | 7 | سر منڈانا یا بال کتروانا | واجب |
| 2 | طوافِ قدوم | سنّت | 8 | طوافِ زیارت | فرض |
| 3 | وقوفِ عرفات | فرض | 9 | صفا اور مروہ کی سعی | واجب |
| 4 | وقوفِ مزدلفہ | واجب | 10 | رمیٔ جمار (تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا) | واجب |
| 5 | جمرۂ عقبہ کی رمی | واجب | 11 | طوافِ وداع (طوافِ رخصت) | واجب |
| 6 | قربانی | اختیاری | | | |

# حج کرنے کا طریقہ

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہے: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آلِ محمد پر دُرُودِ پاک پڑھے۔(مُعْجَم اَوسط ج۱ص۲۱۱ حدیث ۷۲۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حج کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** ☆--- حج کرنے والا اگر حجِّ قِران کرے تو **قارِن عمرہ** اور **حج** دونوں کی ایک ساتھ نیّت کرے گا چُنانچِہ وہ احرام باندھ کر اس طرح نیّت کرے:

### حَجّ کی نیّت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ط نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہِمَا مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی ط

**ترجمہ:** اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں عمرہ اور حج دونوں کا ارادہ کرتا ہوں تو انہیں میرے لئے آسان کردے اور انہیں میری طرف سے قبول فرما، میں نے عمرہ اور حج دونوں کی نیت کی اور خالصۃً اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ان دونوں کا اِحرام باندھا۔

☆--- نیّت کرکے جب مکہ مُکرمہ پہنچ جائے تو پہلے عمرہ ادا کرے پھر حج۔ عمرہ کرنے کا طریقہ "عمرہ کے بیان" میں مذکور ہے جو کہ آگے آرہا ہے۔

☆--- اور اگر حج کرنے والا حجِ افراد کرے تو **مُفرِد** اور حجِ تمتع کرنے والا **مُتَمَتِّع** بھی آٹھ ذُوالحِجہ یا اس سے قبل حج کا اِحرام باندھ کر مندرجۂ ذیل الفاظ میں نیّت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ ط فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِكْ لِیْ فِیْہِ ط نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی ط

**ترجمہ:** اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس کو تو میرے لئے آسان کردے اور اسے مجھ سے قبول فرما اور اس میں میری مدد فرما اور اسے میرے لئے بابرکت فرما، میں نے حج کی نیّت کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اس کا اِحرام باندھا۔

### لَبَّیْک

☆--- خواہ عمرے کی نیّت کریں یا حج کی، نیّت کے بعد کم از کم ایک بار تَلْبِیَۃ کہنا لازمی ہے اور تین بار کہنا

افضل، تَلْبِیَۃ یہ ہے:

لَبَّیْكَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِیْكَ لَكَ ط

## آٹھ ذُوالحجۃ الحرام، مِنیٰ کو روانگی

☆۔۔۔ **مِنٰی، عَرَفات، مُزْدَلِفہ** وغیرہ کا سفر اگر ہو سکے تو پیدل ہی طے کریں کہ جب تک مکّہ شریف پلٹیں گے ہر ہر قدم پر سات سات کروڑ نیکیاں ملیں گی۔

☆۔۔۔ راستے بھر **لَبَّیْک** اور ذِکر و دُرُود کی خوب کثرت کیجئے۔ جوں ہی مِنٰی شریف نظر آئے دُرود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰی اَوْلِیَائِكَ ط

☆۔۔۔ آٹھ ذُوالحجہ کی ظہر سے لے کر نو ذُوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں آپ کو **مِنٰی** شریف میں ادا کرنی ہیں کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے **محبوب** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ایسا ہی کیا ہے۔

## نوذُوالحجۃ الحرام عرفات کو روانگی

☆۔۔۔ **نو** ذُوالحجہ کو نمازِ فجر مُسْتَحَب وقت میں ادا کر کے لَبَّیْك اور ذکر و دعا میں مشغول رہیے۔ یہاں تک کہ آفتاب کوہِ ثبیر پر جو کہ مسجدِ خیف کے سامنے ہے چمکے اب دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ جانبِ **عرفات** شریف چلئے۔ نیز **مِنٰی** شریف سے نکل کر ایک بار یہ دعا بھی پڑھ لیجئے۔

## راہِ عَرَفات کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا خَیْرَ غُدْوَۃٍ غَدَوْتُھَا قَطُّ وَقَرِّبْھَا مِنْ رِضْوَانِكَ وَاَبْعِدْھَا مِنْ سَخَطِكَ وَ اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَلِوَجْھِكَ الْكَرِیْمِ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

(اول آخر ایک ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

☆۔۔۔ **۹ ذوالحجہ کو عَرَفات شریف** میں وقتِ ظہر میں ظہر و عصر ملا کر پڑھی جاتی ہے مگر اس کی بعض شرائط ہیں۔ آپ اپنے خیموں میں ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز باجماعت ادا کیجئے۔

## عَرَفات شریف کی دعائیں

☆---دوپہر کے وقت مَوْقِف (یعنی ٹھہرنے کی جگہ) میں مُندَرِجہ ذیل کَلِمۂ توحید، سورۂ اخلاص شریف اور پھر اس کے بعد دیا ہوا درود شریف، یہ تینوں سو بار پڑھنے والے کی بحکمِ حدیث بخشش کر دی جاتی ہے نیز اگر وہ تمام عَرَفات شریف والوں کی سفارش کر دے تو وہ بھی قبول کر لی جائے۔

(۱)---یہ کَلِمۂ توحید ۱۰۰ بار پڑھئے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ـ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۲)---سورۂ اخلاص شریف ۱۰۰ بار پڑھئے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

(۳)---یہ درود شریف ۱۰۰ بار پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى (سَيِّدِنَا) اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ (سَيِّدِنَا) اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ ط

☆---"اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" تین بار پھر کَلِمۂ توحید ایک بار اس کے بعد یہ دعا تین بار پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ وَاعْصِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ط

☆---میدانِ عَرَفات میں کھڑے کھڑے دعا مانگنا سنّت ہے میدانِ عَرَفات شریف میں **حُقُوق الله** معاف ہوتے ہیں لہٰذا خوب رو رو کر غروبِ آفتاب تک دعا کیجئے۔ **یاد رہے** کہ حاجی کو نمازِ مغرب میدانِ عَرَفات میں نہیں پڑھنی بلکہ عشاء کے وقت میں، **مُزدَلِفہ** میں مغرب و عشاء ملا کر پڑھنی ہے۔

## مُزْدَلِفَه کو روانگی

☆---جب غروبِ آفتاب کا یقین ہو جائے تو عَرَفات شریف سے جانبِ **مُزْدَلِفَه** شریف چلئے، راستے بھر ذِکر و درود اور لَبَّيْك کی تکرار رکھیے۔ کل میدانِ عَرَفات شریف میں **حُقُوق الله** معاف ہوئے اب یہاں (یعنی مزدلفہ میں) حُقُوقُ العِباد مُعاف فرمانے کا وعدہ ہے۔ اب غروبِ آفتاب کے بعد ذوالحجہ کی دسویں تاریخ لگ گئی۔

## مغرب وعشاء ملا کر پڑھنے کا طریقه

☆---**یہاں** (یعنی مزدلفہ میں) آپ کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اِقامت سے دونوں نمازیں ادا کرنی ہیں لہٰذا

اذان واِقامت کے بعد پہلے مغرب کے تین فرض ادا کرلیجئے، سلام پھیرتے ہی فوراًعشاء کے فرض پڑھئے، پھر مغرب کی سُنّتیں، اس کے بعد عشاء کی سُنّتیں اور وتر ادا کیجیے۔

## وُقُوفِ مُزْدَلِفه

☆۔۔۔**مُزْدَلِفه** میں ذو الحجہ کی دسویں رات گزارنا سنّتِ مؤکّدہ ہے مگر اس کا وُقُوف واجب ہے۔ **وُقُوفِ مُزْدَلِفه** کا وقت صبحِ صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہے اس کے درمیان اگر ایک لمحہ بھی **مُزْدَلِفه** میں گزار لیا تو وقوف ہو گیا، ظاہر ہے کہ جس نے فجر کے وقت کے اندر مُزْدَلِفہ میں نمازِ فجر ادا کی اس کا وقوف صحیح ہو گیا۔

## دسویں ذُوالحجه کا پہلا کام رَمی

☆۔۔۔**دس ذو الحجہ کی** فجر کی نماز پڑھ کر **مُزْدَلِفه** شریف سے **مِنٰی** شریف پہنچ کر سیدھے **جَمْرَۃُ الْعَقَبَہ** یعنی ”بڑے شیطان “کی طرف آیئے۔ آج صرف اسی ایک (یعنی بڑے شیطان) کو کنکریاں مارنی ہیں۔

## حج کی قربانی

☆۔۔۔دسویں ذُوالحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد قربان گاہ تشریف لایئے اور قربانی کیجئے۔ یہ قربانی حج کے شکرانے میں قارِن اور مُتَمَتِّع پر واجب ہے چاہے وہ فقیر ہی کیوں نہ ہوں۔

☆۔۔۔مُفرِد کے لئے یہ قربانی مستحب ہے، چاہے وہ غنی (یعنی مالدار) ہی ہو۔

☆۔۔۔قربانی سے فارغ ہو کر حَلْق یا قَصر کروالیجئے۔

☆۔۔۔یاد رہے حاجی کو ان تین اُمور میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔(۱)۔۔۔سب سے پہلے ”رَمی“ (۲)۔۔۔اس کے بعد ”قربانی“ (۳)۔۔۔پھر ”حَلْق یا قَصر“

☆۔۔۔مُفرِد پر قربانی واجب نہیں لہٰذا یہ رَمی کے بعد حَلْق یا قَصر کروا سکتا ہے۔

☆۔۔۔ان تینوں کام سے فارغ ہو کر منیٰ ہی میں ٹھہرا رہے اور نماز وذکر ودرود کی کثرت کرتا رہے۔

## گیارہ اور بارہ ذُوالحِجَّة کی رَمی

☆۔۔۔گیارہ اور بارہ ذُوالحجہ کو ظُہر کے بعد تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہیں۔ پہلے جَمْرَۃُ الْاُوْلیٰ (یعنی چھوٹا شیطان) پھر جَمْرَۃُ الْوُسْطٰی (یعنی منجھلا شیطان) اور آخر میں جَمْرَۃُ الْعَقَبَہ (یعنی بڑا شیطان)

## طوافِ زیارت

☆۔۔۔**طوافِ زیارت** حج کا دوسرا رکن ہے۔

☆۔۔۔**طوافِ زیارت** دسویں ذُوالحجہ کو کرلینا افضل ہے۔ اگر یہ طواف دسویں کو نہیں کر سکے تو گیارہویں اور بارہویں کو بھی کر سکتے ہیں مگر بارہویں کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے لازِماً کرلیجئے۔

☆۔۔۔طوافِ زیارت کے چار پھیرے کرنے سے پہلے بارہویں کا سورج غروب ہو گیا تو دم واجب ہو جائے گا۔

☆۔۔۔ہاں اگر عورت کو حیض یا نفاس آگیا اور بارہویں کے بعد پاک ہوئی تو اب کرلے اس وجہ سے تاخیر ہونے پر اس پر دَم واجِب نہیں۔

☆۔۔۔طوافِ زیارت کے بعد صفا اور مروہ کی سعی کرے۔

☆۔۔۔طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کا طریقہ عمرہ کے بیان میں آرہا ہے۔

## طوافِ رُخصت

☆۔۔۔جب مکے سے رُخصت کا ارادہ ہو اس وقت ''آفاقی حاجی'' پر **طوافِ رخصت** واجب ہے۔ نہ کرنے والے پر دم واجب ہوتا ہے۔ (میقات سے باہر (مثلاً پاک و ہند وغیرہ) سے آنے والا آفاقی حاجی کہلاتا ہے)

**لیجئے آپ کا حج مکمل ہو گیا مبارک ہو! آپ حاجی بن گئے اللہ پاک ہمیں اور آپ کو اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین**

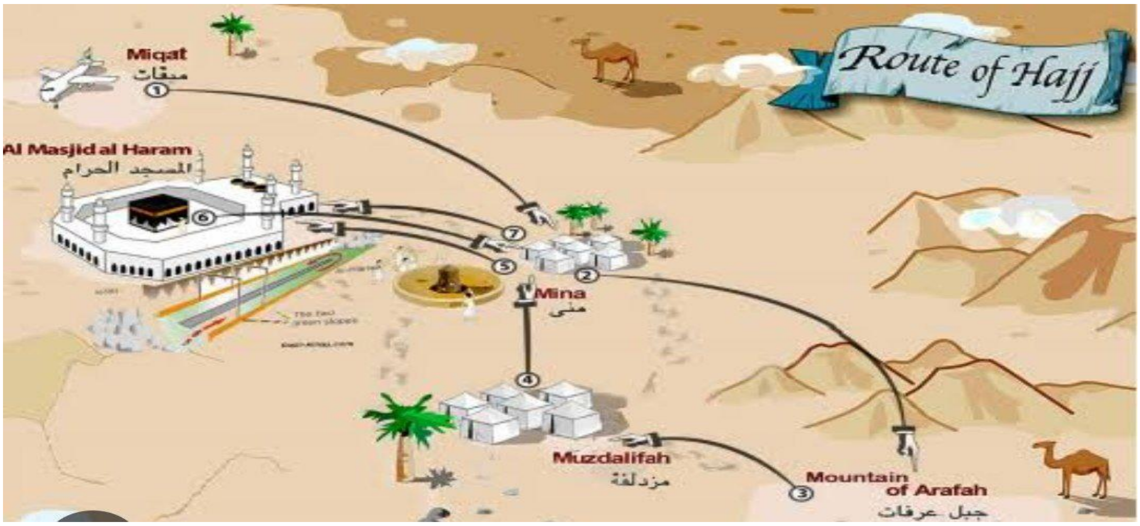

# عمرہ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا** کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَهُ الْکَرِیْم ہے: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آلِ محمد پر دُرُودِ پاک پڑھے۔ (مُعْجَم اَوسط ج۱ص۲۱۱ حدیث۷۲۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب**: عمرہ کرنے کی فضیلت پر پانچ احادیث پیشِ خدمت ہیں:

**(۱)۔۔۔** مدینے کے تاجدار، بَعطائے پَروردگار عَزَّوَجَلَّ دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اِرشادِ خوشگوار ہے: عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کَفّارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حجِ مبرور کا ثواب جنّت ہی ہے۔ (صحیح البخاری ج۱ص۵۸۶ حدیث۱۷۷۳)

**(۲)۔۔۔** بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کی برابر ہے۔"

("صحیح البخاري"، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء، الحدیث: ۱۸۶۳، ج۱، ص۶۱۴)

**(۳)۔۔۔** طبرانی و ابو یعلی و دار قطنی و بیہقی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لیے نکلا اور مرگیا اُس کی پیشی نہیں ہوگی، نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔" ("المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۵۳۸۸، ج۴، ص۱۱۱)

**(۴)۔۔۔** ابو داود و ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا، اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہوگی۔"

("سنن أبي داود"، کتاب المناسک، باب في المواقیت، الحدیث: ۱۷۴۱، ج۲، ص۲۰۱)

**(۵)۔۔۔** طبرانی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ گھر اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے، پھر جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ (عزوجل) کے ضمان میں ہے اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔"

("المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٩٠٣٣، ج٦، ص٣٥٢)

**سوال:** عمرہ میں کون کون سے کام کئے جاتے ہیں؟

**جواب:** عمرہ چونکہ احرام باندھ کر خانۂ کعبہ کا طواف کرنے، صفا مروہ کی سعی کرنے اور اس کے بعد حلق یا تقصیر کرنے کا نام ہے۔

| عمرہ | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ش | عمل | حکم | ش | عمل | حکم |
| 1 | عمرہ کا احرام | شرط | 3 | صفا و مروہ کی سعی | واجب |
| 2 | طوافِ کعبہ | فرض | 4 | سر منڈانا یا بال کتروانا | واجب |

**سوال:** عمرہ کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** عمرہ کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

☆۔۔۔ عمرہ کا احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کرے پھر عمرہ کی نیت کرے اور پھر مسجد الحرام آکر طوافِ خانۂ کعبہ کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ:

## طواف کرنے کا طریقہ

☆۔۔۔ **طواف** شروع کرنے سے قبل مرد **اِضطِباع** کرلیں یعنی چادر سیدھے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر اُس کے دونوں پلّے اُلٹے کندھے پر اِس طرح ڈال لیں کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔ اب پروانہ وار **شمعِ کعبہ** کے گرد طواف کے لئے تیّار ہو جائیے۔ **حجرِ اَسوَد** کی عَین سیدھ میں اب اِضطِباعی حالت میں کعبہ کی طرف مُنہ کرکے اِس طرح کھڑے ہو جائیے کہ پورا "**حجرِ اَسوَد**" آپ کے سیدھے ہاتھ کی طرف ہو جائے، اب بِغیر ہاتھ اُٹھائے اِس طرح طواف کی نیّت کیجئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ میں تیرے **محترم گھر** کا طواف کرنے کا اِرادہ کرتا ہوں، تو اِسے میرے لئے آسان فرمادے اور میری جانب سے اِسے قبول فرما۔

(بہارِ شریعت ج۱حصّہ ۶ ص۱۰۹۶، فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۱۰ص۷۳۹)

☆۔۔۔(ہر جگہ یعنی نماز، روزہ، اِعتِکاف، طواف وغیرہ میں اِس بات کا خیال رکھئے کہ عَرَبی زَبان میں نیَّت اُسی وَقت کار آمد ہوگی جب کہ اس کے معنٰی معلوم ہوں ورنہ نیَّت اُردو میں بلکہ اپنی مادَری زَبان میں بھی ہو سکتی ہے اور ہر صورت میں **دل میں نیَّت ہونا شَرط ہے** اور زَبان سے نہ کہیں تو دِل ہی میں نیَّت ہونا کافی ہے ہاں! زَبان سے کہہ لینا **افضل** ہے)

☆۔۔۔نیَّت کر لینے کے بعد **کعبہ شریف** ہی کی طرف مُنہ کئے سیدھے ہاتھ کی جانب تھوڑا سا سَرَکئے اور حَجَرِ اَسوَد کے عَین سامنے کھڑے ہو جایئے۔ اب دونوں ہاتھ اِس طرح اُٹھایئے کہ ہتھیلیاں حَجَرِ اَسوَد کی طرف رہیں اور پڑھئے:

بِسۡمِ اللّٰہِ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ط

☆۔۔۔اب اگر ممکن ہو تو **حجرِ اَسوَد شریف** پر دونوں ہتھیلیاں اور اُن کے بیچ میں مُنہ رکھ کر یوں بوسہ دیجئے کہ آواز پیدا نہ ہو۔ تین بار ایسا ہی کیجئے۔ اِس بات کا **خیال رکھئے** کہ لوگوں کو آپ کے دَھکّے نہ لگیں کہ یہ قُوَّت کا مظاہرہ کرنے کا موقع نہیں عاجزی اور مسکینی کے اِظہار کی جگہ ہے۔ **بوسہ حجرِ اَسوَد سُنَّت ہے** اور مسلمان کو ایذا دینا **حرام** اور پھر یہاں اگر **ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے** تو ایک گناہ بھی لاکھ گناہ کے برابر ہے۔

☆۔۔۔ہُجُوم کے سبب اگر بوسہ مُیَسَّر نہ آسکے تو ہاتھ سے حجرِ اَسوَد کو چھو کر اُسے چُوم لیجئے، یہ بھی نہ بن پڑے تو ہاتھوں کا اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چوم لیجئے۔ **حَجَرِ اَسوَد** کو بوسہ دینے یا ہاتھ سے چُھو کر چُومنے یا ہاتھوں کا اِشارہ کر کے انہیں چُوم لینے کو "**اِستِلام**" کہتے ہیں۔ (اب لَبَّیْك کہنا موقوف فرمادیجئے) اب **کعبہ شریف** کی طرف ہی چہرہ کئے ہوئے سیدھے ہاتھ کی طرف تھوڑا سا سَرَکئے جب **حجرِ اَسوَد** آپ کے چہرے کے سامنے نہ رہے (اور یہ اَدنٰی سی حَرَکت میں ہو جائے گا) تو فوراً اِس طرح سیدھے ہو جایئے کہ **خانہ کعبہ** آپ کے اُلٹے ہاتھ کی طرف رہے، پھر چلنا شروع کیجئے مگر اِس طرح چلئے کہ کسی کو آپ کا دَھکّا نہ لگے۔

☆۔۔۔ مَرد اِبتدائی تین پھیروں میں رَمل کرتے چلیں یعنی جلد جلد نزدیک قدم رکھتے، شانے ہِلاتے۔ بعض لوگ کودتے اور دوڑتے ہوئے جاتے ہیں، یہ سُنَّت نہیں ہے۔ جہاں جہاں بھیڑ زِیادہ ہو اور رَمل میں اپنے آپ کو یا دوسرے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اُتنی دیر تک رَمل ترک کر دیجئے مگر رَمل کی خاطر رُکئے نہیں، طواف میں مَشغُول رہیے۔ پھر جُوں ہی موقع ملے، اُتنی دیر تک کے لئے رَمل کے ساتھ طواف کیجئے۔

☆۔۔۔ طواف میں جس قَدَر خانہ کَعبہ سے قریب رہیں یہ بہتر ہے مگر اِتنے زِیادہ قریب بھی نہ ہو جایئے کہ آپ کا کپڑا یا جِسم دیوارِ کَعبہ سے لگے اور اگر نزدیکی میں ہُجُوم کے سبب رَمل نہ ہو سکے تو اب دُوری افضل ہے۔

(بہارِ شریعت ج ا حصّہ ٦ ص ١٠٩٦،١٠٩٧)

☆۔۔۔ پہلے چکّر میں چلتے چلتے دُرُود شریف یا دعائیں پڑھتے رہیے۔

☆۔۔۔ رُکنِ یَمانی پہنچنے تک دُرُود یا دُعائیں ختم کر دیجئے اب اگر بِھیڑ کی وجہ سے اپنی یا دوسروں کی اِیذا کا اَندیشہ نہ ہو تو رُکنِ یَمانی کو دونوں ہاتھوں سے یا سیدھے ہاتھ سے تبَرُّکًا چُھوئیں، صِرف اُلٹے ہاتھ سے نہ چُھوئیں۔ موقع مُیَسَّر آئے تو رُکنِ یَمانی کو بوسہ بھی دے لینا چاہیے مگر یہ اِحتیاط ضَروری ہے کہ قدم اور سینہ کعبہ مُشَرَّفہ کی طرف نہ ہوں ، اگر چُومنے یا چُھونے کا موقع نہ ملے تو یہاں ہاتھوں کو چُومنا سُنَّت نہیں ہے۔

☆۔۔۔ اب کعبہ مُشَرَّفہ کے تین کونوں کا طواف پورا کرکے آپ چوتھے کونے "رُکنِ اَسوَد" کی طرف بڑھ رہے ہیں، "رُکنِ یَمانی" اور رُکنِ اَسوَد کی دَرمیانی دیوار کو "مُستَجاب" کہتے ہیں، یہاں دُعا پر اٰمین کہنے کے لئے ستّر ہزار فرشتے مقرّر ہیں۔ آپ جو چاہیں اپنی زَبان میں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دُعا مانگئے یا سب کی نیَّت شامل کر کے ایک مرتبہ دُرُود شریف پڑھ لیجئے، نیز یہ قرآنی دُعا بھی پڑھ لیجئے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پ٢،البقرۃ:٢٠١)

☆۔۔۔ اے لیجئے! آپ حجرِ اَسوَد کے قریب آ پہنچے یہاں آپ کا ایک چکّر پورا ہوا۔ لوگ یہاں ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی دُور ہی دُور سے ہاتھ لہراتے ہوئے گزر رہے ہوتے ہیں ایسا کرنا ہرگز سُنَّت نہیں، آپ حسبِ سابِق اِحتیاط کے ساتھ رُوبہ قِبلہ حجرِ اَسوَد کی طرف مُنہ کر لیجئے۔ اب نیَّت کرنے کی ضَرورت نہیں کہ وہ تو اِبتداءً ہو چکی، اب دوسرا چکّر شُروع کرنے کے لئے پہلے ہی کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا: بِسۡمِ اللّٰهِ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ اللّٰهُ اَکۡبَرُ وَ الصَّلٰوۃُ وَ

السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ ط پڑھ کر **اِستِلام** کیجئے۔ یعنی موقع ہو تو **حجرِ اَسوَد** کو بوسہ دیجئے ورنہ اُسی طرح ہاتھ سے اِشارہ کر کے اُسے چُوم لیجئے پہلے ہی کی طرح **کعبہ شریف** کی طرف مُنہ کر کے تھوڑا سا سَرَکئے۔ جب **حجرِ اَسوَد** سامنے نہ رہے تو فوراً اُسی طرح **کعبۂ مُشَرَّفہ** کو اُلٹے ہاتھ کی طرف لئے **طواف** میں مَشغُول ہو جایئے اور **دُرُود شریف** یا دعائیں پڑھتے ہوئے **دوسرا چکّر** شُروع کیجئے۔

☆ ۔۔۔ **رُکنِ یَمانی** پر پہنچنے سے پہلے پہلے دُعائیں یا دُرُود پاک ختم کر دیجئے۔ اب موقع ملے تو پہلے کی طرح بوسہ لے کر یا پھر اُسی طرح چُھو کر دُرُود شریف پڑھ کر حجرِ اَسوَد کی طرف بڑھتے ہوئے حسبِ سابِق دُعائے قرآنی پڑھئے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پ۲، البقرۃ:۲۰۱)

☆ ۔۔۔ **اے لیجئے!** آپ پھر **حجرِ اَسوَد** کے قریب آ پہنچے۔ اب آپ کا **دوسرا چکّر** بھی پورا ہو گیا۔ پھر حسبِ سابِق دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا: بِسْمِ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ ط پڑھ کر **حجرِ اَسوَد کا اِستِلام** کیجئے اور پہلے ہی کی طرح **تیسرا چکّر** شُروع کیجئے اور دُرُود شریف یا دعائیں پڑھتے رہئے۔ اِسی انداز میں **ساتوں چکر** پورے کیجئے۔

☆ ۔۔۔ ساتویں چکر کے بعد **حجرِ اَسوَد** پر پہنچ کر آپ کے سات پھیرے **مکمل** ہو گئے مگر پھر آٹھویں بار حسبِ سابِق دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا: بِسْمِ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہ ط پڑھ کر **اِستِلام** کیجئے اور یہ ہمیشہ یاد رکھئے کہ جب بھی طواف کریں اُس میں پھیرے سات ہوتے ہیں اور **اِستِلام** آٹھ۔

☆ ۔۔۔ اب آپ اپنا سیدھا کندھا ڈھانپ لیجئے اور مَقامِ اِبراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر آ کر یہ آیتِ مقدّسہ پڑھئے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی (پ۱، البقرۃ:۱۲۵)

## بعدِ طواف نمازِ طواف پڑھنا

☆ ۔۔۔ اب مقامِ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے قریب جگہ ملے تو بہتر ورنہ **مسجدِ حرام** میں جہاں بھی جگہ ملے اگر وَقتِ مکروہ نہ ہو تو دو رَکعَت **نمازِ طواف** ادا کیجئے، پہلی رَکعَت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللہُ اَحَدٌ شریف پڑھئے، یہ نماز واجب ہے اور کوئی مجبوری نہ ہو تو طواف کے بعد فوراً پڑھنا سُنَّت ہے۔ اکثر لوگ کندھا کُھلا رکھ کر نماز پڑھتے ہیں یہ **مکروہِ تحریمی** ہے، ایسی نماز کا دوبارہ لوٹانا واجِب ہے۔ **اِضطِباع** یعنی کندھا کُھلا رکھنا صِرف اُس

**طواف** کے ساتوں پھیروں میں ہے جس کے بعد **سَعی** ہوتی ہے۔ اگر وقتِ مکروہ داخِل ہو گیا ہو تو بعد میں پڑھ لیجئے اور یاد رکھئے اس نَماز کا پڑھنا لازِمی ہے۔ نَماز پڑھ کر مسنون دعائیں پڑھ لیجئے۔

## نمازِ طواف کے بعد

☆۔۔۔ **نَماز و دُعا** سے فارِغ ہو کر **مُلتَزَم** سے لِپَٹ جائیے۔ **دروازۂ کعبہ** اور **حجرِ اَسوَد** کے دَرمیانی حصّہ کو **مُلتَزَم** کہتے ہیں، اِس میں **دروازۂ کعبہ** شامل نہیں۔ **مُلتَزَم** سے کبھی سینہ لگایئے تو کبھی پیٹ، اِس پر کبھی دایاں رُخسار (یعنی گال) تو کبھی بایاں رُخسار رکھئے اور دونوں ہاتھ سَر سے اُونچے کر کے **دیوارِ مقدّس** پر پھیلایئے یا سیدھا ہاتھ **دروازۂ کعبہ** کی طرف اور اُلٹا ہاتھ حجرِ اَسوَد کی طرف پھیلایئے۔ خوب آنسو بہایئے اور نہایت ہی عاجِزی کے ساتھ گڑ گڑا کر اپنے پاک پَروَردگار عَزَّوَجَلَّ سے اپنے لئے اور تمام اُمّت کے لئے اپنی زَبان میں دُعا مانگئے کہ مَقامِ قَبول ہے اور دُرُود شریف یا مسنون دعائیں بھی پڑھئے:

☆۔۔۔ مُلتَزَم کے پاس نَمازِ طواف کے بعد آنا اُس طواف میں ہے جس کے بعد سَعی ہے اور جس کے بعد سَعی نہ ہو مَثَلًا طوافِ نَفل یا طوافُ الزِّیارَۃ (جب کہ حج کی سَعی سے پہلے فارِغ ہو چکے ہوں) اُس میں نَماز سے پہلے مُلتَزَم سے لپٹیے۔ پھر مَقامِ اِبراہیم کے پاس جا کر دو رَکعت نَماز ادا کیجئے۔ (المسلک المتقسط ص ۱۳۸)

## ملتزم سے لپٹنے کے بعد

☆۔۔۔ ملتزم سے لپٹنے کے بعد آبِ زَم زَم پر آ کر اور قِبلہ رُو کھڑے کھڑے بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر تین سانس میں خوب پیٹ بھر کر پئیں، پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کہیں، ہر بار کَعبۂ مُشَرَّفہ کی طرف نِگاہ اُٹھا کر دیکھ لیں، کچھ پانی جِسم پر بھی ڈالیں، مُنہ سَر اور جِسم پر اُس سے مَسح بھی کریں مگر یہ اِحتیاط رکھیں کہ کوئی قطرہ زمین پر نہ گرے۔

☆۔۔۔ سَرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ ذِیشان ہے: "زَم زَم جس مقصَد کے لئے پِیا جائے گا وہ مقصَد حاصِل ہو جائے گا۔" (سُنَنِ اِبنِ ماجہ ج ۳ ص ۴۹۰ حدیث ۳۰۶۲)

یہ زَم زَم اُس لئے ہے جس لئے اِس کو پیے کوئی
اِسی زَم زَم میں جنّت ہے ، اِسی زَم زَم میں کوثَر ہے

## صفا اور مروہ کی سعی کرنے کا طریقہ

☆۔۔۔ اب اگر کوئی مجبوری یا تھکن وغیرہ نہ ہو تو ابھی ورنہ آرام کر کے **صَفا و مَروہ** میں **سَعی** کرنے کے لئے تیّار ہو جایئے۔ یاد رہے کہ **سَعی** میں **اِضطِباع** یعنی کندھا کھلا رکھنا سُنّت نہیں ہے۔ اب **سَعی** کے لئے **حجرِ اَسوَد** کا پہلے ہی کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر یہ دُعا: بِسۡمِ اللہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَاللہُ اَکۡبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللہِ ط پڑھ کر **اِستِلام** کیجئے۔

☆۔۔۔ اب **بابُ الصَّفا** پر آیئے! **"کوہِ صَفا"** چونکہ **"مسجد حرام"** سے باہر واقع ہے اور ہمیشہ مسجِد سے باہر نکلتے وَقت اُلٹا پاؤں نکالنا **سُنّت** ہے، لہٰذا یہاں بھی پہلے اُلٹا پاؤں نکالئے اور حسبِ معمول مسجِد سے باہر آنے کی دُعا پڑھئے۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَسۡـَٔلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ وَرَحۡمَتِكَ

☆۔۔۔ اب **دُرُود و سلام** پڑھتے ہوئے **صَفا** پر اِتنا چڑھئے کہ **کعبہ مُعَظَّمہ** نظر آجائے اور یہ بات یہاں معمولی سا چڑھتے ہی حاصل ہو جاتی ہے، یعنی اگر دیواریں وغیرہ درمیان میں نہ ہوتیں تو کعبۂ معظّمہ یہاں سے نظر آتا۔ اس سے زیادہ چڑھنے کی حاجت نہیں۔ اب مسنون دعائیں یا دُرُودِ پاک پڑھئے۔

☆۔۔۔ **ناواقفیّت** کے سبب کافی لوگ **کعبہ شریف** کی طرف ہتھیلیاں کرتے ہیں، بعض ہاتھ لہرا رہے ہوتے ہیں تو بعض تین بار کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں، یہ سب غلط طریقے ہیں۔ حسبِ معمول دُعا کی طرح ہاتھ کندھوں تک اُٹھا کر **کعبہ مُعَظَّمہ** کی طرف مُنہ کئے اتنی دیر تک دُعا مانگنی چاہئے جتنی دیر میں **سورۃُ البَقَرَہ** کی **پچیس** آیتوں کی تِلاوت کی جائے، خوب گڑگڑا کر اور رو رو کر دُعا مانگئے کہ یہ **قَبولیّت کا مَقام** ہے۔ اپنے لئے اور تمام جنّ و اِنس مسلمین کی خیر و بھلائی کے لئے دُعا مانگئے۔

☆۔۔۔ **دُعا** ختم ہونے کے بعد ہاتھ چھوڑ دیجئے اور دُرُود شریف پڑھ کر **سَعی** کی نیّت اپنے دِل میں کر لیجئے مگر زَبان سے بھی کہہ لینا بہتر ہے۔ معنیٰ ذِہن میں رکھتے ہوئے اِس طرح نیَّت کیجئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ السَّعۡیَ بَیۡنَ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃِ سَبۡعَۃَ اَشۡوَاطٍ لِّوَجۡھِكَ الۡکَرِیۡمِ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ۔

ترجمہ: اے **اللہ عَزَّوَجَلَّ**! میں تیری رضا اور خوشنودی کی خاطر **صفا اور مروہ** کے درمیان **سعی کے سات چکر** کرنے کا

ارادہ کر رہا ہوں تو اسے میرے لئے آسان فرمادے اور میری طرف سے اسے قبول فرما۔(بہارِ شریعت ج ۱ حصہ ۶ ص ۱۱۰۸)

اَللّٰھُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ بِسُنَّۃِ نَبِیِّكَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو مجھے اپنے پیارے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت کا تابع بنادے اور مجھے ان کے دین پر موت نصیب فرما اور مجھے پناہ دے فتنوں کی گمراہیوں سے اپنی رحمت کے ساتھ، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

☆۔۔۔ **صَفا** سے اب ذِکر و دُرُود میں مشغول دَرمیانہ چال چلتے ہوئے **جانِبِ مروہ** چلئے۔ جُوں ہی **پہلا سَبز میل** آئے مرد دوڑنا شُروع کر دیں (مگر مُہذَّب طریقہ پر نہ کہ بے تحاشہ) ہاں! اگر بِھیڑ زِیادہ ہو تو تھوڑا رُک جائیے جب کہ بِھیڑ کم ہونے کی اُمید ہو۔

☆۔۔۔ دوڑنے میں یہ یاد رکھئے کہ خود کو یا کسی دوسرے کو اِیذا نہ پہنچے کہ یہاں دوڑنا سُنَّت ہے جب کہ کسی مسلمان کو ایذا دینا حرام، اِسلامی بہنیں نہ دوڑیں۔ اب اِسلامی بھائی دوڑتے ہوئے اور اِسلامی بہنیں چلتے ہوئے مسنون دعائیں یا دُرُود پاک پڑھیں۔

☆۔۔۔ جب دوسرا سبز میل آئے تو آہستہ ہو جائیے اور جانِبِ مروہ بڑھے چلئے۔ اے لیجئے! مروہ شریف آگیا، عوامُ النّاس دُور اُوپر تک چڑھے ہوئے ہوتے ہیں، آپ اُن کی نَقل نہ کیجئے، فقط آپ معمولی اُونچائی پر چڑھئے بلکہ اُس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے بھی مروہ پر چڑھنا ہو گیا، یہاں اگرچِہ دیواریں وغیرہ بن جانے کے سبب کعبہ شریف نظر نہیں آتا مگر کعبۂ مُشَرَّفہ کی طرف مُنہ کر کے صفا کی طرح اُتنی ہی دیر تک دُعا مانگئے۔ اب نیّت کرنے کی ضَرورت نہیں کہ وہ تو پہلے ہو چکی یہ ایک پھیرا ہوا۔

☆۔۔۔ اب حسبِ سابِق دُعا پڑھتے ہوئے مروہ سے جانِبِ صَفا چلئے اور حسبِ معمول مِیلَین اَخضَرَین کے دَرمِیان مرد دوڑتے ہوئے اور اِسلامی بہنیں چلتے ہوئے وُہی دُعا پڑھیں، اب صَفا پر پہنچ کر دو پھیرے پورے ہوئے۔ اِسی طرح صَفا اور مروہ کے دَرمِیان چلتے، دوڑتے ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو گا، آپ کی سعی مکمل ہوئی۔

## سعی کے بعد نماز

☆۔۔۔اب ہو سکے تو مسجدِ حرام میں دو رَکعت نَماز نَفل (اگر مکروہ وَقت نہ ہو) ادا کرلیجئے کہ مُستَحب ہے ، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سَعی کے بعد مطاف کے کنارے حَجَرِ اَسوَد کی سیدھ میں دو نَفل ادا فرمائے ہیں۔(مسند امام احمد بن حنبل ج۱۰ص ۳۵۴ حدیث ۲۷۳۱۳)

## سعی کی نماز کے بعد حلق یا تقصیر کرنا

☆۔۔۔اب مرد **حَلق** کریں یعنی سر منڈوا دیں یا **تَقصِیر** کریں یعنی بال کتروائیں۔

☆۔۔۔**تَقصِیر** یعنی کم از کم چوتھائی سَر کے بال اُنگلی کے پَورے برابر کٹوانا۔ اِس میں یہ اِحتِیاط رکھیں کہ ایک پورے سے زِیادہ کٹوائیں تاکہ سر کے بیچ میں جو چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں وہ بھی ایک پَورے کے برابر کٹ جائیں۔ بعض لوگ **قینچی** سے چند بال کاٹ لیا کرتے ہیں ، **حَنَفِیّوں** کے لئے یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور اِس طرح **اِحرام** کی پابندیاں بھی ختم نہ ہوں گی۔

☆۔۔۔**اِسلامی بہنوں** کو سَر منڈانا حرام ہے وہ صِرف تَقصِیر کروائیں۔ اِس کا **آسان طریقہ** یہ ہے کہ اپنی چُٹیا کے سرے کو اُنگلی کے ایک پَورے سے کچھ زِیادہ کاٹ لیں، لیکن یہ اِحتِیاط لازِمی ہے کہ کم از کم **چوتھائی سَر** کے بال ایک پَورے کے برابر کٹ جائیں۔ **مبارک ہو کہ آپ عمرہ سے فارِغ ہوگئے۔**

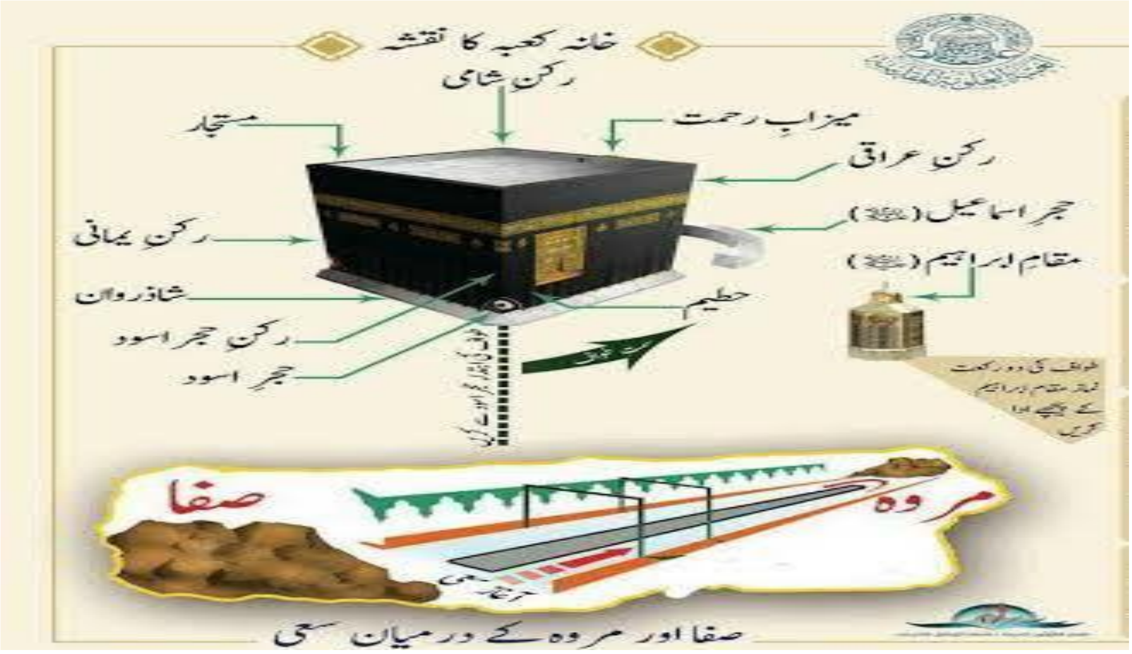

# زیارۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھو کیونکہ تمہارا دُرُود پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۸۴ حدیث ۲۴۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں راہ میں خطرہ ہے، وہاں بیماری ہے، یہ ہے، وہ ہے۔ خبر دار! کسی کی نہ سُنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے، اس سے کیا بہتر کہ اُن کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو اُن کا دامن تھام لیتا ہے، اُسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں۔

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

حاضری میں خالص زیارتِ اقدس کی نیت کرے، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں: اِس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔("فتح القدیر"، کتاب الحج، مسائل منثورۃ، ج ۳، ص ۹۴)

**سوال**: سفر حج میں پہلے مکہ مُکرمہ جائے یا پہلے مدینہ مُنورہ؟

**جواب**: حج اگر فرض ہے تو حج کرکے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں! اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی و قساوت قلبی ہے اور اس حاضری کو قبولِ حج و سعادت دینی و دنیوی کے لئے ذریعہ و وسیلہ قرار دے اور حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نورانیت کے لئے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیت خیر

درکار ہے کہ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِیءٍ مَّانَوٰی ۔ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لئے وہ ہے، جو اُس نے نیت کی۔

**سوال:** نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کرنے کی کوئی فضیلت بھی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! احادیث میں بہت ساری فضیلت آئی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** دار قطنی و بیہقی وغیرہما عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میری قبر کی زیارت کرے، اس کے لئے میری شفاعت واجب۔"

("سنن الدار قطني"، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۶۶۹، ج۲، ص۳۵۱)

**(۲)۔۔۔** طبرانی کبیر میں اُنہیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع بنوں۔"

("المعجم الکبیر" للطبراني، باب العین، الحدیث: ۱۳۱۴۹، ج۱۲، ص۲۲۵)

**(۳)۔۔۔** دار قطنی و طبرانی اُنہیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے حج کیا اور بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔"

("سنن الدار قطني"، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۶۶۷، ج۲، ص۳۵۱)

**(۴)۔۔۔** بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا، قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھے گا۔" ("شعب الإیمان"، باب في المناسک، فضل الحج والعمرۃ، الحدیث: ۴۱۵۱، ج۳، ص۴۸۸)

**(۵)۔۔۔** بیہقی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سُنا: "جو شخص میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن میں اُس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔"

("السنن الکبری" للبیهقي، کتاب الحج، باب زیارۃ قبر النبي صلی الله علیه وسلم، الحدیث: ۱۰۲۷۳، ج۵، ص۴۰۳)

**(۶)۔۔۔** ابن عدی کامل میں اُنہیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اُس نے مجھ پر جفا کی۔" ("الکامل في ضعفاء الرجال"، الحدیث: ۱۹۵۶، ج۸، ص۲۴۸، عن ابن عمر رضی الله عنهما)

**سوال**: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزارِ پاک کی حاضری کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزارِ پاک کی حاضری کا طریقہ درج ذیل ہے:

مدینے کا سفر ہے اور میں نَمدیدہ نَمدیدہ
جَبیں اَفسُردہ اَفسُردہ قدم لَغزِیدہ لَغزِیدہ

## بابُ الْبَقیع پر حاضر ہوں

☆۔۔۔ سراپا ادب و ہوش بنے، آنسو بہاتے یا رونا نہ آئے تو کم از کم رونے جیسی صورت بنائے بابُ الْبَقیع پر حاضر ہوں اور "**اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ**" عرض کر کے ذرا ٹھہر جائیے۔ گویا سرکارِ ذی وقار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے شاہی دربار میں حاضری کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ اب "**بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم**" پڑھ کر اپنا سیدھا قدم مسجد شریف میں رکھئے اور ہمہ تَن ادب ہو کر داخلِ مسجدِ نبوی علی صاحِبِہا الصلوٰۃ والسَّلام ہوں۔ اِس وقت جو تعظیم وادب فرض ہے وہ ہر مؤمن کا دل جانتا ہے۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، زبان، دل سب خیالِ غیر سے پاک کیجئے اور روتے ہوئے آگے بڑھئے۔ نہ اِدھر اُدھر نظریں گھمایئے، نہ ہی مسجد کے نقش و نِگار دیکھئے، بس ایک ہی تڑپ ایک ہی لگن ایک ہی خیال ہو کہ بھاگا ہوا مُجرِم اپنے آقا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش ہونے کے لیے چلا ہے۔

چلا ہوں ایک مُجرِم کی طرح میں جانبِ آقا
نظر شرمندہ شرمندہ، بدن لرزیدہ لرزیدہ

☆۔۔۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو اور غَلَبۂ شوق مُہلَت دے تو دو دو رکعت تحیّۃُ المسجد و شکرانۂ بارگاہِ اقدس ادا کیجئے۔

☆۔۔۔ اب ادب و شوق میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے، آنسو بہاتے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے، سرکارِ نامدار صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے فضل و کرم کی اُمّید رکھتے آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے قَدَمَینِ شَرِیْفَیْن کی طرف سے سنہری جالیوں کے رُوبرُو مُواجَھَہ شریف میں حاضِر ہوں۔

## اصل مُواجَھَہ شریف کس طرف ہے؟

☆---اب سراپا ادب بنے زیرِ قندیل اُن چاندی کی کیلوں کے سامنے جو سُنہری جالیوں کے دروازۂ مبارَک میں اوپر کی طرف جانبِ مشرِق لگی ہوئی ہیں قبلے کو پیٹھ کئے کم از کم چار ہاتھ (یعنی تقریباً دو گز) دُور نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر محبوب ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چہرۂ انور کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوں کہ ''فتاوی عالمگیری'' وغیرہ میں یہی ادب لکھا ہے کہ یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی ''سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار میں اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔'' یاد رکھئے! سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے مزارِ پُرانوار میں عین حیاتِ ظاہری کی طرح زندہ ہیں اور آپ کو بھی دیکھ رہے ہیں بلکہ آپ کے دل میں جو خیالات آرہے ہیں اُن پر بھی مُطَّلع یعنی آگاہ ہیں۔ خبردار! جالی مبارک کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچئے کہ یہ خِلافِ ادب ہے کہ ہمارے ہاتھ اِس قابل ہی نہیں کہ جالی مبارک کو چھُو سکیں۔ لہٰذا چار ہاتھ (یعنی تقریباً دو گز) دور ہی رہئے۔ کیا یہ کم شَرَف ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ کو اپنے مُواجَھَۂ اقدس کے قریب بلایا اور یقیناً رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نگاہِ کرم اب خُصوصیت کے ساتھ آپ کی طرف ہے۔

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے کہ رُخ تیرا ادھر ہے

## سرکار صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کا طریقہ

☆---اب ادب وشوق کے ساتھ درد بھری مُعْتَدِل (یعنی درمیانی) آواز میں ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کیجئے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ۔

## صِدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں سلام

☆---پھر مشرِق کی جانب (یعنی اپنے سیدھے ہاتھ کی طرف) آدھے گز کے قریب ہٹ کر (قریبی چھوٹے سوراخ کی طرف) حضرت سیِّدُنا صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرۂ انور کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر یوں

سلام عرض کیجئے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

## فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں سلام

☆---پھر اتنا ہی جانبِ مشرق مزید سَرَک کر حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے رُوبرو عرض کیجئے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ

## دوبارہ ایک ساتھ شیخین کی خدمت میں سلام

☆---**پھر** بالِشت بھَر جانبِ مغرِب یعنی اپنے اُلٹے ہاتھ کی طرف سَرَک جایئے اور دونوں چھوٹے سُوراخوں کے درمیان کھڑے ہو کر ایک ساتھ صِدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں اس طرح سلام عرض کیجئے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ ط اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

☆---یہ تمام حاضِریاں قبولیتِ دعا کے مقامات ہیں۔

## دعا کے لئے جالی مبارک کو پیٹھ نہ کیجئے

☆---**جب** جب سنہری جالیوں کے پاس حاضِری نصیب ہو اِدھر اُدھر ہرگز نہ دیکھئے اور خاص کر جالی شریف کے اندر دیکھنا تو بُہت ہی جُراءت ہے، قبلے کی طرف پیٹھ کئے کم از کم چار ہاتھ جالی مبارک سے دُور کھڑے رہیے اور مُواجَهه شریف کی طرف رخ کر کے سلام عرض کیجئے۔ دُعا سنہری جالیوں کی طرف رُخ کر کے ہی مانگئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کعبے کو منہ کر لیں اور کعبے کے کعبے کو پیٹھ ہو جائے۔

☆---**مَدَنی اِلتِجا:** دَورانِ طواف بلکہ مسجدَینِ کریمین میں اپنے موبائل فون بند رکھئے۔ فون کی

میوزیکل ٹیون مسجد کے باہر بھی ناجائز و گناہ ہے اس سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لیجئے۔

مدینے پہنچے تو ساتھ آیا غم جدائی کا
ہم اشکبار ہی پہنچے تھے اشکبار چلے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان فرض علوم

سوالاً جواباً

# کِتَابُ النِّکَاح

☆... نکاح کا بیان

☆... محرمات کا بیان

☆... مصاہرت کا بیان

☆... رضاعت کا بیان

☆... حقوقِ زوجین کا بیان

☆... نفقہ کا بیان

☆... شادی کی رسموں کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# نکاح کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شب جمعہ اور روزِ جمعہ (یعنی جمعرات کے غروبِ آفتاب سے لے کر جمعہ کا سورج ڈوبنے تک) مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کر لیا کرو، جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ بنوں گا۔

(شُعَبُ الْاِیمان ج۳ص۱۱۱حدیث ۳۰۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: نکاح کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: نکاح اُس عقد (یعنی سودے) کو کہتے ہیں جو اِس لئے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴)

**سوال**: نکاح کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

**جواب**: بنیادی طور پر نکاح کے پانچ حکم ہیں جو کہ پیشِ خدمت ہیں:

**(۱)۔۔۔فرض**: یہ **یقین ہو کہ** نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔

("الدر المختار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۷۲)

**(۲)۔۔۔واجب**: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ **اندیشۂ زنا ہے** اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔ یو ہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا (یعنی مشت زنی کرنی پڑے گی) تو نکاح واجب ہے۔ ("الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۷۲)

**(۳)۔۔۔سنّتِ موکدہ**: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (یعنی نہ ہی نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ (یعنی کپڑے، کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات) پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت (یعنی شہوت کو پورا کرنا) منظور ہو تو ثواب نہیں۔

("الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیرًا ما یتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج۴، ص۷۳)

**(۴)۔۔۔مکروہ: اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا** نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۷۴)

**(۵)۔۔۔حرام: اگر یقین ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ** کر سکے گا تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۷۴)

**سوال:** نکاح کے کتنے اور کون کون سے ارکان ہیں؟

**جواب:** نکاح کے دو رکن ہیں: (۱)۔۔۔ایجاب۔ (۲)۔۔۔قبول۔

یعنی مرد وعورت میں سے ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضروری نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے۔
("الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب النکاح، مطلب: کثیراً ما یتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، ج۴، ص۷۸)

**سوال:** ایجاب وقبول میں کس زمانے کا لفظ ہونا چاہیے؟

**جواب:** ایجاب وقبول میں ماضی کا لفظ (یعنی ایسا لفظ جس میں زمانۂ ماضی کا معنی پایا جائے) ہونا ضروری ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی مُوَکِّلہ (وکیل بنانے والی) کا تجھ سے نکاح کیا یا اِن کو تیرے نکاح میں دیا، وہ کہے میں نے اپنے لئے یا اپنے بیٹے یا مؤکل (وکیل بنانے والے) کے لئے قبول کیا۔ یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو (یعنی ایسا لفظ جس میں حکم کا معنی پایا جائے) دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً یوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا، اُس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا، نکاح ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو (یعنی ایسا لفظ جس میں زمانۂ حال کا معنی پایا جائے) دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً کہے تُو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہو گیا یا یوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اُس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا، اِن دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا تُو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا اُس نے کہا کر دیا یا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہو گا اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۷۸)

**سوال:** کیا کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ ایک ہی جملے سے نکاح ہو جائے؟

**جواب:** بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی لفظ سے نکاح ہو جائے گا، مثلاً چچا کی نابالغہ لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور ولی (یعنی سرپرست) یہی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کیا یا لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہیں اور ایک ہی شخص دونوں کا ولی ہے یا مرد و عورت دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا۔ اُس ولی یا وکیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح کر دیا ہو گیا۔ اِن سب صورتوں میں قبول کی کچھ حاجت نہیں۔ ("الجوہرة النیرة"، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص۱)

**سوال:** نکاح کے کتنے اور کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب:** نکاح کے لئے چند شرطیں ہیں:

**(۱)---** عاقل ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچے نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱)

**(۲)---** بالغ ہونا۔ نابالغ اگر سمجھ دار ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱)

**(۳)---** گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱)

**(۴)---** ایجاب و قبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۷)

**(۵)---** قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اس نے کہا ہزار روپے مہر پر تیرے نکاح میں دیا، اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار روپے پر نکاح ہو گیا۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب النکاح، الباب الأول فی تفسیرہ شرعاً وصفتہ... إلخ، ج۱، ص۲۶۹)

**(۶)---** لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے۔ ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۹)

**سوال:** نکاح کے گواہ کیسے ہوں؟

**جواب:** گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، گونگے گواہ نہیں ہو سکتے کہ جو گونگا ہوتا ہے بہرا بھی ہوتا ہے، ہاں! اگر گونگا ہو اور بہرا نہ ہو تو ہو سکتا ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب النکاح، الباب الأول فی تفسیرہ شرعاً وصفتہ...إلخ، ج۱، ص۲۶۸) (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۔۱۲۔۱۳)

**سوال:** کیا فاسق نکاح کا گواہ بن سکتا ہے؟

**جواب:** نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہو گا۔

(''الدرالمختار''و''ردالمحتار''، کتاب النکاح، مطلب: الخصاف کبیر فی العلم...إلخ، ج۴، ص۱۰۰)

**سوال:** لڑکی سے وکالت لینے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** تمام ہندوستان میں عام طور پر رواج پڑا ہوا ہے کہ عورت سے ایک شخص اِذْن (یعنی اجازت) لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں، وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کام کے لئے دوسرے کو وکیل بنا دے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا، اجازت پر موقوف ہے، اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ عورت یا اُس کے ولی کا وکیل بنے خواہ یہ خود اُس کے پاس جا کر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لئے اِذْن لائے کہ فلاں بن فلاں کو تُو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دے۔ عورت کہے ہاں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۵)

# مہر کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبو دار مردار سے اُٹھے۔(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

**سوال:** مہر کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** شریعت میں مہر اس مال کو کہتے ہیں جو شوہر پر عقدِ نکاح کی وجہ سے بیوی کے جسم کے خاص عضو سے فائدہ اٹھانے کے بدلے واجب ہوتا ہے۔(عنایہ، ج۲، ص۴۳۳)

**سوال:** مہر کی کم سے کم کتنی مقدار ہے؟

**جواب:** مہر کم سے کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے اس سے کم نہیں ہوسکتا، جس کی مقدار آج کل کے گرام کے حساب سے ۳۰ گرام اور 618 ملی گرام چاندی یا اُس کی قیمت ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۶۴)

**سوال:** کیا ہندوستانی ۷۸۶ روپے کا مہر باندھ سکتے ہیں؟

**جواب:** نہیں باندھ سکتے ہیں، کیونکہ مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم یعنی ۳۰ گرام اور ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہے، جس کی قیمت ۲۱ دسمبر ۲۰۲۲ء کو تقریباً ۲۳۰۰ روپے بنتی ہے۔ اب اگر کسی نے ۷۸۶ روپے مہر مقرر کیا تو یہ دس درہم سے کم ہوا لہٰذا دس درہم ہی واجب ہو گا۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۶۶)

**سوال:** اگر نکاح میں مہر نہ بیان کیا گیا یا دس درہم سے کم رکھا گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوتِ صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۶۶)

اور اگر نکاح میں دس درہم سے کم مہر باندھا گیا، تو دس درہم واجب اور زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا وہی واجب ہے۔(''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب النکاح، باب المہر، ج۴، ص۲۲۲)

**سوال:** خلوتِ صحیحہ کیا ہے؟

**جواب**: خلوتِ صحیحہ یہ ہے کہ زوج و زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو(یعنی جماع کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو)۔ یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۶۸)

**سوال**: خلوتِ صحیحہ کے مانع کتنے اور کون کون سے ہیں:

**جواب**: خلوتِ صحیحہ کے مانع تین ہیں: (۱)۔۔۔ حسّی۔ (۲)۔۔۔ شرعی۔ (۳)۔۔۔ طبعی۔

(۱)۔۔۔ مانع حسّی: جیسے مرض کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ وطی سے ضرر (یعنی تکلیف) کا اندیشہ صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوتِ صحیحہ ہو جائے گی۔

(۲)۔۔۔ مانع طبعی: جیسے وہاں کسی تیسرے کا ہونا، اگرچہ وہ سوتا ہو یا نابینا ہو، یا اس کی دوسری بی بی ہو یا دونوں میں کسی کی باندی ہو، ہاں! اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی کے سامنے بیان نہ کرسکے گا تو اس کا ہونا مانع نہیں یعنی خلوتِ صحیحہ ہو جائے گی۔ مجنون و معتوہ بچے کے حکم میں ہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی اور اگر وہ شخص بے ہوشی میں ہے تو خلوت ہو جائے گی۔ اگر وہاں عورت کا کُتّا ہے تو خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی اور اگر مرد کا ہے اور کٹکھنا (یعنی کاٹنے والا) ہے جب بھی نہ ہوگی ورنہ ہو جائے گی۔

(۳)۔۔۔ مانع شرعی: مثلاً عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں کوئی مُحرِم ہو (یعنی حالت احرام میں ہو)، احرام فرض کا ہو یا نفل کا، حج کا ہو یا عمرہ کا، یا ان میں کسی کا رمضان کا روزہ ادا ہو یا نمازِ فرض میں ہو، ان سب صورتوں میں خلوتِ صحیحہ نہ ہوگی اور اگر نفل یا نذر یا کفارہ یا قضا کا روزہ ہو یا نفلی نماز ہو تو یہ چیزیں خلوتِ صحیحہ سے مانع نہیں اور اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوئے مگر کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسّی پایا جاتا ہے تو خلوتِ فاسدہ ہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب النکاح، الباب السابع فی المھر، الفصل الثانی، ج۱، ص۳۰۵، ۳۰۴)

**سوال**: مہرِ مثل کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو، وہ اس کے لئے مہرِ مثل ہے، مثلاً اس کی بہن، پھوپی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۷۱)

**سوال**: مہرِ مثل میں کن امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے؟

**جواب**: مہرِ مثل میں درج ذیل امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

**(۱)۔۔۔** دونوں عمر میں مشابہ ہوں۔ **(۲)۔۔۔** دونوں جمال میں مشابہ ہوں۔ **(۳)۔۔۔** دونوں مال داری میں مشابہ ہوں۔ **(۴)۔۔۔** دونوں ایک شہر میں ہوں۔ **(۵)۔۔۔** دونوں ایک زمانہ میں ہوں۔ **(۶)۔۔۔** دونوں عقل میں برابر ہوں۔ **(۷)۔۔۔** دونوں تمیز میں برابر ہوں۔ **(۸)۔۔۔** دونوں دیانت میں برابر ہوں۔ **(۹)۔۔۔** دونوں پارسائی میں برابر ہوں۔ **(۱۰)۔۔۔** دونوں علم میں برابر ہوں۔ **(۱۱)۔۔۔** دونوں ادب میں برابر ہوں۔ **(۱۲)۔۔۔** دونوں کنواری ہوں یا دونوں ثیبہ (یعنی جس سے ہم بستری کی جاچکی ہو) ہوں۔ **(۱۳)۔۔۔** دونوں اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں۔

مذکورہ چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے لہذا عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے، بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی، دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔ ("الدر المختار"، کتاب النکاح، باب المھر، ج۴، ص ۲۷۳۔۲۷۶)

**سوال:** مہر کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** مہر کی تین قسمیں ہیں:

**(۱)۔۔۔مُعَجَّل:** کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہو۔

**(۲)۔۔۔مُؤَجَّل:** جس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو۔

**(۳)۔۔۔مُطْلَق:** جس میں نہ وہ ہو، نہ یہ یعنی نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو، اور نہ ہی اس کے لئے کوئی مدت مقرر ہو۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (۱) کچھ حصہ معجل ہو اور کچھ مؤجل۔ (۲) یا کچھ حصہ معجل ہو اور کچھ مطلق۔ (۳) یا کچھ مؤجل ہو اور کچھ مطلق۔ (۴) یا کچھ حصہ مؤجل ہو اور کچھ معجل۔ (۵) یا کچھ مؤجل اور کچھ مطلق۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۷۵)

**سوال:** شرع پیغمبری کون سا مہر ہوتا ہے؟

**جواب:** عوام میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب کسی کے نکاح کا موقع آتا ہے اور نکاح پڑھانے والا پوچھتا ہے کہ "مہر کتنا رکھیں گے" تو کہہ دیتے ہیں کہ "شرع پیغمبری باندھ دو" اور جب مہر شرع پیغمبری کی مقدار پوچھو تو کہہ دیتے ہیں کہ "صاحب! ہمارے پرکھوں سے یہی چلا آرہا ہے، اس کی مقدار ہمیں نہیں معلوم" اس پر نکاح پڑھانے والا شرعی حکم بتائے تو باتیں بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی سوال اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت سے کیا گیا کہ "مہر شرع پیغمبری کی تعداد کیا ہے؟" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: "مہر شرعی کی کوئی تعداد مقرر نہیں، صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم سے کم نہ ہو اور زیادتی کی کوئی حد نہیں، جس قدر باندھا جائے لازم آئے گا۔"

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "مہر شرعی جو لوگ یہ سمجھ کر باندھتے ہیں کہ سب سے کم درجے کا مہر جو شریعت میں مقرر ہے تو اس صورت میں دس درہم دینا ہو گا، اور جو یہ سمجھ کر باندھتے ہوں کہ جو مہر حضرت خاتونِ جنّت کا تھا تو چار سو مثقال یعنی ایک سو پچاس تولے چاندی دینی ہو گی، اور جس کی سمجھ میں کچھ معنی نہیں خالی ایک لفظ بول دیتے ہیں تو وہاں مہر مثل لازم آنا چاہیے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۶۵)

**سوال:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا مہر کتنا تھا؟

**جواب:** حضرتِ سیِّدُنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں میں نے اُمّ المؤمنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی ازواج) کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: آپ کا مہر اپنی بیویوں کے متعلق بارہ اوقیہ اور نش تھا، فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا: آدھا اوقیہ، تو یہ پانچ سو درہم ہوئے۔ (مسلم، کتاب النکاح، ص ۷۴۰، حدیث: ۱۴۲۶)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یہ سوال عام ازواج پاک کے مہر کے متعلق تھا ورنہ بی بی اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مہر چار ہزار درہم تھا جو نجاشی، شاہِ حبشہ نے ادا کیا تھا۔ (مراٰۃ المناجیح، ۶۷/۵)

| ش | نام | مہر | موجودہ وزن |
|---|---|---|---|
| 1 | حضرتِ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا | 10 درہم | 30 گرام 618 ملی گرام چاندی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 2 | حضرتِ سودہ رضی اللہ عنہا | 500درہم | 1531 گرام چاندی |
| 3 | حضرتِ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا | 4000درہم | |
| 4 | اکثر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن | 500درہم | 1531 گرام چاندی |

**سوال**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شہزادیوں کا مہر کتنا تھا؟

**جواب**: حضرت خاتونِ جنّت رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مہر اقدس چار سو مثقال چاندی تھا جو ایک سو پچاس تولے چاندی ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۲، ص ۱۶۵)

| ش | نام | مہر | موجودہ وزن |
|---|---|---|---|
| 1 | حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا | 400مثقال چاندی | 1750 گرام چاندی |
| 2 | اکثر بناتِ مکرمات رضی اللہ عنہن | 500درہم | 1531 گرام چاندی |

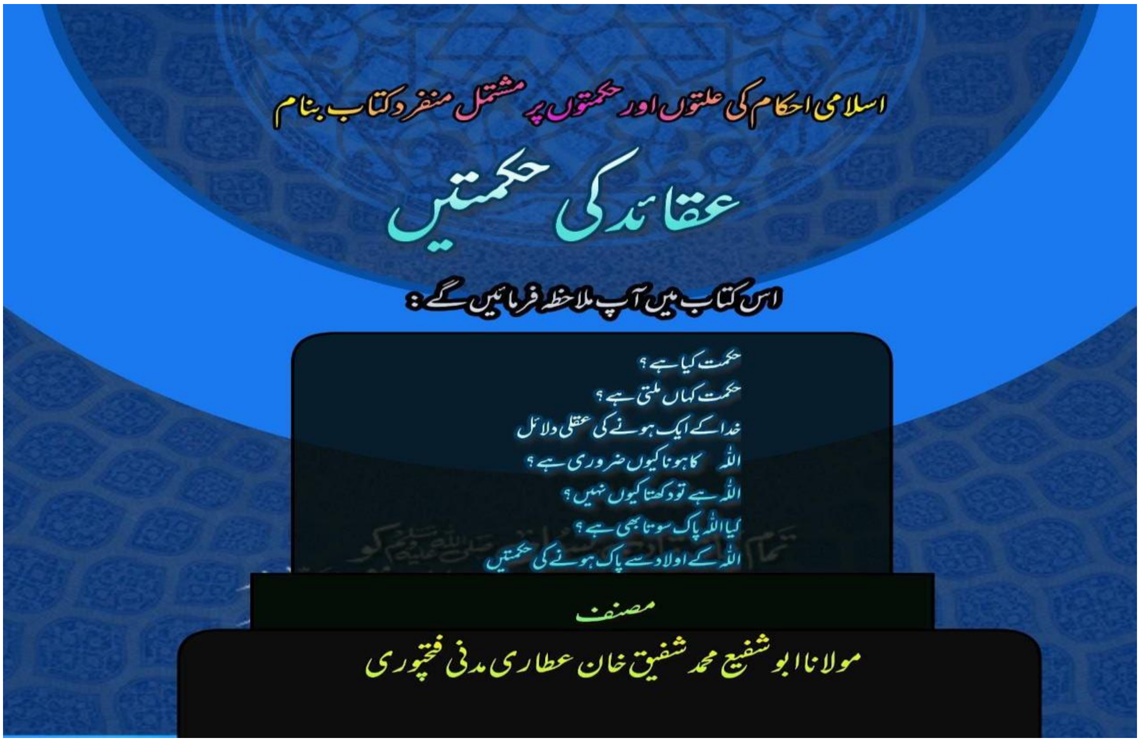

# نکاح پڑھانے کا طریقہ

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جولوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔(شُعَبُ الْاِیمان ج۲ص۲۱۵حدیث۱۵۷۰)

**سوال:** نکاح پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** نکاح پڑھانے والا نکاح پڑھانے میں درج ذیل پانچ کام ترتیب وار کرے:

**(۱)۔۔۔پہلا کام: رجسٹر بھرنا:** نکاح پڑھانے والا سب سے پہلے رجسٹر کو بھرے مثلاً

| | | |
|---|---|---|
| تاریخ:11.01.2023 | دن: بدھ | پتا: تاج گنج آگرہ یوپی الہند |
| دولہا کا نام مع ولدیت | عبد اللہ بن عبد الرحمن | دولہا کے دستخط: |
| دلہن کا نام مع ولدیت: | فاطمہ بنتِ ابراہیم | دلہن کے دستخط: |
| مہر کی تعداد: | 51,000 | مہر کی قسم: معجل |
| وکیل کا نام مع ولدیت: | عبد المصطفی بن اسماعیل | وکیل کے دستخط: |
| گواہِ اوّل کا نام مع ولدیت: | اسحٰق بن مسعود | گواہِ اوّل کے دستخط: |
| گواہِ ثانی کا نام مع ولدیت: | الیاس بن عباس | گواہِ ثانی کے دستخط: |
| قاضی کا نام مع ولدیت: | عبد المصطفی بن اسماعیل | قاضی کے دستخط: |

وکیل کے نام میں قاضی اپنا نام ڈالے اور وکیل خود بنے ورنہ بہت مسائل ہوتے ہیں، اور گواہِ اوّل کے نام میں دولہا کی جانب سے جو گواہ ہو اس کا نام لکھے اور گواہِ ثانی میں دلہن کی جانب سے جو گواہ ہو اس کا نام لکھے۔

**(۲)۔۔۔دوسرا کام: دلہن سے اجازت لینا:** رجسٹر کو بھرنے کے بعد دونوں گواہوں کو لے کر قاضی دلہن کے پاس جائے، اور سب سے پہلے دلہن کو توبہ کروائے اور کلمۂ شہادت پڑھائے مثلاً **"میں توبہ کرتی ہوں اپنے اگلے پچھلے تمام گناہوں سے اور اگر آج تک مجھ سے جانے انجانے میں کوئی کفر ہوا ہو تو میں اس سے توبہ کرتی ہوں"۔** اَشْھَدُ

**اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر اس کے بعد قاضی دلہن سے اس طرح اجازت لے: **"میں بطورِ قاضی اور وکیل عبدالمصطفی بن اسماعیل کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیتی ہیں کہ میں آپ کا نکاح عبداللہ بن عبدالرحمن سے 51,000 روپے مہرِ معجل کے بدلے میں کردوں"**۔ دلہن کہے: **"میں نے آپ کو اجازت دیا"**۔ قاضی یہی کلمات تین مرتبہ کہہ کر دلہن سے تین مرتبہ اجازت لے اور گواہوں سے پوچھتا رہے کہ **"کیا آپ نے دلہن کی اجازت کے الفاظ سن لئے؟"**

**(۳)۔۔۔ تیسرا کام: خطبہ پڑھنا:** دلہن سے اجازت لینے کے بعد قاضی گواہوں کو لے کر دولہا کے پاس آئے اور سب سے پہلے کھڑے ہو کر نکاح کا خطبہ پڑھے مثلاً:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ۔ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

**(۴)۔۔۔ چوتھا کام: دولہا سے قبول کروانا:** نکاح کا خطبہ پڑھنے کے بعد قاضی دولہا کو توبہ کروائے اور کلمۂ شہادت پڑھائے مثلاً: **"میں توبہ کرتا ہوں اپنے اگلے پچھلے تمام گناہوں سے اور اگر آج تک مجھ سے جانے انجانے میں کوئی کفر ہوا ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں"**۔ **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ**

**وَرَسُوْلُہٗ** ترجمہ: میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ بیشک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر اس کے بعد قاضی دولہا سے اس طرح قبول کروائے: **"میں بطورِ قاضی اور وکیل عبد المصطفی بن اسماعیل تمام حاضرین اور بالخصوص ان دو گواہوں، نمبر ایک: اسحٰق بن مسعود، نمبر دو: الیاس بن عباس کی موجودگی میں، میں نے اپنی مؤکلہ فاطمہ بنتِ ابراہیم کو 51,000 روپے سکہ رائج الوقت، مہرِ معجل کے بدلے، نان ونفقہ کے ساتھ، آپ کے نکاح میں دیا، کیا آپ نے قبول کیا؟"**۔ دولہا کہے: **"میں نے قبول کیا"**۔ قاضی یہی کلمات تین مرتبہ کہہ کر دولہا سے تین مرتبہ قبول کروائے اور گواہوں سے پوچھتا رہے کہ: **"کیا آپ نے دولہا کے الفاظ سن لئے؟"**

**(۵)۔۔۔پانچواں کام: دولہا اور دلہن کے لئے دعا کرنا:** دولہا سے قبول کروانے کے بعد قاضی دونوں کے لئے محبت والفت کی دعا کرے مثلاً:

**اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ** سَیِّدِنَا آدَمَ وَحَوَّآءَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَسَارَۃَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا یُوْسُفَ وَزُلَیْخَا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا سُلَیْمَانَ وَبِلْقِیْسَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُوْسٰی وَصَفُوْرَاءَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَخَدِیْجَۃِ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَائِشَۃَ الصِّدِّیْقَۃِ وَسَائِرِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَفَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ اٰمِیْنَ۔ اٰمِیْنَ۔ اٰمِیْنَ۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

# محرمات کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کون یومِ جمعرات اور شبِ جمعہ مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔(ابنِ عساکر ج۴۳ص۱۴۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** مَحرَمات کن عورتوں کو کہا جاتا ہے؟

**جواب:** مَحرَمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔(بہارِ شریعت ج۲،ص۲۱)

**سوال:** عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

**جواب:** عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو اسباب ہیں:

**(۱)---** نسب۔ **(۲)---** جمع بَیْنَ الْمَحَارِم۔ **(۳)---** حرمتِ مِلک۔ **(۴)---** حرمت بالشرک۔ **(۵)---** آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔ **(۶)---** حرمت بوجہِ حقِ غیر۔ **(۷)---** حرمت متعلق بہ عدد۔ **(۸)---** حرمتِ مُصَاهَرَت۔ **(۹)---** حرمتِ رَضَاعَت۔(بہارِ شریعت ج۲،ص۲۱)

**سوال:** نسب کی وجہ سے کتنی اور کون کون سی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں؟

**جواب:** نسب کی وجہ سے سات عورتیں حرام ہو جاتی ہیں کہ ان سے نکاح نہیں ہو سکتا:

**(۱)--- ماں:** ماں سے مراد وہ عورت ہے، جس کی اولاد میں یہ ہے بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ جیسے دادی، نانی، پردادی، پرنانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں۔

**(۲)--- بیٹی:** بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔ لہٰذا پوتی، پرپوتی، نواسی، پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

**(۳)۔۔۔بہن:** بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو، سب حرام ہیں۔

**(۴)۔۔۔پھوپھی:** باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی پھوپھیاں اپنی پھوپھی کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔

**(۵)۔۔۔خالہ:** باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی خالائیں اپنی خالہ کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔

**(۶)۔۔۔بھتیجی:** بھتیجی سے بھائی کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اِسی میں شمار ہیں۔

**(۷)۔۔۔بھانجی:** بھانجی سے بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اِسی میں شمار ہیں۔

(بہارِ شریعت ج۲، ص۲۱۔۲۲)

**سوال:** زنا کی وجہ سے جو بیٹی، پوتی وغیرہ ہو تو کیا وہ بھی محرمات میں سے ہے؟

**جواب:** جی ہاں! زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھتیجی، بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۲)

**سوال:** جمع بین المحارم سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لئے حرام ہو مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی، بہن کا رشتہ ہوا، یا پھوپھی، بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کرو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپھی، بھتیجے کا رشتہ ہوا، یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا، ایسی دو عورتوں کو مرد اپنے نکاح میں جمع نہیں کر سکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزرلے، دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا بلکہ اگر ایک باندی ہے اور اُس سے وطی کی تو دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر دونوں باندیاں ہیں اور ایک سے وطی کر لی تو دوسری سے وطی نہیں کر سکتا۔ (''الدرالمختار''، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۲۲)

**سوال:** حرمتِ مِلک سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی مِلک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ (''الدرالمختار''، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۳۱) آجکل یہ صورت نہیں پائی جاتی کیونکہ غلام و باندی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

**سوال:** حرمت بالشرک کی کیا وضاحت ہے؟

**جواب:** مسلمان کا نکاح مجوسیہ (یعنی آگ کی پوجا کرنے والی)، بت پرست، آفتاب پرست (یعنی سورج کی پوجا کرنے والی)، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہو سکتا خواہ یہ عورتیں حرّہ ہوں یا باندیاں، غرض کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور کتابیہ سے نکاح کرنے کے بھی شرائط ہیں جو بہارِ شریعت جلد ۲، ص۳۱ پر مذکور ہیں۔

(''فتح القدیر''، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ج۳، ص۱۳۶۔۱۳۸)

**سوال:** آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** آزاد عورت نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا، صحیح نہ ہوا۔ یوہیں ایک عقد میں آزاد اور باندی دونوں سے نکاح کیا، تو آزاد عورت کا صحیح ہوا، باندی سے نہ ہوا۔ آجکل یہ صورت نہیں پائی جاتی کیونکہ باندی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، ج۱، القسم الخامس، ص۲۷۹)

**سوال:** حرمت بوجہِ حقِ غیر کی کیا وضاحت ہے؟

**جواب:** دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدّت میں ہو جب بھی نہیں ہو سکتا۔ عدّت طلاق کی ہو یا موت کی۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس، ج۱، ص۲۸۰)

**سوال:** حرمت متعلق بہ عدد کی کیا وضاحت ہے؟

**جواب:** آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔

("الدرالمختار"، کتاب النکاح، ج۴، ص۱۳۷)

# مصاہرت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔ (جَمْعُ الْجَوامِع لِلسُّیُوطی ج ۷ ص ۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حرمتِ مصاہرت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** مصاہرت کا معنی ہے سسرالی رشتہ، کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے اس عورت کی کچھ رشتہ دار عورتیں مرد پر، اور مرد کے کچھ رشتہ دار مرد عورت پر حرام ہو جاتے ہیں، اسی کو حرمتِ مصاہرت کہتے ہیں یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہونا۔

**سوال:** کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر کون کون سی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں؟

**جواب:** کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر چار قسم کی عورتیں حرام ہو جاتی ہیں:

(۱)۔۔۔زوجۂ موطوءَہ (یعنی وہ بیوی جس سے صحبت کی گئی ہو) کی لڑکیاں۔ (۲)۔۔۔زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں۔ (۳)۔۔۔زوجہ کے باپ، دادا وغیرہما اصول کی بیبیاں۔ (۴)۔۔۔زوجہ کے بیٹے، پوتے وغیرہما فروع کی بیبیاں۔ (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۲۲)

**سوال:** جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہیں کی تھی کہ جدائی ہو گئی تو کیا اس عورت کی لڑکی اس مرد پر حرام ہے؟

**جواب:** جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہو گئی اُس کی لڑکی اس پر حرام نہیں۔ ہاں! اگر خلوتِ صحیحہ عورت کے ساتھ ہو گئی، تو اس کی لڑکی حرام ہو گئی اگرچہ وطی نہ کی ہو کہ خلوتِ صحیحہ وطی ہی کے حکم میں ہے۔ (''ردالمحتار''، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۱۰) (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۲۲)

**سوال:** کیا زنا سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

**جواب**: جی ہاں! جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یو ہیں وہ زانیہ عورت اس شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب النکاح، الباب الثالث فی المحرمات، القسم الثانی، ج۱، ص۲۷۴)

**سوال**: کیا وطی کے علاوہ افعال سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؟

**جواب**: حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے، یو ہیں بشہوت (یعنی شہوت کے ساتھ) چھونے اور بوسہ لینے اور فرجِ داخل (یعنی عورت کی شرمگاہ کا اندرونی حصے) کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے اور دانت سے کاٹنے اور مباشرت، یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں اُنہیں چھونے سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل (یعنی درمیان میں آڑ) ہو مگر جب کہ اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو تو ثابت نہیں ہو گی۔ یو ہیں بوسہ لینے میں بھی اگر باریک نقاب حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ ("ردالمحتار"، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۴)

**سوال**: مذکورہ افعال قصداً نہ ہوں بلکہ بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً ہو گئے ہوں تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: یہ افعال قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی، مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لئے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ کسی مشتہاۃ لڑکی (یعنی قابلِ شہوت لڑکی جس کی عمر نو سال سے کم نہ ہو) پر ہاتھ پڑ گیا، تو اس لڑکی کی ماں ہمیشہ کے لئے اُس پر حرام ہو گئی۔ یو ہیں اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ شوہر کے لڑکے پر پڑ گیا، جو مراہق تھا تو یہ عورت ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہو گئی۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۸)

**سوال**: شہوت کا کیا معنی ہے؟

**جواب**: شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشارِ آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لئے ہے۔ بوڑھے اور عورت کے لئے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے، محض میلانِ نفس کا نام شہوت نہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۴، ص۱۱۵)

# رضاعت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو شخص بروزِ جمعہ مجھ پر سو بار دُرُودِ پاک پڑھے، جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اُس کے ساتھ ایک ایسا نور ہوگا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کِفایت کرے۔ (حلیۃ الاولیاء ج۸ ص۴۹)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** بچہ کو کتنے عرصے تک عورت دودھ پلا سکتی ہے؟

**جواب:** بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۳۶)

**سوال:** کتنے عرصے تک دودھ پلانے سے نکاح حرام ہو جاتا ہے؟

**جواب:** نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمتِ نکاح (یعنی نکاح کا حرام ہونا) ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمتِ نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۳۶)

**سوال:** اگر دودھ پلانے کے بجائے بچے کے حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (''الھدایۃ''، کتاب الرضاع، ج۱، ص۲۱۷)

**سوال:** بچہ کتنا دودھ پیئے تو نکاح حرام ہو جاتا ہے؟

**جواب:** تھوڑا پیا یا زیادہ بہر حال حرمت ثابت ہو گی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔ (''الھدایۃ''، کتاب الرضاع، ج۱، ص۲۱۷)

**سوال:** کسی عورت کا دودھ پینے سے کون سے رشتے ثابت ہو جاتے ہیں؟

**جواب**: بچے نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچے کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ یوہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔ ("الفتاوی الھندیة"، کتاب الرضاع، ج۱، ص ۳۴۳)

**سوال**: دودھ کے کون سے رشتے حرام ہیں؟

**جواب**: جو رشتے نسب میں حرام ہے کہ ان سے نکاح نہیں ہو سکتا وہ دودھ پینے سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔
("الفتاوى الهندية"، كتاب الرضاع، ج۱، ص۳۴۳)

# حقوقِ زوجین کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو مجھ پر شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ سو بار دُرُود شریف پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ۷۰ آخرت کی اور تیس دُنیا کی۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص۱۱۱ حدیث ۳۰۳۵)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کی خرابیاں اور اس کے اسباب کیا ہیں؟

**جواب:** آج کل عام شکایت ہے کہ میاں بیوی میں نااتفاقی ہے۔ مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی، ہر ایک دوسرے کے لئے بَلَائے جان (یعنی مصیبت) ہے اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ (یعنی مشکل و تکلیف دہ) اور نہایت خراب ہو جاتی ہے۔ آپس کی نااتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دِین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے اور اس نااتفاقی کا اثرِ بد (یعنی برا اثر) اِنہیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت اس نااتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین (یعنی میاں بیوی) میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو، چاہے کچھ بھی ہو جائے، مگر بات میں فرق نہ آئے جب ایسے خیالاتِ فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے تو گھر میں امن و سکون کیسے پیدا ہو گا۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق و عادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی نااتفاقی کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (پ۵، النساء: ۳۴) ترجمہ: مرد افسر ہیں عورتوں پر۔ جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ: وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پ۴، النساء: ۱۹) جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۹۹-۱۰۰)

**سوال:** میاں بیوی کے حقوق پر مشتمل کچھ احادیث بیان کیجئے۔

**جواب:** ہم کچھ حدیثیں ذکر کرتے ہیں جن سے ہر ایک کے حقوق کی معرفت حاصل ہو جائے گی ان شاء اللہ! مگر مرد کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا کیا حقوق ہیں؟ لہٰذا انہیں ادا کرے اور عورت شوہر کے حقوق

دیکھے اور پورا کرے، یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فساد کی جڑ ہے اور یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بیجا باتوں کو برداشت کرے اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو آمادہ بفساد (یعنی لڑائی جھگڑے کے لئے تیار) نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سُلجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔

## شوہر کے حقوق پر مشتمل احادیث

**حدیث ۱۔۔۔:** حاکم نے امّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔"

("المستدرک"، للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب اعظم الناس حقا... إلخ، الحدیث: ۷۴۱۸، ج۵، ص ۲۴۴. و"کنز العمال"، کتاب النکاح، الحدیث: ۴۴۷۷۰، ج۱۶، ص۱۴۱)

**حدیث ۲۔۔۔:** امامِ نَسائی حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل حضرتِ معاذ رضی اللہ عنہ سے اور امام حاکم حضرتِ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

("المستدرک"، للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب حق الزوجۃ، الحدیث: ۷۴۰۶، ج۵، ص۲۴۰)

**حدیث ۳۔۔۔:** امام احمد بن حنبل اور امام ابن ماجہ و ابن حبان حضرتِ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کُل حق ادا نہ کرے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۰۱)

**حدیث ۴۔۔۔:** امام احمد بن حنبل حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اگر آدمی کا آدمی کے لئے سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذمہ بہت بڑا حق ہے قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو (یعنی پیپ ملا ہوا خون) بہتا ہو پھر عورت اسے چاٹے تو حقِ شوہر ادا نہ کیا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۰۱)

**حدیث ۵۔۔۔:** صحیحین (یعنی بخاری و مسلم) میں حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "شوہر نے عورت کو بلایا اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس نے رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔" (''صحیح البخاری''، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم آمین، الحدیث: ۳۲۳۷، ج۲، ص۳۸۸)

اور دوسری روایت میں ہے کہ: "جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو، اللہ عزوجل اُس عورت سے ناراض رہتا ہے۔ (''صحیح مسلم''، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، الحدیث: ۱۲۱۔ ص ۷۵۳)

**حدیث ۶۔۔۔:** امام احمد بن حنبل اور امام ترمذی و ابن ماجہ حضرتِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حورِ عین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔"
(''جامع الترمذی''، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، الحدیث: ۱۱۷۷، ج۲، ص۳۹۲)

**حدیث ۷۔۔۔:** امام طبرانی حضرتِ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حقِ شوہر ادا نہ کرے۔" (''المعجم الکبیر''، الحدیث: ۹۰، ج۲۰، ص۵۲)

**حدیث ۹۔۔۔:** امام طبرانی حضرتِ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرمایا: "جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا، پھر اس کا شوہر باایمان نیک خو ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی ہے، ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔" (''المعجم الکبیر''، الحدیث: ۲۸، ج۲۴، ص۱۶)

**حدیث ۱۰۔۔۔:** ابوداود وطیالسی و ابن عساکر حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدون اجازت (یعنی بغیر اجازت) اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔" (''کنزالعمال''، کتاب النکاح، رقم: ۴۴۸۰۱، ج۱۶، ص۱۴۴)

**حدیث ۱۱۔۔۔:** امام طبرانی حضرتِ تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اس کی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔"

("المعجم الکبیر"، باب التاء، الحدیث: ۱۲۵۸، ج۲، ص۵۲)

**حدیث ۱۲۔۔۔:** ابو نعیم حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: "اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رضامندی کی تلاش میں رہو، اس لئے کہ عورت کو اگر معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کھڑی رہتی۔" ("کنز العمال"، کتاب النکاح، رقم: ۴۴۸۰۹، ج۱۶، ص۱۴۵)

**حدیث ۱۳۔۔۔:** ابو نعیم حلیہ میں حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفّت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔" ("حلیۃ الاولیائ"، الحدیث: ۸۸۳۰، ج۶، ص۳۳۶)

**حدیث ۱۴۔۔۔:** امام ترمذی ام المومنین حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہو گی۔"

("جامع الترمذی"، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ، الحدیث: ۱۱۶۴، ج۲، ص۳۸۶)

**حدیث ۱۵۔۔۔:** امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے۔ اور (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور (۳) نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ ("شعب الایمان"، باب فی حقوق الاولاد والاہلین، الحدیث: ۸۷۲۷، ج۶، ص۴۱۷)

یہ چند حدیثیں حقوقِ شوہر کی ذکر کی گئیں لہذا عورتوں پر لازم ہے کہ حقوقِ شوہر کا تحفظ کریں اور شوہر کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا وبال اپنے سر نہ لیں کہ اس میں دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہے نہ دنیا میں چین نہ آخرت میں راحت۔

## بیوی کے حقوق پر مشتمل احادیث

اب بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے، مردوں پر ضروری ہے کہ ان کا لحاظ کریں اور ان ارشاداتِ عالیہ کی پابندی کریں۔

**حدیث ۱۔۔:** امام بخاری و مسلم حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔" ("صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، الحدیث: ۵۱۸۶، ج۳، ص۴۵۷)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے، کہ "عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لئے کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔" ("صحیح مسلم"، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۶۱۔(۱۴۶۸)، ص۷۷۵)

**حدیث ۲۔۔:** صحیح مسلم میں حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان مرد مؤمنہ عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی۔" ("صحیح مسلم"، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، الحدیث: ۶۳۔(۱۴۶۹)، ص۷۷۵)

یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی جب اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہئے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

**حدیث ۳۔۔:** حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں"۔ ("سنن ابن ماجہ"، ابواب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، الحدیث: ۱۹۷۸، ج۲، ص۴۷۸)

**حدیث ۴۔۔:** صحیحین میں حضرتِ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔" ("صحیح البخاری"، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، الحدیث: ۵۲۰۴، ج۳، ص۴۶۵)

**حدیث۵۔۔۔:** دوسری روایت میں ہے، "عورت کو غلام کی طرح مارنے کا قصد کرتا ہے (یعنی ایسا نہ کرے) کہ شاید دوسرے وقت اسے اپنا ہم خواب کرے۔" یعنی زوجیت کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کی حاجت اور باہم ایسے مراسم کہ ان کو چھوڑنا دشوار لہٰذا جو ان باتوں کا خیال کرے گا مارنے کا ہر گز قصد نہ کرے گا۔

("صحیح البخاري"، کتاب التفسیر، سورة (والشمس وضحٰها)، الحدیث:۴۹۴۲، ج۳، ص۳۷۸)

**حدیث۶۔۔۔:** حضور نبیِّ اَکرَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔ (سُنَن اِبْنِ مَاجَة، کتاب النکاح، باب حسن معاشرة النساء، ص۳۱۶، الحدیث:۱۹۷۸)

**سوال:** بہترین شوہر کون ہے؟

**جواب:** شیخ الحدیث حضرت علامہ **عبدالمصطفیٰ اعظمی** مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف **"جنتی زیور"** میں لکھتے ہیں:

(۱)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی 'خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے!

(۲)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے!

(۳)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۴)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

(۵)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

(۶)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

(۷)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

(۸)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

(۹)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

(۱۰)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔

(۱۱)۔۔۔ بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔

**(۱۲)۔۔۔** بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے مَیکا والوں اور اسکی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

**(۱۳)۔۔۔** بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کو ذلت و رسوائی سے بچائے رکھے۔

**(۱۴)۔۔۔** بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔

**(۱۵)۔۔۔** بہترین شوہر وہ جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کرسکے۔

(جنتی زیور ص ۸۴۔۸۵)

لہذا میاں بیوی کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی بُرائیوں اور خامیوں پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ اچھائیوں اور خُوبیوں کو بھی پیشِ نظر رکھیں۔ مثلاً: جب بیوی سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو شوہر کے غصے کا سبب بنے تو شوہر اسے مارنے پیٹنے کے بجائے سوچے کہ وہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن، رشتے دار، سہیلیوں اور اپنے گھر کو چھوڑ کر صرف میرے لئے یہاں آئی ہے، وہ میری دن رات خدمت کرتی ہے، میرے بچّوں کی دیکھ بھال کرتی ہے، میرے مال کی حفاظت کرتی ہے، میرے گھر کی صفائی ستھرائی کرتی ہے، میرے لئے کھانا پکاتی ہے، میرے کپڑے دھوتی اور استری کرتی ہے، بیمار ہونے پر تیمار داری کرتی ہے، دیگر گھر کے اَفراد کی بھی کام میں مدد و خیر خواہی کرتی ہے، للہذا مجھے اس سے انتقام نہیں لینا چاہئے بلکہ اسے معاف کر دینا چاہئے اور غُصّہ ختم ہونے کے بعد اسے اچھے طریقے سے سمجھانا چاہئے۔ اسی طرح اگر شوہر سے کبھی کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو بیوی کو غصے میں مُبتلا کرنے کا سبب بنے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کے ساتھ بدزبانی اور لڑائی جھگڑا کرنے کے بجائے خاموش رہے اور سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر حاکم بنایا ہے، یہ میرا محافظ ہے، اس کے ہوتے کوئی میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا، یہ غموں کی دھوپ میں میرے لئے سائبان ہے، یہ میرے لئے کھانے پینے اور لباس کا انتظام کرتا ہے، میرے اور میرے بچّوں کے لئے خون پسینہ ایک کرکے حلال روزی کماتا ہے، میرے اور میرے بچّوں کے بیمار پڑ جانے پر دوا کا انتظام کرتا ہے، میرے بچّوں کے تعلیمی اَخراجات اٹھاتا ہے للہذا مجھے مثبت انداز سے اس کے ساتھ پیش آنا چاہئے، اس کی باتوں کو برداشت کرنا چاہئے، اس کیلئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھنا چاہئے اور ناراضی کے وقت اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دینا چاہئے بلکہ اسے مَنا کر اس کا غُصّہ ٹھنڈا کرنا چاہئے۔

## شوہر پر بیوی کے احسانات

ایک شخص امیرُالمومنین حضرت سَیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا۔ جب دروازے پر پہنچا تو ان کی زوجہ حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی (غصے کی حالت میں) بلند آواز سے گفتگو کرنے کی آواز سنائی دی۔ جب اس شخص نے یہ ماجرا دیکھا تو یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ گیا کہ میں اپنی بیوی کی شکایت کرنے آیا تھا لیکن یہاں تو خود امیرُالمومنین بھی اسی مسئلے سے دوچار ہیں۔ بعد میں حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کو بُلوا کر آنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کی: حضور! میں تو آپ کی بارگاہ میں اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا مگر جب دروازے پر آپ کی زوجہ محترمہ کی گفتگو سنی تو میں واپس لوٹ گیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میری بیوی کے مجھ پر چند حُقوق ہیں جن کی بناء پر میں اس سے درگزر کرتا ہوں: ☆۔۔۔وہ مجھے جہنّم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے، اس کی وجہ سے میرا دل حرام کی خواہش سے بچا رہتا ہے۔ ☆۔۔۔جب میں گھر سے باہر ہوتا ہوں تو وہ میرے مال کی حفاظت کرتی ہے۔ ☆۔۔۔میرے کپڑے دھوتی ہے۔ ☆۔۔۔میرے بچّے کی پرورِش کرتی ہے۔ ☆۔۔۔میرے لئے کھانا پکاتی ہے۔ یہ سُن کر وہ شخص بے ساختہ بول اُٹھا کہ یہ تمام فوائد تو مجھے بھی اپنی بیوی سے حاصل ہوتے ہیں، مگر افسوس! میں نے اُس کی اِن خدمات اور احسانات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کبھی اُس کی کوتاہیوں سے درگزر نہیں کیا، آج کے بعد میں بھی درگزر سے کام لوں گا۔ (تنبیہ الغافلین، باب حق المراۃ علی الزوج، ص۲۸۰)

اس واقعہ میں حضرت سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی گفتار اور اپنے عملی کردار کے ذریعے بیوی کی شکایت لے کر آنے والے شخص کو جو مدنی پھول عطا فرمائے ان سے یہی درس ملتا ہے کہ صرف بیوی کو ہی نہیں بلکہ شوہر کو بھی بُردباری، تحمل مزاجی اور وسیع ظرفی کا مُظاہرہ کرنا چاہئے۔

# نفقہ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُودِ پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ (جَمعُ الجَوامِع لِلسُّیُوطی ج۷ ص۱۹۹ حدیث ۲۲۳۵۳)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** نفقہ سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** نفقہ سے مراد تین چیزیں ہیں: (۱)۔۔۔ کھانا۔ (۲)۔۔۔ کپڑا۔ (۳)۔۔۔ رہنے کا مکان۔ (بہارِشریعت ج۲،ص۲۶۰)

**سوال:** نفقہ واجب ہونے کے کتنے اور کون کون سے اسباب ہیں؟

**جواب:** نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں:

**(۱)۔۔۔ زوجیت:** یعنی کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے مرد پر اس کا نفقہ (یعنی کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان) دینا واجب ہے۔

**(۲)۔۔۔ نَسب:** یعنی باپ پر اپنی اولاد کو اور بیٹوں پر اپنے ماں باپ کو نفقہ (یعنی کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان) دینا واجب ہے۔

**(۳)۔۔۔ مِلک:** یعنی آقا پر اپنے غلام یا باندی کو نفقہ (یعنی کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان) دینا واجب ہے۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"،کتاب النفقات، الجزء الثانی،ص۱۰۸)

**سوال:** کس قسم کی بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے؟

**جواب:** جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اُس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کافرہ، آزاد ہو یا مکاتبہ، محتاج ہو یا مالدار، دخول ہوا ہو یا نہیں، بالغہ ہو یا نابالغہ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ ہو۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں بلکہ کتنا ہی صغیر السِن (کم عمر) ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اگر اُس کی ملک میں مال نہ ہو تو اُس کی عورت کا نفقہ اُس کے باپ پر واجب نہیں ہاں! اگر اُس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت لی ہو تو باپ پر واجب ہے۔ ("الفتاوی الهندية"،کتاب الطلاق، الباب السابع عشر، الفصل الاول في نفقة الزوجة، ج۱، ص۵۴۴.)

**سوال:** عورت بالغہ ہے، نکاح ہو چکا ہے، لیکن رخصتی نہیں ہوئی تو کیا وہ نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

**جواب:** بالغہ عورت کا نکاح ہو چکا ہے لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے تو اُس کا نفقے کا مطالبہ کرنا درست ہے جبکہ شوہر نے اپنے مکان پر لے جانے کو اُس سے نہ کہا ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا تُو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتی ہے جب تک مہرِ معجل نہ دو گے نہیں جاؤں گی جب بھی نفقہ پائے گی کہ اُس کا انکار ناحق نہیں اور اگر انکار ناحق ہے مثلاً مہرِ معجل ادا کر چکا ہے یا مہر معجل تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے تو اب نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے مکان پر نہ آئے۔

("الفتاوى الهندية"،كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الاول، ج١، ص٥٤٥)

**سوال:** عورت بیمار ہو گئی تو کیا نفقہ پائے گی؟

**جواب:** عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا بیمار ہو کر اُس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے باپ کے یہاں چلی گئی اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آسکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آسکتی ہے مگر نہیں آئی تو نہیں۔("الدرالمختار"،كتاب الطلاق،باب النفقة،ج٥،ص٢٨٧)

**سوال:** عورت شوہر کے گھر سے اپنے میکے چلی گئی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے۔

("الدرالمختار"و"ردالمحتار"،كتاب الطلاق،باب النفقة،مطلب:لا تجب على الاب...إلخ،ج٥،ص٢٨٩)

**سوال:** عورت کو نفقہ میں کیسا کھانا ملے گا "مالداروں والا یا متوسط درجہ کا"؟

**جواب:** **کھانا نفقہ کا پہلا جز ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ:** اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہو گا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا اور ایک مالدار ہے، دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اُس سے عمدہ اور اغنیا جیسا کھاتے ہوں اُس سے کم اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے، مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔("الدرالمختار"،كتاب الطلاق،باب النفقة ،ج٥، ص٢٨٦)

**سوال:** شوہر پر بیوی کو سال بھر میں کتنے کپڑے دینا واجب ہے؟

**جواب:** **کپڑا نفقہ کا دوسرا جز ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ:** سال میں دو جوڑے کپڑے دینا واجب ہے ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ جب ایک جوڑا کپڑا دے دیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر

پھاڑ ڈالا اور عادۃً جس طرح پہنا جاتا ہے اُس طرح پہنتی تو نہیں پھٹتا تو دوسرے کپڑے اس ششماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں اور اگر مدت پوری ہو گئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہنا ہی نہیں یا کبھی اُس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا جوڑا واجب نہیں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب النفقات، الجزء الثانی، ص۱۰۹)

**سوال:** شوہر اپنی بیوی کو کس طرح کے کپڑے دے گا؟

**جواب:** جاڑوں میں (یعنی سردیوں میں) جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمی کے مناسب کپڑے دے، مگر بہر حال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو اور ایک محتاج تو متوسط جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔
("الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، مطلب: لاتجب علی الاب..إلخ، ج۵، ص۲۹۴)

**سوال:** سکنیٰ سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** **نفقہ کا تیسرا جز سُکنٰی ہے یعنی رہنے کا مکان:** شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لئے دے، وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں، ہاں! اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ جماع سے آگاہ نہیں تو وہ مانع نہیں۔ یونہی شوہر کی کنیز یا ام ولد کا رہنا بھی کچھ مضر نہیں اور اگر اُس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کیا کہ سب کے ساتھ رہے گی تو شوہر کے متعلقین سے گھر کا خالی ہونا شرط نہیں۔ اور عورت کا بچہ اگرچہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو روک سکتا ہے عورت کو اس کا اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اُسے وہاں رکھے۔
("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، ج۵، ص۳۲۴)

# شادی کی رسموں کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اُٹھے۔ (شُعَبُ الْاِیمان ج۲ ص۲۱۵ حدیث ۱۵۷۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**: شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں، ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم وخاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب**: رسوم کی بنا عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے جس حد تک کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

بعض لوگ اِس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں، مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ سبکدوش ہوں (یعنی بری الذمہ) اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ مگر آجکل حالات ایسے ہیں کہ شاید رسوم کو پورا کئے بغیر شادی ہی نہیں ہوتی اور ان رسموں کو پورا کرنے کے لئے اگرچہ بھیک مانگنا پڑے، مانگ لیں گے مگر رسمیں نہ چھوٹیں، اور ان رسموں کی وجہ سے برسیں (یعنی کئی سال) گزار دیتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں، یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنیوں (یعنی ہندو تاجروں) کے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جس طرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی، اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسمیں چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائداد ہے تو اُسے سودی قرض میں مکفول کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہا لے گیا۔ جائداد نیلام ہوگئی مکان بنیے کے قبضہ میں گیا دربدر مارے مارے پھرتے ہیں نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ اس کی مثالیں ہر جگہ بکثرت ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری

مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائدادیں سود کی نذر ہو گئیں، پھر قرض خواہ کے تقاضے اور اُس کے تشدد آمیز (یعنی سخت) لہجہ سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے۔یہی نہیں کہ اسی پر بس ہو اس کی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔ بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

**سوال**: کچھ رسموں کے بارے میں تفصیلاً بیان کریں۔

**جواب**: شادیوں میں منائی جانے والی چند رسمیں درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔گانا بجانا کرنا:** اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چِلّا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دُور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق و عادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

**(۲)۔۔۔رات بھر جاگنا:** شادی کی رسموں میں رت جگا (یعنی ایک رسم جس میں رات بھر جاگتے ہیں) بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گُلگُلے (آٹا گوندھ کر تیل میں تلا جانے والا پکوان) پکتے ہیں، صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت، پھر اگر اس رسم کی ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضروری ہو تو اس جمگھٹے (یعنی ہجوم، ٹولی) کی کیا حاجت، پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے، پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ

میں ایک چراغ ہوتا ہے یہ سب ناجائز، کہ جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔

**(۳)۔۔۔اُبٹن لگانا:** دولھا، دلھن کو اُبٹن لگانا (یعنی شادی بیاہ کی ایک رسم جس میں ایک خوشبودار مسالہ دولہا اور دلہن کے جسم کو صاف اور ملائم کرنے کے لئے ملا جاتا ہے)۔ پھر یہ ابٹن بھابھیوں یا غیر محرم عورتوں سے لگوایا جاتا ہے جس میں تعداد بھی مقرر ہوتی ہے کہیں پانچ، تو کہیں سات، تو کہیں نو۔

**(۴)۔۔۔**دولھا کو مہندی لگانا: عورت کو مہندی لگانا جائز اور مرد کو ناجائز ہے۔

**(۵)۔۔۔**کنگنا باندھنا: دولھا کے ہاتھ میں کہیں چاندی کا اور کہیں سونے کا کنگن پہنائے جاتے ہیں جو کہ ناجائز و حرام ہے۔

**(۶)۔۔۔**خالص پھولوں کا سہرا جائز بلاوجہ ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

**(۷)۔۔۔برات میں ناچ گانا اور آتش بازی کرنا:** ناچ باجے آتش بازی حرام ہیں۔ کون اس کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی، بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ ممنوعات شرعیہ چیز نہ ہوں تو اُسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا ہے، تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جل بھی جاتا ہے۔

**(۸)۔۔۔ناچ گانے کے لئے رنڈیوں کا بلانا:** ناچ میں جن فواحش وبدکاریوں اور اخلاق بگاڑنے والی باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں، ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں، دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں، بازاریوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیسے بُرے بُرے نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہا تو اتنا ضرور ہوتا ہے کہ حیا و غیرت اٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے۔ بعضوں کو یہاں تک سنا گیا ہے

کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹوں کو دکھاتے ہیں۔ ایسی بد تہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہاں تک حیاو غیرت کا پتادیتا ہے۔

شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ منگنی کے وقت ہی طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہو گا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اُسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اُس کے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا۔ ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اب تکلیف ہوئی تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی، یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ۔ اور اگر کوئی دیندار شخص سمجھانا بھی چاہے تو کہہ دیتے ہیں: "صاحب! خوشی کا موقع ہے بار بار تھوڑے ہی آتا ہے" ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور ایک مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں۔

**(۹)۔۔۔ولیمہ کرنا:** ولیمہ سنت ہے بنیت اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کرو دوست واحباب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے، اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت سے بچے اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

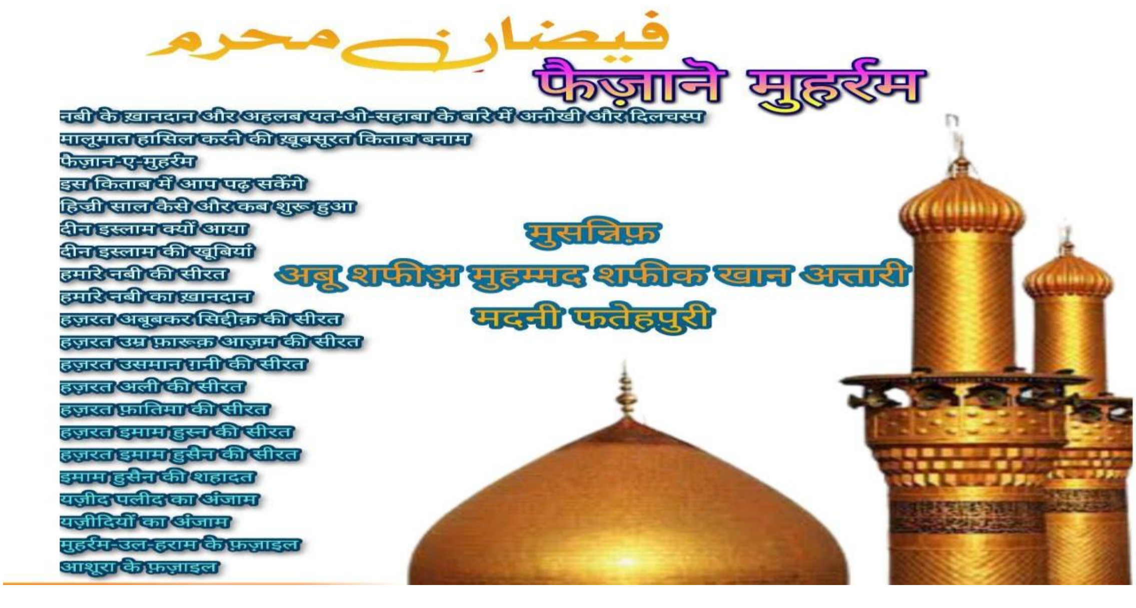

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان

# فَرض عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الطَّلَاق

☆...طلاق کا بیان

☆...ظہار کا بیان

☆...خلع کا بیان

☆...عدت کا بیان

☆...سوگ کا بیان

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# طلاق کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا اُس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ (مُعجَم کبیر ج ۳ ص ۱۲۸ حدیث ۲۸۸۷)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** طلاق کسے کہتے ہیں؟

**جواب:** نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں اور اس کے لئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اسے بائن کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ عدّت گزرنے پر باہر ہو گی، اسے رجعی کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۱۱۰)

**سوال:** طلاق دینے کا حق شوہر کو کیوں دیا گیا

**جواب:** طلاق سے متعلق اسلام کے اس معتدل اور عدل و انصاف پر مبنی فطری نظام میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ طلاق کا حق صرف شوہر کو کیوں دیا گیا، عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟ اس لئے کہ اس سوال کا منشا یہ ہے کہ نعوذ باللہ اسلام نے طلاق کا حق صرف مردوں کو دے کر عورت کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ کیا ہے، حالانکہ اسلام میں طلاق کا نظام عین عدل اور انصاف کے مطابق ہے، اُس نظام کو اگر اسی طرح برتا جائے، جیسا شریعت کا منشاء ہے، تو یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو گا۔ تاہم اُن لوگوں کے لئے جو احکامِ اسلام کے مصالح اور حکمتوں کو ناقص عقل انسانی کے زاویہ سے دیکھنا چاہتے ہیں، نیز بعض اُن لوگوں کے لئے بھی، جن کو شریعت کے ہر حکم پر مکمل بصیرت اور انشراح ہے، لیکن وہ مزید اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہیں؛ ہم اس کی ایک اہم حکمت پیش کرتے ہیں۔

طلاق کا حق مرد کو دیا جانا مرد کے مزاج و طبیعت کے موافق ہے، اس کے بر خلاف عورت کو یہ حق ملنا خود اُس کی فطری شرم و حیا اور مزاج و طبیعت کے خلاف ہے، اس لئے کہ اس حق کا صحیح استعمال کرنے کے لئے بہت سی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جن صفات میں اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں ایک گونہ فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: طاقت و قوت، جرأت و ہمت، خود اعتمادی، دوسروں سے متاثر نہ ہونا، زبان پر قابو رکھنا، دور اندیشی، جلد بازی

اور جذباتیت سے بچنا، یہ اور ان کے علاوہ بہت سی صفات ہیں، جن میں اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں عام طور پر فوقیت عطا فرمائی ہے، دوسری طرف اللہ تعالی نے عورتوں کو بھی مردوں پر بہت سی صفات اور خوبیوں میں فوقیت عطا فرمائی ہے، مثلاً: الفت و محبت، رحم دلی اور نرمی، تحمل و برداشت۔ مرد اور عورت کے اِس طبعی فرق کو ساری دنیا کے سمجھدار لوگ تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ نظامِ عالم کے متوازن طریقہ پر چلنے کے لیے مرد اور عورت کے درمیان اس فطری فرق کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔

حقِ طلاق بھی اسی لئے مردوں کو دیا گیا کہ اُن کے اندر اللہ کی طرف سے ودیعت کی جانے والی مذکورہ بعض خصوصی صفات کی بناپر عورتوں کی بہ نسبت اس حق کو صحیح استعمال کرنے کی صلاحیت اور اہلیت زیادہ ہے، اسی لئے اگر کوئی مرد اس حق کا غلط استعمال کرتا ہے، تو شریعتِ اسلامی کی نگاہ میں وہ سخت مجرم اور نافرمان سمجھا جاتا ہے کیونکہ اُس نے صلاحیت اور اہلیت کے باوجود جان بوجھ کر اپنے حق سے غلط فائدہ اٹھایا۔ یہ حکمت ہم نے مثال کے طور پر پیش کر دی ہے، علمائے کرام نے اس کی اور بھی حکمتیں بیان کی ہیں، جن کا ذکر ہم یہاں ضروری نہیں سمجھتے بلکہ یہاں پر ہم خاص طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامی اللہ کا وہ پسندیدہ مذہب ہے، جو ہر اعتبار سے کامل و مکمل کر دیا گیا ہے اور اس مذہب کا ہر حکم اپنے اندر ہزار ہا ہزار حکمتوں اور مصلحتوں کو لئے ہوئے ہے، ایک مسلمان کی بندگی اور عبدیت کی اصل شان یہ ہے کہ وہ ہر حکم الٰہی کو فکری اور عملی طور پر محض اس بنیاد پر تسلیم کرے کہ یہ ساری دنیا کے مالک و خالق، بندوں کے مشفق و محسن، بندوں کی مصلحتوں اور فائدوں کو اُن سے زیادہ جاننے والے، غیب کے بھیدوں سے واقف اور کائنات کے نظام کو چلانے والے ایک معبود حقیقی کا حکم ہے۔ حکمِ الٰہی کی گہرائیوں اور اُس کی حقیقی حکمتوں کا انسان کی ناقص عقل کے ذریعہ پورے طور پر ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ بندگی کی یہ شان ایک مسلمان کے ایمان کا اعلیٰ مقام ہے۔

**سوال**: طلاق دینا کیسا ہے؟

**جواب**: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے (یعنی جب تک کوئی شرعی وجہ نہ ہو تو طلاق دینا منع ہے) اور وجہ شرعی ہو تو مباح (یعنی جائز) بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز

نہیں پڑھتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دیناواجب ہے مثلاً شوہر نامرد یاہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا عورت کو سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، ج۴، ص۴۱۴۔۴۱۷)

**سوال:** دینے کے اعتبار سے طلاق کی کتنی قسمیں ہیں؟

**جواب:** طلاق کی تین قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔ حسن۔ (۲)۔۔۔ اَحسن۔ (۳)۔۔۔ بِدعی۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

**سوال:** طلاقِ احسن کیا ہے؟

**جواب:** جس طہر (یعنی پاکی کے ایام) میں وطی نہ کی ہو اُس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدّت گزر جائے، یہ احسن ہے یعنی بہت اچھا طریقہ ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

**سوال:** طلاقِ حسن کیا ہے؟

**جواب:** طلاقِ حسن کی چند صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ غیر موطؤہ (یعنی ایسی عورت جس سے صحبت نہ کی گئی ہو) کو طلاق دی اگرچہ حیض کے دنوں میں دی ہو۔

(۲)۔۔۔ موطؤہ (یعنی ایسی عورت جس سے صحبت کی گئی ہو) کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ حیض میں۔

(۳)۔۔۔ تین مہینے میں تین طلاقیں اُس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا مثلاً نابالغہ یا حمل والی ہے یا ایاس کی عمر کو پہنچ گئی تو یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں یعنی اچھی ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۰)

**سوال:** طلاقِ بدعی کیا ہے؟

**جواب:** طلاقِ بدعی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱)۔۔۔ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دیدے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں۔

(۲)۔۔۔ایک ہی طلاق دی مگر اُس طہر میں وطی کر چکا ہے۔

(۳)۔۔۔موطؤہ کو حیض میں طلاق دی۔

(۴)۔۔۔طہر ہی میں طلاق دی مگر اُس سے پہلے جو حیض آیا تھا اُس میں وطی کی تھی۔

(۵)۔۔۔یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی۔ (''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، ج۴، ص۴۱۹۔۴۲۴)

**سوال**: طلاق دینے کے الفاظ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: طلاق کے الفاظ کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔۔۔صریح الفاظ۔ (۲)۔۔۔کنایہ الفاظ۔

**سوال**: طلاق کے صریح الفاظ کون سے ہیں؟

**جواب**: طلاق کے صریح الفاظ وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو، اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو، اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو، جیسے لفظِ ''طلاق'' مثلاً کسی نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تم کو طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے وغیرہ۔ (''الجوہرۃ النیرۃ''، کتاب الطلاق، الجزء الثانی، ص۴۲)

**سوال**: صریح الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: صریح الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے۔
(''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۴۳۔۴۴۸)

**سوال**: صریح طلاق کے اور کون سے الفاظ ہیں؟

**جواب**: صریح طلاق کے الفاظ یہ بھی ہیں:

☆طلاغ، ☆تلاغ، ☆طلاک، ☆تلاک، ☆تلاکھ، ☆تلّاکھ، ☆تلاخ، ☆تلاح، ☆تلاق، ☆طِلاق۔ بلکہ توتلے کی زبان سے، تلات بھی۔ یہ سب صریح کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۱۶) (''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۴۴۔۴۴۸)

لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی۔
(''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص۴۴۶)

**سوال**: طلاق کے کنایہ الفاظ کون سے ہیں؟

**جواب**: طلاق کے کنایہ الفاظ وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو بلکہ طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی اُن کا استعمال ہوتا ہو۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۲۸)

**سوال**: کنایہ الفاظ سے دی جانے والی طلاق کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ نیت طلاق دینے کی ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پیشتر طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۲۸۔۱۲۹)

کنایہ کے الفاظ سے ایک بائن طلاق ہوگی اگر بہ نیت طلاق بولے گئے اگرچہ بائن کی نیت نہ ہو اور دو کی نیت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی مگر جبکہ زوجہ باندی ہو تو دو کی نیت صحیح ہے اور تین کی نیت کی تو تین واقع ہوں گی۔
("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکنایات، مطلب: لااعتبار بالاعراب ھنا، ج۴، ص۵۲۴)

**سوال**: کنایہ کے اور کون کون سے الفاظ ہیں؟

**جواب**: کنایہ کے درج ذیل الفاظ ہیں:

☆ جا، ☆ نکل، ☆ چل، ☆ روانہ ہو، ☆ اُٹھ، ☆ کھڑی ہو، ☆ پردہ کر، ☆ دوپٹہ اوڑھ، ☆ نقاب ڈال، ☆ جگہ چھوڑ، ☆ گھر خالی کر، ☆ دُور ہو، ☆ چل دُور، ☆ اے جُدا، ☆ تو جُدا ہے، ☆ تو مجھ سے جُدا ہے، ☆ میں نے تجھے بے قید کیا، ☆ میں نے تجھ سے مُفارقت (یعنی جدائی) کی، ☆ اپنا رستہ ناپ، ☆ اپنی راہ لے، ☆ کالا منہ کر، ☆ چلتی بن، ☆ چلتی نظر آ، ☆ دفع ہو، ☆ رفو چکر ہو، ☆ پنجرا خالی کر، ☆ بستر اُٹھا، ☆ اپنی گٹھری باندھ، ☆ اپنی نجاست الگ پھیلا، ☆ تشریف لے جایئے، ☆ تشریف کا ٹوکرا لے جایئے، ☆ بہت ہو چکی اب مہربانی فرمایئے، ☆ اے بے عَلاقہ، ☆ منہ چھپا، ☆ جہنم میں جا، ☆ چولھے میں جا، ☆ بھاڑ میں پڑ، ☆ میرے پاس سے چل، ☆ میں نے نکاح فسخ کیا، ☆ تو مجھ پر مثل مُردار ہے، ☆ تو مثل میری ماں یا بہن یا بیٹی کے ہے (اور یوں کہا کہ تو ماں بہن بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں)، ☆ تو میرے ساتھ حرام میں ہے، ☆ میں نے تجھے تیرے ہاتھ بیچا، (اگرچہ کسی عوض کا ذکر نہ آئے اگرچہ عورت نے یہ نہ کہا کہ میں نے خریدا)، ☆ میں تجھ سے باز آیا، ☆ تو میرے کام کی نہیں، ☆ میرے مطلب کی نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۲۹)

**سوال:** حکم کے اعتبار سے طلاق کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** حکم کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں: **(۱)۔۔۔** طلاقِ رجعی۔ **(۲)۔۔۔** طلاقِ بائن۔ **(۳)۔۔۔** طلاقِ مُغَلَّظَہ۔

**سوال:** طلاقِ رجعی کیسے واقع ہوتی ہے؟ اور اس طلاق کے بعد عورت واپس کیسے آئے گی؟

**جواب:** صریح الفاظ کے ذریعے دی جانے والی طلاق سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔
("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الصریح، ج۴، ص ۴۴۳۔۴۴۸)

طلاقِ رجعی دینے کے بعد عورت کو واپس لانے کا طریقہ یہ ہے کہ عدت کے اندر عورت کو اُسی پہلے نکاح پر باقی رکھتے ہوئے رجعت کرلے۔ اور رجعت کا طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کے سامنے کہے۔ "میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا میں نے اُسے واپس لیا یا روک لیا" اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو بھی رجوع ہو جاتا ہے۔ رجوع کا دوسرا طریقہ یہ ہے۔ مرد بیوی سے جماع کرلے یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے یا شہوت سے بدن کو چھُولے وغیرھا۔

رجوع میں عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں اگرچہ وہ انکار بھی کرے تب بھی شوہر کے رجوع کرلینے سے رجوع ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۱۷۰)

**سوال:** طلاقِ بائن کیسے واقع ہوتی ہے؟ اور اس طلاق کے بعد عورت واپس کیسے آئے گی؟

**جواب:** تین صورتوں میں طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے:

**(۱)۔۔۔** اگر شوہر نے کنایہ الفاظ کے ذریعے طلاق دی مثلاً یوں کہے: ☆تو مجھ پر حرام ہے، یا طلاق کی نیت سے کہے: ☆میں نے تجھے آزاد کیا، ☆نکل، ☆چل، ☆جا، ☆دفع ہو، ☆اور شوہر تلاش کر، ☆چلتی نظر آ، ☆بستر اٹھا، وغیرھا الفاظ کہے تو طلاقِ بائن واقع ہوگی۔

**(۲)۔۔۔** یا صریح الفاظ سے طلاق دی مگر ان صریح الفاظ میں شدت پیدا کی مثلاً یوں کہے "تجھے سب سے گندی طلاق یا سب سے سخت طلاق" اس قسم کے الفاظ کہے تو اس صورت میں طلاق بائن واقع ہوگی۔

**(۳)۔۔۔** طلاق تو رجعی دی تھی مگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا بلکہ عدت پوری ہوگئی تو اب وہ طلاقِ رجعی بائن ہوگئی۔

طلاقِ بائن واقع ہونے کے بعد عورت کو واپس لانے کا طریقہ یہ ہے کہ عدت کے اندر اور عدت کے بعد دونوں صورتوں میں اگر مرد و عورت دونوں نکاح کرلیں تو رجوع ہو جائے گا یعنی عورت مرد کے نکاح میں آ جائے گی۔اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس صورت میں عورت سے نکاح کے لئے اس کی اجازت و رضامندی ضروری ہے اگر وہ راضی نہ ہو تو نکاح نہیں ہو سکتا۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۱۹-۲۰)

**سوال**: طلاقِ مغلظہ کیسے واقع ہوتی ہے؟ اور اس طلاق کے بعد عورت واپس کیسے آئے گی؟

**جواب**: تین طلاقوں کا عدد جب بھی پورہ ہو گا تو طلاقِ مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ اور طلاقِ مغلظہ واقع ہونے کی صورت میں بغیر حلالہ کے عورت واپس نہیں آتی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۰)

**سوال**: حلالہ کیا ہوتا ہے؟

**جواب**: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے (یعنی جس سے جماع یا دخول کیا گیا ہو) تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور مرد سے نکاحِ صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی (یعنی دوسرا شوہر) اُس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر وہ عورت شوہرِ اول سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے کہ اس کے لئے عدت نہیں۔ ("البحرالرائق"،کتاب الطلاق، فصل فیما تحل به المطلقة، ج۴، ص۹۷،۹۸)

**سوال**: شوہر اگر عورت سے رجوع کرے تو اب اُسے کتنی طلاقوں کا حق حاصل ہو گا؟

**جواب**: اگر شوہر نے ایک طلاق کے بعد رجوع کیا تو دو طلاقوں کا اختیار ہے اور اگر دو طلاقوں کے بعد رجوع کیا تو ایک طلاق کا اختیار ہے۔ یعنی زندگی میں اُسے تین طلاقوں کا اختیار ہے اگر ایک طلاق چالیس سال پہلے بھی دی تو وہ بالکل ختم نہ ہو جائے گی دوبارہ اگر طلاق دی تو وہ دوسری شمار کی جائے گی پھر اگرچہ ستر سال بعد طلاق دے وہ تیسری شمار کی جائے گی اور وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی بغیر حلالہ دوبارہ واپس نہیں آ سکتی۔ البتہ اگر بالفرض ایک یا دو طلاقوں کے بعد عورت نے کسی اور مرد سے شادی کرلی پھر اُس مرد نے بھی جماع کے بعد طلاق دے دی تو اب اگر وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کرے تو اُسے نئے سِرے سے تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۲۰)

**سوال**: کیا غصے کی حالت میں دی جانے والی طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

**جواب**: جب تک عقل سلامت ہے غصے کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے: آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے اور طرح طرح کے حیلے سے یہ فتویٰ لینا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو۔ ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ مفتی کو چاہئے یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصے میں طلاق ہو جاتی ہے۔ وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہے بہت نادر ہے، لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔ (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۱۱۳)

**سوال**: اگر دوستوں سے یا بیوی سے مذاق کرتے ہوئے بیوی کو طلاق دے دی تو کیا طلاق ہو جائے گی؟

**جواب**: طلاق کا مُعاملہ ایسا ہے کہ مذاق میں دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف ہے: "تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے (یعنی مذاق میں بھی وہی حکم ہے جو سنجیدگی میں ہے) (۱)۔۔۔ نکاح۔ (۲)۔۔۔ طلاق۔ (۳)۔۔۔ (طلاق کے بعد) رجوع کرنا"۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۴)

لہٰذا اگر کسی نے اپنی حقیقی بیوی کو مذاق یا فلم یا ڈرامے میں طلاق دی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۱۳)

**سوال**: اگر نشے یا نیند میں طلاق دی تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟

**جواب**: اگر کسی نے نشہ پی کر طلاق دی تو طلاق ہو جائے گی۔ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ یا افیون یا چرس یا کسی اور چیز سے۔ بہر صورت طلاق ہو جائے گی، کیونکہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ البتہ اگر کسی نے اُسے مجبور کر کے یعنی قتل یا عضو کاٹ دینے کی دھمکی یا دھوکے سے نشہ پلا دیا یا حالتِ اضطرار میں مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور کوئی حلال شے پینے کو نہ تھی تو ایسی حالت میں شراب وغیرہ نشہ کی چیز پی اور اس کے نشے میں طلاق دی تو واقع نہ ہو گی اور نیند میں دی جانے والی طلاق بھی واقع نہ ہو گی۔ ("الدر المختار"، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۲۷۔ ۴۳۸)

**سوال**: اگر محض ڈرانے، دھمکانے کی نیت سے طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: طلاق دینے میں طلاق کی نیت کرنا ضروری نہیں۔ زبان سے طلاق کے الفاظ ادا ہو گئے تو طلاق ہو جائے گی۔ خواہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق سے یا ڈرانے دھمکانے کی نیت سے حتیٰ کہ اگر زبان سے کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہو

اور طلاق کے الفاظ نکل جائیں یا لفظِ طلاق بولا مگر اُس کے معنی نہیں جانتا یا بھول کر یا غفلت میں طلاق دی ہر صورت میں طلاق ہو جائے گی۔ لہذا عام طور پر لوگ جو عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ صرف ڈرانا مقصود تھا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ (طلاق کے آسان مسائل ص ۱۵۔۱۶)

**سوال**: کیا لکھ کر طلاق دینے سے طلاق ہو جائے گی؟

**جواب**: زبان سے الفاظِ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز (یعنی نمایہ) نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہو گی اور اگر ایسی چیز پر لکھے کہ حروف ممتاز ہوتے ہوں مثلاً کاغذ یا تختہ وغیرہ پر اور طلاق کی نیت سے لکھے تو ہو جائے گی۔ (''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، ج ۴، ص ۴۴۲) (بہارِ شریعت ج ۲، ص ۱۱۴)

**سوال**: گونگا شخص کیسے طلاق دے گا؟

**جواب**: گونگے نے اشارہ سے طلاق دی ہو گئی جبکہ لکھنا نہ جانتا ہو، اور لکھنا جانتا ہو تو اشارہ سے نہ ہو گی بلکہ لکھنے سے ہو گی۔ ("فتح القدیر"، کتاب الطلاق، فصل، ج ۳، ص ۳۴۸)

# ظہار کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔(تِرمِذی ج۵ ص ۳۲۰ حدیث ۳۵۵۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** ظہار کے کیا معنی ہیں؟

**جواب:** ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔

("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۲۹،۱۲۵)

**سوال:** ظہار کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ ادا کر دے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھونا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لئے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔

("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الظھار، الجزء الثانی، ص۸۲ و"الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۳۰)

**سوال:** ظہار کے صحیح ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟

**جواب:** ظہار کے لئے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں۔ یونہی نابالغ و مجنون، بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا۔

("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۲۶)

**سوال:** ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اور اس حالت میں ظہار کیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص۱۲۶)

**سوال:** ظہار کا کیا کفارہ ہے؟

**جواب:** ظہار کرنے والا اگر جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اُس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں۔ اور ظہار کا کفارہ تین طرح سے ادا کیا جاسکتا ہے:

**(۱)۔۔۔** ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے، غلام مسلمان ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارۃ، ج۱، ص۵۰۹۔۵۱۰)

**(۲)۔۔۔** اور اگر غلام کی اِستطاعت نہ ہو خواہ ملتا نہیں یا اس کے پاس اس کی قیمت نہیں تو کفارہ میں مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، ج۵، ص۱۳۹)

**(۳)۔۔۔** اور اگر روزے رکھنے پر بھی قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہوں گے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ی ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: اِیّ حرلیس لہ...اِلخ، ج۵، ص۱۴۴)

اور یہ بھی شرط ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں! اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ ("الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: اِیّ حرلیس لہ...اِلخ، ج۵، ص۱۴۴)

**سوال:** کیا کھانا کھلانے کے علاوہ کوئی اور بھی صورت ہے؟

**جواب:** یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے اور یہ قیمت اُنہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقۂ فطر اور زکوۃ دے سکتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۲۱۵)

**سوال:** اپنی بیوی سے چند بار ظہار کیا تو کتنے کفارے لازم ہوں گے؟

**جواب**: ایک عورت سے چند بار ظہار کیا تو اُتنے ہی کفارے دے اگرچہ ایک ہی مجلس میں متعدد بار الفاظِ ظہار کہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ بار بار لفظ بولنے سے متعدد ظہار مقصود نہ تھے بلکہ تاکید مقصود تھی تو اگر ایک ہی مجلس میں ایسا ہو امان لیں گے ورنہ نہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الظھار، ج۵، ص ۱۳۴)

**سوال**: کیا الفاظِ ظہار کہتے وقت نیّت کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے؟

**جواب**: جی ہاں! الفاظِ ظہار کہتے وقت اگر طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہو گی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم (یعنی حرام کرنے) کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ ("الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الظھار، الجزء الثانی، ص ۸۴)

**سوال**: ایلا کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: ایلا شوہر کا یہ قسم کھانا کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا چار مہینے قربت نہ کرے گا۔ اس کی تفصیلی معلومات کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد دوم سے ایلا کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۸۲)

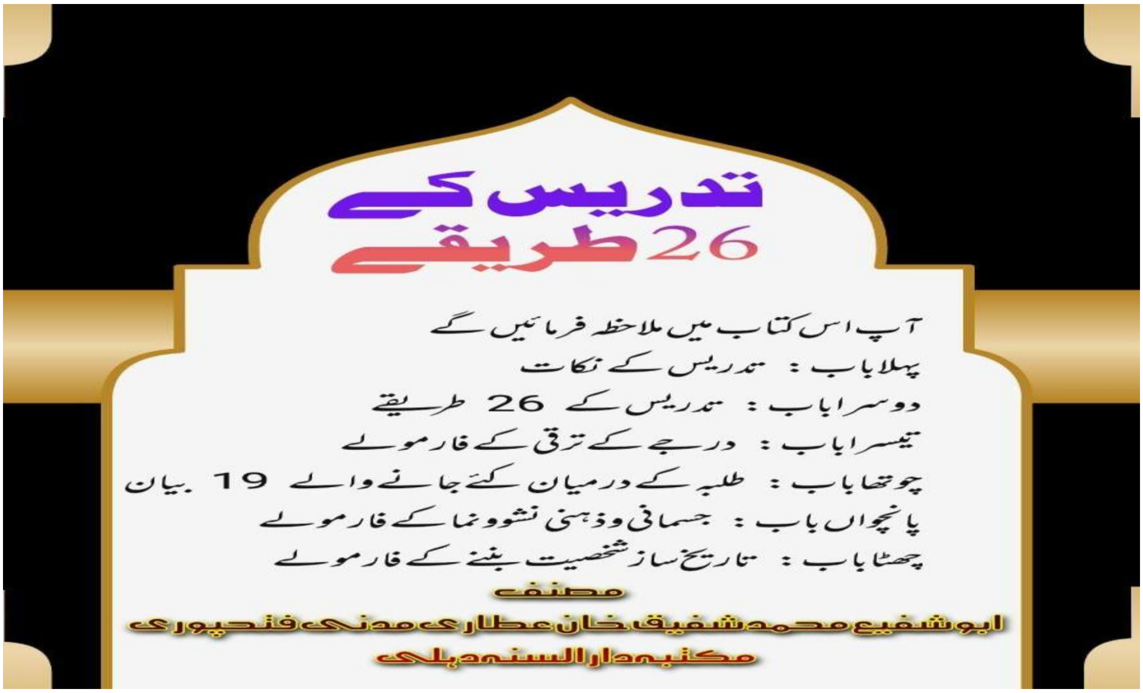

# خلع کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرْمَانِ مُصْطَفٰی** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔(مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۱ص ۴۲۹ حدیث ۱۷۳۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: خلع کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ تو مجھ سے کچھ مال لے لے اور مجھے طلاق دے دے،پس شوہر اپنی بیوی سے مال لے کر طلاق دیتا ہے۔یا شوہر اپنی بیوی سے کہے:"اگر تو مجھ سے طلاق لینا چاہتی ہے تو میں تجھے طلاق دے دوں مگر اس کے بدلے کچھ مال لوں گا۔اس میں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کئے خلع نہیں ہو سکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہو گا۔(بہارِ شریعت ج۲،ص ۱۹۴)

**سوال**: خلع کرنا کیسا ہے؟

**جواب**: اگر زوج وزوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اُس کا دینا لازم ہے۔
("الھدایۃ"،کتاب الطلاق، باب الخلع، ج۲، ص ۲۶۱)

**سوال**: شوہر کا خلع پر عوض لینا کیسا ہے؟

**جواب**: اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو تو خلع پر مطلقاً عوض لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو جتنا مہر میں دیا ہے اُس سے زیادہ لینا مکروہ پھر بھی اگر شوہر نے زیادہ لیا تو قضاءً جائز ہے۔
("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الخلع وما فی حکمہ، الفصل الاول، ج۱، ص ۴۸۸)

خلع کی تفصیلی معلومات کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد دوم سے خلع کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

# عدّت کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے،اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُود شریف نہ پڑھے وہ قِیامت کے دِن جب اُس کی جزا دیکھیں گے تو اُن پر حسرت طاری ہو گی، اگرچہ جنت میں داخل ہو جائیں۔(ایضاًج۳ص۴۸۹حدیث۹۹۷۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!		صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

**سوال**:عدت سے کیا مراد ہے؟

**جواب**: نکاح زائل ہونے یا شبہہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔('' الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطلاق،الباب الثالث عشرفی العدۃ،ج۱،ص۵۲۶)

**سوال**:عورت پر عدت کن وجوہات کی بناپر ہوتی ہے؟

**جواب**: نکاح زائل ہونے کے بعد عورت پر عدت ہوتی ہے، اب نکاح کا زائل ہونا چاہے تو شوہر کا انتقال ہونے سے ہوا ہو یا طلاق دینے سے ہوا ہو۔('' الفتاوی الھندیۃ''،کتاب الطلاق،الباب الثالث عشرفی العدۃ،ج۱،ص۵۲۶)

**سوال**:اگر طلاق کے ذریعے نکاح زائل ہوا ہو تو عورت کو کتنے دن کی عدت گزارنی ہو گی؟

**جواب**:شوہر نے عورت کو طلاق دی، بائن یا رجعی اور اِن صورتوں میں دخول ہو چکا ہو یا خلوت ہوئی ہو اور اس وقت عورت کو حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہو تو عدت پورے تین حیض ہے۔('' الدرالمختار''،کتاب الطلاق،باب العدۃ،ج۵،ص۱۹۱)
اوراگر عورت کو حیض نہیں آتا ہے کہ ابھی ایسے سِن کو نہیں پہنچی یا سِن ایاس کو پہنچ چکی ہے یا عمر کے حساب سے بالغہ ہو چکی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینے ہے۔('' الدرالمختار''،کتاب الطلاق،باب العدۃ،ج۵،ص۱۸۶۔۱۹۲)

**سوال**:اگر شوہر کے انتقال کے ذریعے نکاح زائل ہوا ہو تو عورت کو کتنے دن کی عدت گزارنی ہو گی؟

**جواب**:اگر عورت کو حمل نہ ہو اور اس کا شوہر انتقال کر گیا تو موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزر لے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔
('' الجوہرۃالنیرۃ''،کتاب العدۃ،الجزء الثانی،ص۹۷)

**سوال:** اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی کتنی عدت ہے؟

**جواب:** عورت اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے، عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔

(''الدرالمختار''، کتاب الطلاق، باب العدة، ج۵، ص۱۹۲)

وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا۔ اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو آخری بچے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہو گی۔ ("الجوہرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص۹۶)

**سوال:** طلاق کی عدت کس وقت سے شمار ہو گی؟

**جواب:** طلاق کی عدت وقتِ طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اُسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو عورت اُس کی تصدیق کرے یا تکذیب، عدت وقت اقرار سے شمار ہو گی۔

("الجوہرة النيرة"، كتاب العدة، الجزء الثاني، ص۱۰۱۔۱۰۲)

**سوال:** شوہر نے عورت کو طلاق دی تھی اور عورت ابھی عدت گزار رہی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب عورت کون سی عدت گزارے گی؟

**جواب:** شوہر نے عورت کو طلاقِ رجعی دی تھی اور شوہر عدت میں مر گیا تو عورت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی خواہ صحت کی حالت میں طلاق دی ہو یا مرض میں۔ اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین طلاق دی تھی تو طلاق کی عدت پوری کرے جبکہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی ہو تو دونوں عدتیں پوری کرے یعنی اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے تو عدت پوری ہو چکی اور اگر تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار مہینے دس دن پورے نہ ہوئے تو ان کو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض پورے نہ ہوئے تو حیض کے پورے ہونے کا انتظار کرے۔ ("الفتاوى الهندية"،كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة، ج۱، ص۵۳۰)

**سوال:** عورت عدت کہاں گزارے گی؟

**جواب:** موت یا فرقت(یعنی علیحدگی) کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت(یعنی رہائش) تھی اُسی مکان میں عدت پوری کرے۔ یہاں تک کہ اگر عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لئے کہیں اور گئی تھی اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراًبلا توقف وہاں سے واپس آئے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۲۴۵)

**سوال:** جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے کیا اس کو بدل سکتی ہے؟

**جواب:** جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت کہ اسے کوئی نکال دے مثلاً طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اس کو نکال دیا، یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت عدتِ وفات ہے اور مکان کا مالک کہتا ہے کہ کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا وہ مکان شوہر کا ہے مگر اس کے حصہ میں جتنا ملا وہ قابلِ سکونت نہیں اور ورثہ اپنے حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے یا کرایہ مانگتے ہیں اور اس کے پاس کرایہ نہیں یا مکان گر رہا ہو یا گرنے کا خوف ہو یا چوروں کا خوف ہو، یا مال تلف(یعنی ضائع) ہو جانے کا اندیشہ ہے یا آبادی کے کنارے مکان ہے اور مال وغیرہ کے چوری ہونے کا اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے۔ اور اگر کرایہ کا مکان ہو اور کرایہ دے سکتی ہے یا ورثہ کو کرایہ دے کر رہ سکتی ہے تو اُسی میں رہنا لازم ہے۔(بہارِ شریعت ج۲، ص۲۴۵۔۲۴۶)

اور وفات کی عدت میں اگر مکان بدلنا پڑے تو اُس مکان سے جہاں تک قریب کا میسر آسکے اُسے لے اور عدت طلاق کی ہو تو جس مکان میں شوہر اُسے رکھنا چاہے اور اگر شوہر غائب ہے تو عورت کو اختیار ہے۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص۵۳۵)

**سوال:** عدت میں عورت کا گھر سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

**جواب:** جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہے یا کسی وجہ سے فرقت ہوئی تو اس کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں، نہ دن میں، نہ رات میں، اگرچہ شوہر نے اُسے باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہو۔

("الفتاوی الهندية"، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص ۵۳۴)

**سوال:** کیا ضرورت کی وجہ سے بھی باہر نہیں جا سکتی؟

**جواب:** موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو مثلاً عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کرکے لائے گی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور

رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لئے بھی جاسکتی ہے مگر رات کو اُسی گھر میں رہنا ہوگا۔ یونہی کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لئے بھی جاسکتی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص ۲۴۵)

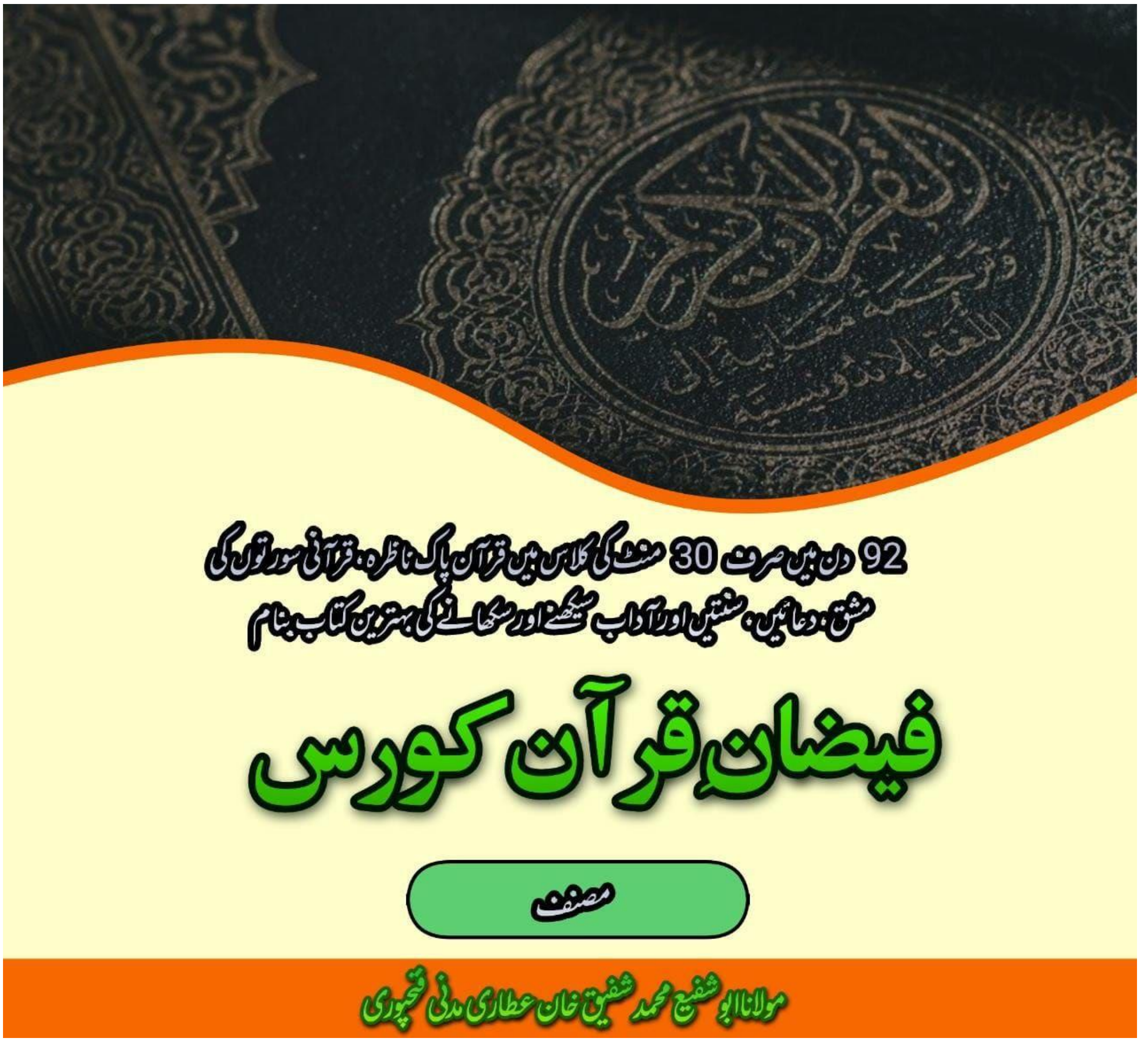

# سوگ کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا** کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم ہے: ہر شخص کی دُعا پردے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آلِ محمد پر دُرُودِپاک پڑھے۔(مُعْجَم اَوسط ج ۱ ص ۲۱۱ حدیث ۷۲۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: سوگ کے کیا معنی ہیں؟

**جواب**: سوگ کے معنی زینت کو ترک کرنا ہے۔(بہارِ شریعت ج ۲، ص ۲۴۲)

**سوال**: سوگ کس عورت پر ہے؟ نیز سوگ منانے کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: سوگ اُس عورت پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاقِ بائن کی عدت میں ہو اگرچہ عورت باندی ہو۔ شوہر کے عنّین (یعنی نامرد) ہونے یا عضو تناسل کے کٹے ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اُس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے۔("الدرالمختار"، کتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۱)

**سوال**: سوگ میں کون کون سی زینت کا ترک کرنا واجب ہے؟

**جواب**: سوگ میں جن زینتوں کا ترک کرنا واجب ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

**(۱)**۔۔۔ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہا کے نہ پہنے۔

**(۲)**۔۔۔ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے۔ زعفران یا کُسم یا گیرو کا رنگا ہوا سادہ کپڑا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے۔ یونہی پڑیا کا گلابی رنگ۔ دھانی۔ چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین (یعنی بناؤ سنگار) ہوتا ہے سب کو ترک کردے۔

**(۳)**۔۔۔خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے۔

**(۴)**۔۔۔تیل کا استعمال نہ کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے زیتون کا تیل۔

**(۵)**۔۔۔کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبودار سرمہ لگانا منع ہے۔

**(۶)**۔۔۔مہندی لگانا منع ہے۔

ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ ہاں! جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اُس کا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یونہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔

("الدرالمختار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص۲۲۱)("الفتاوى الهندية"،كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص ۵۳۳)

**سوال:** کیا عورت عذر کی وجہ سے ممنوعہ چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے؟

**جواب:** عذر کی وجہ سے اِن چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں اُس کا استعمال زینت کے قصد (یعنی ارادہ) سے نہ ہو مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِ سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے۔ نیز دردِ سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ یا سُرمہ لگانے کی ضرورت ہے کہ آنکھوں میں درد ہے۔ یا خارش (یعنی کھجلی) ہے تو ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے۔ یا اُس کے پاس اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے مگر یہ ضروری ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہٰذا بقدرِ ضرورت اجازت ہے ضرورت سے زیادہ ممنوع مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اُس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو دن میں لگانے کی اجازت نہیں۔

("الفتاوى الهندية"،كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، ج۱، ص ۵۳۳)

**سوال:** کیا عورت شوہر کے علاوہ کسی قریبی رشتہ دار کے مرنے پر سوگ کر سکتی ہے؟

**جواب:** کسی قریبی رشتہ دار کے مر جانے پر عورت کو تین دن تک سوگ کرنے کی اجازت ہے اس سے زائد کی نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی منع کر سکتا ہے۔ ("ردالمحتار"، كتاب الطلاق، فصل في الحداد، ج۵، ص ۲۲۳)

اور کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک اپنے شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لئے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔

("الدرالمختار" و "ردالمحتار"،كتاب الطلاق، فصل في الحداد،ج۵، ص ۲۲۴)

**سوال:** کیا عدت کے اندر عورت چارپائی پر سو سکتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! عدت کے اندر چارپائی پر سو سکتی ہے کہ یہ زینت میں داخل نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص ۲۴۴)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللَّطِيْف وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الشَّفِيْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه صلى الله عليه و اله و سلم وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه صلى الله عليه و اله و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسَان فَرض عُلُوم

سُوَالاً جَوَاباً

# كِتَابُ الْاُضْحِيَّة

☆... قربانی کیا ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

☆... قربانی کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

☆... کیا قرض لے کر قربانی کر سکتے ہیں؟

☆... قربانی کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

☆... قربانی واجب ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

☆... آدمی مالکِ نصاب کب ہوتا ہے؟ اور حاجت سے کیا مراد ہے؟

☆... زکوۃ اور قربانی کے نصاب میں کیا فرق ہے؟

☆... قربانی کی شرائط کب پائی جائیں تو قربانی واجب ہو گی؟

☆... قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

☆... قربانی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# قربانی کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرمانِ مُصطَفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔(مُصَنَّف عَبدُ الرَّزّاق ج۲ ص۱۴۲ حدیث ۳۱۲۶)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** قربانی کیا ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب (یعنی نیکی) ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اس جانور کو بھی اُضْحِیَّہ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لئے باقی رکھی گئی اور قربانی کرنا واجب ہے مگر ہر ایک پر نہیں بلکہ جن میں شرائط پائی جائیں جن کا بیان آرہا ہے۔

(بہارِ شریعت ج۳، ص ۳۲۷)

**سوال:** قربانی کرنے کی کیا فضیلت اور نہ کرنے کی کیا وعید ہے؟

**جواب:** قربانی کرنے کی فضیلت اور نہ کرنے کی وعید پر فرامینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

**(۱)۔۔۔** قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔

(ترمذی ج۳ ص۱۶۲ حدیث ۱۴۹۸)

**(۲)۔۔۔** جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی، تو وہ آتشِ جہنَّم سے حِجاب (یعنی رَوک) ہو جائے گی۔(اَلْمُعْجَمُ الْکبِیر ج۳ ص۸۴ حدیث ۲۷۳۶)

**(۳)۔۔۔** اے فاطِمہ! اپنی قربانی کے پاس موجود رہو کیونکہ اِس کے خون کا پہلا قطرہ گرے گا تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔(اَلسُّنَنُ الْکُبرٰی لِلْبَیْہَقِی ج۹ ص۴۷۶ حدیث ۱۹۱۶۱)

**(۴)۔۔۔** جس شخص میں قُربانی کرنے کی وُسعَت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔(اِبن ماجہ ج۳ ص۵۲۹ حدیث ۳۱۲۳)

**سوال:** کیا قرض لے کر قربانی کرسکتے ہیں؟

**جواب:** اگر کسی پر قربانی واجِب ہے اور اُس وَقت اس کے پاس روپے نہیں ہیں تو قَرض لے کر یا کوئی چیز فروخت کرکے قربانی کرے۔(فتاویٰ امجدیہ جلد۳،ص ۳۱۵)

**سوال:** قربانی کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب:** قربانی کئی قسم کی ہے:

(۱)۔۔۔ غنی اور فقیر دونوں پر واجب ہو: دونوں پر واجب ہو اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی یہ کہا کہ اللہ عزوجل کے لئے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے یا اس بکری یا اس گائے کو قربانی کرنا ہے۔

(۲)۔۔۔ فقیر پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو: اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا تو اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس جانور کے خریدنے سے اس جانور کی قربانی اس پر واجب نہیں ہوتی۔

(۳)۔۔۔ غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو: اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا وجوب نہ خریدنے سے ہو نہ منت ماننے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکریہ میں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کے اِحیا میں جو قربانی واجب ہے وہ صرف غنی پر ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الأضحیۃ،الباب الاوّل فی تفسیرھا...إلخ،ج۵،ص ۲۹۲،۲۹۱)

**سوال:** قربانی واجب ہونے کی کیا شرائط ہیں؟

**جواب:** قربانی واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔ **مسلمان ہونا:** لہذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

(۲)۔۔۔ **مقیم ہونا:** لہذا مسافر پر واجب نہیں۔

(۳)۔۔۔ **مالک نصاب ہونا:** یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۴)۔۔۔ **آزاد ہونا:** جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اس پر واجب نہیں۔

**(۵)۔۔۔بالغ ہونا:** لہذا مفتی بہ قول کے مطابق نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔ ("الدر المختار"، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۴)

**سوال:** آدمی مالکِ نصاب کب ہوتا ہے؟ اور حاجت سے کیا مراد ہے؟

**جواب:** جو شخص دو سو درہم (یعنی ساڑھے باوان تولہ چاندی یا اس کی قیمت) یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے ان کے سوا جو چیزیں ہوں وہ حاجت سے زائد ہیں۔ ("الفتاوی الهندیة"، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص۲۹۲)

**سوال:** زکوۃ اور قربانی کے نصاب میں کیا فرق ہے؟

**جواب:** زکوۃ اور قربانی کے نصاب میں دو طرح سے فرق ہے:

**(۱)۔۔۔** زکوۃ کے نصاب میں صرف مالِ نامی (یعنی سونا، چاندی، مالِ تجارت اور رقم) کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ جبکہ قربانی کے نصاب میں حاجتِ اصلیہ کے علاوہ ہر چیز نصاب میں داخل ہوتی ہے چاہے مالِ نامی (یعنی سونا، چاندی، مالِ تجارت اور رقم) ہو یا نہ ہو۔

**(۲)۔۔۔** زکوۃ کے لئے نصاب پر سال کا گزرنا شرط ہے، جبکہ قربانی کے لئے سال کا گزرنا شرط نہیں ہے۔
(فیضانِ فرض علوم ج۲، ص۴۴۱)

**سوال:** کیا مرد ہونا قربانی کے لئے شرط ہے؟

**جواب:** مرد ہونا قربانی کے لئے شرط نہیں۔ لہذا عورتوں پر بھی واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے۔ ("الدر المختار"، کتاب الاضحیۃ، ج۹، ص۵۲۴)

**سوال:** قربانی کی شرائط کب پائی جائیں تو قربانی واجب ہو گی؟

**جواب:** شرائط کا پورے وقت میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لئے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصہ میں شرائط کا پایا جانا وجوب کے لئے کافی ہے مثلاً ایک شخص ابتدائے وقتِ قربانی میں کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا اور ابھی قربانی کا وقت باقی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے جبکہ دوسرے شرائط بھی پائے جائیں اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد

ہو گیا اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یوہیں اول وقت میں مسافر تھا اور درمیانِ وقت میں مقیم ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہو گئی یا فقیر تھا اور وقت کے اندر مالدار ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأضحیۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص۲۹۳)

**سوال**: قربانی واجب ہونے کا سبب کیا ہے؟

**جواب**: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ وقت آیا اور شرائطِ وجوب پائے گئے قربانی واجب ہو گئی۔ ("الدرالمختار"، کتاب الأضحیۃ، ج۹، ص۵۲۰)

**سوال**: قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

**جواب**: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے یعنی تین دن، دوراتیں اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔ ("الدرالمختار"، کتاب الأضحیۃ، ج۹، ص۵۲۰و۵۲۷۔۵۲۹)

**سوال**: شہر اور گاؤں والے قربانی کب کریں؟

**جواب**: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز ہو چکے لہٰذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں ہے یہاں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے اور دیہات میں بہتر یہ ہے کہ بعد طلوع آفتاب قربانی کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو چکنے کے بعد قربانی کی جائے۔ اور ابھی خطبہ نہیں ہوا ہے اس صورت میں قربانی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الأضحیۃ، ج۵، ص۲۹۵)

**سوال**: حاجتِ اصلیہ سے زائد ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر قیمت کی کوئی چیز ہو تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: ایک مکان جاڑے کے لئے اور ایک گرمی کے لئے یہ حاجت میں داخل ہے ان کے علاوہ اس کے پاس تیسرا مکان ہو جو حاجت سے زائد ہے اگر یہ دو سو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے اسی طرح گرمی جاڑے کے بچھونے حاجت میں داخل ہیں اور تیسرا بچھونا جو حاجت سے زائد ہے اس کا اعتبار ہو گا۔ غازی کے لئے دو گھوڑے حاجت میں ہیں تیسرا حاجت سے زائد ہے۔ اسلحہ غازی کی حاجت میں داخل ہیں، ہاں! اگر ہر قسم کے دو ہتھیار ہوں تو دوسرے کو حاجت سے زائد قرار دیا جائے گا۔ گاؤں کے زمیندار کے پاس ایک گھوڑا حاجت میں داخل ہے اور دو ہوں تو دوسرے کو زائد مانا جائے گا۔ گھر میں پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے وقت پہننے کے کپڑے اور جمعہ و عید اور دوسرے موقعوں پر

پہن کر جانے کے کپڑے یہ سب حاجت میں داخل ہیں اور ان تین کے سوا چوتھا جوڑا اگر دو سو درہم کا ہے تو قربانی واجب ہے۔("الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الاضحیۃ،الباب الاوّل فی تفسیرھا...إلخ،ج۵،ص۲۹۳)("ردالمحتار"،کتاب الاضحیۃ،ج۹،ص۵۲۰)

**سوال:** حاجی پر بقرہ عید کی قُربانی واجب ہے یا نہیں؟

**جواب:** مُقیم مالدار حاجی پر واجِب ہے، مُسافِر حاجی پر نہیں اگرچہ مالدار ہو۔ بَقَرہ عید کی قربانی کا حَرَم شریف میں ہونا ضَروری نہیں، اپنے مُلک میں بھی کسی کو کہہ کر کروائی جاسکتی ہے۔ البتّہ دن کا خیال رکھنا ہو گا کہ جہاں قربانی ہونی ہے وہاں بھی اور جہاں قربانی والا ہے وہاں بھی دونوں جگہ ایّامِ قربانی ہوں۔ مُقیم حاجی پر قربانی واجِب ہونے کے بارے میں "اَلْبَحرُالرَّائِق "میں ہے:اگر حاجی مسافر ہے تو اُس پر قربانی واجِب نہیں ہے،ورنہ وہ(یعنی مقیم حاجی)مکّی کی طرح ہے اور (غنی ہونے کی صورت میں) اُس پر قربانی واجِب ہے۔(اَلْبَحرُالرَّائِق ج۲ ص۶۰۶)(رفیق الحرمین ص ۱۹۴)

**سوال:** مُقیم مالدار حاجی پر کتنی قربانیاں واجِب ہیں؟

**جواب:** مُقیم مالدار حاجی پر ایک قربانی مالکِ نصاب ہونے کی وجہ سے واجِب ہے اور اگر یہی حاجی حجِ قران یا حجِ تمتع کر رہاہے تو ایک حج کی قربانی بھی واجب ہے، ہاں! اگر حجِ افراد کر رہاہے تو اس میں واجب نہیں بلکہ اختیاری ہے جیساکہ بہارِ شریعت جلد اول کے صفحہ نمبر ۱۲۳۴،۱۲۳۳ پر موجود ہے۔

**سوال:** حجِ قران اور حجِ تمتع کی قربانی کب اور کہاں پر کی جائے گی؟ نیز اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** تمتّع و قران کی قربانی دسویں سے پہلے نہیں ہوسکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی مگر دَم لازم ہے کہ تاخیر جائز نہیں اور ان دو قربانیوں کے علاوہ کے لیے کوئی دن معیّن نہیں اور بہتر دسویں ہے۔ نیز حرم میں ہونا ضروری ہے، منیٰ کی خصوصیت نہیں، ہاں! دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے اور دسویں کے بعد مکہ میں۔

نیز اگر قربانی قران یا تمتّع کی ہے تو اس میں سے کچھ کھالینا بہتر ہے اور اس کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے۔(بہارِ شریعت جلد اول،ص ۱۲۱۳۔۱۲۱۴)

**سوال:** کیاامریکہ میں رہنے والا شخص ہندوستان میں اپنی قربانی کرواسکتا ہے؟

**جواب**: امریکہ میں رہنے والا وہ شخص جس پر قربانی واجب ہے ہندوستان میں اپنی قربانی کروا سکتا ہے جیسا کہ اوپر والے سوال میں حاجی کے متعلق گزرا، البتّہ دن کا خیال رکھنا ہو گا کہ جہاں قربانی ہونی ہے وہاں بھی اور جہاں قربانی والا ہے وہاں بھی دونوں جگہ ایّام قربانی ہوں۔(رفیق الحرمین ص ۱۹۴)

**سوال**: مالکِ نصاب تھا مگر قربانی نہ کی یہاں تک کہ وقت ختم ہو گیا تو اب کیا کرے؟

**جواب**: باوجود مالک نصاب ہونے کے اس نے قربانی نہ کی اور وقت ختم ہو گیا تو اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے یعنی وقت گزرنے کے بعد قربانی ساقط نہیں ہو گی۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الأضحیۃ، الباب الاوّل فی تفسیرھا...إلخ، ج۵، ص ۲۹۳)("الدر المختار"، کتاب الأضحیۃ، ج۹، ص ۵۲۵)

**سوال**: قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا کیسا ہے؟

**جواب**: میرے آقا اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: قربانی اگر فقیر نے کی ہو تو اس کا گوشت کسی کافر کو دینا جائز نہیں، اگر دے گا تو اتنے گوشت کا تاوان دینا لازم ہو گا اور اگر غنی نے کی تو ذبح کرنے سے اس کا واجب ادا ہو گیا، گوشت کا اسے اختیار ہے مگر مستحب یہ ہے کہ اگر اس کے تین حصے کر لے، ایک حصہ اپنے لئے، ایک عزیزوں خویشوں کے لئے، ایک تصدق کے لئے، کفار کو دینا ان تینوں مدوں سے خارج ہے۔ لہٰذا انہیں دینا خلاف مستحب ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر دینا حماقت ہے۔(فتاوی رضویہ ج۲۰، ص ۴۵۶۔۴۵۷)

**سوال**: غیر مسلم کو قربانی کے جانور کی اوجھڑی (یعنی آنت) دینا کیسا ہے؟

**جواب**: اس مسئلے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ العزت فرماتے ہیں: آنت کھانے کی چیز نہیں، پھینک دینے کی چیز ہے۔ وہ اگر کافر لے جائے یا کافر کو دی جائے تو حرج نہیں۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ (پ۱۸، النور، ۲۶)

خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے۔

یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔

وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ (پ۱۸، النور، ۲۶)

طیب چیزیں طیب لوگوں کے لئے اور طیب لوگ طیب چیزوں کے لئے۔

(فتاوی رضویہ ج ۲۰، ص ۴۵۶-۴۵۷)

**سوال**: قربانی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب**: (چاہے قربانی ہو یا ویسے ہی ذَبح کرنا ہو) سنّت یہ چلی آرہی ہے کہ ذَبح کرنے والا اور جانور دونوں قبلہ رُو ہوں، ہمارے عَلاقے (یعنی پاک و ہند) میں قِبلہ مغرِب (WEST) میں ہے، اس لئے سرِ ذَبیحہ (یعنی جانور کا سر) جُنُوب (SOUTH) کی طرف ہونا چاہیے تا کہ جانور بائیں (یعنی الٹے) پہلو لیٹا ہو، اور اس کی پیٹھ مشرِق (EAST) کی طرف ہو، تا کہ اس کا مُنہ قبلے کی طرف ہو جائے، اور ذَبح کرنے والا اپنا دایاں (یعنی سیدھا) پاؤں جانور کی گردن کے دائیں (یعنی سیدھے) حصّے (یعنی گردن کے قریب پہلو) پر رکھے اور ذَبح کرے اور خود اپنا یا جانور کا مُنہ قبلے کی طرف کرنا ترک کیا تو مکروہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۰ ص ۲۱۶،۲۱۷) پھر یہ دعا پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اور جانور کی گردن کے قریب پہلو پر اپنا سیدھا پاؤں رکھ کر

اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر

پڑھ کر تیز چُھری سے جلد ذَبح کر دیجئے۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذَبح کے بعد یہ دعا پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کریں تو **مِنِّی** کے بجائے **مِنْ** کہہ کر اُس کا نام لیجئے۔ (بوقتِ ذَبح پیٹ پر گھٹنا یا پاؤں نہ رکھئے کہ اس طرح بعض اوقات خون کے علاوہ غذا بھی نکلنے لگتی ہے) (بہارِ شریعت ج ۳ ص ۳۵۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسَان فَرْض عُلُوْم

سُوَالاً جَوَاباً

# کِتَابُ الْقَسَم

☆... قسم کسے کہتے ہیں؟

☆... قسم کے الفاظ کون کون سے ہیں؟

☆... جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

☆... جھوٹی قسم کھانے کے کیا نقصانات ہیں؟

☆... اگر غلطی سے قسم کے کلمات نکل گئے تو کیا حکم ہے؟

☆... قسم کے کفارے کی کون کون سی شرائط ہیں؟

☆... قسم کا کفارہ کس کو دیا جائے؟

☆... کیا قسم کھانا جائز ہے؟

☆... قسم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

☆... کسی کا حق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

☆... قرآن اٹھانا قسم ہے یا نہیں؟

☆... کیا غیر خدا کے نام پر کھائی جانے والی قسم، قسم ہوتی ہے؟

☆... قسم کا کفارہ کیا ہے؟

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# قسم کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فَرْمانِ مُصْطَفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بد بخت ہو گیا۔ (عَمَلُ الْیَوم وَاللَّیْلَۃِ لابن السُّنّی ص۳۳۶ حدیث ۳۸۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: قسم کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: قسم کو عَرَبی زَبان میں یَمِین کہتے ہیں جس کا مطلب ہے: ''داہنی (یعنی سیدھی) جانِب''، چُونکہ اہلِ عَرَب عُمُوماً قسم کھاتے یا قسم لیتے وَقت ایک دوسرے سے داہنا (یعنی سیدھا) ہاتھ مِلاتے تھے اِس لئے قسم کو ''یمین'' کہنے لگے، یا پھر یَمِین ''یُمْن'' سے بنا ہے جس کے معنٰی ہیں ''بَرَکت و قُوَّت''، چُونکہ قسم میں اللہ تعالٰی کا بابَرَکت نام بھی لیتے ہیں اور اس سے اپنے کلام کو قُوَّت دیتے ہیں اس لئے اِسے یَمِین کہتے ہیں یعنی بَرَکت و قُوَّت والی گفتگو۔
(مُلَخَّص از مرأۃ المناجیح ج ۵ ص ۱۹۴)

اور شَرعی اِعتِبار سے قسم اُس عَقد (یعنی عَہد وپیماں) کو کہتے ہیں جس کے ذَرِیعے قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پُختہ (یعنی پکّا) اِرادہ کرتا ہے۔ (دُرِّمُختار ج ۵ ص ۴۸۸) مَثَلاً کسی نے یوں کہا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں کل تمہارا سارا قَرض ادا کردوں گا'' تو یہ قسم ہے۔

**سوال**: کیا قسم کھانا جائز ہے؟

**جواب**: قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیۓ اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے (یعنی دورانِ گفتگو بار بار قسم کھانے کی عادت بنا رکھی ہے) کہ قَصد و بے قَصد (یعنی اِرادتاً اور بِغیر ارادے کے) زَبان سے قسم جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچّی ہے یا جھوٹی! یہ سخت مَعیوب (یعنی بَہت بُری بات) ہے اور غیرِ خدا کی قسم مکروہ ہے اور یہ شَرعاً قسم بھی نہیں یعنی اس کے توڑنے سے کفّارہ لازِم نہیں۔

**سوال**: قسم کے الفاظ کون کون سے ہیں؟

**جواب**: اگر ☆ وَاللہ، ☆ بِاللہ، ☆ تَاللہ، ☆ بخدا، ☆ قسم سے۔ بَحَلفِ شَرعی کہتا ہوں، ☆ اللہ کو حاضِر ناظر جان کر کہتا ہوں، ☆ اللہ کو سمیع بصیر جان کر کہتا ہوں۔ یہ سب قسم کے الفاظ ہیں۔ "اللہ کو حاضِر ناظر جان کر کہتا ہوں" اِس طرح کہنے سے قسم تو ہو جائے گی مگر اللہ عزوجل کو حاضِر ناظر کہنا ممنوع ہے۔ (نیکی کی دعوت حصہ اول، ص ۱۷۹)

**سوال**: قسم کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

**جواب**: قسم تین طرح کی ہوتی ہے: (۱)۔۔۔لَغو۔ (۲)۔۔۔غَمُوس۔ (۳)۔۔۔مُنعَقِدہ۔

**(۱)۔۔۔لَغو**: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی مُعاملے) پر اپنے خیال میں (یعنی غَلَط فہمی کی وجہ سے) صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ بات اس کے خلاف (یعنی اُلَٹ) ہو، مَثَلاً کسی نے قسم کھائی: "اللہ عزوجل کی قسم! زَید گھر پر نہیں ہے" اور اس کی معلومات میں یہی تھا کہ زید گھر پر نہیں ہے اور اِس نے اپنے گُمان میں سچّی قسم کھائی تھی مگر حقیقت میں زید گھر پر تھا تو یہ قسم "لَغو" کہلائے گی، یہ مُعاف ہے اور اس پر کفّارہ نہیں۔

**(۲)۔۔۔غَمُوس**: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی مُعاملے) پر دانِستہ (یعنی جان بوجھ کر) جھوٹی قسم کھائے مَثَلاً کسی نے قسم کھائی: "اللہ عزوجل کی قسم! زید گھر پر ہے،" اور وہ جانتا ہے کہ حقیقت میں زید گھر پر نہیں ہے تو یہ قسم "غَمُوس" کہلائے گی اور قسم کھانے والا سخت گنہگار ہوا، اِستِغفار و توبہ فرض ہے مگر کفّارہ لازِم نہیں۔

**(۳)۔۔۔مُنعَقِدہ**: یہ ہے کہ آئندہ کے لئے قسم کھائی مَثَلاً یوں کہا: "ربّ عزوجل کی قسم! میں کل تمہارے گھر ضَرور آؤں گا۔" مگر دوسرے دن نہ آیا تو قسم ٹوٹ گئی، اسے کفّارہ دینا پڑے گا اور بعض صورَتوں میں گنہگار بھی ہو گا۔
(فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۵۲)

خُلاصہ یہ ہوا کہ قَسَم کھانے والا کسی گزری ہوئی یا موجودہ بات کے بارے میں قسم کھائے گا تو وہ یا تو سچّا ہو گا یا پھر جھوٹا، اگر سچّا ہو گا تو کوئی حَرَج نہیں اور اگر جُھوٹا ہو گا تو اُس نے وہ قسم اپنے خیال کے مطابِق اگر سچّی کھائی تھی تو اب بھی حرج نہیں یعنی گناہ بھی نہیں اور کَفّارہ بھی نہیں، ہاں! اگر اسے پتا تھا کہ میں جھوٹی قسم کھا رہا ہوں تو گنہگار ہو گا مگر کفّارہ نہیں ہے، اور اگر اس نے آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قَسَم کھائی تو اگر وہ قسم پوری کر دیتا ہے فَبِھا (یعنی خوب بہتر) ورنہ کَفّارہ دینا ہو گا اور بعض صورَتوں میں قسم توڑنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہو گا۔ (ان صورَتوں کی تفصیل آگے آرہی ہے)

**سوال**: جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

**جواب**: رسولِ بے مثال، بی بی آمِنہ کے لال اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:"اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والِدَین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو قَتل کرنا اور جُھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں۔" (بُخاری ج۴ص۲۹۵حدیث ۶۶۷۵)

**سوال**: کسی کا حق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا کیسا ہے؟

**جواب**: رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا فرمانِ عظیم ہے: جو قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارلے اللہ عزوجل اُس کے لئے جہنَّم واجِب کر دیتا اور اُس پر جنّت حرام فرما دیتا ہے۔ عَرض کی گئ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگرچِہ وہ تھوڑی سی چیز ہی ہو؟ ارشاد فرمایا:"اگرچِہ پِیلُو کی شاخ ہی ہو۔" (مُسلِم ص ۸۲ حدیث ۲۱۸۔(۱۳۷)) پِیلُو ایک درخت ہے جس کی شاخ اور جڑ سے مِسواک بناتے ہیں۔

**سوال**: جھوٹی قسم کھانے کے کیا نقصانات ہیں؟

**جواب**: جھوٹی قسم کے نقصانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: جھوٹی قسم گھروں کو وِیران کر چھوڑتی ہے (فتاوٰی رضویہ مُخرجّہ ج۶ ص ۲۰۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: جھوٹی قسم گزَشتہ بات پر دانِستہ (یعنی جان بوجھ کر کھانے والے پر اگرچِہ) اس کا کوئی کفّارہ نہیں، (مگر) اس کی سزا یہ ہے کہ جہنَّم کے کَھولتے دریا میں غَوطے دیا جائے گا۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۳ص ۶۱۱)

**سوال**: قرآن اٹھانا قسم ہے یا نہیں؟

**جواب**: قراٰنِ کریم کی قسم کھانا، قَسم ہے، البتّہ صِرف قراٰنِ کریم اُٹھا کر یا بیچ میں رکھ کر یا اُس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کرنی قسم نہیں۔ "فتاوٰی رضویہ" جلد ۱۳ صَفحہ ۵۷۴ پر ہے: جھوٹی بات پر قراٰنِ مجید کی قسم اُٹھانا سخت عظیم گناہِ کبیرہ ہے اور سچّی بات پر قراٰنِ عظیم کی قسم کھانے میں حَرَج نہیں اور ضَرورت ہو تو اُٹھا بھی سکتا ہے مگر یہ قَسم کو بَہُت سخت کرتا ہے، بِلاضَرورتِ خاصّہ نہ چاہئے۔ نیز صَفحہ ۵۷۵ پر ہے: قراٰنِ کریم کو صِرف اُٹھانے یا اُس پر ہاتھ رکھنے یا اُسے بیچ میں رکھنے کو شرعاً قَسم قرار نہ دیا جائے گا) مَثَلاً کہے کہ میں قراٰنِ مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا تو (چونکہ قسم ہی نہیں ہوئی تھی اس لئے) کفّارہ نہ آئے گا۔ واللّٰہُ تعالٰی اَعلم۔

**سوال:** اگر غلطی سے قسم کے کلمات نکل گئے تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** غلطی سے قسم کھا بیٹھا مثلاً کہنا چاہتا تھا کہ پانی لاؤ یا پانی پیوں گا اور زبان سے نکل گیا کہ ''خدا کی قسم پانی نہیں پیوں گا ''تو یہ بھی قسم ہے اگر توڑے گا کفّارہ دینا ہو گا۔ (بہارِ شریعت ج۲ص۳۰۰)

**سوال:** کسی کے مجبور کرنے پر قسم توڑا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** قسم توڑنا اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے، قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ہو یا بھول چوک سے ہر صورت میں کفّارہ ہے بلکہ اگر بیہوشی یا جُنون میں قسم توڑنا ہوا جب بھی کفّارہ واجِب ہے جب کہ ہوش میں قسم کھائی ہو اور اگر بے ہوشی یا جُنُون (یعنی پاگل پن) میں قسم کھائی تو قسم نہیں کہ عاقل ہونا شرط ہے اور یہ عاقل نہیں۔ (تَبیینُ الحقائق ج۳ص۴۲۳)

**سوال:** وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے قسم نہیں ہوتی؟

**جواب:** یہ الفاظ قسم نہیں اگرچِہ ان کے بولنے سے گنہگار ہو گا جبکہ اپنی بات میں جھوٹا ہے: ☆ اگر ایسا کروں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو۔ ☆ اُس کی لعنت ہو۔ ☆ اُس کا عذاب ہو۔ ☆ خُدا کا قہر ٹوٹے۔ ☆ مجھ پر آسمان پھٹ پڑے۔ ☆ مجھے زمین نگل جائے۔ ☆ مجھ پر خدا کی مار ہو۔ ☆ خدا کی پھِٹکار ہو۔ ☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شَفاعت نہ ملے۔ ☆ مجھے خدا کا دیدار نہ نصیب ہو۔ ☆ مرتے وقت کلمہ نہ نصیب ہو۔ (فتاوٰی عالمگیری ج۲ص۵۴)

**سوال:** کیا اللہ تعالیٰ کے ہر نام سے قسم ہو جاتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں! اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں اُن میں سے جس نام کے ساتھ قسم کھائے گا قسم ہو جائے گی خواہ بول چال میں اُس نام کے ساتھ قسم کھاتے ہوں یا نہیں۔ مثلاً: ☆ اللہ عزوجل کی قسم، ☆ خدا کی قسم، ☆ رحمن کی قسم، ☆ رحیم کی قسم، ☆ پَروَردگار کی قسم۔ یونہی خدا کی جس صِفَت کی قسم کھائی جاتی ہو اُس کی قسم کھائی، ہو گئی مثلاً: ☆ خدا کی عزّت و جلال کی قسم، ☆ اُس کی کبریائی (عَظَمت، بڑائی) کی قسم، ☆ اُس کی بُزرگی یا بڑائی کی قسم، ☆ اُس کی عَظَمت کی قسم، ☆ اُس کی قدرت و قوّت کی قسم، ☆ قرآن کی قسم، ☆ کلامُ اللہ کی قسم۔ (فتاوٰی عالمگیری ج۲ص۵۲)

**سوال:** اور کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے؟

**جواب**: ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے: ☆حَلف کرتا ہوں۔ ☆قسم کھاتا ہوں۔ ☆میں شہادت دیتا ہوں۔ ☆خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ ☆مجھ پر قسم ہے۔ ☆لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ میں یہ کام نہ کروں گا۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۵۲)

**سوال**: کیا غیر خدا کے نام پر کھائی جانے والی قسم، قسم ہوتی ہے؟

**جواب**: غیرِ خدا کی قسم، ''قسم'' نہیں مثلاً: ☆تمہاری قسم، ☆اپنی قسم، ☆تمہاری جان کی قسم، ☆اپنی جان کی قسم، ☆ تمہارے سر کی قسم، ☆اپنے سر کی قسم، ☆آنکھوں کی قسم، ☆جوانی کی قسم، ☆ماں باپ کی قسم، ☆اولاد کی قسم، ☆مذہب کی قسم، ☆دین کی قسم، ☆علم کی قسم، ☆کعبے کی قسم، ☆عرشِ اِلٰہی کی قسم، ☆رسول اللہ کی قسم۔ ☆یونہی خدا اور رسول کی قسم یہ کام نہ کروں گا یہ قسم نہیں۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲، ص ۵۸، ۵۷، ۵۱)

اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سُواری پر چلتے ہوئے مُلاحَظہ فرمایا جبکہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل تم کو باپ کی قسم کھانے سے مَنع کرتا ہے، جو شَخص قَسَم کھائے تو اللہ عزوجل کی قَسَم کھائے یا چُپ رہے۔'' (صحیح بخاری ج ۴ ص ۲۸۶ حدیث ۶۶۴۶)

**سوال**: کیا قسم میں نیّت و غرض (یعنی مقصد) کا اعتبار ہوتا ہے؟

**جواب**: قسم میں الفاظ کا لحاظ ہو گا، اِس کا لحاظ نہ ہو گا کہ اِس قسم سے غَرَض کیا ہے یعنی ان لفظوں کے بول چال میں جو معنٰے ہیں وہ مُراد لئے جائیں گے قسم کھانے والے کی نیّت اور مقصد کا اِعتبار نہ ہو گا مَثَلاً قسم کھائی کہ ''فُلاں کے لئے ایک پیسے کی کوئی چیز نہیں خریدوں گا'' اور ایک رُوپے کی خریدی تو قسم نہیں ٹوٹی حالانکہ اِس کلام سے مقصد یہ ہوا کرتا ہے کہ نہ پیسے کی خریدوں گا نہ رُوپے کی مگر چُونکہ لَفظ سے یہ نہیں سمجھا جاتا لٰہذا اس کا اعتبار نہیں یا قسم کھائی کہ '' دروازے سے باہَر نہ جاؤں گا '' اور دیوار کُود کر یا سیڑھی لگا کر باہَر چلا گیا تو قسم نہیں ٹوٹی اگرچِہ اِس سے مُراد یہ ہے کہ گھر سے باہَر نہ جاؤں گا۔ (دُرِّمُختار و رَدُّالْمُحتار ج ۵ ص ۵۵۰)

**سوال**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کن الفاظ سے قسم ارشاد فرمایا کرتے تھے؟

**جواب:** نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اکثر ☆"وَمُقَلِّبِ الْقُلُوب"(یعنی قسم ہے دلوں کے بدلنے والے کی) یا☆ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ"(یعنی قسم اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے) کے الفاظ کے ساتھ قسم ارشاد فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم زیادہ تر جو قسم ارشاد فرماتے تھے وہ یہ تھی:وَمُقَلِّبِ الْقُلُوب یعنی قسم ہے دلوں کو بدلنے والے کی۔ (بخاری ج۴ ص۲۷۸ حدیث ۶۶۱۷)

**سوال:** قسم میں ان شاء اللہ عزوجل کہا تو قَسَم ہو گی یا نہیں؟

**جواب:** فُقہائے کرام رحمھم اللہ السلام فرماتے ہیں: قسم میں ان شاء اللہ عزوجل کہا تو اُس کا پورا کرنا واجِب نہیں بشرطیکہ ان شاء اللہ عزوجل کا لفظ اِس کلام سے مُتَّصِل (یعنی ملا ہوا) ہو اور اگر فاصِلہ ہو گیا مثلاً قسم کھا کر چُپ ہو گیا یا درمیان میں کچھ اور بات کی پھر ان شاء اللہ عزوجل کہا تو قَسَم باطِل نہ ہوئی۔ (دُرِّمختار ورَدُّالمُحتار ج۵ ص۵۴۸)

**سوال:** قسم کے کفارے کی کون کون سی شرائط ہیں؟

**جواب:** قسم کے لئے چند شَرطیں ہیں، کہ اگر وہ نہ ہوں تو کفّارہ نہیں۔ قسم کھانے والا:

(۱)۔۔۔ مسلمان ہو۔ (۲)۔۔۔ عاقِل ہو۔ (۳)۔۔۔ بالغ ہو۔ (۴)۔۔۔ قسم میں یہ بھی شَرط ہے کہ وہ چیز جس کی قسم کھائی عَقلاً ممکن ہو یعنی ہو سکتی ہو، اگرچِہ مُحالِ عادی ہو۔ (۵)۔۔۔ یہ بھی شَرط ہے کہ قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو درمیان میں فاصِلہ ہو گا تو قسم نہ ہو گی مَثَلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہہ، خدا کی قسم! اِس نے کہا: خدا کی قسم! اُس نے کہا: کہہ، فُلاں کام کروں گا، اِس نے کہا تو یہ قسم نہ ہوئی۔ (فتاوٰی عالمگیری ج۲ ص۵۱)

**سوال:** قسم کا کفارہ کیا ہے؟

**جواب:** قسم کا کفارہ چار طریقے سے ادا کر سکتے ہیں: (۱)۔۔۔ غلام آزاد کرنا۔ (۲)۔۔۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ (۳)۔۔۔ اُن کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ (تَبیِینُ الحقائق ج۳ ص۴۳۰)

(۴)۔۔۔ اگر غلام آزاد کرنے یا ۱۰ مِسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادِر نہ ہو تو پے دَرپے (یعنی لگاتار) تین روزے رکھے۔ (الجوھرۃ النیرہ ص ۲۵۳)

**سوال:** قسم کا کفارہ ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

**جواب:** (دس) مَساکین کو دونوں وَقت پیٹ بھر کر کھلانا ہو گا اور جن مَساکین کو صبح کے وَقت کھلایا اُنہیں کو شام کے وَقت بھی کِھلائے، دوسرے دس مساکین کو کِھلانے سے (کفّارہ) ادا نہ ہو گا۔

یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وَقت کھلائے۔ اور مَساکین جن کو کھلایا ان میں کوئی بچّہ نہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عِوَض (یعنی بجائے) ہر مِسکین کو آدھا صاع گیہوں (یعنی ۲ کلو ۴۵ گرام) یا ایک صاع جَو (یعنی ۴ کلو ۹۰ گرام) یا ان کی قیمت کا مالِک کر دے یا دس روز تک ایک ہی مسکین کو ہر روز بَقدرِ صَدَقۂ فِطر دے دیا کرے یا بعض کو کِھلائے اور بعض کو دیدے۔ (دُرِّ مختار و رَدُّالمُحتار ج ۵ ص ۵۲۳)

**سوال:** کیا کفارہ ادا کرنے کے لئے نیّت شرط ہے؟

**جواب:** کَفَّارہ ادا ہونے کے لئے نیّت شَرط ہے بِغیر نیّت ادا نہ ہو گا ہاں! اگر وہ شے جو مسکین کو دی اور دیتے وَقت نیّت نہ کی مگر وہ چیز ابھی مِسکین کے پاس موجود ہے اور اب نیّت کر لی تو ادا ہو گیا جیسا کہ زکوٰۃ میں فقیر کو دینے کے بعد نیّت کرنے میں یِہی شَرط ہے کہ ہُنُوز (یعنی ابھی تک) وہ چیز فقیر کے پاس باقی ہو تو نیّت کام کرے گی ورنہ نہیں۔
(حاشیۃُ الطّحطاوی علی الدّر المختار ج ۲ ص ۱۹۸)

**سوال:** قسم کا کفارہ کس کو دیا جائے؟

**جواب:** قسم کا کفّارہ اُنہیں مساکین کو دے سکتا ہے جن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۶۲) (قسم اور کفّارے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۱۱۸۲ صَفحات پر مشتمل کتاب بہارِ شریعت جلد ۲ صَفحَہ ۲۹۸ تا ۳۱۱ کا مُطالَعہ ضَروری ہے)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اللَّطِیۡف وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الشَّفِیۡق اَمَّا بَعۡد فَاَعُوۡذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصۡحَابِكَ یَا حَبِیۡبَ اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم

فرض علوم پر مشتمل جدید انداز کی آسان ترین کتاب بنام

# آسان فرض علوم

سوالاً جواباً

# کِتَابُ الحُدُوۡد

☆...حد کیا ہے؟ اور اس کو قائم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

☆...حد قائم کرنا کس کا کام ہے؟

☆...حد کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

☆...زنا کی حد کیا ہے؟

☆...قذف کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا حد ہے؟

☆...بد فعلی (یعنی لواطت) کیا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟

☆...شراب پینے کی حد کیا ہے؟

☆...چوری کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا حد ہے؟

☆...چور کے ہاتھ کاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

☆...کیا ڈاکو کے لئے بھی سزا ہے؟

☆...تعزیر کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا اختیار کس کو ہے؟

☆...کن کن افعال و اقوال سے تعزیر ثابت ہوتی ہے؟

مصنف

مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

# حدود کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اُس میں نہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اِن کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ (اللہ عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو اِن کو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (ترمِذی ج۵ ص۲۴۷ حدیث۳۳۹۱)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!**		**صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال:** حد کیا ہے؟ اور اس کو قائم کرنے کی کیا حکمت ہے؟

**جواب:** حد ایک قسم کی سزا ہے جس کی مقدار شریعت کی جانب سے مقرر ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور حد قائم کرنے کی حکمت لوگوں کو ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کی یہ سزا ہے اور جس پر حد قائم کی گئی وہ جب تک توبہ نہ کرے محض حد قائم کرنے سے پاک نہ ہو گا۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الحدود ج۶، ص۵)

**سوال:** حد قائم کرنا کس کا کام ہے؟

**جواب:** حد قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے یعنی باپ اپنے بیٹے پر یا آقا اپنے غلام پر نہیں قائم کر سکتا۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الحدود، الباب الاول فی تفسیرہ... الخ، ج۲، ص۱۴۳)

**سوال:** جس پر حد قائم کی جائے اس کی کیا شرط ہے؟

**جواب:** جس پر حد قائم کی جائے اس کی شرط یہ ہے کہ اس کی عقل درست ہو اور بدن سلامت ہو لہٰذا پاگل اور نشہ والے اور مریض اور ضعیف الخلقۃ پر قائم نہ کریں گے بلکہ پاگل اور نشہ والا جب ہوش میں آئے اور بیمار جب تندرست ہو جائے اس وقت حد قائم کریں گے۔ (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الحدود، الباب الاول فی تفسیرہ... الخ، ج۲، ص۱۴۳)

**سوال:** حد کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

**جواب:** حد کی چند صورتیں ہیں مثلاً: زنا کی حد، تہمتِ زنا کی حد، لواطت کی حد، شراب پینے کی حد، چوری کرنے کی حد، ڈاکہ ڈالنے کی حد۔

**سوال:** زنا کی حد کی کیا شرطیں ہیں؟

**جواب:** وہ زنا جس میں حد واجب ہوتی ہے یہ ہے کہ مرد کا عورت مشتہاۃ (قابلِ شہوت) کے آگے کے مقام میں بطور حرام بقدر حشفہ (یعنی سرِ ذَکر کے برابر) دخول کرنا اور وہ عورت نہ اس کی زوجہ ہو نہ باندی نہ ان دونوں کا شبہہ ہو نہ شبہہ اشتباہ ہو اور وہ وطی کرنے والا مکلف ہو اور گونگا نہ ہو اور مجبور نہ کیا گیا ہو۔ (''الدر المختار''، کتاب الحدود، ج۶، ص۷.)

**سوال:** زنا کی حد کیا ہے؟

**جواب:** اگر زانی محصن (یعنی شادی شدہ) ہو تو اس کی حد رجم کرنا ہے اور اگر غیر محصن (یعنی غیر شادی شدہ) ہو تو اس کی حد سو دُرّے (یعنی کوڑے) مارنا ہے۔

**سوال:** رجم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

**جواب:** رجم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زانی (مرد ہو یا عورت) کو میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر ماریں کہ مر جائے اور رجم کے لئے لوگ نماز کی طرح صفیں باندھ کر کھڑے ہوں جب ایک صف مار چکے تو یہ ہٹ جائے اب اور لوگ ماریں۔ اگر رجم میں ہر شخص یہ قصد کرے کہ ایسا ماروں کہ مر جائے تو اس میں بھی حرج نہیں۔ ہاں! اگر یہ اس کا ذی رحم محرم ہے تو ایسا قصد کرنے کی اجازت نہیں اور اگر ایسے شخص کو جس پر رجم کا حکم ہو چکا ہے کسی نے قتل کر ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر نہ قصاص ہے نہ دیت مگر سزا دیں گے کہ اس نے کیوں پیش قدمی کی۔ ہاں! اگر حکمِ رجم سے پہلے ایسا کیا تو قصاص یا دیت واجب ہوگی۔ (''الدر المختار''، کتاب الحدود، ج۶، ص۱۷)

**سوال:** دُرّے (یعنی کوڑے) مارنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** اگر وہ شخص جس کا زنا ثابت ہوا محصن نہ ہو (یعنی غیر شادی شدہ کنوارا یا کنواری ہو) تو اسے دُرّے مارے جائیں، اگر آزاد ہے تو سو ۱۰۰ دُرّے اور غلام یا باندی ہے تو پچاس، اور دُرّہ اس قسم کا ہو جس کے کنارہ پر گرہ (یعنی گانٹھ) نہ ہو نہ اُس کا کنارہ سخت ہو اگر ایسا ہو تو اس کو کوٹ کر ملائم کر لیں اور متوسط طور پر ماریں، نہ آہستہ نہ بہت زور سے۔ نہ دُرّے کو سر سے اُونچا اٹھا کر مارے نہ بدن پر پڑنے کے بعد اسے کھینچے بلکہ اُوپر کو اٹھالے اور بدن پر ایک ہی جگہ نہ مارے، بلکہ مختلف جگہوں پر مگر چہرہ اور سر اور شرمگاہ پر نہ مارے۔ (''الدر المختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الحدود، مطلب الزنی شرعا...الخ، ج۶، ص۲۰)

دُرّہ مارنے کے وقت مرد کے کپڑے اتار لئے جائیں مگر تہبند یا پاجامہ نہ اتاریں کہ ستر ضروری ہے اور عورت کے کپڑے نہ اتارے جائیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص ۳۷۵)

**سوال:** قَذْف کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا حد ہے؟

**جواب:** کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قَذْف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یونہی لواطت کی تہمت بھی کبیرہ گناہ ہے مگر لواطت کی تہمت لگائی تو حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے۔ اور قذف (یعنی زنا کی تہمت لگانے) کی حد آزاد پر ۸۰ کوڑے ہیں اور غلام پر چالیس کوڑے۔ (''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب الحدود، باب حد القذف، ج۶، ص۶۹)

**سوال:** کن الفاظ سے تہمت ثابت ہوتی ہے؟

**جواب:** کسی عفیفہ (یعنی پاکدامن) عورت کو رنڈی (یعنی بدکار عورت) یا کسبی (یعنی فاحشہ، بازاری عورت) کہا تو یہ قذف ہے اور حد کا مستحق ہے کہ یہ لفظ اُنہیں کے لئے ہے جنہوں نے زنا کو پیشہ کر لیا ہے۔ یونہی کسی کو ولد الزنا (یعنی زنا سے پیدا ہونے والا) یا زنا کا بچہ کہا یا عورت کو زانی کہا تو حد ہے۔ اور اگر کسی کو حرام زادہ کہا تو حد نہیں، اس میں حد نہ ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ عرف میں بعض لوگ شریر کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں (بہارِ شریعت ج۲، ص۳۹۸)

**سوال:** بد فعلی (یعنی لواطت) کیا ہے؟ اور اس کی کیا سزا ہے؟

**جواب:** بد فعلی (یعنی لواطت) یہ ہے کہ خوبصورت امردوں (یعنی لڑکوں) کے ساتھ گندہ کام (یعنی شہوت پورا) کرنا ہے اور یہ حرام ہے۔ اور حنفی مذہب میں اِغلام باز (یعنی بد فِعلی کرنے والے) کی سزا یہ ہے کہ اُس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اونچی جگہ سے اُس کو اَوندھا کر کے گرائیں اور اُس پر پتھر برسائیں یا اُسے قید میں رکھیں یہاں تک کے مر جائے یا توبہ کر لے۔ یا چند بار یہ فعلِ بد کیا ہو تو بادشاہِ اسلام اسے قتل کر ڈالے۔ (دُرِّمُختار و رَدُّالمُحتار ج۶ ص ۴۳،۴۴) عوام کے لئے اجازت نہیں کہ بیان کردہ سزائیں دیں، صرف حاکمِ اسلام دے گا۔

**سوال:** جو بد فِعلی کو جائز سمجھے یا جائز کہے کیا وہ مسلمان ہی رہے گا؟

**جواب:** نہیں، وہ کافِر ہو جائے گا۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام فرماتے ہیں: جس نے **حرامِ اِجماعی** کی حُرمَت کا انکار کیا یا اُس کے حرام ہونے میں شک کیا وہ **کافر** ہے جیسے شراب (خَمر)، زِنا، **لِواطت**، سُود وغیرہا۔

(مِنَحُ الرَّوض ص۵۰۳)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن، **لِواطت** کے حلال ہونے کے قائل کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: حِلّ ِلواطت کا قائل کافِر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۶۹۴)

**سوال:** شراب کی حد کب ثابت ہو گی؟

**جواب:** مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر (یعنی انتہائی مجبور نہ ہو) بلا اکراہِ شرعی (یعنی اکراہ شرعی کے بغیر) خمر (یعنی شراب) کا ایک قطرہ بھی پئے تو اس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔ یونہی اگر پیاس سے مرا جاتا تھا اور پانی نہ تھا کہ پی کر جان بچاتا اور اتنی شراب پی کہ جان بچ جائے تو حد نہیں اور اگر ضرورت سے زیادہ پی تو حد ہے۔ یونہی اگر کسی نے شراب پینے پر مجبور کیا یعنی اکراہِ شرعی پایا گیا تو حد نہیں۔ شراب کی حرمت کو جانتا ہو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱)۔۔۔ایک یہ کہ واقعی میں اسے معلوم ہو کہ یہ حرام ہے۔ (۲)۔۔۔ دوسرے یہ کہ دارالاسلام میں رہتا ہو تو اگرچہ نہ جانتا ہو، حکم یہی دیا جائے گا کہ اسے معلوم ہے کیونکہ دارالاسلام میں جہل (یعنی لاعلمی) عذر نہیں لہٰذا اگر کوئی حربی دارالحرب سے آکر مشرف باسلام ہوا (یعنی اسلام لایا) اور شراب پی اور کہتا ہے مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ حرام ہے تو حد نہیں۔

("الدر المختار"، کتاب الحدود، باب حد الشّرب المحرّم، ج۶، ص۵۸۔۶۱)

**سوال:** کیا خمر کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد ثابت ہو گی؟

**جواب:** خمر (یعنی شراب) کے علاوہ اور شرابیں پینے سے حد اس وقت ہے کہ نشہ آجائے۔

("الدر المختار"، کتاب الحدود، باب حد الشّرب المحرّم، ج۶، ص۶۰)

**سوال:** شراب پینے کی حد کیا ہے؟

**جواب:** شراب کی حد میں اَسّی کوڑے مارے جائیں گے اور غلام کو چالیس اور بدن کے متفرق حصوں میں ماریں گے، جس طرح زنا کی حد میں بیان ہوا۔ ("ردالمحتار"، کتاب الحدود، باب حد الشّرب المحرّم، مطلب: فی نجاسۃ العرق...إلخ، ج۶، ص۶۴)

امام مالک نے ثور بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حدِ خمر (یعنی شراب کی سزا) کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میری رائے یہ ہے کہ اسے

اَسی ۸۰ کوڑے مارے جائیں کیونکہ جب پیئے گا نشہ ہو گا اور جب نشہ ہو گا، بیہودہ بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا، افترا کرے گا، لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَسی ۸۰ کوڑوں کا حکم دیا۔ (''الموطأ''، بإمام مالک، کتاب الأشربة، باب الحد فی الخمر، الحدیث: ۱۶۱۵، ج۲، ص۳۵۱)

**سوال:** چوری کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کیا حد ہے؟

**جواب:** چوری یہ ہے کہ دوسرے کا مال چھپا کر، ناحق لے لیا جائے اور اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔

**سوال:** ہاتھ کاٹنے کی کیا شرطیں ہیں؟

**جواب:** ہاتھ کاٹنے کے لئے چند شرطیں ہیں:

**(۱)۔۔۔ چرانے والا مکلف ہو:** یعنی بچہ یا مجنون نہ ہو اب خواہ وہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر اور اگر چوری کرتے وقت مجنون نہ تھا پھر مجنون ہو گیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

**(۲)۔۔۔ گونگا نہ ہو:** اگر چوری کرنے والا گونگا ہو تو حد نہیں قائم کی جائے گی کہ ہو سکتا ہے اپنا مال سمجھ کر لیا ہو۔

**(۳)۔۔۔ انکھیارا (درست آنکھوں والا، بینا) ہو:** اگر اندھے نے چوری کی تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے کہ شاید اس نے اپنا مال جان کر لیا ہو۔

**(۴)۔۔۔ چرائی جانے والی چیز کی قیمت دس درہم ہو:** دس درہم چرائے یا اس قیمت کا سونا یا اور کوئی چیز چرائے، کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

**(۵)۔۔۔** دس درہم کی قیمت چرانے کے وقت بھی ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت بھی۔

**(۶)۔۔۔** اور اتنی قیمت اس جگہ ہو جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لہٰذا اگر چرانے کے وقت وہ چیز دس درہم قیمت کی تھی مگر ہاتھ کاٹنے کے وقت اس سے کم کی ہو گئی یا جہاں چرایا ہے وہاں تو اب بھی دس درہم قیمت کی ہے مگر جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا وہاں کم کی ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ ہاں! اگر کسی عیب کی وجہ سے قیمت کم ہو گئی یا اس میں سے کچھ ضائع ہو گئی کہ دس درہم کی نہ رہی تو دونوں صورتوں میں ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

**(۷)۔۔۔** اور چورانے میں خود اس شے کا چرانا مقصود ہو لہٰذا اگر اچکن (ایک قسم کا لباس جو کوٹ کی طرح ہوتا ہے) وغیرہ کوئی کپڑا چرایا اور کپڑے کی قیمت دس درہم سے کم ہے مگر اس میں دینار نکلا تو جس کو بالقصد چرایا وہ دس درہم کا نہیں لہٰذا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہاں! اگر وہ کپڑا ان درموں کے لئے ظرف ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا کہ مقصود کپڑا چرانا نہیں بلکہ اس شے کا چرانا ہے یا کپڑا چرایا اور جانتا تھا کہ اس میں روپے بھی ہیں تو دونوں کو قصداً چرانا قرار دیا جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ میرا مقصود صرف کپڑا چرانا تھا۔ یونہی اگر روپے کی تھیلی چرائی تو اگرچہ کہے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس میں روپے ہیں اور نہ میں نے روپے کے قصد سے چرائی بلکہ میرا مقصود صرف تھیلی کا چرانا تھا تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

**(۸)۔۔۔** اس مال کو اس طرح لے گیا ہو کہ اُس کا نکالنا ظاہر ہو (یعنی چور سے لینا ممکن ہو) لہٰذا اگر مکان کے اندر جہاں سے چوری کی ہے وہاں اشرفی منہ میں رکھ کر نگل لیا تو اب اس کے پیٹ سے نکالنا ممکن نہیں ہے لہٰذا اب ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ اب اس سے تاوان لیا جائے گا۔

**(۹)۔۔۔** خُفْیَۃً (یعنی چھپا کر) لیا ہو یعنی اگر دن میں چوری کی تو مکان میں جانا اور وہاں سے مال لینا دونوں چھپ کر ہوں اور اگر گیا چھپ کر مگر مال کا لینا علانیہ (یعنی ظاہراً، سب کے سامنے) ہو جیسا ڈاکو کرتے ہیں تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔ مغرب وعشا کے درمیان کا وقت دن کے حکم میں ہے۔ اور اگر رات میں چوری کی اور جانا خُفْیَۃً ہو، اگرچہ مال لینا علانیۃً یا لڑ جھگڑ کر ہو ہاتھ کاٹا جائے۔

**(۱۰)۔۔۔** جس کے یہاں سے چوری کی اس کا قبضہ صحیح ہو خواہ وہ مال کا مالک ہو یا امین (یعنی اس کے پاس مال بطور امانت ہو) اور اگر چور کے یہاں سے چرا لیا (یعنی چور جو مال چوری کر کے لایا تھا اسے کسی اور نے چرایا) تو دوسرے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جبکہ پہلے چور کا ہاتھ کاٹا جا چکا ہو، ورنہ اس کا کاٹا جائے۔

**(۱۱)۔۔۔** ایسی چیز نہ چرائی ہو جو جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے گوشت اور ترکاریاں۔

**(۱۲)۔۔۔** وہ چوری دارالحرب میں نہ ہو۔

**(۱۳)۔۔۔** مال محفوظ ہو اور حفاظت کی دو صورتیں ہیں: (۱)۔۔۔ ایک یہ کہ وہ مال ایسی جگہ ہو جو حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو جیسے مکان، دوکان، خیمہ، خزانہ، صندوق۔ (۲)۔۔۔ دوسری یہ کہ وہ جگہ ایسی نہیں مگر وہاں کوئی نگہبان مقرر ہو جیسے مسجد، راستہ، میدان۔

**(۱۴)۔۔۔** بقدر دس درہم کے ایک بار مکان سے باہر لے گیا ہو اور اگر چند بار لے گیا کہ سب کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے، مگر ہر بار دس سے کم کم لے گیا تو قطع نہیں کہ یہ ایک چوری نہیں بلکہ متعدد (یعنی زیادہ) ہیں، اب اگر دس درہم ایک بار لے گیا اور وہ سب ایک ہی شخص کے ہوں یا کئی شخصوں کے مثلاً ایک مکان میں چند شخص رہتے ہیں اور کچھ کچھ ہر ایک کا چرایا جن کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے اگرچہ ہر ایک کا اس سے کم ہے دونوں صورتوں میں قطع ہے (یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا)۔

**(۱۵)۔۔۔** شبہہ یا تاویل کی گنجائش نہ ہو، لہٰذا اگر باپ کا مال چرایا یا قرآنِ مجید کی چوری کی تو قطع نہیں کہ پہلے میں شبہہ ہے اور دوسرے میں یہ تاویل ہے کہ پڑھنے کے لئے لیا ہے۔

("الدرالمختار"، کتاب السرقۃ، ج۶، ص ۱۳۲۔۱۳۸. و"البحرالرائق"، کتاب السرقۃ، ج۶، ص ۸۴۔۸۶.)

**سوال:** دس درہم کی مقدار کیا ہے؟

**جواب:** دس درہم کی مقدار دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے جو موجودہ کلو گرام کے اعتبار سے ۳۰ گرام اور ۶۱۸ ملی گرام چاندی یا اُس کی قیمت ہے۔ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۲۰۲۲ء کو ۳۰ گرام، ۶۱۸ ملی گرام چاندی کی قیمت تقریباً ۲۲۹۴ روپئے ہیں۔ پس جس نے دو ہزار دو سو چورانوے روپئے کی چوری کی اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

**سوال:** چور کے ہاتھ کاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

**جواب:** چور کا دہنا ہاتھ گٹے (یعنی کلائی) سے کاٹ کر کھولتے تیل میں داغ دیں گے (یعنی ہاتھ کے کٹے ہوئے حصے کو کھولتے تیل سے جلا دیں گے) اور اگر موسم سخت گرمی یا سخت سردی کا ہو تو ابھی نہ کاٹیں بلکہ اُسے قید میں رکھیں۔ گرمی یا سردی کی شدت جانے پر کاٹیں۔ تیل کی قیمت اور کاٹنے والے اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے کے اخراجات سب چور کے ذمہ ہیں اور اس کے بعد اگر پھر چوری کرے تو اب بایاں پاؤں گٹے سے کاٹ دیں

گے، اس کے بعد پھر اگر چوری کرے تو اب نہیں کاٹیں گے بلکہ بطور تعزیر ماریں گے اور قید میں رکھیں گے یہاں تک کہ توبہ کرلے یعنی اُس کے چہرے سے یہ ظاہر ہونے لگے کہ سچے دل سے توبہ کی اور نیکی کے آثار نمایاں ہوں۔

("الدرالمختار"، کتاب السرقۃ، باب کیفیۃ القطع...إلخ، ج٦ص،١٦٦،١٦٧)

**سوال:** اگر چند لوگوں نے چوری کی تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** چند شخصوں نے مل کر چوری کی اگر ہر ایک کو بقدر دس درہم کے حصہ ملا تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں خواہ سب نے مال چوری کیا ہو یا بعضوں نے چوری کی اور بعض نگہبانی کرتے رہے۔

("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب السرقۃ، الباب الأول فی بیان السرقۃ...إلخ، ج٢، ص١٧٠. و"البحرالرائق"، کتاب السرقۃ، ج٥، ص٨٩.)

**سوال:** کیا چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے؟

**جواب:** چور کو مار پیٹ کر اقرار کرانا جائز ہے کہ یہ صورت نہ ہو تو گواہوں سے چوری کا ثبوت بہت مشکل ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب السرقۃ، ج٦، ص١٤١)

**سوال:** ڈاکہ کا کیا معنی ہے؟

**جواب:** کسی فرد یا گروہ کا ہتھیار کے زور پر لوگوں کو خوف زدہ کر کے ان کے مال کو علی الاعلان (یعنی کھلے عام) لوٹ لینے کو ڈاکہ کہتے ہیں جس میں جان کی پرواہ بھی نہ کی جائے۔

**سوال:** کیا ڈاکو کے لئے بھی سزا ہے؟

**جواب:** جی ہاں! ڈاکو کے لئے بھی سزا ہے۔ ڈاکہ پڑا مگر جان و مال تلف (یعنی ضائع) نہ ہوا اور ڈاکو گرفتار ہوگیا تو تعزیراً اسے زد و کوب (یعنی مار پیٹ) کرنے کے بعد قید کریں یہاں تک کہ توبہ کرلے اور اُس کی حالت قابل اطمینان ہو جائے اب چھوڑ دیں اور فقط زبانی توبہ کافی نہیں، جب تک حالت درست نہ ہو نہ چھوڑیں اور اگر حالت درست نہ ہو تو قید میں رکھیں یہاں تک کہ مر جائے اور اگر مال لے لیا ہو تو اُس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹیں۔ یونہی اگر چند شخص ہوں اور مال اتنا ہے کہ ہر ایک کے حصہ میں دس درہم یا اس قیمت کی چیز آئے تو سب کے ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو قتل کئے جائیں اور اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو تو بادشاہِ اسلام کو اختیار ہے کہ **(١)**۔۔۔ ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرڈالے یا **(٢)**۔۔۔ سولی دیدے

یا **(۳)۔۔۔** ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے پھر اس کی لاش کو سولی پر چڑھا دے یا **(۴)۔۔۔** صرف قتل کر دے یا **(۵)۔۔۔** قتل کر کے سولی پر چڑھا دے یا **(۶)۔۔۔** فقط سولی دیدے۔ یہ چھ طریقے ہیں جو چاہے کرے اور اگر صرف سولی دینا چاہے تو اسے زندہ سولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک دیں (یعنی نیزہ ماریں) پھر جب مر جائے تو مرنے کے بعد تین دن تک اُس کی لاش سولی پر رہنے دیں پھر چھوڑ دیں کہ اُس کے ورثہ دفن کر دیں اور ڈاکو کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔ ("الفتاوی الھندیة"،کتاب السرقة،الباب الرابع فی قطاع الطریق،ج۲،ص۱۸۶)

**سوال:** تعزیر کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا اختیار کس کو ہے؟

**جواب:** کسی گناہ پر بغرض تادیب جو سزا دی جاتی ہے اس کو تعزیر کہتے ہیں شریعت نے اس کے لئے کوئی مقدار معین نہیں کی ہے بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف بادشاہِ اسلام ہی کو نہیں بلکہ شوہر بی بی کو، آقا غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، اُستاذ شاگرد کو، تعزیر کر سکتا ہے۔ (''ردالمحتار''،کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۹۵، وغیرہ.)

**سوال:** تعزیر کی کیا کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

**جواب:** تعزیر کی بعض صورتیں یہ ہیں۔ قید کرنا، کوڑے مارنا، گوشمالی کرنا (یعنی بطور سزا کان مروڑنا، تنبیہ کرنا)، ڈانٹنا، ترش روئی (یعنی سخت اور نفرت کے انداز) سے اس کی طرف غصہ کی نظر کرنا۔
(''تبیین الحقائق''،کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج۳، ص۶۳۳)

اگر تعزیر مار سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ اونتالیس کوڑے لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۵)

**سوال:** کن کن افعال و اقوال سے تعزیر ثابت ہوتی ہے؟

**جواب:** جن افعال و اقوال سے تعزیر ثابت ہوتی ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

**(۱)۔۔۔** دو شخصوں نے باہم مار پیٹ کی تو دونوں مستحق تعزیر ہیں اور پہلے اسے سزا دیں گے جس نے ابتدا کی۔
(''الدرالمختار''،کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۱۰۵)

**(۲)۔۔۔** چوپایہ کے ساتھ برا کام کیا یا کسی مسلمان کو تھپڑ مارا یا بازار میں اس کے سر سے پگڑی اُتار لی تو مستحق تعزیر ہے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۶۹)

**(۳)۔۔۔** جو شخص مسلمان کو کسی فعل یا قول سے ایذا پہنچائے اگرچہ آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے ہو وہ مستحق تعزیر ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۱۰۶)

**(۴)۔۔۔** کسی مسلمان کو فاسق، فاجر، خبیث، لوطی (یعنی لواطت کرنے والا)، سود خوار، شراب خوار، خائن (یعنی خیانت کرنے والا)، دیوث، مخنث (یعنی ہیجڑا)، بھڑوا، چور، حرام زادہ، ولدالحرام (یعنی وطیٔ حرام سے پیدا ہونے والا)، پلید، سُفلہ (یعنی گھٹیا نالائق)، کمینہ (یعنی نیچی ذات، گھٹیا)، جواری کہنے پر تعزیر کی جائے یعنی جبکہ وہ شخص ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا اور اگر واقعی میں یہ عیوب (یعنی برائیاں) اس میں پائے جاتے ہیں اور کسی نے کہا تو تعزیر نہیں کہ اس نے خود اپنے کو عیبی بنا رکھا ہے، اس کے کہنے سے اسے کیا عیب لگا۔ ("البحرالرائق"، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج۵، ص۶۹)

**(۵)۔۔۔** کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۸)

**(۶)۔۔۔** اگر کسی سنی نے کسی سنی کو رافضی، بدمذہب، منافق، زندیق (یعنی وہ شخص جس کا کوئی دِین نہ ہو)، یہودی، نصرانی، نصرانی کا بچہ، کافر کا بچہ کہنے پر بھی تعزیر ہے۔ ("الدرالمختار"، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج۶، ص۱۱۲)

**(۷)۔۔۔** سوئر، کتا، گدھا، بکرا، بیل، بندر، اُلّو کہنے پر بھی تعزیر ہے جبکہ ایسے الفاظ علما و سادات یا اچھے لوگوں کی شان میں استعمال کئے ہوں۔ ("الھدایۃ"، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ج۱، ص۳۶۰)

**(۸)۔۔۔** جس مسلمان نے شراب بیچی اس کو سزا دی جائے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۵)

**(۹)۔۔۔** گویّا اور ناچنے والے اور مخنث اور نوحہ کرنے والی بھی مستحق تعزیر ہے۔ (بہارِ شریعت ج۲، ص۴۰۵)

**(۱۰)۔۔۔** مقیم بلاعذر شرعی رمضان کا روزہ نہ رکھے تو مستحق تعزیر ہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ اب بھی نہیں رکھے گا تو قید کیا جائے۔ ("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۶۹)

**(۱۱)۔۔۔** کوئی شخص کسی کی عورت یا چھوٹی لڑکی کو بھگا لے گیا اور اس کا کسی سے نکاح کر دیا تو اس پر تعزیر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قید کیا جائے، یہاں تک کہ مر جائے یا اسے واپس کرے۔
("الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ج۲، ص۱۷۰)

**سوال:** تعزیر اور حد کے کوڑے مارنے کی کیفیت کیا ہوگی؟

**جواب:** تعزیر کے دُرّے سختی سے مارے جائیں اور زنا کی حد میں اس سے نرم اور شراب کی حد میں اور نرم اور حد قذف میں سب سے نرم۔ (بہارِ شریعت ج۲،ص۴۰۷)

**سوال:** کیا تعزیر کے متعلق کوئی احادیث بھی ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! تعزیر کے متعلق احادیث بھی ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

**(۱)۔۔۔** امامِ ترمذی نے حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اسے ۲۰ کوڑے مارو، اور مخنث کہہ کر پکارے تو ۲۰ مارو، اور اگر کوئی اپنے محارم سے زنا کرے تو اسے قتل کر ڈالو۔"

("جامع الترمذي"، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن یقول لآخر یا مخنّث، الحدیث: ۱۴۶۷، ج۳، ص۱۴۱)

**(۲)۔۔۔** امامِ بیہقی نے روایت کی، کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے: "اے کافر!، اے خبیث!، اے فاسق!، اے گدھے!" تو اس میں کوئی حد مقرر نہیں، حاکم کو اختیار ہے جو مناسب سمجھے سزا دے۔ ("السنن الکبریٰ" للبیھقی، کتاب الحدود، باب من حد فی التعریض، الحدیث ۱۷۱۴۹،۱۷۱۵۰، ج۸، ص۴۴۰)

**سوال:** کیا اس زمانے میں عام آدمی کسی کو تعزیر کے طور پر سزا دے سکتا ہے؟

**جواب:** اس سوال کے متعلق صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت جلد ۲ کے صفحہ نمبر ۴۰۳ میں فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں ہمارے ملک ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں اور لوگ بے دھڑک بلاخوف وخطر معاصی (یعنی گناہ) کرتے اور ان پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے۔ اگر مسلمان متفق ہو کر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور یہ بیباکی اور جرأت (یعنی سرِ عام گناہ کرنے اور ان پر دلیر ہونے) کا سلسلہ بند ہو جائے تو نہایت مناسب وأنسب (یعنی بہت زیادہ مناسب) ہوگا۔ بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں مثلاً حقہ پانی (یعنی بول چال، لین دین، ملنا جلنا) اس کا بند کر دیتے اور نہ اس کے یہاں کھاتے نہ اپنے یہاں اس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے اور اس کی وجہ سے ان لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر ان کے یہاں سزا

ہوا کرتی ہے مگر کاش! وہ تمام معاصی کے انسداد (یعنی روک تھام) میں ایسی ہی کوشش کرتے اور اپنے پنچائتی قانون (یعنی کسی قوم یا گاؤں کی انتظامی مجلس کے قوانین) کو چھوڑ کر شرع مطہر (یعنی اسلامی قانون) کے موافق فیصلے دیتے اور احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا۔ نیز دوسری قومیں بھی اگر ان لوگوں سے سبق حاصل کریں اور یہ بھی اپنے اپنے مواقع اقتدار میں ایسا ہی کریں تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کی حالت درست ہو جائے بلکہ ایک یہی کیا اگر اپنے دیگر معاملات و منازعات (یعنی لڑائی جھگڑے وغیرہ) میں بھی شرع مطہر کا دامن پکڑیں اور روزمرہ کی تباہ کن مقدمہ بازیوں سے دست برداری کریں تو دینی فائدہ کے علاوہ ان کی دُنیوی حالت بھی سنبھل جائے اور بڑے بڑے فوائد حاصل کریں۔ مقدمہ بازی کے مصارف سے زیر بار بھی نہ ہوں (یعنی مقدمہ بازی کے اخراجات بھی نہ اٹھانے پڑیں) اور اس سلسلہ کے دراز ہونے سے بغض و عداوت جو دلوں میں گھر کر جاتی ہے (یعنی دلوں میں بس جاتی ہے) اس سے بھی محفوظ رہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۲ ص ۴۰۳۔۴۰۴)

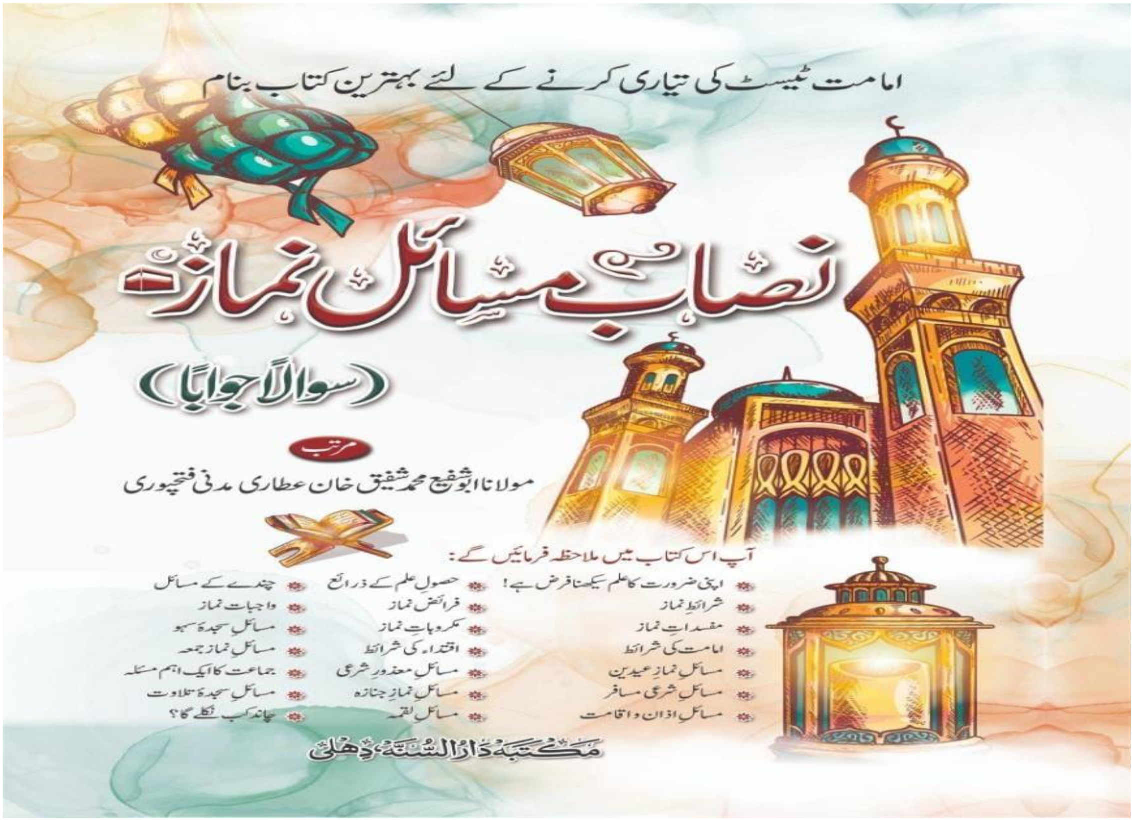

# حلال طریقے سے کمانے کا بیان

## درود شریف کی فضیلت

**فرمانِ سیّدُنا صدیقِ اکبر** رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہے: نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم پر دُرُودِ پاک پڑھنا گناہوں کو اِس قَدَر جلد مٹاتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اُتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر سلام بھیجنا گردنیں (یعنی غلاموں کو) آزاد کرنے سے افضل ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۷۲)

**صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد**

**سوال**: حلال روزی کمانے کی کیا فضیلت ہے؟

**جواب**: حلال روزی کی فضیلت کے متعلق پانچ فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔سب سے زیادہ پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاؤ۔ (ترمذی ج ۳ ص ۷۶ حدیث ۱۳۶۳)

(۲)۔۔۔بے شک اللہ تعالٰی مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (مُعْجَم اَوسَط ج ۶ ص ۳۲۷ حدیث ۸۹۳۴)

(۳)۔۔۔جسے مزدوری سے تھک کر شام آئے اُس کی وہ شام، شامِ مغفِرت ہو۔ (مُعْجَم اَوسَط، ج ۵ ص ۳۳۷ حدیث ۷۵۲۰)

(۴)۔۔۔پاک کمائی والے کے لئے جنّت ہے۔ (معجم کبیر ج ۵ ص ۷۲ حدیث ۴۶۱۶)

(۵)۔۔۔کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفّارہ نہ نماز ہو نہ روزے نہ حج نہ عمرہ۔ ان کا کفّارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں جو آدمی کو تلاشِ مَعاشِ حلال میں پہنچتی ہیں۔ (معجم کبیر، ج ۱ ص ۴۲ حدیث ۱۰۲، فتاوٰی رضویہ ج ۲۹ ص ۳۱۴ تا ۳۱۷)

**سوال**: حرام روزی کی کیا نحوست ہے؟

**جواب**: حرام روزی کی نحوست کے متعلق چار فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان (یعنی بکھرے ہوئے) ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یاربّ! یاربّ! کہتا ہے (یعنی دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبول ہو! (یعنی اگر قبولِ دعا کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو)۔ (مسلم ص ۵۰۶ حدیث ۶۵۔ ص ۱۰۱۵)

**(۲)۔۔۔**لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال سے یا حرام سے۔(بخاری ج۲ص۷ حدیث۲۰۵۹)

**(۳)۔۔۔**جو بندہ مالِ حرام حاصل کرتا ہے، اگر اُس کو صَدَقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لئے اُس میں بَرَکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنّم کو جانے کا سامان ہے۔ اللہ تعالٰی برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں! نیکی سے برائی کو مٹاتا ہے، بے شک خبیث (یعنی ناپاک) کو خبیث نہیں مٹاتا۔(مسند امام احمد بن حنبل ج۲ص۳۴ حدیث ۳۶۷۲)

**(۴)۔۔۔**جس نے عیب والی چیز بیع کی (یعنی بیچی) اور اُس (عیب) کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ تعالٰی کی ناراضی میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔(ابن ماجہ ج۳ص۵۹ حدیث ۲۲۴۷، بہارِ شریعت ج۲ص۶۱۰، ۶۱۱، ۶۷۲)

مُکاشَفَةُ الْقُلوب میں ہے: آدمی کے پیٹ میں جب لقمۂ حرام پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اُس پر لعنت کرے گا جب تک اس کے پیٹ میں رہے گا اور اگر اسی حالت میں (یعنی پیٹ میں حرام لقمے کی موجودگی میں) موت آگئی تو داخِلِ جہنّم ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب ص۱۰)

**سوال:** حلال طریقے سے کمانے کے کچھ مدنی پھول بیان کریں۔

**جواب:** میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ زِیْدَ مَجْدُہٗ وَشَرَفُہٗ وَعِلْمُہٗ وَعَمَلُہٗ کے رسالے "حلال طریقے سے کمانے کے ۵۰ مدنی پھول" سے ۵۰ مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں:

**(۱)۔۔۔سیٹھ** اور نوکر دونوں کے لئے حسبِ ضرورت **اِجارے** کے شرعی احکام سیکھنا **فرض** ہے، نہیں سیکھیں گے تو گنہگار ہوں گے۔(عاشقانِ رسول کی دینی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد ۳ حصّہ ۱۴ صفحہ ۱۰۴ تا ۱۸۴ میں اِجارے کے تفصیلی احکام درج ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔)

**(۲)۔۔۔نوکر** رکھتے وقت، ملازمت کی مدّت، ڈیوٹی کے اوقات اور تنخواہ وغیرہ کا پہلے سے تعَیُّن ہونا ضروری ہے۔

**(۳)۔۔۔میرے آقا اعلٰی** حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: کام کی تین حالتیں ہیں (۱) سُست (۲) معتدل (یعنی درمیانہ اور) (۳) نہایت تیز۔ اگر مزدوری میں (کم از کم معتدل بھی نہیں محض) سستی

کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے اور اِس پر پوری مزدوری لینی حرام۔ اُتنے کام (یعنی جتنا اس نے کیا ہے) کے لائق (یعنی مطابِق) جتنی اُجرت ہے لے، اس سے جو کچھ زیادہ ملا مستاجر (یعنی جس کے ساتھ ملازمت کا معاہدہ کیا ہے اُس) کو واپس دے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۱۹ص۴۰۷)

**(۴)۔۔۔کبھی** کام میں سست پڑ گیا تو غور کرے کہ "مُعتدِل" یعنی درمِیانہ انداز میں کتنا کام کیا جا سکتا ہے مثلاً کمپیوٹر آپریٹر ہے اور روز کی ۱۰۰ روپیہ اُجرت ملتی ہے، درمیانہ انداز میں کام کرنے میں روزانہ ۱۰۰ سطریں کمپوز کر لیتا ہے مگر آج محض سستی یا غیر ضروری باتیں کرنے کے باعث ۹۰ سطریں تیّار ہوئیں تو ۱۰ سطروں کی کمی کے ۱۰ روپے کٹوتی کروالے کہ یہ ۱۰ روپے لینا حرام ہے، اگر کٹوتی نہ کروائی تو گنہگار اور نارِ جہنَّم کا حقدار ہے۔

**(۵)۔۔۔**چاہے گورنمنٹ کا ادارہ ہو یا پرائیویٹ **ملازِم** اگر ڈیوٹی پر آنے کے معاملے میں عُرف سے ہٹ کر قصداً تاخیر کرے گا یا جلدی چلا جائے گا یا چُھٹّیاں کرے گا تو اس نے معاہدے کی قَصداً خلاف ورزی کا گناہ تو کیا ہی کیا اور ان صورتوں میں پوری تنخواہ لے گا تو مزید گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔ فرمانِ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحمَةُ الرَّحْمٰن: "جو جائز پابندیاں مشروط (یعنی طے کی گئی) تھیں ان کا خلاف **حرام** ہے اور بِکے ہوئے وقت میں اپنا کام کرنا بھی **حرام** ہے اور ناقص کام کر کے پوری تنخواہ لینا بھی **حرام** ہے۔" (فتاوٰی رضویہ ج۱۹ص۵۲۱)

**(۶)۔۔۔**گورنمنٹ کے اِدارے کا افسر دیر سے آتا ہو اور اس کی کوتاہی کے سبب دفتر دیر سے کھلتا ہو تب بھی ہر ملازِم پر لازم ہے کہ طے شدہ وقت پر پہنچ جائے اگرچہ باہر بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے۔ غیر مختار افسر کا ملازِم کو دیر سے آنے یا جلدی چلے جانے کا کہنا یا اجازت دے دینا بھی ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ وقت کی پابندی سبھی پر ضروری ہی رہے گی۔

**(۷)۔۔۔**گورنمنٹ اداروں میں افسر اور عام ملازِم سبھی کا مخصوص وقت کا اجارہ ہوتا ہے اور ہر ایک کو پوری ڈیوٹی دینا لازِم ہوتا ہے۔ بعض اوقات افسر وقت سے پہلے چلا جاتا ہے اور اپنے ماتحت ملازِم سے بھی کہتا ہے کہ تم بھی جاؤ! چلے جانے والا افسر تو گنہگار ہے ہی اگر ملازِم بھی چلا گیا تو وہ بھی گنہگار ہو گا لہٰذا واجب ہے کہ کام ہو یا نہ ہو وہیں دفتر میں اِجارے کا وقت پورا کرے۔ جو بھی اِس طرح چلا جائے گا اُسے تنخواہ میں سے کٹوتی کروانی ہو گی۔

## اجیر کی اجرت کا مسئلہ

**سُوال:** مُلازِم وَقت پر پہنچ گیا مگر دفتر کی چابی جس کے پاس تھی وہ تاخیر سے آیا یا غیر حاضر رہا اور دفتر نہ کھل سکا، ایسی صورت میں جو ملازِم آچکا ہے اُس کی کٹوتی ہو گی یا پوری تنخواہ پائے گا؟

**جواب:** اجیر خاص دو طرح کے ہیں: مستقل ملازِم (مَثَلًا تنخواہ دار نوکر) اور یومیہ ملازِم یعنی دِہاڑی (Daily wages) پر کام کرنے والا۔ دونوں کو صورت مسئولہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں اُجرت دینے یا نہ دینے کا دارومدار عرف یا صراحت (یعنی صاف الفاظ میں طے شُدہ صورت) پر ہے جیسے اِجارے کے دیگر بَہُت سے مسائل کا دارومدار عرف یا صراحت پر ہے اور ہمارے یہاں کا عرف یہ ہے کہ مستقل ملازِم کو تو صورت مسئولہ میں اُجرت دی جاتی ہے جبکہ دِہاڑی (ڈیلی ویجز، Daily wages) پر کام کرنے والے کو نہیں دی جاتی البتہ اگر کسی جگہ کا عرف اس سے ہٹ کر ہو تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ یونہی عرف اگرچہ جو بھی ہو لیکن اگر کسی قسم کی صراحت موجود ہو تو پھر اُسی کا اعتبار ہو گا۔(فتاوٰی اہلسنّت غیر مطبوعہ)

**(۸)۔۔۔** ملازِم دفتر یا دکان پر آنے جانے کا وقت رجسٹر وغیرہ میں درست لکھے، اگر غلط بیانی سے کام لیا اور ڈیوٹی کم دینے کے باوجود پورے وقت کی تنخواہ لی تو گنہگار و عذابِ نار کا حقدار ہے۔

**(۹)۔۔۔** وقت کے اِجارے میں چاہے کام ہو یا نہ ہو یا جلدی کام ختم کر لینے کی صورت میں اگر وقت سے پہلے چلا گیا تو مالِ وقف سے اسے پوری تنخواہ لینا یا دینا جائز نہیں بلکہ جتنے گھنٹے مَثَلًا تین گھنٹے پہلے چلا گیا تو اُس قدر اُس کی اُجرت میں سے کمی کی جائے گی۔ البتہ نجی (یعنی پرائیوٹ) اِدارے کا مالک جانتے ہوئے رِضامندی کے ساتھ پوری تنخواہ دیدے تو جائز ہے۔

**(۱۰)۔۔۔** جن اداروں میں بیماریوں کی چھٹیاں دی جاتی ہیں وہاں بیمار نہ ہونے کے باوجود جھوٹ بول کر یا ڈاکٹر کی جعلی (یعنی نقلی) چِٹّھی دکھا کر چُھٹّی کرنا گناہ ہے۔ جان بوجھ کر جھوٹی چِٹّھی لکھ کر دینے والا ڈاکٹر بھی گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہے۔

**(۱۱)۔۔۔** جن اداروں میں ملازِمین کو علاج کی مفت سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں، اِن میں جھوٹے بہانوں سے دوا حاصل کرنا، اپنا نام لکھوا یا بتا کر کسی دوسرے کے لئے دوا نکلوا لینا وغیرہ حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایسوں

کے ساتھ جان بوجھ کر تعاون کرنے والا بھی گنہگار ہے۔

**(۱۲)۔۔۔** تنخواہ زیادہ کرانے اور عہدے وغیرہ میں ترقی کروانے کے لئے جعلی (یعنی نقلی) سند لینا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکے پر مبنی ہے۔

**(۱۳)۔۔۔ ملازِم** کو چاہئے دورانِ ڈیوٹی چاق چوبند رہے، سستی پیدا کرنے والے اسباب سے بچے مَثَلاً **رات دیر سے سونے** کے سبب بلکہ **نفلی روزہ** رکھنے کے باعث اگر کام میں کوتاہی ہو جاتی ہے تو ان اَفعال سے باز رہے کہ قَصداً کام میں سستی کرنے والا اگرچہ کٹوتی کروادے مگر اب بھی ایک طرح سے گنہگار ہے، کیوں کہ اِس نے کام کرنے کا معاہدہ کیا ہوا ہے اور اس معاہدے کی رُو سے کم از کم معتدل یعنی درمیانہ انداز میں اِس کو کام کرنا ضروری ہے۔ ابھی "**فتاوٰی رضویہ**" جلد ۱۹ صَفْحَہ ۴۰۷ کے حوالے سے گزرا کہ "اگر مزدوری میں سُستی کے ساتھ کام کرتا ہے گنہگار ہے۔" ظاہِر ہے ملازِم کی بے جا سُستیوں اور چُھٹّیوں سے سیٹھ کے کام کا نقصان ہوتا ہے بہر حال کوئی پوچھنے والا ہو یا نہ ہو سستی کے باعث کام میں جتنی کمی ہوئی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے ہوئے تنخواہ میں اُتنی کٹوتی کروائے، توبہ بھی کرے اور مُستاجر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے) اُس سے مُعافی بھی مانگے۔ ہاں! نجی (Private) ادارہ ہے اور سیٹھ کٹوتی کی رقم بھی معاف کر دے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خلاصی (یعنی نجات) ہو جائے گی۔

**(۱۴)۔۔۔ اجیر** خاص (یعنی جو مخصوص وقت میں کسی ایک ہی سیٹھ یا اِدارے کے کام کا پابند ہو) اُس مدت مقررہ میں (یعنی دورانِ ڈیوٹی) اپنا ذاتی کام بھی نہیں کر سکتا اور اوقاتِ نماز میں **فرض** اور سُنَّتِ مُؤَکَّدہ پڑھ سکتا ہے **نفل** نَماز پڑھنا اس کے لئے اوقات اِجارہ میں جائز نہیں (جبکہ صراحتاً یا عرفاً اجازت نہ ہو) اور جمعہ کے دن نمازِ جمعہ پڑھنے کے لئے جائے گا مگر جامع مسجِد اگر دُور ہے کہ وَقت زِیادہ صرف ہو گا تو اُتنے وقت کی اجرت کم کر دی جائے گی اور اگر نزدیک ہے تو کچھ کمی نہیں کی جائے گی اپنی اجرت پوری پائے گا۔ (بہارِ شریعت ج۳ ص۱۶۱، رَدُّالْمُحتار ج۹ ص۱۱۸) (اگر ڈیوٹی کے دوران نمازِ عشاء آئی تو وِتر پڑھ سکتا ہے)

**(۱۵)۔۔۔** اگر کسی عذر کی وجہ سے اَجیر خاص کام نہ کر سکا تو اُجرت کا مستحق نہیں ہے مَثَلاً بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے کام نہیں کیا اگرچہ حاضر ہوا اُجرت نہیں پائے گا (یعنی اُس دن کی تنخواہ نہیں ملے گی)۔ (رَدُّالْمُحتار ج۹ ص۱۱۷) البتہ

اگر اِس کی تنخواہ کا بھی عُرف ہے تو ملے گی کہ **تعطیلات معہودہ** (یعنی جن چھٹیوں کا معمول ہوتا ہے اُن) کی تنخواہ ملتی ہے۔

**(۱۶)۔۔۔ ہر ملازِم** اپنے روزانہ کے کام کا احتساب (یعنی حساب کتاب) کرے کہ آج ڈیوٹی کے اوقات میں غیر ضروری باتوں یا بے جا کاموں وغیرہ میں کتنا وقت خَرْچ ہوا؟ آنے میں کتنی تاخیر ہوئی؟ وغیرہ نیز غیر واجبی چُھٹّیوں کا شمار کر کے خود ہی حساب لگا کر ہر ماہ تنخواہ میں **کٹوتی** کروالے۔ دعوتِ اسلامی کے جامعات المدینہ اور دیگر شعبوں میں بعض اَجیر محتاطین دیکھے ہیں جو اپنے مشاہرے (یعنی تنخواہ) میں سے ہر ماہ احتیاطاً کچھ نہ کچھ **کٹوتی** کروا لیتے ہیں۔ ان کا جذبہ صد کروڑ مرحبا! ہر ایک کو ان اچّھوں کی نَقْل کرنی چاہیۓ۔ اپنا آتا اگر ادارے کے پاس رہ گیا تو کوئی نقصان نہیں مگر ایک روپیہ بھی قَصْداً **ناجائز** لے لیا تو آخرت کے عذاب کی تاب کسی میں نہیں۔

**(۱۷)۔۔۔ مراقب** (یعنی سپر وائزر) یا مقررہ ذِمے دار تمام مزدوروں کی حسب استطاعت نگرانی کرے۔ وقت اور کام میں کوتاہی اور سستیاں کرنے والوں کی مکمَّل کارکردَگی (یعنی رَپورٹ) کمپنی یا ادارے کے **مُتَعَلِّقَہ** افسر تک پہنچائے۔ **مراقب** (یعنی سپر وائزر) اگر ہمدردی یا مُرَوَّت یا کسی بھی سبب سے جان بوجھ کر پردہ ڈالے گا تو خائن و گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہوگا۔

**(۱۸)۔۔۔ مذہبی** یا سماجی اِدارے کے مقررہ **ذمے داران** و **مُفَتِّشِین** اگر ادارے کے ملازِمین کی کوتاہیوں اور غیر قانونی چُھٹّیوں سے واقف ہونے کے باوجود **آنکھ آڑے کان** کریں (یعنی جان بوجھ کر انجان بنیں) گے اور اِس وجہ سے ان مُلازِمین کو وَقْف کی رقم سے مکمَّل تنخواہ دی جائے گی تو لینے والوں کے ساتھ ساتھ **مُتَعَلِّقَہ** ذمّے دار بھی خائن و گنہگار اور عذابِ نار کے حقدار ہوں گے۔

**(۱۹)۔۔۔ کسی مذہبی** ادارے میں **اِجارے** کے شَرْعی مسائل پر سختی سے عمل دیکھ کر نوکری سے کترانا یا صرف اِس وجہ سے مستعفی ہو کر (یعنی استعفادے کر) ایسی جگہ ملازَمت اختیار کر لینا جہاں کوئی پوچھنے والا نہ ہو انتہائی نامناسِب ہے۔ ذِہْن یہ بنانا چاہیۓ کہ جہاں **اِجارے** کے شَرْعی اَحکام پر سختی سے عمل ہو وَہیں کام کروں تاکہ اِس کی بَرَکت سے مَعصِیَت کی نحوست سے بچوں اور حلال اور ستھری روزی بھی کما سکوں۔

**(۲۰)۔۔۔ جو اِجارے** کے مطابِق کام نہیں کر پاتا مَثَلاً مدرِّس ہے مگر صحیح پڑھا نہیں پا رہا تو اُسے چاہیۓ کہ فوراً

مُستاجِر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے اُس) کو مُطّلع کرے۔

**(۲۱)۔۔۔** اگر وقف کے ادارے کا کوئی مدرِّس درست نہیں پڑھا پارہا اسی طرح ناظم یا کسی طرح کا اَجیر عُرف وعادت سے ہٹ کر کوتاہیاں کر رہا ہے تو متعلقہ ذمے دار پر واجب ہے کہ اُس کو معزول کر دے (یعنی ہٹا دے)۔

**(۲۲)۔۔۔** اگر مخصوص مدّت مَثَلاً بارہ ماہ کے لئے ملازمت کا اِجارہ ہو تو اب فریقین کی رِضامندی کے بغیر اِجارہ ختم نہیں ہو سکتا، سیٹھ کا خواہ مخواہ دھمکیاں دینا کہ وَقت سے پہلے ہی فارغ کر دوں گا نیز اسی طرح ضرورت مند سیٹھ کو نوکر کا ڈراتے رہنا کہ نوکری چھوڑ کر چلا جاؤں گا، درست نہیں۔ ہاں! جن مجبوریوں کو شریعت تسلیم کرتی ہے اِس صورت میں دونوں میں سے کوئی بھی وقت سے پہلے اجارہ ختم کر سکتا ہے۔

**(۲۳)۔۔۔** اگر کسی سے کہہ دیا کہ پہلی تاریخ سے نوکری یا کام پر آجانا اور اُجرت طے کر لی مگر مدّت طے نہیں کی تو عُرف دیکھا جائے گا اگر دِہاڑی پر رکھتے ہیں تو ایک دن کا، ہفتے کے لئے رکھتے ہوں تو ایک ہفتے کا اور اگر مہینے کے لئے رکھتے ہوں تو ایک مہینے کا اَجیر قرار پائے گا۔ مَثَلاً اُس کام کاج میں ایک مہینے کا عُرف (یعنی معمول) ہو تو سیٹھ اور نوکر دونوں کو اختیار ہے کہ مہینا پورا ہو جانے پر اجارہ ختم کر دیں، اگر اجارہ ختم نہ کیا اور دوسرے مہینے کی ایک رات اور ایک دن گزر گیا تو اب یہ مہینا پورا ہونے سے قبل اجارہ ختم کرنے کی اجازت نہیں، جب بھی اجارہ ختم کرنا ہو مہینے کے پہلے دن ہی ختم کرنا ہو گا، ہاں! مہینا پورا ہونے سے قبل اَجیر و مُستاجر ایک دوسرے کو مطَّلع کر سکتے ہیں کہ آنے والے ماہ کی پہلی تاریخ سے اِجارہ ختم ہو جائے گا۔ **فتاوٰی رضویہ** جلد ۱۶ صَفْحَہ ۳۴۶ پر ایک سُوال کے جواب میں لکھا ہے: عام رواج یہی ہے کہ کوئی مدّتِ اِجارہ مُعیَّن (یعنی fix) نہیں کی جاتی کہ (مَثَلاً) سال بھر کے لئے تجھے امام کیا یا چھ مہینے کے لئے بلکہ صرف امامت اور اس کے مقابل ماہوار اتنا (مُشاہرہ۔ تنخواہ طے) پانے کا بیان ہوتا ہے، تو (اس طرح کا) اجارہ صرف پہلے مہینے کے لئے صحیح ہوا اور ہر سرِ ماہ (یعنی ہر مہینے کی ابتدا ہوتے ہی) اجیر ومستاجر ہر ایک کو دوسرے کے سامنے اس کے فَسخ (یعنی منسوخ) کر دینے کا اختیار ہوتا ہے۔ "دُرِّمُختار" میں ہے: دُکان کرائے پر دی کہ ہر ماہ اِتنا کرایہ ہو گا تو فقط ایک ماہ کے لئے اِجارہ صحیح ہوا، باقی مہینوں میں بسبب جہالت کے (یعنی مُدّت کا تعیُّن واضح نہ ہونے کی وجہ سے اجارہ) فاسد ہے اور جب مہینا پورا ہو گیا تو دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی موجودگی میں اِجارہ فسخ (یعنی منسوخ) کرنے کا اختیار ہے

کیونکہ عقدِ صحیح ختم ہو گیا۔(دُرِّمختار ج۹ص۸۴)

**(۲۴)۔۔۔مسلمان** نے کافر کی خدمت گاری کی نوکری کی یہ مَنْع ہے بلکہ کسی ایسے کام پر کافر سے **اجارہ نہ** کرے جس میں مسلم کی ذلت ہو (کہ ایسا اجارہ جائز نہیں)۔(عالمگیری ج۴ص۴۳۵) عمومی طور پر یہ کام یعنی کافر کے پاؤں دبانا، اُس کے بچوں کی گندگیاں اُٹھانا، گھر یا دفتر کا جھاڑو پوچا کرنا، گند کچرا اٹھانا، لیٹرین اور گندی نالیوں کی صفائی، اُس کی گاڑی کی دُھلائی کرنا وغیرہ ذِلّت میں شامل ہے۔ البتہ ایسی نوکری جس میں مسلمان کی ذلت نہ ہو وہ کافر کے یہاں جائز ہے۔

**(۲۵)۔۔۔**سیّد زادے کو بھی ذلت کے کاموں پر مُلازِم رکھنا جائز نہیں۔ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۶۹۲ صَفْحات پر مشتمل کتاب، **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** صَفْحہ ۲۸۴ تا ۲۸۵ پر ہے: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا **شاہ امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی خدمت میں **سُوال** ہوا: **سیّد** کے لڑکے سے جب کہ وہ شاگرد ہو یا ملازِم ہو، دینی یا دُنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب:** ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں، نہ ایسی خدمت پر اُسے ملازِم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذِلّت نہیں اس پر ملازِم رکھ سکتا ہے، بَحالِ شاگرد بھی جہاں تک عُرف اور معروف ہو (خدمت لینا) شرعاً جائز ہے، لے سکتا ہے اور اسے (یعنی سیِّد کو) مارنے سے مُطلَق اِحتِراز (یعنی بالکل پرہیز) کرے۔ **وَاللہ تعالیٰ اعلم** (فتاوٰی رضویہ ج۲۲ص۵۶۸)

**(۲۶)۔۔۔ملازِم** اپنے دفتر وغیرہ کا قلم، کاغذ اور دیگر اشیاء اپنے **ذاتی** کاموں میں صَرْف کرنے سے اجتناب (یعنی پرہیز) کرے۔

**(۲۷)۔۔۔**اگر اِدارے کی طرف سے ذاتی کام میں ٹیلیفون استعمال کرنے کی اجازت ہو تو اجازت کی حد تک استعمال کرسکتے ہیں اگر اجازت نہیں تو ذاتی کام کے لئے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

**(۲۸)۔۔۔**اجارے کے وقت میں کبھی کبھار بَہُت قلیل (یعنی تھوڑے سے) وقت کے لئے ذاتی فون سننے کی عُرفاً اجازت ہوتی ہے۔ البتّہ اگر کوئی اِجارے کے اَوقات میں بار بار فون سنتا ہے اور پھر بات چیت بھی دس پندرہ منٹ سے کم نہیں ہوتی اس طرح کے ذاتی فون سننا جائز نہیں کہ اس طرح کام اور مُستاجر (یعنی اجارے پر لینے والے) کا بھی

نقصان ہو گا۔

**(۲۹)۔۔۔**ملازِم کو اِجارے کی مدّت کے دَوران بات بات پر دھمکی دینا کہ مدّت پوری ہونے سے پہلے ہی نوکری سے نکال دوں گا دُرُست نہیں بلکہ بعض اوقات کسی چھوٹی سی بات پر غصّہ آ جانے پر نکال بھی دیتے ہیں ایسا کرنا جائز نہیں، ہاں! کوئی بَہُت بڑا مُعامَلہ درپیش ہوا جو شرعاً یکطرفہ اجازت سے فَسخ کرنے کا عذر ہو تو دونوں میں سے کوئی بھی اِجارہ ختم کر سکتا ہے مثلاً دوسرے ملک میں گیا اور دو سال کا اِجارہ طے ہوا مگر ایک سال پورا ہوتے ہی Visa کی مدّت ختم ہو گئی اور مزید نہ ملا تو ملازِم اِجارہ ختم کر دے کیوں کہ قانونی جُرم ہونے کی وجہ سے بِغیر Visa اُسے وہاں رہنا جائز نہیں۔

**(۳۰)۔۔۔**اگر نوکری (یا کرائے پر لی ہوئی دکان وغیرہ) چھوڑنا ہو تو ایک ماہ پہلے بتانا ہو گا ورنہ ایک مہینے کی تنخواہ کاٹی جائے گی (یا کرایہ وصول کیا جائے گا)، ملازم (یا کرایہ دار) سے اس طرح کا کیا ہوا معاہدہ باطل ہے۔ اگر اُس نے ایک ماہ پہلے بتائے بغیر نوکری ختم کر دی (یا کرائے پر لی ہوئی جگہ خالی کر دی) تب بھی تنخواہ کاٹنا (یا زائد کرایہ وصول کرنا) ظلم ہو گا، ایسے موقع پر ایک مہینا تو کیا ایک گھنٹے کی بھی تنخواہ کاٹی (یا زائد کرایہ وصول کیا) تو گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا۔

**(۳۱)۔۔۔ملازم** نے اگر مَرَض کی وجہ سے چھٹّی کر لی یا کام کم کیا تو مُستاجر (یعنی جس سے اِجارہ کیا ہے اُس) کو تنخواہ میں سے **کٹوتی** کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اِس کی صورت یہ ہے کہ جتنا کام کم کیا صرف اُتنی ہی کٹوتی کی جائے مثلاً ۸ گھنٹے کی ڈیوٹی تھی اور تین گھنٹے کام نہ کیا تو صرف تین گھنٹے کی اُجرت کاٹی جائے، پورے دن بلکہ آدھے دن کی اُجرت کاٹ لینا بھی ظلم ہے۔ (تفصیل کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۱۵ تا ۵۱۶ دیکھ لیجئے)

**(۳۲)۔۔۔امام و مُؤَذِّن** عُرف و عادت کی چُھٹّیوں کے علاوہ اگر غیر حاضِری کریں تو تنخواہ میں **کٹوتی** کروالیا کریں۔ مثلاً امام کی تین ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے تو مثلاً ۳۰ کے مہینے اپریل میں چھٹّیاں کرنے پر فی نماز ۲۰ روپے کٹوا لیں، اِسی طرح مُؤَذِّن صاحب بھی حساب لگا لیں۔ (بلا عذرِ صحیح قصداً معاہدے کی خلاف ورزی کی اور چھٹیاں کرتا رہا تو کٹوتیاں کروانے کے باوجود گناہ ذمّے باقی رہیں گے، لہٰذا سچی توبہ کرے اور اس طرح کی من مانی چھٹیوں سے باز رہے)

**(۳۳)۔۔۔**امام و مُؤَذِّن، خادمِ مسجِد اور (دینی و دُنیوی) ہر طرح کی ملازَمتوں میں عُرف و عادت (یعنی جاری

معمول) کے مطابِق کی جانے والی چُھٹّیوں میں تنخواہ کی کٹوتی نہیں کی جاسکتی، البتّہ عُرف (یعنی رائج طریقے) سے ہٹ کر جو چُھٹّیاں کی جائیں اُن پر تنخواہ کاٹی جائے۔

**(۳۴)۔۔۔** جو اپنے پلّے سے تنخواہ دیتا ہو اُسے امام یا مُؤَذِّن وغیرہ کے عُرف سے زائد چھٹی کرنے پر کٹوتی کرنے، نہ کرنے کا اختیار ہے۔ اِسی طرح سیٹھ اپنے نوکر کے معاملے میں بااختیار ہے۔

**(۳۵)۔۔۔** ہمارے عُرف میں اِمام و مُؤَذِّن کو مہینے میں ایک یا دو چُھٹّیاں کرنے کی اجازت ہوتی ہے، وہ ان چُھٹّیوں کی تنخواہ پائیں گے۔ البتّہ مختلف علاقوں کے اعتبار سے عُرف مختلف ہو سکتا ہے۔

**(۳۶)۔۔۔** اگر امام یا مُؤَذِّن دعوتِ اسلامی کے تین دن کے مَدَنی قافلے میں سفر کریں تو کم از کم ایک دن کی تنخواہ ضَرور کٹوائیں اور ایک دن کی بھی صِرف اِسی صورت میں جبکہ اُس مہینے میں کسی اور دن کی چھٹی نہ کریں۔ اَلغرض ماہانہ دو چُھٹّیوں کے علاوہ زائد چُھٹّیوں کی تنخواہ کٹوادیں جب کہ عُرف میں صرف دو چھٹّیاں ہوں۔

**(۳۷)۔۔۔** کبھی کبھی امام نماز کی اور مُؤَذِّن اذان کی چُھٹّی کر لیا کرتے ہیں، ایسے مواقع پر وہاں کا عُرف (یعنی معمول) دیکھا جائے گا۔ اگر اِس طرح کی چُھٹّیوں پر وہاں کٹوتی نہیں کی جاتی تو نہ کی جائے ورنہ کر لی جائے۔

**(۳۸)۔۔۔** متولیانِ مسجِد کی رِضامندی کی صورت میں امام و مُؤَذِّن عُرف سے زائد چُھٹّیوں میں اپنا نائب دے دیا کریں تو تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی۔

**(۳۹)۔۔۔** ہمارے یہاں عُموماً مُؤَذِّن سے صراحۃً (یعنی واضح طور پر) یا دلالۃً طے (یعنی understood) ہوتا ہے کہ وہ امام کی غیر حاضری میں نماز پڑھائے گا، ایسی صورت میں امام اُس کو اپنا نائب نہیں بنا سکتا کسی اور کو بنائے۔ دوسرے کو نائب بنانے سے مُؤَذِّن یا انتظامیہ خوش نہ ہوں تو ضروری ہے کہ نائب کے تقرر کے بجائے کٹوتی کروائے، البتّہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مُؤَذِّن صاحب اور انتظامیہ سے مُشَاوَرَت کے بعد کسی کا بطور نائب تقرر کر لے۔

**(۴۰)۔۔۔** امام و مُؤَذِّن سالانہ کم و بیش ایک ہفتے کے لئے اپنے عزیز و اَقرِبا (اَق۔رِ۔با) سے ملنے بیرونِ شہر جا سکتے ہیں ان دنوں کی تنخواہ کے حقدار رہیں گے۔

**(۴۱)۔۔۔** امام، مُؤَذِّن یا کسی بھی دکان وغیرہ کا ملازِم سخت بیمار ہو جائے یا اُس کے یہاں کوئی انتقال کر جائے تو

اِن صورتوں میں ہونے والی چُھٹّیوں میں وہاں کا عُرف دیکھا جائے گا اگر تنخواہ کاٹنے کا عُرف (یعنی معمول) ہے تو کاٹ لی جائے ورنہ نہ کاٹی جائے۔

**(۴۲)۔۔۔** امام یا مُؤَذِّن یا مدرّس یا کسی ملازِم کا گھر دُور ہے ، ''پہیّا جام ہڑتال'' کی وجہ سے سواری نہ ملی یا ہنگاموں کے صحیح خوف کے سبب چھٹی ہو گئی تو اگر پہلے سے طے ہو گیا تھا کہ ایسے مواقع پر تنخواہ نہیں کاٹی جائے گی یا وہاں کا عُرف (یعنی معمول) ہی ایسا ہو کہ ایسے مواقع پر کٹوتی نہیں ہوتی تو اس طرح کی چھٹی کی تنخواہ پائے گا۔ یاد رہے! معمولی ہڑتال چھٹی کے لئے عذر نہیں۔

**(۴۳)۔۔۔** حج یا عمرے کی وجہ سے ہونے والی چُھٹّیوں کی تنخواہ کٹوانی ہو گی۔

(دیکھئے: فتاوٰی رضویہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۹)

**(۴۴)۔۔۔** اگر ۲۸ تاریخ کو ترکِ ملازَمت کی تو (ہجری سن کے ماہ کے اعتبار سے نوکری ہو تو) بقیہ ایّام مَثَلًا ایک دو دن یا (عیسوی سن کے ماہ کے اعتبار سے نوکری ہو تو) بقیّہ تین دن کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔

**(۴۵)۔۔۔ نجی** ادارے کے سیٹھ یا اُس کے نائب کی اجازت سے کام کاج کے اَوقات میں ملازِم **سُنَّتِ غیر مُؤَکَّدہ، نوافل** اور دیگر **اَذکار** پڑھ سکتا نیز اجازت کے ساتھ ہی دَرس، سنّتوں بھرے اجتماع وغیرہ مُستحب کاموں میں شرکت کر سکتا ہے۔

**(۴۶)۔۔۔ چوکیدار**، گارڈ یا پولیس وغیرہ جن کا کام جاگ کر پہرا دینا ہوتا ہے اگر ڈیوٹی کے اوقات میں اِرادۃً سو گئے تو گنہگار ہوں گے اور (قصداً یا بِلاقَصد) جتنی دیر سوئے یا غافل ہوئے اُتنی دیر کی **اُجرت** کٹوانی ہو گی۔

**(۴۷)۔۔۔** ملازِمین کا مطالبات منظور کروانے یا کچھ حالات بہتر کروانے کے لئے کام کرنے سے انکار کرتے ہوئے ہڑتال کرنا (یعنی کام سے رکنا)، ملازِم اور مالک کے مابین مُعاہدے کی خلاف ورزی ہے ایسا کرنا مَنع ہے۔

**(۴۸)۔۔۔** ایک ہی وقت کے اندر دو جگہ نوکری کرنا یعنی اجارے پر اجارہ کرنا **ناجائز** ہے۔ البتّہ اگر وہ پہلے ہی سے کہیں نوکری پر لگا ہوا ہے تو اب اپنے سیٹھ کی اجازت سے دوسری جگہ کام کر سکتا ہے، جب کہ پہلی جگہ کے سبب دوسری جگہ کے کام میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوتی ہو۔

**(۴۹)۔۔۔ عُرف** کے مطابِق جو چھٹّی ہوتی ہے اُس میں مُستاجِر (یعنی سیٹھ) اپنے ملازِم سے کام نہیں لے سکتا

اگر جبر اً لے گا تو گنہگار ہو گا۔ہاں! تحکمیہ لہجے میں نہیں فقط درخواست کرنے پر ملازِم خوش دلی سے کام کر دے یا چھٹّی کے اوقات میں کئے جانے والے کام کی باہم الگ سے اُجرت طے کر لی جائے تو پھر **جائز** ہے ۔ یہ قاعدہ یاد رکھئے! جہاں دَلالۃً(یعنی علامت سے **معلوم**۔understood) یا صَراحۃً(یعنی کھلَّم کھلا، ظاہِراً) اُجرت ثابت ہو وہاں طے کرنا **واجب** ہے۔ایسے موقع پر طے کرنے کے بجائے اِس طرح کہہ دینا، کام پر آ جاؤ، دیکھ لیں گے، جو مناسب ہو گا دے دیں گے، خوش کر دیں گے، خرچی ملے گی وغیرہ الفاظ قطعاً ناکافی ہیں۔بغیر طے کئے اُجرت لینا دینا گناہ ہے، طے شدہ سے زائد طلب کرنا بھی ممنوع ہے۔یہ قاعِدہ رکشہ ٹیکسی کے ڈرائیوروں، ہر طرح کے کاریگروں وغیرہ اور ان سے کام کروانے والوں کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ البتّہ جہاں فریقین کو لگی بندھی (یعنی fix) اُجرت یا کرائے کا **معلوم** ہو وہاں طے کرنے کی حاجت نہیں نیز جہاں ایسا معامَلہ ہو کہ کام کروانے والے نے کہا: کچھ نہیں دوں گا، اِس نے بھی کہہ دیا کچھ نہیں لوں گا اور پھر اپنی مرضی سے دے دیا تو اِس لین دین میں کوئی حَرَج نہیں۔

**(۵۰)۔۔۔مزدوری یاڈیوٹی** میں سستی اور چھٹّیوں کے باوجود جو مکمّل اُجرت یا تنخواہ لیتا رہا اور اب نادِم ہے تو اُس کے لئے صِرف زَبانی توبہ کافی نہیں، توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ آج تک جتنی اُجرت یا تنخواہ زائد حاصل کی ہے اُس کی بھی شَرعی ترکیب کرنی ہو گی۔ چنانچِہ اِس مسئلے کا حل بیان کرتے ہوئے میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (جتنا کام کیا) اُس سے جو کچھ زیادہ مِلا (ہو وہ) مُستاجِر (یعنی جس نے اُجرت پر رکھا اُسی) کو واپس (لوٹا) دے، وہ نہ رہا ہو (تو) اُس کے وارِثوں کو دے، اُن کا بھی پتا نہ چلے (تو) مسلمان محتاج (یعنی مسلمان فقیر یا مسکین) پر تصدُّق (یعنی خیرات) کرے۔ اپنے صرف (یعنی استعمال) میں لانا یا غیرِ صدَقہ میں صرف (یعنی خَرچ) کرنا **حرام** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج۱۹ص۴۰۷)

وقف کے ادارے میں بہر حال واپس ہی کرنی ہو گی اگر رقم یاد نہیں تو ظنِّ غالب کے حساب سے مالیت طے کر کے بیان کردہ حکمِ شَرعی پر عمل کیجئے۔یاد رکھئے! پرایا مال ناجائز طریقے پر کھاڈالنا محشر میں پھنسا سکتا ہے چُنانچِہ **فرمانِ مُصطفٰی** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: ''جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیرج۱ص۲۳۳حدیث۶۳۷)

# یادداشت

| ش | موضوع | صفحہ | ش | موضوع | صفحہ |
|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |